

قرآن

رومی اور اقبالؒ

(جلد اول)

(مثنوی مولانا رومی اور کلام اقبال اردو میں مشترک قرآنی آیات)
(تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات)

تالیف:-

پروفیسر مظفر علی کاشمیری

ایم اے (فارسی)، ایم فل (اقبالیات)، پی ایچ ڈی (اقبالیات)
استاد فارسی زبان و ادب، مصنف، مترجم و محقق

بہ اہتمام:-

ڈاکٹر محمود علی انجم

ایم اے (ایجوکیشن)، ایم فل (اقبالیات)، پی ایچ ڈی (اقبالیات)
نائب صدر بزم فکر اقبال (انٹرنیشنل)



نور ذات پبلشرز، لاہور

(شعبہ نشر و اشاعت: بزم فکر اقبال، پاکستان)



قرآن رومی اور اقبال

(جلد اول)

(مثنوی مولانا رومی اور کلام اقبال اردو میں مشترک قرآنی آیات)

(تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات)

اس تحقیقی مقالے میں مولانا رومی اور علامہ اقبال کی ایک مشترک اساسی قدر، قرآن فہمی اور قرآنی آیات، کو بطور تلمیح اپنے اپنے ادراک کے مطابق شعری قالب میں ڈھالنے کے اسلوب پر قلم اٹھایا گیا ہے۔ امید ہے یہ مقالہ مستقبل کے محققین کے لیے مولانا اور علامہ کی اس مشترک قدر کی نئی جہات پر تحقیق و تفسیر کے سلسلے میں ایک مستند دستاویز کی صورت میں بہت مہم و معاون ثابت ہوگا۔ اس موضوع پر جلد اول ایم فل کے مقالے پر اور جلد دوم پی ایچ ڈی کے مقالے پر مشتمل ہے۔

تالیف:- پروفیسر مظفر علی کاشمیری

ایم اے (فارسی)، ایم فل (اقبالیات)، پی ایچ ڈی (اقبالیات)

استاد فارسی زبان و ادب، مصنف، مترجم و محقق

بہ اہتمام:- ڈاکٹر محمود علی انجم

ایم اے (ایجوکیشن)، ایم فل (اقبالیات)، پی ایچ ڈی (اقبالیات)

نائب صدر بزم فکر اقبال (انٹرنیشنل)

نور ذات پبلشرز، لاہور

(شعبہ نشر و اشاعت: بزم فکر اقبال، پاکستان)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جملہ حقوق بحق مصنف کتاب ہذا محفوظ ہیں

قرآن، رومی اور اقبال (تحقیقی مقالہ ایمل اقبالیات)

(مثنوی مولانا رومی اور کلام اقبال اردو میں مشترک قرآنی آیات)

پروفیسر مظفر علی کاظمیری

ایم اے (فارسی)، ایم فل (اقبالیات)، پی ایچ ڈی (اقبالیات)

ماہر فارسی زبان و ادب، مصنف، مترجم، محقق

پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال

ایم اے (اردو)، ایم فل (اقبالیات)، پی ایچ ڈی (اقبالیات)

بانی، سرپرست اعلیٰ و صدر بزم فکر اقبال، انٹرنیشنل

ڈاکٹر محمود علی انجم (نائب صدر بزم فکر اقبال، انٹرنیشنل)

محمد جاوید

نور ذات پبلشرز (شعبہ نشر و اشاعت: بزم فکر اقبال، انٹرنیشنل)

0321-6672557

Anjum560@gmail.com/Anjum560@outlook.com

۲۰۲۲ء

۵۰۰

۲۰۰۰ روپے

ورلڈ ویو پبلشرز، الحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

0333-3585426 لینڈ لائن: 042-37236426

worldviewforum786@gmail.com

راقم الحروف نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ حتی المقدور تحقیقی و تنقیدی شعور سے کام لیتے ہوئے حقائق تک رسائی حاصل کر کے انہیں سند و حوالہ جات کے ساتھ ضبط و تحریر میں لا کر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ تاہم، ہر انسانی کوشش کی طرح علمی و ادبی کاموں میں بھی غلطی، کوتاہی اور نقص کا امکان رہتا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ انہیں اس کتاب میں کسی مقام پر کوئی کمی بیشی و غلطی نظر آئے تو مجھے ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں ان کی قیمتی آرا سے استفادہ کیا جاسکے۔ واللہ الموفق و هو الہادی الی سواء السبیل۔ اللہم تقبل منا انک انت السميع العليم۔ الحمد لله رب العالمین.

کتاب دوستی

کامیاب زندگی گزارنے کے لیے زندگی کا مقصد اور اسے گزارنے کا طریقہ جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے بہترین مخلوق کا رُوب عطا کرنے والے احد و واحد رب تعالیٰ نے انبیاء و رسل پر آسمانی کتابیں اور صحائف نازل فرمائے اور انہیں بطور معلم انسانوں کو تعلیم دینے اور ان کی تربیت کرنے کا فریضہ سرانجام دینے کی ذمہ داری تفویض فرمائی۔ کتاب ہر ایک معلم و متعلم کی بنیادی ضرورت ہے۔ ایک مسلمان تاحیات معلم اور متعلم کے طور پر زندگی بسر کرتا اور ہر وقت اپنی اور دوسروں کی اصلاح اور فلاح کے لیے مصروف بہ عمل رہتا ہے۔ حیات بخش اور حیات افروز علم و ادب پر مشتمل کتابیں ہر فرد کی ضرورت ہیں۔ ایسی تحقیقی، مستند کتابیں جو منشاء الہی کے مطابق دنیوی اور اخروی فوز و فلاح کے حصول میں مدد و معاون ہو، ان کا مطالعہ اور ان سے ملنے والی تعلیمات پر عمل کرنا از حد ضروری ہے۔

اپنے بارے میں، اپنے خالق و مالک کے بارے میں، اس کائنات کے بارے میں، اپنے محبوب حکما، علما، صوفیہ، ادبا اور شعرا کی نگارشات سے استفادہ کرنے کے لیے مطالعہ کی عادت اپنائیں۔

یہ کتاب اسی جذبے کے تحت آپ کو پڑھنے کے لیے پیش کی گئی ہے۔ اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لیے دیں۔

سُر و علم ہے کیف شراب سے بہتر کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

محترمی و کرمی!

امید ہے آپ اس کتاب کا تحفہ پسند فرمائیں گے۔ اس تحقیقی مقالے میں مولانا رومی اور علامہ اقبال کی ایک مشترک اساسی قدر، قرآنِ نبوی اور قرآنی آیات، کو بطور تلمیح اپنے اپنے ادراک کے مطابق شعری قالب میں ڈھالنے کے اسلوب پر قلم اٹھایا گیا ہے۔ امید ہے یہ مقالہ مستقبل کے محققین کے لیے مولانا اور علامہ کی اس مشترک قدر کی نئی جہات پر تحقیق و تفسیر کے سلسلے میں ایک مستند دستاویز کی صورت میں بہت مدد و معاون ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ!

از طرف :-

تاریخ :-

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	حرف آغاز	۰۰۸
۲	باب اول:- ﴿قرآن﴾ مولانا اور علامہ کا فکری سرچشمہ	۰۱۰
۳	مولانا جلال الدین محمد	۰۱۱
۴	فیاضی و ایثار	۰۱۵
۵	علامہ محمد اقبال	۰۱۷
۶	علامہ کے کلام میں مولانا کا پرتو	۰۲۴
۷	حواشی	۰۳۰
۸	باب دوم:- مولانا اور علامہ کے آثار کے علاوہ دیگر کتب کی تفصیل	۰۳۲
۹	مولانا اور علامہ کے آثار کی تفصیل	۰۳۳
۱۰	مثنوی اور دیگر تصانیف	۰۳۳
۱۱	بانگ درا	۰۳۹
۱۲	بال جبریل	۰۴۲
۱۳	ضرب کلیم	۰۴۶
۱۴	ارمغان حجاز (اردو)	۰۴۸
۱۵	علامہ کی شعری تصانیف	۰۴۹
۱۶	باب سوم:- سورۃ الفاتحہ تا سورۃ الروم تجزیاتی جائزہ	۰۵۴
	سورت کا نام	سورت نمبر
۱۶	الفاتحہ	۱
۱۷	البقرہ	۲
۱۸	آل عمران	۳
۱۹	النساء	۴
۲۰	المائدہ	۵

صفحہ نمبر	سورت نمبر	سورت کا نام	نمبر شمار
۱۱۶	۶	الانعام	۲۱
۱۳۹	۷	الاعراف	۲۲
۱۴۳	۸	الانفال	۲۳
۱۵۰	۹	التوبہ	۲۴
۱۶۰	۱۰	یونس	۲۵
۱۶۳	۱۱	ہود	۲۶
۱۶۵	۱۲	یوسف	۲۷
۱۶۹	۱۳	الرعد	۲۸
۱۷۱	۱۴	ابراہیم	۲۹
۱۷۴	۱۶	النحل	۳۰
۱۸۰	۱۷	بنی اسرائیل	۳۱
۱۸۶	۱۸	الکہف	۳۲
۱۹۶	۱۹	مریم	۳۳
۱۹۸	۲۰	طہ	۳۴
۲۰۱	۲۱	الانبیاء	۳۵
۲۰۷	۲۲	الحج	۳۶
۲۱۱	۲۳	المومنون	۳۷
۲۱۳	۲۴	النور	۳۸
۲۱۸	۲۵	الفرقان	۳۹
۲۲۰	۲۶	الشعراء	۴۰
۲۲۱	۲۷	النمل	۴۱
۲۲۶	۲۸	القصص	۴۲
۲۳۰	۲۹	العنکبوت	۴۳
۲۳۴	۳۰	الروم	۴۴

نمبر شمار	سورت کا نام	سورت نمبر	صفحہ نمبر
۴۵	باب چہارم: - سورہ لقمان تا سورہ الحشر تجزیاتی جائزہ		۲۳۷
۴۶	لقمان	۳۱	۲۳۸
۴۷	السجدہ	۳۲	۲۴۰
۴۸	الاحزاب	۳۳	۲۴۳
۴۹	فاطر	۳۵	۲۴۷
۵۰	یسین	۳۶	۲۴۹
۵۱	الصفات	۳۷	۲۵۰
۵۲	الزمر	۳۹	۲۵۲
۵۳	المومن	۴۰	۲۵۷
۵۴	حم سجدہ	۴۱	۲۵۹
۵۵	الشوریٰ	۴۲	۲۶۰
۵۶	الزخرف	۴۳	۲۶۲
۵۷	الجاثیہ	۴۵	۲۶۴
۵۸	الاحقاف	۴۶	۲۶۷
۵۸	محمدؐ	۴۷	۲۶۹
۶۰	الفتح	۴۸	۲۷۱
۶۱	ق	۵۰	۲۷۵
۶۲	الذاریات	۵۱	۲۷۸
۶۳	النجم	۵۳	۲۸۱
۶۴	الرحمن	۵۵	۲۸۸
۶۵	الحدید	۵۷	۲۹۱
۶۶	المجادلہ	۵۸	۲۹۳
۶۷	الحشر	۵۹	۲۹۵
۶۸	باب پنجم: - سورہ الصف تا سورہ الاخلاص تجزیاتی جائزہ		۲۹۸
۶۹	الصف	۶۱	۲۹۹

صفحہ نمبر	سورت نمبر	سورت کا نام	نمبر شمار
۳۰۲	۶۲	الجمعه	۷۰
۳۰۳	۶۳	المنافقون	۷۱
۳۰۴	۶۴	التغابن	۷۲
۳۰۶	۶۵	الطلاق	۷۳
۳۰۸	۶۷	الملک	۷۴
۳۱۱	۶۸	القلم	۷۵
۳۱۲	۷۱	نوح	۷۶
۳۱۳	۷۳	المزمل	۷۷
۳۱۵	۷۴	المدثر	۷۸
۳۱۶	۷۶	الدھر	۷۹
۳۱۸	۸۷	الاعلیٰ	۸۰
۳۱۹	۸۹	الفجر	۸۱
۳۲۰	۹۰	البلد	۸۲
۳۲۲	۹۱	الشمس	۸۳
۳۲۲	۹۲	الم نشرح	۸۴
۳۲۶	۹۵	التین	۸۵
۳۲۹	۹۶	العلق	۸۶
۳۳۱	۹۹	الزلزال	۸۷
۳۳۳	۱۰۳	العصر	۸۸
۳۳۴	۱۰۴	الہمزہ	۸۹
۳۳۶	۱۱۱	اللہب	۹۰
۳۳۸	۱۱۲	الاحلاص	۹۱
۳۴۰	----	ماحصل	۹۲
۳۴۲	----	کتابیات	۹۳

حرفِ آغاز

اگرچہ اس مقالہ کی متعلقہ کتابیات علیحدہ صفحہ پر درج ہیں اس کے باوجود کتابیات کے علاوہ مقالہ سے کچھ ضروری توضیح طلب نکات قارئین کرام کی معلومات کیلئے اور ان کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے تحریر کئے جاتے ہیں۔

- ۱۔ اس مقالہ کا اساسی مصدر و مرجع قرآن حکیم ہے
- قرآن کریم کی تمام آیات کا اصل متن اور ترجمہ تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی چھ جلدوں سے لیا گیا۔
- ۲۔ قرآنی سورتوں کے تعارف کے لئے (۱) تفہیم القرآن (۲) قرآن ایک نظر میں (۳) انجم الاحصائی لالفاظ القرآن الکریم تین جلد اور (۴) قرآن شناخت سے استفادہ کیا گیا۔
- ۳۔ مثنوی معنوی کے اشعار اور ان میں قرآنی تمیحات کے حصول کے لئے (۱) قرآن و مثنوی (۲) احادیث مثنوی (۳) مثنوی معنوی نسخہ نیکلسون (۴) مثنوی معنوی شرح کریم زمانی (۵) مثنوی معنوی مولوی اردو ترجمہ قاضی سجاد حسین اور (۶) مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم کو اساسی کتب کے طور پر استعمال کیا گیا۔
- ۴۔ مثنوی معنوی کے تمام اشعار جو اس مقالہ کا حصہ ہیں ان کا اردو ترجمہ قاضی سجاد حسین کا ہے مثلاً:

زین بشارت مست شد دردش نماند صد ہزار الحمد بسی لب او بخواند
وہ اس خوشخبری سے مست ہو گیا اس کا درد نہ رہا لاکھوں حمد آہستہ آہستہ پڑھیں
(ص: ۶۲۲) (۴۳۲۶/۶) (ت ج ص: ۴۱۵/۶)

یہ شعر ”قرآن و مثنوی“ کے صفحہ: ۶۲۲ پر درج ہے اور نسخہ نیکلسون میں مثنوی کے چھٹے دفتر میں اس کا ترتیبی نمبر ۴۳۲۶ ہے اردو ترجمہ قاضی سجاد حسین کی شرح جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۴۱۵ سے لیا گیا۔

علامہ کے اشعار میں قرآنی آیات کے حصول کے لئے ”اقبال اور قرآن“ بنیادی ماخذ ہے لیکن مقالہ میں درج علامہ کے تمام اشعار کے حوالہ کیلئے ”کلیات اقبال (اردو)“ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور سے کتاب کا نام اور صفحہ نمبر لکھا گیا ہے۔ مثلاً

اے خدا شکوہ ارباب وفا بھی سُن لے خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سُن لے
(بانگ درا: ص: ۱۶۳)

علامہ اقبال کے فارسی کلام کے اردو ترجمہ کی تسہیل کے لیے علامہ کے سبھی فارسی آثار کی اردو شروح (مترجم خواجہ حمید یزدانی) سے استفادہ کیا گیا۔

ایران میں ادبی آثار کی اشاعت کے ایک شمارتی تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایران میں مولوی (مولانا) شناسی پر اب تک ہزاروں مقالات کے علاوہ آٹھ سو (۸۰۰) سے زیادہ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور پاکستان میں علامہ کے

احوال و آثار سے متعلق بھی اشاعتی مواد کی یہی صورت حال ہے۔

دونوں شخصیات کے خصائل و شمائل، اذکار و اسلوب، ذہنی و دینی ہم آہنگی، عقل اور عشق، عشق الہی اور عشق رسول، فلاسفی و اسلامی تصوف، حق شناسی، انسان شناسی، تلاوت قرآن اور نماز میں خشوع و خضوع، عظمت انسان، دین اسلام کے بنیادی عقائد مثلاً وجود باری، بعثت انبیاء، جبر و اختیار، معاد، علت و معلول، قرآن وحدیث فہمی وغیرہ پر اب تک بہت سے محققین اس جیسے دسیوں عناوین پر مشترکہ اور جداگانہ طور پر تحقیق کر چکے ہیں لیکن آج تک کسی محقق نے بھی اپنے اپنے عصر کے نابغہ روزگار کی ایک مشترک اساسی قدر قرآن فہمی اور قرآنی آیات کو بطور تلخیص اپنے اپنے ادراک کے مطابق شعری قالب میں ڈھالنے کے اسلوب پر قلم نہیں اٹھایا ہے لہذا یہ امر اس موضوع کو انتخاب کرنے میں میرے لئے بہت حوصلہ افزا ثابت ہوا۔ امید ہے یہ مقالہ مستقبل کے محققین کو مولانا اور علامہ کی اس مشترک قدر پر نئی جہات پر تحقیق و تفسیر کرنے کے لئے ایک مستند دستاویز کی صورت میں بہت مدد و معاون ثابت ہوگا اس مقالہ میں:

- ۱۔ مولانا کی مثنوی معنوی کے چھ دفاتر (چھ جلدوں) میں اول سے آخر تک قرآنی آیات تلخیص، اشارہ یا کنایہ کی صورت میں بے ترتیب مختلف اشعار میں ملتی ہیں۔ قرآنی آیات کی یہی صورت حال علامہ کے اردو اور فارسی کلام میں ہے، جبکہ موضوع کی طوالت کو مد نظر رکھتے ہوئے علامہ کے فقط اردو کلام (بانگ درا، بال جبریل، ضرب کلیم اور ارماغان حجاز (اردو) کو اس مقالہ میں شامل کیا گیا ہے۔ علامہ کی ان کتب کے تعارف کا بیشتر حصہ یوسف سلیم چشتی کی تحریر سے مقتبس ہے۔
- ۲۔ مولانا اور علامہ کے ان تمام اشعار، جن میں ایک قرآنی آیت مشترک ہے ان سب کو ایک آیت کے ضمن میں شامل کر لیا گیا ہے مولانا کے تمام اشعار کا اردو ترجمہ ہر شعر کے ذیل میں دیا گیا ہے۔
- ۳۔ تمام قرآنی آیات، مولانا اور علامہ کے وہ اشعار جن میں ایک آیت مشترک ہے متعلقہ سورت کے زمرہ میں آیات کی ترتیب سے شامل کئے گئے ہیں اس طرح قرآن کریم کی ۱۱۴ سورتوں میں سے وہ سورتیں جن کی آیات کو مولانا اور علامہ نے مشترکہ اپنے اشعار میں تلخیصاً استعمال کیا ان کو ترتیب تلاوت سے اس مقالہ میں مرتب کیا گیا۔
- ۴۔ ہر سورت کے آخر میں مولانا اور علامہ کے اشعار کا مطالعاتی تجزیہ اور جہاں مطلوب تھا اشعار کے مفہوم کی مختصر وضاحت بھی پیش کر دی گئی۔

باب اول

﴿قرآن﴾

مولانا اور علامہ کافکری سرچشمہ

مولانا جلال الدین محمد^(۱)

حالات

مولانا جلال الدین محمد بن سلطان العلماء بہاء الدین محمد بن حسین الخطیبی ایران کے متصوف شعراء میں جلیل القدر شاعر ہیں، وہ بلخ میں ۶۰۴ھ (۸-۱۲۰۷ء) میں پیدا ہوئے، ان کے والد محترم محمد بن حسین ملقب بہ بہاء الدین اس دور کے اکابر علماء و مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ شیخ نجم الدین کبریٰ^(۲) کے خلفاء میں تھے اور سلطان علاء الدین خوارزم شاہ کے مزاج میں بڑا اثر و رسوخ رکھتے تھے، پند و موعظت کی وجہ سے جہاں ان کو غیر معمولی مقبولیت و شہرت حاصل ہوئی، وہیں ان کے مخالف بھی پیدا ہوئے انہوں نے بلخ کے لوگوں سے تکلیف اٹھا کر بلخ سے ہجرت کی، اور بغداد کے راستے اپنے صاحبزادے مولانا کے ساتھ حج کے ارادے سے روانہ ہوئے، غالباً یہ سفر انہوں نے ۶۱۷ھ (۲۱-۱۲۲۰ء) میں اختیار کیا۔ اس وقت مولانا کی عمر ۱۴ سال کی تھی۔^(۳)

راہ میں جہاں کہیں گزر رہوتا، وہاں کے معززین، امیر و غریب سب آپ کی زیارت کو آتے، جب آپ نیشاپور پہنچے تو حضرت خواجہ فرید الدین عطار آپ سے ملنے کے لئے آئے، مولانا کو دیکھا تو اپنے سینے سے لگا لیا، اور ان کے والد سے کہا کہ اس جوہر قابل سے غافل نہ ہونا، پھر اپنی مثنوی ”اسرار نامہ“ مولانا کو دی، پھر آپ بغداد گئے۔ اور حج و زیارت سے فارغ ہو کر ملاطیہ پہنچے اور اس شہر میں چار سال مقیم رہے، اس کے بعد لارندہ تشریف لائے، لارندہ سلجوقیوں کا دار الحکومت تھا، اس شہر میں آپ نے سات سال قیام کیا۔ پھر سلطان علاء الدین کی قباد (۶۱۷-۶۱۳ء) کی دعوت پر آپ اس کے دار الحکومت تونیز تشریف لے گئے، اور وہاں سلطان العلماء بہاء الدین جو علوم ظاہری و باطنی میں بلند مقام رکھتے تھے، درس و تدریس، ارشاد و تلقین میں مصروف ہو گئے۔ علاء الدین کی قباد آپ سے بے حد عقیدت رکھتا تھا۔ شیخ بہاء الدین نے جمعہ کے روز ۸ ربیع الثانی ۶۲۸ھ (۱۲۳۱ء) کو وفات پائی۔^(۴)

تعلیم و تربیت

مولانا نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد سے حاصل کی، ان کی وفات کے بعد اپنے والد کے مرید سید برہان الدین متفق ترمذی،^(۵) جو اس زمانے میں تونیز آئے ہوئے تھے اور اکابر اولیاء اور اہل طریقت میں سے تھے، ان کے حلقہ درس میں شریک ہو کر اکتساب فیض کیا، اور پورے نو سال اس مرد حق آگاہ سے تعلیم و تربیت حاصل کرتے رہے، اور اکثر علوم و فنون ان سے حاصل کیے۔ بعضوں کے بیانات ہیں کہ اسی زمانے میں مولانا ان کے مرید ہو گئے تھے۔

مولانا شبلی نے لکھا ہے کہ اس کے بعد مولانا نے حلب کا قصد کیا، جو اس زمانے میں دمشق کی طرح مدینۃ العلم بن چکا تھا۔ حلب پہنچ کر مدرسہ حلاویہ کے دارالاقامہ میں قیام کیا۔ مولانا نے مدرسہ حلاویہ کے سوا حلب کے اور مدرسوں میں بھی تعلیم حاصل کی۔^(۶)

مناقب العارفین میں ہے کہ حلب کے بعد مولانا دمشق تشریف لائے، وہاں کے علماء اور اکابر نے آپ کا شاندار استقبال کیا، اور مدرسہ مقدسیہ میں لے کر آئے، مولانا دمشق میں تقریباً سات سال علوم دینیہ کی تحصیل میں مشغول رہے، اس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ (۷)

بیعت

دمشق سے مولانا پھر قونیہ تشریف لائے، اس وقت مولانا پر ظاہری علوم کا رنگ غالب تھا، درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے، وعظ کہتے تھے فتویٰ لکھتے تھے، سماع وغیرہ سے احتراز کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت شمس تبریز آپ کی زندگی میں داخل ہوئے، انہوں نے آپ کی زندگی کے رنگ ہی کو بدل دیا۔ علامہ شبلی نے حضرت شمس تبریز کی ابتدائی ملاقات کے واقعات کو مختلف تذکروں سے یکجا جمع کر دیا ہے۔

جو اہر مضمیہ میں ہے کہ ایک دن مولانا گھر میں تشریف رکھتے تھے، آپ کے شاگرد اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ چاروں طرف کتابوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔ اتفاقاً حضرت شمس تبریز کسی طرف سے آئے۔ اور سلام کر کے بیٹھ گئے، اور مولانا سے کتابوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کیا ہے۔ مولانا نے فرمایا یہ وہ چیز ہے، جس کو تم نہیں جانتے، یہ کہنا تھا کہ تمام کتابوں کو آگ لگ گئی، مولانا نے کہا یہ کیا ہے حضرت شمس تبریز نے جواب دیا، یہ وہ ہے جسے تم نہیں جانتے یہ کہہ کر حضرت شمس تبریز چل دیے، اور مولانا کا یہ عالم ہوا کہ گھربار، مال، اولاد سب چھوڑ چھاڑ کر نکل کھڑے ہوئے اور ملک بہ ملک حضرت شمس تبریز کو ڈھونڈتے پھرے، لیکن حضرت شمس تبریز کا کہیں پتہ نہ لگا۔

زین العابدین شروانی نے مثنوی کے دیباچے میں لکھا ہے کہ حضرت شمس تبریز کو ان کے پیر بابا کمال جندی (۸) نے حکم دیا تھا کہ روم جاؤ، وہاں ایک دل سوختہ ہے، اس کو گرم کر آؤ۔ حضرت شمس تبریز قونیہ پہنچے، شکر فرودشوں کی کارواں سرائے میں اترے، ایک روز مولانا کی سواری بڑے تزک و احتشام سے نکلی، حضرت شمس تبریز نے سر راہ ان کو روک کر پوچھا کہ مجاہدہ و ریاضت سے کیا مقصد ہے؟ مولانا نے کہا ”اتباع شریعت“، شمس تبریز نے کہا یہ تو سب جانتے ہیں، مولانا نے کہا اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے، حضرت شمس تبریز نے فرمایا کہ علم کے معنی یہ ہیں کہ تم کو منزل تک پہنچائے، پھر حکیم سنائی کا یہ شعر پڑھا:

علم کز تو ترانہ بستاند جہل زان علم بہ بود بسیار
وہ علم جو تجھ سے تجھے نہیں لے لیتا اس علم سے تو جہالت بہت اچھی ہے
مولانا پر حضرت شمس تبریز کی اس گفتگو کا بڑا اثر ہوا، اور اسی وقت حضرت شمس تبریز کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔

علامہ اقبال نے بھی اسرار و رموز میں اس واقعہ کو نظم کیا ہے:

ڈاکٹر رضا زادہ شفق کا بیان

تاریخ ادبیات ایران میں ڈاکٹر رضا زادہ شفق نے مولانا اور حضرت شمس تبریز کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، اسے ہم یہاں اختصار کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

حلب اور دمشق سے تحصیل علوم کر کے مولانا قونیہ آئے، اور یہاں آ کر اپنے والد کی طرح تعلیم و تدریس اور علوم

شریچہ کے پھیلائے میں مشغول ہو گئے، یہاں تک کہ ایک شخص نے باہر سے آ کر ان کی زندگی میں ایک عجیب انقلاب پیدا کیا، یہ بزرگ شمس الدین بن علی بن ملک داؤد تبریزی تھے۔ جو پیران صوفیہ میں سے تھے۔ ان کے نفس گرم میں ایک عجیب تاثیر تھی وہ ایک عظیم جذبہ اور اپنی گفتگو میں ایک عجیب تاثیر رکھتے تھے مختلف شہروں میں گھومنا، اور اہل راز کے ساتھ ریاضت، اور درویشوں اور عارفوں کے ساتھ انس و محبت ان کا خاص شعار تھا، یہاں تک ۶۴۲ھ (۴۵-۱۲۴۴ء) میں یہ مولانا روم کی تلاش میں قونیہ آئے، اور مولانا کے چہرے میں عشق و حقیقت کی تجلیات کو محسوس کر کے ان کو اپنا شیفتہ معنوی بنا لیا، اور ان کے روحانی مرشد اور قائد بنے، مولانا کو جو عقیدت اور بے پایاں محبت حضرت شمس تبریزی سے تھی، اس کا اندازہ مولانا کے اشعار اور اقوال سے ہوتا ہے چنانچہ مثنوی دفتر اول کے ذیل کے اشعار ہمارے اس خیال کی تصدیق کرتے ہیں:

شمس تبریزی کہ نور مطلق ست
آفتاب ست و زانوار حق ست (۹)

شمس تبریزی جو مکمل نور ہے
سورج ہے اور حق کے نوروں میں سے ہے

مثنوی معنوی (۴۴/۱)

این نفس جاں دامنم بر تافتست
اس وقت میری روح مستعد ہو گئی ہے

بوئی پیراہان یوسف یافتست
اس نے یوسف کے لباس کی خوشبو سونگھی ہے

مثنوی معنوی (۱۲۵/۱)

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست
میں کیا کہوں؟ میری ایک رگ بھی ہوش میں نہیں ہے

شرح آن یاری کہ او رایار نیست
اس یار کی تفصیل جس کا کوئی شریک نہیں

مثنوی معنوی (۱۳۰/۱)

شرح این ہجران و این خون جگر
اس فراق اور خون جگر کی تفصیل

این زمان بگزار تا وقت دگر
اب دوسرے وقت کے لیے چھوڑ

مثنوی معنوی (۱۳۱/۱)

گفتمش پوشیدہ، خوش تر سر یار
میں نے اس کا کہا کہ یار کا راز چھپا ہوا اچھا ہوتا ہے

خود تو در ضمن حکایت گوش دار
البتہ تو اس کو قصہ کے ضمن میں سن لے

مثنوی معنوی (۱۳۵/۱)

خوش تر آن باشد کہ سر دلبران
بہتر یہی ہوتا ہے کہ معشوقوں کا راز

گفتہ آید در حدیث دیگران (۱۰)
دوسروں کے قصے میں بیان ہو جائے

مثنوی معنوی (۱۳۶/۱)

ان اشعار سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مولانا نے مثنوی کی حکایات میں اور تصوف کے رموز و اسرار بیان کرنے میں حضرت شمس تبریزی کے تصوف کو برابر پیش نظر رکھا ہے۔ اگرچہ ان کا نام نہیں لیا ہے، لیکن ان کے اسرار و عرفان و راز ایمان کو حدیث دیگران کے انداز میں ذکر کیا ہے، مولانا مدت دراز تک عارف تبریزی کی خدمت میں رہے، اور حضرت شمس تبریزی نے ان کی زندگی میں ایک نئی شمع عشق روشن کی۔

کہتے ہیں کہ حضرت شمس تبریزی پر وجد و شوق کا غلبہ تھا، اور وہ غلبہ حال کی وجہ سے اندرونی مضمرات کے چھپانے پر قادر

نہ تھے، اور اسرار کو فاش کرتے تھے، جس کی وجہ سے لوگ ان کے زیادہ مخالف ہو گئے، اور ۶۴۵ھ (۱۲۴۷-۱۲۴۸ء) میں تونسہ کے عوام نے ان پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا، اور اس حادثے میں مولانا کے صاحبزادے علاء الدین بھی شدید زخمی ہوئے۔ لیکن مولانا کی غزلیات سے جو اندازہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت شمس تبریز ایک روز غائب ہو گئے، مولانا دو سال شب و روز ان کو تلاش کرتے رہے، لیکن کہیں ان کا پتا نہ چلا^(۱۱)

سلسلہ

مولانا کے سلسلہ باطنی کا نام مولویہ ہے۔ بسا اوقات مولانا پر سُکر کی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ تو اس حالت میں شریعت کے ظاہری احکام کا ہوش نہ رہتا تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی بزرگ کی سُکری حالت کے افعال عام مریدوں کے لیے شمعِ راہ نہیں بنتے اور نہ وہ قابلِ اتباع ہوتے ہیں۔ لیکن آج مولانا کے نام پر جو فرقہ مولویہ/جلالیہ کہلاتا ہے اور شام، مصر اور قسطنطنیہ وغیرہ میں ان کی خانقاہیں ہیں۔ مولانا کی صرف سُکری حالت کا اتباع کرتے ہیں۔ خاص قسم کا لباس پہنتے ہیں اور خاص قسم کا رقص ان کے حلقوں میں ہوتا ہے۔ شریعت اور اس کے احکام سے دور اور ان سے نابلد رہتے ہیں۔ (ص: ۷-۸)

اخلاق

عارفِ روئی اپنے اخلاق و کردار میں اتباعِ رسولؐ اور حسنِ اخلاق کا پیکرِ مجسم تھے آپ کے آئینہ اخلاق میں عبادت و ریاضت، خشیتِ الہی، زہد و قناعت، فیاضی و ایثار، استغنا و بے نفسی، اور کسبِ حلال کا عکس نمایاں نظر آتا ہے۔ مولانا شبلی نے سوانح مولانا روم میں مولانا کے اخلاق و عادات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”مولانا جب تک تصوف کے دائرے میں نہیں آئے، آپ کی زندگی عالمانہ جاہ و جلال کی ایک شان رکھتی تھی، ان کی سواری جب نکلتی تھی تو علماء اور طلبہ کا ایک بڑا گروہ ان کی رکاب میں ہوتا تھا، سلاطین و امراء کے دربار سے بھی ان کا تعلق تھا، لیکن سلوک میں داخل ہونے کے ساتھ ہی یہ حالت بدل گئی۔ درس و تدریس، افتاء و افادے کا سلسلہ اب بھی جاری تھا، لیکن وہ پچھلی زندگی کی ایک محض یادگار تھی، ورنہ زیادہ ترحمت و معرفت کے نشے میں سرشار رہتے تھے۔“

ریاضت و عبادت

ریاضتوں اور مجاہدوں کی یہ کیفیت تھی کہ سپہ سالار جو برسوں آپ کے ساتھ رہے ان کا بیان ہے کہ میں نے کبھی آپ کو شبِ خوابی کے لباس میں نہیں دیکھا، کچھوٹا اور تکیہ بالکل نہیں ہوتا تھا، قصداً لیٹتے نہیں تھے، نیند غالب ہوتی تو بیٹھے بیٹھے سو جاتے۔ سماع کی مجلسوں میں مریدوں پر جب نیند غالب ہوتی تو ان کے خیال سے دیوار سے ٹیک لگا کر زانو پر سر رکھ لیتے، تاکہ وہ لوگ بے تکلف ہو کر سو جائیں وہ سو جاتے تو خود اٹھ بیٹھتے اور ذکر و شغل میں مصروف ہو جاتے روزے اکثر رکھتے تھے اور مسلسل کئی کئی روز تک نہ کھاتے تھے۔

نماز میں خشوع و خضوع

نماز کا وقت آتا تو فوراً قبلے کی طرف مڑ جاتے، اور چہرے کا رنگ بدل جاتا، آپ پر نماز میں نہایت استغراق ہوتا تھا، سپہ سالار کا بیان ہے کہ: میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اولِ عشاء کے وقت سے نیت باندھی اور دو رکعتوں میں

صبح ہوگئی، ایک دفعہ جاڑوں کے دن تھے۔ مولانا نماز میں اس قدر روئے کہ تمام چہرہ اور داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی، شدید سردی کے موسم کی وجہ سے آنسو جم کر بن ہو گئے، لیکن آپ نماز میں اسی طرح مشغول رہے۔ (۱۲)

زہد و قناعت

زہد و قناعت کی انتہا یہ تھی کہ سلاطین و امرا کی جانب سے مختلف قسم کے تحائف آتے تھے، لیکن مولانا اپنے پاس کچھ نہ رکھتے تھے، جو چیز آتی اسے صلاح الدین زرکوب یا حسام الدین چلپی کے پاس بھجوا دیتے، کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ گھر میں نہایت تنگی ہوتی اور مولانا کے صاحبزادے سلطان ولد اسرار کرتے تو کچھ رکھ لیتے، جس دن گھر میں کھانے کا سامان نہ ہوتا تو بہت خوش ہوتے اور فرماتے کہ آج ہمارے گھر میں درویشی کی بو آتی ہے۔

فیاضی و ایثار

فیاضی و ایثار کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی سائل سوال کرتا تو عبا یا (کرتے) جو کچھ بدن پر ہوتا اتار کر سائل کو دے دیتے۔ اسی اعتبار سے کرتے عبا کی طرح سامنے سے کھلا ہوتا تھا کہ اتارنے میں زحمت نہ ہو۔

بے نفسی اور فنائیت

بے نفسی اور فنائیت کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دفعہ مریدوں کے ساتھ جا رہے تھے کہ ایک تنگ گلی میں ایک کتا سوراہا تھا جس سے راستہ رک گیا تھا مولانا وہیں رک گئے اور دیر تک کھڑے رہے ادھر سے ایک شخص آ رہا تھا اس نے کتے کو ہٹا دیا مولانا نہایت آزرده ہوئے اور فرمایا میاں! اس کو ناحق تکلیف دی۔

ایک دفعہ راستے میں دو آدمی لڑ رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا او لعین! اگر ایک کہے گا تو دس سنے گا اتفاق سے مولانا کا ادھر سے گزر ہوا آپ نے اس شخص سے فرمایا بھائی جو کچھ کہنا ہے مجھ سے کہو اگر تم ہزار کہو گے تو ایک بھی نہ سنو گے دونوں مولانا کے پاؤں پر گر پڑے اور آپس میں صلح کر لی۔

استغنا و بے نیازی

مولانا بالطبع سلاطین اور امرا سے گریز کرتے تھے صرف اخلاقاً ان سے مل لیتے ایک دفعہ ایک امیر نے ملاقات میں تاخیر کی وجہ بیان کرتے ہوئے معذرت کی کہ میں بہت مشغول رہتا ہوں اس لئے کم حاضر ہوتا ہوں فرمایا: ”معذرت کی ضرورت نہیں میں تم لوگوں کے آنے کی پند نسبت نہ آنے سے زیادہ ممنون ہوتا ہوں۔“

مولانا کا مسلک وحدت الوجود ہے انہوں نے اس مسلک کی اشاعت میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا ہے ذیل کے دو اشعار میں مسلک وحدت الوجود کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (۱۳)

آنہا کہ طلب گار خدائید خدائید	بیرون ز شما نیست شمائید شمائید
وہ جو طلبگار ہیں، خدا کے، خدا کے	وہ تم سے باہر نہیں، تمہی تو ہو، تمہی تو ہو
چیزمے کہ نکر دید گم از بہر چہ جوئید	کس غیر شما نیست کجائید کجائید
وہ چیز جو آپ نے کھوئی نہیں، کس لیے ڈھونڈتے ہو؟	تمہارے سوا کوئی نہیں، آپ کہاں ہیں، آپ کہاں ہیں

وفات

مولانا کے مرض الموت کے متعلق کچھ تفصیلات نہیں ملتیں اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کتنے دن علیل رہے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ جب مزاج ناساز ہوا تو اس دور کے ماہر اطباء، اکمل الدین اور حکیم غضنفر نے علاج کیا لیکن کوئی افادہ نہیں ہوا بیماری کی خبر جب عام ہوئی تو عیادت کیلئے تمام شہر ٹوٹ پڑا حضرت شیخ صدر الدین تونیوی بھی عیادت کیلئے آئے اور دعا کی کہ خدائے تعالیٰ جلد آپ کو شفا دے مولانا نے فرمایا شفا آپ کو مبارک ہو عاشق و معشوق میں ایک پیراھن کا پردہ باقی رہ گیا ہے کیا آپ نہیں چاہتے کہ وہ بھی اٹھ جائے اور نور نور میں مل جائے پھر یہ شعر پڑھا:

چہ داننی تو؟ کہ در باطن چہ شاہی ہمنشین دارم رخ زرین من منگر کہ پائی آہنیں دارم
تو کیا جانے؟ میں باطن میں شاہی ہم نشین رکھتا ہوں میرا روشن چہرہ مت دیکھ، آہنی پاؤں رکھتا ہوں
دیوان کبیر (۱۵۰۷/۳)

اسی عالم میں ایک شخص نے پوچھا کہ آپ کا جانشین کون ہوگا آپ نے مولانا حسام الدین چلیی کا نام لیا دو بار سہ بار پوچھا پھر بھی یہی جواب دیا چوتھی مرتبہ کسی نے آپ کے صاحبزادے سلطان ولد کا نام لے کر کہا کہ ان کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا وہ پہلوواں ہے اسے کسی وصیت کی حاجت نہیں حضرت حسام الدین چلیی نے پوچھا کہ آپ کے جنازے کی نماز کون پڑھائے گا فرمایا مولانا صدر الدین۔

آخری لحات میں اپنے اصحاب و مریدوں سے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ سرّاً اور علناً خدا سے ڈرتے رہو کھانے سونے اور گفتگو میں کمی کرو گناہوں سے دور رہو روزے برابر رکھو قیام شب کی مداومت کرو شہوتوں کو ہمیشہ ترک کرتے رہو ہر طرح کے لوگوں کی جفا برداشت کرو عامیوں کی ہمنشینی چھوڑ دو نیکیوں اور بزرگوں سے صحبت رکھو بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے اور بہترین کام وہ ہے جو قلن و دل ہو۔ (۱۴)

آخر ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ (۱۷ دسمبر ۱۲۷۳ء) بروز یکشنبہ غروب آفتاب کے وقت آپ واصل الی اللہ ہوئے مولانا امتیاز الدین نے غسل دیا شیخ صدر الدین نماز جنازہ پڑھانے کیلئے کھڑے ہوئے مگر فرط غم سے چیخیں مار کر بے ہوش ہو گئے آخر قاضی سراج الدین نے نماز جنازہ پڑھائی تونیوی میں مولانا کا مزار مبارک آج تک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ (۱۵)
پھر فرمایا میرے احباب ادھر کھینچتے ہیں اور مولانا شمس الدین ادھر بلا رہے ہیں اللہ کی طرف بلانے والے کو مانو اور اس پر یقین لاؤ۔

حسام الدین چلیی حیران، پریشان، نمناک آنکھوں کے ساتھ ہزاروں اشخاص کے درمیان سے راہ بناتے بوجھل قدموں کے ساتھ جنازہ میں شریک احساس کر رہے تھے کہ مولانا جو میرے دل میں ہے سب کے دلوں میں ہے اور وہ مولانا کا یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

بعد از وفات تربت ما در زمین مجوی در سینہ پائی مردم عارف مزار ماست (۱۶)
میری وفات کے بعد زمین پر میری قبر تلاش نہ کرنا اللہ کے مقربوں کے سینہ میں ہمارا مزار ہے

علامہ محمد اقبال

علامہ محمد اقبال نے ۱۸۹۹ء جب ان کی عمر 22 سال تھی گورنمنٹ کالج لاہور سے امتیازی حیثیت سے سونے اور چاندی کے تمغے اور وظیفہ جیسے اعزازت کے ساتھ ایم اے کا امتحان پاس کر کے ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھا اور ۱۹۰۵ء میں انگلستان روانہ ہوئے آپ ۱۹۰۸ء میں اعلیٰ تعلیم مکمل کر کے ۲۷ جولائی کے دن لاہور پہنچے کثیر الجہات شخصیت کے حامل نابغہ روزگار کی زندگی پر آج تک ہزاروں مقالات اور کتب نشر ہو چکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے علامہ کی شخصیت کے ایک نہایت اہم پہلو ”قرآن فہمی“ کے عنوان پر بھی متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ علامہ کی قرآن فہمی اس مقالے کا مرکزی موضوع ہے مندرجہ ذیل تحریر دو حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ علامہ کی اللہ تبارک، رسول خدا اور قرآن کریم سے محبت و احترام سے متعلق مختلف اہل علم کی مستند آراء کا حامل ہے جبکہ دوسرے حصے میں علامہ کے کلام میں ذکر قرآن، مولانا سے عقیدت اور علامہ کے کلام میں قرآن و مولانا کا پرتو بیان کیا گیا ہے۔

درود و سلام

”پچا جان کو دعا پر بڑا اعتقاد تھا ان کا کلام پڑھنے سے اس اعتقاد کا احساس ہوتا ہے، اپنے اشعار میں جہاں دعا کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ دعا رسماً نہیں بلکہ دل سے نکل رہی ہے نبی کریمؐ پر درود بھیجنا بھی ان کے معمولات میں تھا اور اپنے خطوط میں اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے، ایک خط میں لکھا کہ مسلمان کی بہترین تلوار دعا ہے۔ اس سے کام لینا چاہیے ہر وقت دعا کرنی چاہیے اور نبی کریمؐ پر درود بھیجنا چاہیے۔“

اوراد کے بھی قائل تھے جب مجھے بی اے کا امتحان دینا تھا تو دادا جان کی ہدایت پر میری کامیابی کیلئے آیت کریمہ کا ورد بھی کیا تھا چنانچہ دادا جان کو لکھا کہ امید ہے آپ کی دعا سے اعجاز امتحان میں کامیاب ہو جائے گا آیت کریمہ کا ورد شروع ہے۔“ (۱۷)

(شیخ اعجاز احمد)

عشق رسولؐ

علامہ اقبال کو رسول ﷺ کی ذات گرامی سے عشق تھا سچا اور والہانہ عشق اور وہ عاشقان رسول کے دل و جان سے مداح اور قدر شناس تھے سرکارِ دو عالمؐ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے راجپال کو جب لاہور کے ایک غیر متمند نوجوان غازی علم الدین نے کیفر کردار کو پہنچا کر عدالت عالیہ سے سزائے موت پائی تو اس سارے واقعہ کے متعلق علامہ کے تاثرات واضح تھے۔ بقول یوسف سلیم چشتی علامہ نے علم الدین کی شہادت کے زمانہ میں بارہا یہ جملہ دہرایا۔ ”اسیں گلاں کر دے رہے تے ترکھاناں دامنڈا بازی لے گیا“۔ یعنی ہم باتیں ہی بناتے رہے اور نجار کا لڑکا سبقت لے گیا اسی طرح جب ۱۹۳۳ء میں آریہ سماج حیدرآباد (سندھ) کے سیکرٹری نھورام نے ”ہسٹری آف اسلام“ کے نام سے کتاب

شائع کر کے سرکارِ دو عالم کی شانِ اقدس میں سخت دریدہ وقتی کا مظاہرہ کیا تو غازی عبدالقیوم نے انگریز کی عدالت منعقدہ کراچی میں تھورام پرچا تو کے پے در پے وار کئے اور جب غازی عبدالقیوم کو پھانسی کی سزا دی گئی تو علامہ نے اس واقعہ سے بھی بڑا اثر قبول کیا اور اس تاثر کو ’لا ہو اور کراچی‘ کے عنوان سے یوں منظوم فرمایا:

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور موت کیا ہے؟ فقط عالم معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ قدرو قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ اے مرد مسلمان تجھے کیا یاد نہیں؟ حرف لا تدع مع اللہ الٰہا آخر (۱۸)
ضرب کلیم (ص: ۵۵)
(فقیر سید وحید الدین)

احترام رسولؐ

علامہ اقبال، حضور نبی کریمؐ کی ذاتِ اقدس سے بے پناہ محبت اور والہانہ عشق رکھتے تھے ایک روز میں ان کے مکان پر پہنچا تو علامہ کو بہت زیادہ فکر مند اور بے چین پایا گھبرا کے دریافت کیا خیریت تو ہے کہ آج آپ خلاف معمول بہت زیادہ مضطرب اور پریشان ہیں۔

علامہ نے ایک مخصوص انداز میں نظریں اوپر اٹھائیں اور غم انگیز لہجے میں فرمایا یہ سوچ کر میں اکثر مضطرب اور پریشان ہو جاتا ہوں کہ کہیں میری عمر رسول اللہ کی عمر سے زیادہ نہ ہو جائے۔

علامہ مرحوم کی تاریخ پیدائش ۹ نومبر ۱۸۷۷ء ہے اس حساب سے ۱۹۳۸ء میں انتقال کے وقت عاشق رسول کی عمر رسول اکرمؐ کے سن مبارک سے دو سال کم یعنی ۶۱ سال تھی گویا اللہ تعالیٰ نے علامہ کی تمنا اور دعا کو قبول فرمایا۔ (۱۹)
(حکیم احمد شجاع)

سوز عشق

اقبال کو ذاتِ رسالت مآب سے والہانہ محبت تھی اس کا اظہار ان کے کلام سے ہوتا ہے ان کا تنہا یہ شعر سوزِ عشقِ نبیؐ کا آتش کدہ ہے۔

بہ مصطفیٰ برسوں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر بہ او نہ رسیدی تمام بو لہیبی سست!
خود حضرت محمدؐ کے مقام تک پہنچاؤ، کیونکہ دین اسلام کی بنیاد ہی آنحضرت ہیں اگر آپ وہاں تک نہیں پہنچ پاتے، تو آپ کے اعمال ابولہب کا طرز عمل کہلائے گا
ارمغانِ حجاز اردو (ص: ۴۹)

ایک مرتبہ علامہ نے اپنی چھوٹی ہمشیرہ کو خط میں لکھا۔ میں جو اپنی گزشتہ زندگی پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے بہت افسوس ہوتا ہے کہ میں نے اپنی عمر یورپ کا فلسفہ پڑھنے میں گنوائی خدا تعالیٰ نے مجھ کو تو اے دماغی بہت اچھے عطا فرمائے تھے اگر یہ توئی دینی علوم کے پڑھنے میں صرف ہوتے تو آج خدا کے رسول کی میں کوئی خدمت کر سکتا اور جب مجھے یاد آتا ہے کہ والدِ مکرم مجھے دینی علوم ہی پڑھانا چاہتے تھے تو مجھے اور بھی قلق ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ صحیح راہ معلوم بھی تھی تو بھی وقت کے حالات نے اس راہ پر چلنے نہ دیا بہر حال جو کچھ خدا کے علم میں تھا ہوا اور مجھ سے بھی جو کچھ ہوسکا میں نے کیا لیکن دل چاہتا ہے کہ جو کچھ ہوا اس سے بڑھ کر ہونا چاہیے تھا اور زندگی تمام و کمال نبی کریمؐ کی خدمت میں بسر ہونی چاہیے تھی۔ (۲۰)

(فقیر سید وحید الدین)

محمد مقصود مرزا یوں رقم طراز ہیں:

۱۔ حکیم الامت علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال شاعر مشرق علیہ الرحمۃ سے ڈاکٹر عبدالجید ملک نے ۱۹۳۷ء میں پوچھا حضرت آپ حکیم الامت کیسے بنے؟

حضرت علامہ اقبال نے جواب میں فرمایا میں نے گن کر ایک کروڑ مرتبہ حضور نبی کریم پر درود بھیجا۔^(۲۱)

(نوائے وقت لاہور شاعت خاص 21 اپریل ۱۹۸۸ء)

۲۔ حضرت علامہ اقبال نے ڈاکٹر رؤف یوسف کو بھی بتایا کہ میرا معمول ہے میں روزانہ دس ہزار مرتبہ درود پاک کا ورد کرتا ہوں۔^(۲۲)

(ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ مارچ ۱۹۹۰ء، ص: ۶۷)

’اقبال بڑا اُپڈیشک‘ مولفہ آنسہ شمیم حیات سیال آئینہ ادب لاہور ص ۵۲-۵۳ اور ۵۴ پر مندرجہ ذیل تین حوالے

درج ہیں:

قرآن۔ اللہ سے ہم کلامی

علامہ اقبال نے فرمایا:

جب میں سیالکوٹ میں پڑھتا تھا تو صبح اٹھ کر روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا تھا والد مرحوم اپنے اور دو وظائف سے فرصت پا کر آتے اور مجھے دیکھ کر گزر جاتے ایک دن صبح کو میرے پاس سے وہ گزرے تو مسکرا کر فرمایا کہ کبھی فرصت ملی تو میں تم کو ایک بات بتاؤں گا میں نے دوچار بار تقاضا کیا تو فرمایا کہ جب امتحان دے لو گے تب جب امتحان دے چکا اور لاہور سے واپس آیا تو فرمایا۔ جب پاس ہو جاؤ گے تب، جب پاس ہو گیا اور پوچھا تو فرمایا بتاؤں گا۔ ایک دن صبح کو حسب دستور قرآن کی تلاوت کر رہا تھا تو وہ میرے پاس آگئے اور فرمایا بیٹا کہنا یہ تھا کہ جب تم قرآن پڑھو تو یہ سمجھو کہ یہ قرآن تم ہی پر اترا ہے یعنی اللہ تعالیٰ تم سے ہم کلام ہے۔

ڈاکٹر اقبال کہتے تھے کہ ان کا یہ فقرہ میرے دل میں اتر گیا اور اس کی لذت اب تک محسوس کرتا ہوں۔^(۲۳)

(سید سلیمان ندوی)

کردار کا غازی

قرآن مجید کی تلاوت سے ان کو خاص شغف تھا اور صبح کے وقت بڑی خوش الحانی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے مگر اخیر زمانہ میں طبیعت کی رقت کا یہ حال ہو گیا تھا کہ تلاوت کے دوران میں روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اور مسلسل پڑھ ہی نہ سکتے تھے نماز بھی بڑے خشوع و خضوع سے پڑھتے تھے مگر چھپ کر ظاہر میں یہی اعلان تھا کہ نرا گفتار کا غازی ہوں۔^(۲۴) (مولانا مودودی)

قرآن۔ مکمل ضابطہ حیات

ڈاکٹر صاحب کی قیام گاہ پر ایک ملاقاتی آئے ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں اتنے میں انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے

سوال کیا:

آپ نے مذہب، اقتصادیات، سیاسیات، تاریخ، فلسفہ وغیرہ پر جو کتابیں پڑھی ہیں ان میں سب سے زیادہ بلند پایہ اور حکیمانہ کتاب آپ کی نظر سے کونسی گزری ہے؟

ڈاکٹر صاحب کرسی سے اٹھے اور اندر چلے گئے دو تین منٹ میں واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اس کتاب کو اس شخص کے ہاتھوں پر رکھتے ہوئے فرمایا: ”قرآن حکیم“ (۲۵) (روزگار فقیر)

اور علامہ اقبال فرماتے تھے:

جب میں ایف اے میں پڑھتا تھا تو صبح کی نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتا تھا والد صاحب مسجد سے نماز پڑھ کر آتے تو کبھی منزل ختم کر چکا ہوتا کبھی جاری ہوتی ایک دن آکر پوچھتے ہیں کہ: کیا پڑھتے تھے؟

مجھے حیرت بھی ہوئی اور غصہ بھی آگیا چھ مہینے ہو گئے اور ہر روز دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم پڑھتا ہوں پھر یہ سوال کیا!

نہایت نرمی سے فرمایا: ”میں پوچھتا ہوں کہ کچھ سمجھ میں بھی آتا ہے؟“

اب میرا استعجاب اور غصہ جاتا رہا اور کہا: ”کچھ عربی جانتا ہوں کہیں سمجھ میں آ جاتا ہے“

بات ختم ہو گئی کوئی چھ ماہ بعد ایک دن بیٹھ گئے فرمایا: بیٹا قرآن کریم اس کی سمجھ میں آسکتا ہے جس پر یہ نازل ہوتا ہے۔

میں حیران تھا کہ کیا نبی کریم کے بعد قرآن کریم کسی کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا۔..... فرمایا: یہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ قرآن کریم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی پر نازل ہی نہیں ہو سکتا؟ میں پھر حیران ہوا تو فرمایا: انسانیت کو جس معراج پر پہنچانا فطرت کا مقصود ہے اس کا نمونہ ہمارے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک ہر نبی میں محمد ہی کے مختلف مدارج تھے وہ سلسلے گویا Muhammad in the making (تکمیل محمد) کے منازل تھے بنیادی اصول ہر جگہ ایک تھا البتہ شعور انسانی کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ فروعات کی تکمیل ہوتی جاتی تھی حتیٰ کہ ’محمد مکمل ہو گیا اور باب نبوت بند ہو گیا انسانیت اپنی معراج کبریٰ تک پہنچ گئی اب ہر انسان کے سامنے معراج انسانیت کا نمونہ ’محمد‘ موجود ہے کوئی انسان جتنا محمدیت کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اتنا ہی قرآن اس پر نازل ہوتا جاتا ہے یہ مفہوم تھا میرے کہنے کا کہ قرآن کریم اس کی سمجھ میں آسکتا ہے جس پر نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ (۲۶)

(رسالہ ”فکر و نظر“ اسلام آباد اگست ۱۹۷۶ء ص: ۱۱۹)

رئیس الاطباء حکیم محمد حسن صاحب قرشی لکھتے ہیں:

”قرآن حکیم سے ان کو بے حد شغف تھا وہ بچپن سے بلند آواز سے قرآن پڑھنے کے عادی تھے قرآن حکیم پڑھتے ہوئے وہ بے حد متاثر معلوم ہوتے تھے آواز بیٹھ جانے کا انہیں سب سے زیادہ قلق یہ تھا کہ وہ قرآن حکیم بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتے تھے بیماری کے دنوں میں بھی جب کبھی کسی نے قرآن حکیم کو خوش الحانی سے پڑھا تو آنسو جاری ہو گئے اور ان پر لرزش و اہتراز کی کیفیت طاری ہو گئی۔

آپ کلام پاک خاص دل سوزی اور شغف کے ساتھ تلاوت کیا کرتے تھے پڑھتے جاتے اور روتے جاتے حتیٰ کہ اوراق مصحف تریز ہو جاتے اور ان کو دھوپ میں سکھایا جاتا آپ کی تلاوت کا خاص قرآن پاک اسلامیہ کالج لاہور کے کتب خانے میں محفوظ ہے اور اس روایت کا معنی ثبوت فراہم کرتا ہے۔“

مرزا جلال الدین بیرسٹر فرماتے ہیں:

مطالب قرآنی پر ان کی نظر ہمیشہ رہتی کلام پاک کو پڑھتے تو اس کے ایک ایک لفظ پر غور کرتے بلکہ نماز کے دوران میں جب بہ آواز بلند پڑھتے تو وہ آیات قرآنی پر فکر کرتے اور ان سے متاثر ہو کر رو پڑتے۔ ڈاکٹر صاحب کی آواز میں ایک خاص کشش تھی جب وہ قرآن پاک بہ آواز بلند پڑھتے تو سننے والوں کا دل پگھل جاتا۔
اسلام کی تمام تعلیمات کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے اقبال نے اپنے پیام میں قرآن کو پڑھنے اور اس سے نور ہدایت حاصل کرنے پر بڑا زور دیا ہے۔

ایک خط میں اکبر الہ آبادی کو لکھا تھا: ”واعظ قرآن بننے کی اہلیت تو مجھ میں نہیں ہے ہاں اس کے مطالعے سے اپنا اطمینان خاطر روز بروز ترقی کرتا جاتا ہے۔“ مختلف بزرگوں نے فرمایا کہ قرآن پڑھنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کے معنی بھی آتے ہوں علامہ کی بھی یہی رائے تھی نیاز الدین خان کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

”قرآن کثرت سے پڑھنا چاہیے تاکہ قلب محمدی نسبت پیدا کرے اس نسبت محمدیہ کی تولید کیلئے یہ ضروری نہیں کہ قرآن کے معنی بھی آتے ہوں خلوص دل کے ساتھ محض قرأت کافی ہے۔“ (۲۷)

(سیرت اقبال لاہور ۱۹۳۳)

علامہ اقبال کے ملازم علی بخش کا بیان ہے:

”صبح کی نماز اور قرآن خوانی مدت سے ان کا معمول تھا قرآن بلند آواز سے پڑھتے تھے آواز ایسی شیریں تھی کہ ان کی زبان سے قرآن سن کر پتھروں کے دل پانی ہو جاتے تھے بیماری کے زمانے میں قرآن پڑھنا چھوٹ گیا تھا نماز بھی کم پڑھتے تھے موت سے کچھ عرصہ پیشتر تجھے سے کہنے لگے:

علی بخش! میرا جی چاہتا ہے کہ آج نماز پڑھوں میں نے کہا: آپ پلنگ پر بیٹھ جائیے میں آپ کو وہیں بیٹھے بیٹھے وضو کرا دیتا ہوں۔ وضو کر چکے تو میں نے کہا: ڈاکٹر صاحب: میں نے مہر صاحب کو بیٹھے بیٹھے نماز پڑھتے دیکھا ہے خدا جانے کیا بات ہے: کہنے لگے: ہاں مجبوری کی حالت میں یہ بھی جائز ہے۔

جن دنوں ہم بھائی دروازے میں رہتے تھے ایک دفعہ پورے دو مہینے بڑی باقاعدگی سے تہجد کی نماز پڑھتے رہے ان دنوں ان کا عجب حال تھا قرآن اس خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے کہ جی چاہتا تھا بس سارے کام کاج چھوڑ کر انہی کے پاس بیٹھا رہوں اس زمانے میں کھانا پینا بھی چھوٹ گیا تھا صرف شام کو تھوڑا سا دودھ پی لیا کرتے تھے خدا جانے اس میں کیا رمز تھی۔“ (۲۸) (چراغ حسن حسرت، مرتب ”اقبال نامہ“ تاج کینی لاہور، ص ۱۸)

قرآن سے متعلق حالات کو مولانا عبد السلام ندوی بھی لکھتے ہیں۔ یعنی:

”ڈاکٹر صاحب کے انتقال کے بعد ان کی وصیت کے مطابق ان کی کتابیں اسلامیہ کالج لاہور کی لائبریری کو دے دی گئیں ان کتابوں میں ڈاکٹر صاحب کی تلاوت کا خاص قرآن از روئے وصیت ان کے لخت جگر جاوید کو ملا اور وہ بلا نا صبح کے وقت اس کی تلاوت ایسے ذوق و شوق ایسے درد و محبت اور ایسے سوز و گداز کے ساتھ کیا کرتے تھے کہ آنسوؤں کا تار بندھ جاتا تھا روتے جاتے تھے اور پڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ کتاب عزیز کے ورق بھیگ جاتے جب تلاوت ختم ہو جاتی تو اسے اٹھا کر دھوپ میں رکھ دیتے تاکہ صحنے خشک ہو جائے مدت العمر تک ان کا یہی دستور رہا حتیٰ کہ زندگی کے آخری دنوں میں جب بیماری کا تسلط بڑھتا گیا اور گلہ خراب ہو جانے کی وجہ سے آواز میں پتی لگ گئی تو ڈاکٹروں کے روکنے پر آپ کا یہ طریق تلاوت بھی چھوٹ گیا جس کا ان کو نہایت رنج تھا۔“ (۲۹)

(اقبال کامل ص: ۶۸)

آخر عمر میں وہ ایک کتاب قرآن مجید پر لکھنا چاہتے تھے سرسرا مسعود کو ایک خط میں لکھتے ہیں:
 ”... اور اس طرح میرے لئے ممکن ہو سکتا تھا کہ میں قرآن کریم پر عہد حاضر کے افکار کی روشنی میں اپنے وہ نوٹ تیار کر لیتا جو عرصہ سے میرے زیر غور ہیں لیکن اب تو نہ معلوم کیوں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میرا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا اگر مجھے حیات مستعار کی بقیہ گھڑیاں وقف کر دینے کا سامان میسر آئے تو میں سمجھتا ہوں قرآن کریم کے ان نوٹوں سے بہتر کوئی پیش کش مسلمانان عالم کو نہیں کر سکتا۔“

یہ خط ۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء کا لکھا ہوا ہے۔

اس کے بعد ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء کو دوسرے خط میں لکھتے ہیں۔

خط میں لکھتے ہیں:

”چراغ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں تنہا ہے کہ مرنے سے پہلے قرآن کریم سے متعلق اپنے افکار قلم بند کر جاؤں“
 اعلیٰ حضرت نواب بھوپال سے انہوں نے اس کتاب کے لکھنے کا وعدہ کیا تھا اور وہ اس کو انگریزی زبان میں لکھنا چاہتے تھے چنانچہ ۷ اگست ۱۹۳۶ء کے ایک خط میں مولانا سید سلیمان ندوی کو لکھتے ہیں:
 ”انشاء اللہ موسم سرما میں وہ انگریزی کتاب لکھنا شروع کروں گا جس کا وعدہ میں نے اعلیٰ حضرت نواب بھوپال سے کر رکھا ہے۔“

لیکن سوال یہ تھا کہ یہ کتاب کس رنگ میں لکھی جائے تفسیر و تشریح یا ابتدائی مطالعے کے لئے ایک مقدمہ؟ بالآخر موجودہ زمانے کی احتجاجی تحریکات کو دیکھ کر ان کے دل میں یہ خیال روز بروز مستحکم ہوتا گیا کہ اس وقت اسلام کے نظام عمرانی کی تشریح و توضیح کی ضرورت ہے اس لئے وہ چاہتے تھے کہ تشکیل جدید الہیات اسلامیہ کی طرح تشکیل جدید فقہ اسلام پر یہ دیکھ کر کہ قرآن پاک نے ان مسائل کی رہنمائی کس انداز میں کی ہے قلم اٹھائیں۔ اس غرض سے انہوں نے یورپ اور مصر کی بعض نئی مطبوعات بھی فراہم کرنا شروع کر دی تھیں لیکن افسوس کہ اس تصنیف کا کام استقصائے مسائل، ترتیب مقدمات اور تقسیم مباحث سے آگے نہ بڑھ سکا۔ (۳۰) (اقبال کامل، ص: ۹۵-۹۶)

فقیر سید وحید الدین نے ”روزگار فقیر“ (حصہ اول) میں قرآن کے متعلق علامہ اقبال کی زندگی کے کئی واقعات لکھے ہیں:

فرمایا: ایک مرتبہ فارمن کرچن کالج لاہور کا سالانہ اجلاس ہو رہا تھا کالج کے پرنسپل ڈاکٹر لوکس نے مجھے بھی اس میں دعوت شرکت دی اجلاس کا پروگرام ختم ہونے کے بعد چائے کا بندوبست کیا گیا تھا ہم لوگ چائے پینے بیٹھے تو ڈاکٹر لوکس میرے پاس آئے اور کہنے لگے چائے پی کر چلے نہ جانا مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے ہم لوگ چائے پی چکے تو ڈاکٹر لوکس آئے اور مجھے ایک گوشے میں لے گئے اور کہنے لگے: ”اقبال مجھے بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کا مفہوم نازل ہوا تھا اور چونکہ انہیں صرف عربی زبان آتی تھی انہوں نے قرآن کریم عربی میں منتقل کر دیا یہ عبارت ہی اسی طرح اتری تھی؟“ میں نے کہا: ”یہ عبارت ہی اتری تھی“

ڈاکٹر لوکس نے حیران ہو کر کہا کہ: اقبال! تم جیسا پڑھا لکھا آدمی اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ عبارت ہی اسی طرح

اتری ہے!۔

میں نے کہا: ڈاکٹر لاکس، یقیناً! میرا تجربہ ہے مجھ پر شعر پورا اترتا ہے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر عبارت کیوں نہیں پوری اتری ہوگی۔ (۳۱)

(روزگار فقیر ج: ۱، ص: ۲۰-۲۱)

اسی کتاب میں وحید الدین آگے چل کر لکھتے ہیں:

”بعض ایسے لوگ بھی مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں جو نہ عربی زبان و ادب میں خاطر خواہ استعداد رکھتے ہیں نہ عرب قدیم کے علمی سرمائے پر ان کی نگاہ ہے اور نہ قرآن کریم کو ٹھیک طور پر سمجھ سکتے ہیں مگر اپنی اس علمی تہی ماگی کے باوجود قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کی کوشش فرماتے ہیں۔ ڈاکٹر (اقبال) صاحب کو اس قسم کی باتوں سے بڑی اذیت ہوتی تھی وہ اپنی متانت و سنجیدگی اور عالی ظرفی کے باوجود اس غم کو چھپانہ سکے ایک بار فرمایا ہی دیا: ”قرآن کریم اس اعتبار سے بڑا ہی مظلوم صحیفہ ہے کہ جسے دنیا میں اور کوئی کام نہیں ملتا وہ اس کے ترجمہ و تفسیر میں مصروف ہو جاتا ہے حالانکہ یہ نہایت ہی نازک اور محتاط ذمہ داری ہے“۔ (۳۲) (روزگار فقیر ج: ۱، ص: ۸۰-۸۱)

آگے چل کر وحید الدین ایک اور واقعہ پروفیسر یوسف سلیم چشتی کے متعلق بھی لکھتے ہیں کہ وہ پہلے فلسفے میں ڈوبے ہوئے تھے:

”علامہ اقبال نے ان کی توجہات کا رخ مذہب کی طرف موڑ دیا اور اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ قرآن کریم فلسفے اور الہیات کی کوئی تصنیف نہیں ہے اس کا مقصد دل کو اطمینان عطا کرنا ہے اس سلسلے میں انہوں نے یہ مشورہ بھی دیا کہ قرآن کریم کو اس زاویہ نگاہ سے پڑھو کہ اللہ تعالیٰ سے میرا کیا رشتہ ہے اور کائنات میں میرا کیا مقام ہے قرآن اس لئے نازل ہوا ہے کہ وہ انسان میں خدا سے ربط قلبی کا اعلیٰ شعور پیدا کر دے تاکہ انسان اس ربط کی بدولت مشیت ایزدی سے ہم آہنگی پیدا کر سکے“۔ (۳۳) (روزگار فقیر ج: ۱، ص: ۱۷۹)

پھر وحید الدین نے یہ واقعات بھی لکھے ہیں:

ممتاز حسن بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت کے سلسلے میں روشنی کی رفتار کا ذکر آیا تو میں نے کہا: عجیب بات ہے اب تک خلا میں روشنی سے زیادہ تیز رفتار اور کوئی چیز دریافت نہیں ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روشنی بجائے خود طبیعتی نقطہ نگاہ سے ایک قدر مطلق ہے۔“

علامہ نے نہایت متانت سے میرا سوال سنا اور فرمایا: کیا تمہیں قرآن حکیم کی وہ آیت یاد نہیں؟ (۳۴)

”اللہ نور السموات والارض“ (سورہ النور: ۳۵)

(روزگار فقیر ج: ۲، ص: ۱۰۱-۱۰۲)

مثنوی معنوی سے بھی علامہ کو قرآن ہی کی وجہ سے شغف تھا محمد حسین عرشی نے مثنوی کے مطالعے کے بعد اپنی مشکلات کو حل کرنے کیلئے علامہ اقبال کو خط لکھا۔ علامہ نے ۱۹ مارچ ۱۹۳۵ء کو یہ جواب لکھا۔

”جناب عرشی صاحب اسلام علیکم!

آپ کا خط بھی ملا میری صحت عامہ تو بہت بہتر ہو گئی ہے مگر آواز پر ابھی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا علاج برقی ایک سال تک جاری رہے گا دو ماہ کے وقفے کے بعد پھر بھوپال جانا ہوگا۔

آپ اسلام اور اس کے حقائق کے لذت آشنا ہیں۔ مثنوی رومی کے پڑھنے سے اگر قلب میں گرمی شوق پیدا ہو جائے تو اور کیا چاہیے! شوق خود مرشد ہے میں ایک مدت سے مطالعہ کتب ترک کر چکا ہوں اگر کبھی کبچھ پڑھتا ہوں

تو صرف قرآن یا مثنوی رومی افسوس ہے ہم اچھے زمانے میں پیدا نہ ہوئے۔

کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں ایک بھی صاحب سرور نہیں
بہر حال قرآن اور مثنوی کا مطالعہ جاری رکھیے۔ مجھ سے بھی کبھی کبھی ملتے رہیے اس واسطے نہیں کہ میں آپ کو کچھ سکھا
سکتا ہوں بلکہ اس واسطے کہ ایک ہی قسم کا شوق رکھنے والوں کی صحبت بعض دفعہ ایسے نتائج پیدا کر جاتی ہے جو کسی کے
خواب و خیال میں بھی نہیں ہوتے یہ بات زندگی کے پوشیدہ اسرار میں سے ہے جن کو جاننے والے مسلمانان ہند کی
بد نصیبی سے اب اس ملک میں پیدا نہیں ہوتے زیادہ کیا عرض کروں! (محمد اقبال)

اقبال کے کلام میں مولانا کا پرتو

یوں تو مولانا کی مثنوی نے مسلمانوں کے افکار، ادب اور شاعری پر گہرا اثر ڈالا اور دماغ کو نئی تازگی اور قلوب کو نئی
حرارت بخشی اور اہل سلوک و معرفت کو عارفانہ مضامین کا ایک خزانہ ملا اس لئے ہر دور کے اہل دل نے مثنوی کو شمع محفل اور
ترجمان دل بنایا لیکن چھ سو برس گزرنے کے بعد پاکستان کے ایک مفکر شاعر علامہ اقبال نے مولانا کے افکار کا بنظر غائر
مطالعہ کیا مثنوی نے ان کو نئی روح اور نیا جذبہ عطا کیا۔ عارف رومی کی معارف پرور شاعری نے ان کو اس حقیقت سے
روشناس کرایا کہ گل و بلبل، شاہد دل کا زمانہ گزر چکا عشق کی ہوسنا کیوں کی مداحی کا زمانہ ختم ہو چکا اب شاعری کو نئے فکر اور
اسلامی عقائد سے مزین کرنے کی ضرورت ہے مثنوی کے عمیق مطالعے نے عقیدت کے درتپے کو وا کیا انہوں نے اپنا مرشد
معنوی مولانا کو تسلیم کیا چنانچہ فرماتے ہیں:

پیرومی خاک را اکسیر کرد از غبارم جلوہ ہا تعمیر کرد
بیر رومی نے خاک کو اکسیر کر دیا میرے غبار سے کئی جلوے بنا دیئے
(اسرا خودی، ص: ۹)

علامہ کی پیرومی (مولانا) سے بے پایاں عقیدت و محبت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ وہ جاوید نامے میں مولانا کے حسن
ظاہری اور اوصاف باطنی کی اپنے اشعار میں تصویر کھینچتے ہوئے جاوید نامہ میں کہتے ہیں:

طلعتش رخسندہ مثل آفتاب شیب او فرخندہ، چوں عہد شباب
اس کا چہرہ سورج کی طرح منور بڑھاپا عہد جوانی کی طرح شاداب
پیکری روشن ز نور سردی در سراپایش سرور سردی
ان کا پیکر نور سردی سے مستنیر سر تا پا سردی سرور نمایاں
(ص: ۱۹)

وہ اسرار و موزکی عقدہ کشائی میں اپنے آپ کو مولانا کے رہین منت بتاتے ہوئے زبور عجم میں فرماتے ہیں:

راز معنی مرشد رومی کشود فکر من بر آستانش در سجود
مرشد رومی نے معنی کا راز ظاہر کیا اس کی دہلیز پر میری فکر سجدہ ریز ہے
(ص: ۱۸۵)

مرشد معنوی کی روح نے ان پر اسر نوشتہ و حکمت کے دروازے کھولے اور ان کی شاعری کیلئے نئی راہیں متعین

کرتے ہوئے حضرت علامہ اقبال نے اسرار خودی میں فرمایا:

از نیستان ہمچونے پیغام دہ
قیس را از قوم حے پیغام دہ
بیلے سے بانسری کی مانند پیغام دے
مجنوں کو لیلیٰ کے قبیلے کی طرف سے پیغام دے
نالہ را انداز نو ایجاد کن
بزم را از ہا و ہوا آباد کن
فریاد و فغاں کا نیا انداز ایجاد کر
انجن کوشور و غل کی رونق سے آباد کر
روح نومسی جوید اجسام کہن
کم تر از قم نیست اعجاز سخن
نئی روح پرانے پیکر تلاش کر رہی ہے
کلام کا اعجاز (بھی) تم سے کمتر نہیں ہے
خیز جان نو بدہ ہر زندہ را
از قم خود زندہ تر کن زندہ را
اٹھو ہر زندہ کو نئی زندگی بخش دے
اپنے تم سے انہیں مزید زندہ کر دے
خیز و پا بر جادہ دیگر بنہ
جوش سودائے کہن از سر بنہ
اٹھو اور نئی راہ پر اپنے قدم رکھ
اپنی پرانی دیوانگی کا جوش سر سے نکال دے
(ص: ۱۰)

مولانا کی اس ہدایت کے بعد علامہ نے ان کے متعین کئے ہوئے اصولوں اور شاعری کی نئی شمع روشن کی انہوں نے نہ صرف مولانا کے افکار کو عہد حاضر کے تقاضوں کے مطابق شاعری کے سانچوں میں ڈھالا بلکہ بہت سے اسلامی افکار و خیالات اپنی قوت مخیلہ کے قالب میں ڈھال کر عالم اسلامی کے لئے ایک نیا رمغان پیش کیا جو دنیا کے مسلمان کے لئے بصیرت افروز ہے انہوں نے سب سے پہلے اپنے تمام نظریات کی بنیاد قرآن حکیم کو قرار دیا۔ رموز بیخودی میں فرماتے ہیں:

گرتو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقراں زیستن
اگر تو ایک راسخ مسلمان کی طرح زندگی گزارنا چاہتا ہے
تو قرآنی تعلیمات کے بغیر زندگی گزارنا ممکن نہیں
(ص: ۱۲۳)

انہوں نے اپنے افکار کی بنیاد قرآن حکیم پر رکھی اور مولانا کی تعلیمات کو نئے اسلوب نئے انداز نگارش کے ساتھ عالم اسلامی کے سامنے پیش کیا علامہ نے بادہ کہن کو نئے شیشوں میں ڈھال کر اہل نظر کو اپنی شاعری میں جذب کر لیا اس دانائے راز کے نغمے نہ صرف پاکستان و ہندوستان میں گونجے بلکہ مغربی دنیا نے بھی ان کو نہایت ذوق سے پڑھا اور مطالعہ کیا۔ وہ اس عشق کی دعوت دیتے ہیں جس کو قرآن حکیم حب سے تعبیر کرتا ہے وہ مومن کے قلب میں عشق الہی اور محبت رسول کے چراغ کو روشن کرنا چاہتے ہیں وہ عشق الہی کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے اسرار خودی میں کہتے ہیں:

از نگاہ عشق خارا شق شود
عشق حق آخر سراپا حق بود
عشق کی نگاہ سے سخت چٹان ٹکڑے ہو جاتی ہے
خدا کا عشق آخر کار سرتا پا حق کی صورت ہو جاتا ہے
(ص: ۱۸)

وہ ہر مسلمان کو قرآن حکیم کے مطابق صبغۃ الہی رنگ میں رنگے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں اسرار خودی میں فرماتے ہیں:

قلب را از صبغته اللہ رنگ ده
تو اپنے دل کو خدا کے رنگ میں رنگین کر لے
طبع مسلم از محبت قاهر است
مسلمان کی سرشت محبت سے غالب آتی ہے
عشق را ناموس و نام و ننگ ده
عشق کو ناموس و ننگ اور احترام دے
مسلم از عاشق نبا شد کافر است
مسلمان اگر (خدا کا) عاشق نہ ہو تو کافر ہے
(ص: ۶۲)

وہ عشق الہی کے ساتھ محبت اور اتباع رسولؐ کو لازمی قرار دیتے ہیں وہ عظمت رسولؐ کی نغمہ سرائی کرتے ہوئے اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

در دل مسلم مقام مصطفیٰؐ است
رسول کریم کا مقام مسلمان کا دل ہے
خاک یثرب از دو عالم خوش ترست
یثرب (مدینہ منورہ) کی سرزمین دونوں جہانوں سے بہتر ہے
آبروئے ما ز نام مصطفیٰؐ است
ہم مسلمانوں کی عزت و آبرو رسول خداؐ کے نام نامی سے ہے
ای خنک شہری کہ آنجا دلبرست
اس شہر کے کیا کہنے جہاں ہمارے محبوب (رسول خدا) رہتے ہیں
(ص: ۱۹-۲۱)

پیام مشرق میں عشق حضرت مصطفیٰؐ کی کامرانیوں اور سعادتوں کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ہر کہ عشق مصطفیٰؐ سامان اوست
کوئی بھی مسلمان (خاص یا عام) اگر رسول کریمؐ کے عشق میں ڈوب جاتا ہے
سوز صدیقؐ و علیؐ از حق طلب
اے مسلمان تو خدا سے سوز صدیق اکبر اور علی مرتضیٰؐ طلب کر
زانکہ ملت را حیات از عشق اوست
کیونکہ ملت اسلامیہ کی زندگی آپؐ کے عشق سے مشروط ہے
بحر و بردر گوشہ دامن اوست
تو سب خشکی اور تری اس کی آغوش میں آجاتے ہیں
ذره عشق نبیؐ از حق طلب
اور تھوڑا سا نبیؐ پاک کا عشق بھی خدا سے مانگ
برگ و ساز کائنات از عشق اوست
ساری کائنات کا ساز و سامان انہیؐ کے عشق سے ہے
(ص: ۲۰-۲۱)

رموز بجنودی میں وہ عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نئے پہلو کو پیش کرتے ہوئے دعوت غور و فکر دیتے ہیں:

معنی حرفم کنی تحقیق اگر
اگر تو میری بات کے معنی پر تحقیق کرنا چاہتا ہے (تو) اسے
قوت قلب و جگر گردد نبیؐ
رسول کریمؐ مسلمانوں کے قلب و جگر کی قوت کا باعث ہوتے ہیں
بنگری با دیدہ صدیق اگر
حضرت ابوبکر صدیق کی نگاہ سے دیکھو
از خدا محبوب تر گردد نبیؐ
(بلکہ) وہ اللہ تعالیٰ سے بھی محبوب تر ہو جاتے ہیں
(ص: ۱۰۱)

مولانا نے مثنوی کے دفتر اول میں پیر کی اہمیت، اس کی محبت اور عقیدت پر بہت زور دیا ہے، فرماتے ہیں:

سایہ یزداں بود بندہ خدا
خدا کا بندہ اللہ کا سایہ ہوتا ہے
دامن او گیر زو تر بسی گمان
اس کا دامن بغیر شک و شبہ کے جلد تھام لے
مردہ ایس عالم و زندہ خدا
وہ اس دنیا کا مردہ اور خدا کا زندہ ہوتا ہے
تارہسی از آفت آخر زمان
تاکہ آخرت کی مصیبت سے تو چھوٹ جائے
(۲۲۳-۲۲۴/۱)

پھر فرماتے ہیں:

پیر را بگزیں کہ بی پیر این سفر ہست بس پر آفت و خوف و خطر
پیر (کا تو سل) اختیار کر، یہ سفر بغیر پیر کے آفت اور خوف و خطر سے بھرپور ہے
(۲۹۳۵/۱)

گر نباشد سایہ پیر ای فضول پس تر اسر گشتہ دارد بانگ غول
اے فضول! اگر پیر کا سایہ نہ ہو شیطان کی آواز تجھے بہت پریشان کرے گی
(۲۹۳۸/۱)

اسرار خودی میں علامہ بھی اپنے مرشد رومی کی طرح پیر کی اہمیت اور عقیدت پر بہت زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

کیمیایا پیداکن از مثنوی گلی بوسہ زن بر آستان کاملی مشنت
تو مٹھی بھر خاک سے کیمیا پیدا کر پیر کامل کی دہلیز کا بوسہ لے
(ص: ۱۸)

خود انہوں نے مولانا کو اپنا مرشد معنوی تسلیم کر کے مولانا سے جس محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے ان کے اشعار ان کی عقیدت و محبت کے گواہ ہیں تصوف میں خودی کے فلسفے کا اضافہ اگرچہ علامہ کی طرف منسوب ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان کا یہ فلسفہ نیٹشے (NIETZSCHE, F.W) سے ماخوذ ہے لیکن درحقیقت اس کا سرچشمہ بھی مولانا کی تعلیمات اور ان کی مثنوی ہے انہوں نے اس تنجیل کو مولانا سے اخذ کیا ہے لیکن علامہ نے اس فلسفے کو ایک مستقل حیثیت دی اور فلسفہ خودی کے تمام بنیادی مضامین قرآن حکیم سے اخذ کر کے ان کو شاعرانہ آب و تاب کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔

علامہ نے ان کے علاوہ تصوف کے متعدد مسائل کو قرآن حکیم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں اپنے اشعار میں نئے اور دل کش انداز میں پیش کیا ہے وہ اس تصوف کے قائل ہیں جس کی بنیاد قرآن حکیم اور سنت رسول پر ہے وہ ان صوفیائے خام کے مخالف ہیں جنہوں نے دین کے سرچشموں کو اپنی بدعات اور اختراعات سے گدلا کر دیا ہے۔

علامہ کا مولانا کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت

مولانا کی عظمت و جلالت شان کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آج بھی ان کے تذکرے سے عرب و عجم کی محفلیں گونجتی ہیں، ان کے نام اور ان کے کام کو آج بھی اہل نظر و صاحبان باطن سرمایہ تسکین دل و جان بنائے ہوئے ہیں ان کی ذات پر تاریخ اسلام کو ناز ہے۔

علامہ ان کو اپنے مرشد معنوی سے تعبیر کرتے ہیں، ان کا کوئی مجموعہ کلام ایسا نہیں کہ جس میں علامہ موصوف نے مختلف رنگ میں اپنی عقیدت کے پھول مولانا کی بارگاہ میں پیش نہ کئے ہوں ”زبور عجم“ میں اپنے آپ کو ان کا رمز شناس اور ادا شناس بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

مرا بنگر کہ در ہندوستان دیگر نمی بینی برہمن زادہ رمز آشنائے روم و تبریز است
مجھے دیکھ کہ تجھے پھر ہندوستان میں نظر نہیں آئے گا ایسا برہمن زادہ جو مولانا رومی اور شمس تبریزی سے آشنا ہو
(ص: ۲۰۵)

بال جبریل میں فرماتے ہیں:

صحت پیر روم سے مجھے پر ہوا یہ راز فاش لاکھ حکیم سر بجیب، ایک کلیم سر بکف
(۳۹:ص)

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے وہی آب و گل ایریاں، وہی تمیز ہے ساتی
(۱۱:ص)

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی
(۵۶:ص)

پیام مشرق میں فرماتے ہیں:

مرشد رومی حکیم پاک زاد سرمرگ و زندگی برما کشاد
میرے علم و حکمت والے عالی نسب مرشد رومی نے ہمیں زندگی اور موت کے راز سے آگاہ کیا
(۲۰:ص)

وہ اپنے مئے سخن کو پیر روم کی خم کی شراب بتاتے ہوئے کہتے ہیں:

بیباکہ من زخم پیر روم آورد مئی سخن کہ جوان تر زیادہ عنبی است
تو آکر (سن) کہ میں مرشد رومی کی صراحی سے لایا ہوں شعروں کی ایسی شراب جو انگور کی شرب سے زیادہ تیز ہے
(۱۶۵:ص)

ایک اور جگہ اپنی شاعری میں مولانا کے رہن منت ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

آمیز نشی کجا گھر پاک او کجا از تاک بادہ گیرم و در ساغر افکنم
ملاوٹ کہاں اور اسی کا پاک جوہر (حیات) کہاں انگور کی بیل سے شراب لیکر اپنے ساغر میں ڈالتا ہوں
(۲۱۲:ص)

ایک اور جگہ ضرب کلیم میں فرماتے ہیں:

مقام ذکر کمالات رومی و عطار مقام فکر مقالات بو علی سینا
(۲۳:ص)

ارمغان حجاز (فارسی) میں فرماتے ہیں:

ز چشم مسست رومی وام کردم سرورے از مقام کبریائی
میں نے رومی کی مست آنکھوں سے قرض لی مقام کبریائی کی مدہوشی اور سرور
(۷۸:ص)

اسی کتاب میں علامہ نہایت نیاز مندانه طور پر اس کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے جو کچھ فیض ہے وہ

مولانا روم ہی کا ہے انہوں ہی نے مجھ کو عشق و مستی سے آشنا کیا ہے:

گرہ از کار ایس ناکارہ وا کرد غبارہ گزر را کیمیا کرد
میرے مرشد رومی کے کلام نے مجھ ناکارے کی مشکل کشائی کی اس نے راستے کی گرد کو کیمیا بنا دیا

نہے ان نے نوازے پاک بازے مرابا عشق و مستی آشنا کرد
اس عالی نسب بانسری نواز کی بانسری نے مجھے عشق و مستی سے آشنا کیا
(ص: ۷۶)

وہ ہر جگہ اس کے معترف نظر آتے ہیں کہ مولانا ان کے مرشد معنوی ہیں اور انہوں نے مولانا ہی سے روحانی فیض حاصل کیا ہے اسرار خوری میں فرماتے ہیں:

باز برخوانم ز فیض پیر روم دفتر سر بستہ اسرار علوم
میں پھر پیر روم کے فیض سے پڑھتا ہوں اس سر بستہ کتاب کو جس میں علوم کے راز ہیں
جان او از شعلہ ہا سرمایہ دار من فروغ یک نفس مثل شرار
رومی کی روح کا سرمایہ دلی سوز و گداز ہے جبکہ میری حیثیت چنگاری کی چمک کی مانند ہے
(ص: ۸)

جاوید نامے میں وہ مولانا کے اوصاف و خصائل کی مدح سرائی کرتے ہوئے یوں رطب اللسان ہیں:

روح رومی پردہ ہارا بر درید از پس گہ پارہ آمد پدید
روح رومی (آسمان کے) پردوں کو چاک کر کے پہاڑی کے پیچھے سے ظاہر ہوئی
بر لب او سر پنهان وجود بند ہائے حرف و صوت از خود کنشود
اس کے لبوں پر وجود کے چھپے راز تھے انہوں نے آواز و الفاظ کی گرہیں خود سے کھولیں
حرف او آئینہ آویختہ علم با سوز دروں آمیختہ
ان کے الفاظ لٹکتے آئینے کی مانند تھے ان کا علم اندرونی سوز و گداز سے مخلوط تھا
(ص: ۱۹)

اسی جاوید نامے میں علامہ اقبال نے پیر رومی کی رہبری میں عالم افلاک کی سیر کی ہے اسی روحانی سیر میں پیر رومی نے ان پر زندگی کے مختلف اسرار و رموز کی عقدہ کشائی کی ہے اور علامہ کے مختلف سوالات کے جواب دیئے ہیں جاوید نامے میں علامہ پر مولانا کے روحانی فیوض و برکات کا اثر سب سے زیادہ نمایاں نظر آتا ہے اسی میں پیر رومی ان سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ہر کجا رومی برد، آنجا برو یک دو دم از غیر او بیگانہ نشو
تجھے رومی جہاں لے جائے چلا جا ایک دو لحظہ کے لیے رومی کے علاوہ ہر شے سے بے نیاز ہو جا
(ص: ۳۳)

حواشی/حوالے

- ۱۔ قدوسی اعجاز الحق، اقبال کے محبوب صوفیہ (اقبال اکادمی پاکستان، نومبر ۱۹۷۷ء) اس مضمون کے بیشتر محتویات اس کتاب سے ہیں)
- ۲۔ جامی، نور الدین عبدالرحمن، مترجم سید احمد علی چشتی، نجات الانس، اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان) (لاہور: کشمیری بازار، ۱۹۷۷ء) ص ۲۵۳
- ۳۔ شفق، رضا زادہ ڈاکٹر، تاریخ ادبیات ایران (تہران، ایران: مطبوعہ ۱۳۶۹ ہجری شمسی) ص ۲۹۲-۲۹۳
- ۴۔ شفق، رضا زادہ ڈاکٹر، تاریخ ادبیات ایران، ص ۲۹۲
- ۵۔ سید برہان الدین محقق ترمذ کے رہنے والے تھے ان کا مزار دارالفتح قیصریہ میں ہے نجات الانس اردو ترجمہ ص ۲۸۸-۲۸۹
- ۶۔ شبلی، علامہ نعمانی، سوانح مولانا روم (لاہور: مجلس ترقی ادب، س-ن) ص ۱۸
- ۷۔ احمد اخلاقی، مناقب العارفین، مطبوعہ ستارہ ہند، آگرہ، ص ۵۵-۵۶
- ۸۔ جامی، نور الدین عبدالرحمن، مترجم سید احمد علی چشتی، نجات الانس، اردو ترجمہ (اللہ والے کی قومی دکان) (لاہور: کشمیری بازار، ۱۹۷۷ء) ص ۲۶۲-۲۶۳
- (بابا کمال جندی: نے علوم باطنی کی تکمیل شیخ نجم الدین کبریٰ سے کی تھی ان کے ارشاد کی بنا پر ترکستان میں مولانا شمس الدین مفتی کے صاحبزادے جن کا نام احمد تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے شیخ کا خرقہ انہیں پہنچایا اور اپنے مرشد کے حکم کے مطابق ان سے تربیت حاصل کی)
- ۹۔ مولانا، جلال الدین محمد، مثنوی مولوی معنوی مترجم قاضی سجاد حسین (لاہور: الفیصل اردو بازار، جلد نمبر ۱) ص ۴۴
- ۱۰۔ نیگلسن، مثنوی معنوی، محقق عزیز اللہ کاسب (تہران، ایران: پبلشر نشر محمد، ۱۳۷۱ھ) ص ۱۰، شعر ۵
- ۱۱۔ شفق، رضا زادہ ڈاکٹر، تاریخ ادبیات ایران، ص ۲۹۳-۲۹۴
- ۱۲۔ ندوی، سید ابوالحسن علی مولانا، تاریخ دعوت و عزیمت، حصہ اول (کراچی: مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد، ۱۹۸۷ء) ص ۳۲۸-۳۲۹
- ۱۳۔ شفق، رضا زادہ ڈاکٹر، تاریخ ادبیات ایران، ص ۲۸۱
- ۱۴۔ تلمذ حسین قاضی، صاحب المثنوی (اعظم گڑھ، انڈیا: معارف پریس، ۱۹۶۷ء) ص ۲۵۲
- (اسلام کے مشہور صوفی شاعر مولانا جلال الدین رومی کی محققانہ سوانح عمری)
- ۱۵۔ شبلی، نعمانی مولانا، سوانح مولانا روم، ص ۳۸-۴۱

- ۱۶۔ گولپینارلی عبدالباقی، مولانا جلال الدین، مترجم ڈاکٹر توفیق سبحانی (تہران، ایران: موسسہ مطالعات و تحقیقات فرہنگی، ۱۳۶۳ھ، ص ۲۱۹)
- (گولپینارلی لکھتے ہیں کہ یہ شعر دیوان کبیر (کلیات شمس) میں نہیں ہے لیکن روایات کے مطابق مولانا کا ہے)
- ۱۷۔ ایم ایس ناز، حیات اقبال (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۷ء) ص ۳۱۰
- ۱۸۔ ایم ایس ناز، حیات اقبال، ص ۳۱۲
- ۱۹۔ ایم ایس ناز، حیات اقبال، ص ۳۱۳
- ۲۰۔ ایم ایس ناز، حیات اقبال، ص ۳۲۱
- ۲۱۔ مرزا محمد مقصود الحسن، صلوا علیہ وسلمو تسلیما (لاہور: مصطفیٰ فاؤنڈیشن، ۱۹۹۹ء) ص ۲۲۹
- ۲۲۔ مرزا محمد مقصود الحسن، صلوا علیہ وسلمو تسلیما، ص ۲۲۹
- ۲۳۔ آنسہ شمیم حیات، اقبال بڑا اپڈیٹنگ (لاہور: آئین ادب، ۱۹۷۷ء) ص ۵۲
- ۲۴۔ آنسہ شمیم حیات، اقبال بڑا اپڈیٹنگ، ص ۵۳
- ۲۵۔ آنسہ شمیم حیات، اقبال بڑا اپڈیٹنگ، ص ۵۴
- ۲۶۔ بحوالہ رسالہ فکر و نظر (اسلام آباد: ۱۹۷۶ء) ص ۱۱۹
- ۲۷۔ محمد طاہر فاروقی، سیرت اقبال (لاہور: قومی کتب خانہ، ۱۹۶۶ء) ص ۹۹-۱۰۰
- ۲۸۔ چراغ حسن حسرت، اقبال نامہ (لاہور: تاج کمپنی، س۔ن۔) ص ۱۸
- ۲۹۔ ندوی، مولانا عبدالسلام، اقبال کامل (انڈیا: دارالمصنفین، اعظم گڑھ، ۱۹۲۸ء) ص ۶۸
- ۳۰۔ ندوی، مولانا عبدالسلام، اقبال کامل، ص ۹۵-۹۶
- ۳۱۔ وحید الدین فقیر، سید، روزگار فقیر (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت ۱۹۸۷ء ج: ۱، ص: ۲۰-۲۱) اسی کتاب کے صفحہ ۶۶ میں ہے (علامہ اقبال نے کہا) مشہور جرمن شاعر گوئے کے متعلق ایک کتاب میں لکھا ہوا کہ جب اس نے جرمن زبان میں قرآن حکیم کا ترجمہ پڑھا تو اس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ یہ کتاب پڑھتا ہوں تو روح میرے جسم میں کانپنے لگتی ہے۔
- ۳۲۔ وحید الدین فقیر، سید، روزگار فقیر، ص ۸۰-۸۱
- ۳۳۔ وحید الدین فقیر، سید، روزگار فقیر، ص ۱۷۹
- ۳۴۔ وحید الدین فقیر، سید، روزگار فقیر، ص ۱۰۲

باب دوم

مولانا اور علامہ کے آثار کے علاوہ دیگر کتب کی تفصیل
جو اس مقالہ کے کلیدی اجزاء ہیں

مولانا کی مثنوی معنوی اور دیگر تصانیف

مثنوی معنوی

شاعری اور تصوف کی مئے دو آتشہ کو جس نے سب سے پہلے ہم آہنگ کیا وہ حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر ہیں جنہوں نے رباعی کو اپنا موضوع بنا کر تصوف کے اسرار و نکات کو بڑے دلکش انداز میں پیش کیا انہوں نے فارسی رباعیات کا بیش بہا ذخیرہ چھوڑا ہے جو ان کے جذبات عشق کی آئینہ دار ہیں۔

ان کے بعد حکیم سنائی نے مثنوی کو موضوع سخن بنا کر تصوف کو عوام تک پہنچانے میں بڑی زبردست خدمت انجام دی ہے۔ ان کے بعد ایک اور آتش نوا صاحب دل شاعر نے اپنی شاعرانہ نواؤں سے قلوب کو گرمادیا یہ حضرت شیخ فرید الدین عطار تھے انہوں نے اپنی شاعری سے تصوف کی دولت کو عام کیا اور اپنے تخیل کی رفعتوں سے شاعری کی تمام اصناف سخن کو مالا مال کر دیا۔

لیکن آخر میں جس نے ساری فضا کو صوفیانہ جذبات سے معمور کر دیا وہ مولانا تھے عارف رومی کی مثنوی نے دلوں کو ایمان و ایقان کی ایک نئی حرارت بخشی مولانا کی مثنوی نے مولانا کے نام کو مثبت دوام بخشا مولانا نے مثنوی میں حکایات و قصص کے رنگ میں عرفان و حکمت کے وہ گوہر گراں مایہ جمع کئے ہیں جسکی مثال فارسی ادب میں نہیں ملتی مولانا نے عام طبائع کے افہام و تفہیم لئے مثنوی میں استدلال تمثیلی سے کام لیا ہے اور مثالوں اور تشبیہوں سے یہ کتاب بھری ہوئی ہے اس کے علاوہ مولانا نے حکایتوں کے ذریعہ اخلاقیات کی تعلیم دی ہے اسکے ماسوا اخلاق و سلوک کے مسائل کو جن میں اہل نظر میں اختلاف ہے ان مسائل کو مولانا نے فرضی مناظروں کے ذیل میں سمجھانے کی کوشش کی ہے مختصر یہ کہ مثنوی کا اصل مقصد شریعت کے اسرار اور طریقت و حقیقت کے مسائل کو بیان کرنا ہے اور مثنوی میں مولانا نے اس مقصد کو باحسن الوجوہ پورا کیا ہے اس امر میں کوئی شک نہیں کہ حکیم سنائی اور شیخ فرید الدین عطار کی روشن کی ہوئی شمع کی روشنی میں وہ آگے بڑھے ہیں جس کا خود مولانا نے بھی اعتراف کیا ہے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مثنوی مولانا کے فکر و نظر اور تصوف کے اسرار و رموز کا بہترین شاہکار ہے جو مقبولیت مولانا کی مثنوی کو حاصل ہوئی وہ دوسروں کا حصہ نہ بن سکی بقول صاحب مجمع الفصحاء کے کہ ایران میں جتنی چار کتابیں مقبول ہوئیں کوئی نہیں ہوئی شاہ نامہ، گلستان، مثنوی مولانا، دیوان حافظ ان چاروں کتابوں کا موازنہ کیا جائے تو مقبولیت کے لحاظ سے مثنوی کو ترجیح ہوگی۔

تذکروں میں ہے کہ مولانا کے مرید خاص حسام الدین چلبی نے آپ سے درخواست کی کہ ”منطق الطیر“ کے طرز پر ایک مثنوی لکھی جائے مولانا نے فرمایا کہ رات مجھ کو بھی اس کا خیال آیا تھا اور اسی وقت چند شعر کہے تھے، مطلع درج ذیل ہے:

بشنوا ز نے چون حکایت می کند از جدائی ہا شکایت می کند
بانسری کی سن، کیا کہہ رہی ہے جدائی کے بارے کیا شکایت کرتی ہے

مولانا کی مثنوی چھ دفتروں پر مشتمل ہے جس میں چھبیس ہزار سے زیادہ اشعار، بحرِ رمل میں ہیں مثنوی دفتر اول کی ابتداء مولانا نے کب کی، صحیح تاریخ معلوم نہیں خیال ہے کہ دفتر اول ۶۵۷ھ اور ۶۶۰ھ کے درمیان لکھا گیا۔
استاد عبدالحسین زرین کوب اپنی کتاب ”سمرّنی“، جلد اول، انتشارات علمی، تہران میں لکھتے ہیں:
مثنوی معنوی کے لکھنے کا آغاز تقریباً 658 ہجری قمری میں ہوا۔ جلد اول کی تکمیل کو چار سال لگے اور 662 ہجری قمری میں دوسری جلد کی ابتدا ہوئی جبکہ 672 ہجری قمری مولانا کی عمر کے اواخر تک مثنوی معنوی کی تکمیل ہوئی۔

مثنوی کی خصوصیات

مثنوی معنوی گنجینہ معارف ہے مولانا نے قصہ و حکایات کے رنگ میں تصوف کے مضامین عالیہ کو بڑے دل نشین انداز میں پیش کیا ہے اور ان روایتوں اور حکایتوں سے بڑے اہم نتائج نکالے ہیں وہ ان روایات و حکایات میں اپنے استدلال کو قیاس تمثیلی سے مزین کرتے ہیں اور انہوں نے مثنوی میں بہت زیادہ تشبیہ و تمثیل سے کام لیا ہے اور اس کے ذریعہ سے مسائل کو فہم سے قریب تر کر دیا ہے۔

مولانا کی تصوف میں بنیادی تعلیمات

مولانا کی مثنوی یوں تو افکار عالیہ اور تصوف کے رموز و نکات کا ایک گنجینہ ہے جس کی شرح و بیان اس مختصر سی کتاب میں ممکن نہیں لیکن ہم اختصار کے ساتھ تصوف کے ان بنیادی مسائل کا ذکر کریں گے جن پر مولانا نے بہت زیادہ زور دیا ہے اور جن سے علامہ نے اپنے اشعار میں مرشد معنوی سے اکتساب فیض کیا ہے۔

عشق و عقل

سب سے پہلے عبا سیوں کے دور میں مسلمان یونانی فلسفے اور علوم عقلیہ سے آشنا ہوئے اس نئے علم میں معاشرے کیلئے بڑی کشش تھی مذہبی عقائد کو عقل کی کسوٹی پر پرکھا جانے لگا عقل بے لگام کے اس پیدا کردہ فلسفے نے عقائد میں تذبذب ایمان میں خلل اور ذہنوں میں ایک خلفشار پیدا کر دیا کچھ لوگوں نے حواسِ خمسہ کو علم اور یقین کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھا، ان کا خیال تھا جس چیز کا حواسِ خمسہ سے ادراک نہ ہو اسے کھوٹا سمجھنا چاہیے یونانی فلسفے نے اسلامی عقائد و فکر کو بہت نقصان پہنچایا، اسلام نے اگرچہ اشیاء کی حقیقت پر غور کرنے کی انسانوں کو دعوت دی ہے وہ اپنی تعلیمات میں تعقل و تفکر کی بار بار دعوت دیتا ہے لیکن وہ عقل کو بے لگام نہیں چھوڑتا کیونکہ وہ عقل جو دینی وجدان سے محروم ہے امرت نہیں بلکہ زہرِ بلا بل ہے۔

صوفیہ نے عقلیت کے اس طوفان کو عشق کی تعلیم سے روکنے کی کوشش کی انہوں نے عقلیت کے مقابلے میں عشق الہی پر زور دیا اور اس حقیقت کو واضح کیا کہ عشق ہی سے منزل مقصود کا پتا چل سکتا ہے وہ صوفیہ جنہوں نے عشق الہی کی تعلیم دی ان میں حضرت بایزید بسطامی، حضرت معروف کرخی اور حضرت امام غزالی وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان صوفیائے کرام نے اپنی تعلیمات اور عمل سے انسانوں پر اس حقیقت کو منکشف کیا، اس دور کے صوفی شعرا نے بھی عشق الہی کو اپنی شاعری کا موضوع بنا کر عشق و محبت الہی کے پیغام کو عام کیا انہوں نے اپنے نغموں سے عشق الہی کی گرمی سے قلوب کو گرمایا، ریب و تذبذب اور افکار کے بھٹکے ہوئے راہیوں کو یقین اور ایمان کی راہ دکھائی ان اہل دل شعراء میں سلطان ابوسعید

ابوالخیر، شیخ فرید الدین عطار، حضرت عبداللہ انصاری، حکیم سنائی اور مولانا جلال الدین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔
 مولانا پر جب فلاسفہ و متکلمین اور اہل استدلال کی بے بضاعتی اور حقیقت ناشناسی کی حقیقت منکشف ہوگئی تو مولانا نے مثنوی میں حواس پرستوں اور ان کے وکیلوں پر سخت تنقید کی انہوں نے بتایا کہ حواس ظاہری کے علاوہ انسان کے حواس باطنی بھی ہیں جو حواس ظاہری کے مقابلے میں نہایت وسیع اور وسیع ہیں پھر انہوں نے عقل پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا کہ معارف کے بارے میں عقل کوتاہ و نارسا ہے، اگر محض عقل دینی حقائق و معارف کیلئے کافی ہوتی تو اہل منطق و استدلال ائمہ کلام سب سے بڑے عارف اور دین کے محرم اسرار ہوتے وہ اس عقل ایمانی کے قائل ہیں جو خود عقل کے لئے رہنما اور اس کیلئے چراغ راہ ہے ایسی عقل ایمانی دین کے شہر کی پاسبانی کا حکم رکھتی ہے وہ حکمت یونانی سے حکمت ایمانی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس کے بعد مولانا نے بے لگام عقل کے مقابلے میں عشق کا آواز بلند کیا اور عالم اسلامی میں ایک نئے شعور کو بیدار کیا اور عشق کی کرشمہ سازیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

از محبت تلخہا شیریں شود از محبت مسہا زریں شود
 محبت سے کڑوی چیزیں میٹھی ہو جاتی ہیں محبت سے تانبے سونے بن جاتے ہیں
 مثنوی معنوی (۱۵۲۹/۲)

پھر وہ جس عشق کی دعوت دے رہے ہیں اس کا حلق اس عالم آب و گل سے نہیں وہ جی و قیوم کا عشق ہے وہ عشق حقیقی ہے جس کی تازگی اور آبیاری سدا بہار پھولوں کی طرح ہے:

عشق بر مردہ نباشد پائیدار عشق بر حسی جاں افزای دار
 مردے پر عشق پائیدار نہیں ہوتا ہے زندہ جاں بڑھانے والے سے عشق کر
 مثنوی معنوی (۳۲۷/۵)

عشق زندہ در روان و در بصر ہر دمی باشد ز غنچہ تازہ تر
 زندہ کا عشق اس کی روح اور بصارت میں ہر لحظہ غنچے سے زیادہ تازہ رہتا ہے
 مثنوی معنوی (۲۱۸/۱)

عشق آن زندہ گزیں کو باقیست وز شراب جاں فزایت ساقیست
 اس زندہ سے عشق کر جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور وہ جانفرا شراب سے تجھے سیراب کرنے والا ہے
 مثنوی معنوی (۲۱۹/۱)

عشق آن بگزیں کہ جملہ انبیا یافتند از عشق او کار و کیا
 اس کا عشق اختیار کر کہ تمام نبیوں نے اس کے عشق سے عز و شرف پایا
 مثنوی معنوی (۲۲۰/۱)

وہ عشق کو روحانی امراض کا شافی بتاتے ہوئے افلاطون اور جالینوس قرار دیتے ہیں:

شاد باش ای عشق خوش سودای ما ای طبیب جملہ علت های ما
 خوش رہ ہمارے اچھے جنون والے عشق اے ہماری تمام بیماریوں کے طبیب
 مثنوی معنوی (۲۳۱/۱)

ای دوائی نخوت و ناموس ما ای تو افلاطون و جالینوس ما
اے ہمارے تکبر اور عزت طلبی کی دوا اے تو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے
(مثنوی معنوی (۲۳/۱))

انسانیت

تصوف اسلامی میں انسانیت کا بلند مقام ہے شخصی سلطنتوں کے اثرات طبقاتی تفاوت اور پیہم مظالم نے ساری انسانیت کو دکھی بنا دیا تھا عام انسان زندگی سے بیزاری اور احساس کمتری کا شکار تھا لوگوں میں عام طور پر بے اعتدالی، ناامیدی، افسردگی اور شکستہ دلی پائی جاتی تھی مولانا نے اپنی شاعری سے لوگوں کو انسان کی عظمت اور اس کے مقام کا عرفان بخشنا اور بتایا کہ قرآن مجید میں جا بجا انسان کو احسن التقویم کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا ہے انسان ایک گراں مایہ گوہر ہے اسی کے سر پر کرامت کا تاج رکھا گیا ہے انسان خلاصہ کائنات اور مجموعہ اوصاف عالم ہے انسان وہ کوزہ ہے جس میں دریا بند ہے اس کے مختصر سے وجود میں عالم پنہاں ہے اسی سے عالم کارنگ و بو اور زندگی کی آبرو ہے یہی نہیں بلکہ وہ مظہر صفات الہی ہے اور ایک ایسا آئینہ ہے جس میں تجلیات کا عکس نظر آتا ہے مولانا نے مقام انسانیت کو بیان کر کے انسانوں کی عزت نفس کے شعور کو بیدار کیا ہے جس کو علامہ اقبال خودی سے تعبیر کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ مثنوی مولانا روم میں ہمیں اسلام کے بنیادی عقائد مثلاً وجود باری، بعثت انبیاء، معاد، جبر و اختیار، علت و معلول اور تصوف اسلامی کے تمام مسائل بڑے دلکش انداز میں ملتے ہیں مثنوی میں چونکہ تمام قرآنی تعلیمات کا عکس جمیل ہے اور رموز تصوف اسلامی کا گنجینہ ہے اس لئے کسی شاعر نے مبالغے سے کہا ہے:

مثنوی مولوی معنوی ہست قرآن در زبان پہلوی
مولوی معنوی (رومی) کی مثنوی پہلوی (فارسی) زبان میں قرآن ہے
ترکی کے محقق عبدالباقی گولپیناری کی کتاب مولانا جلال الدین جسے ڈاکٹر توفیق سبحانی نے فارسی میں ترجمہ کیا اس میں مولانا کے آثار کی تفصیل کا یہاں اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ مثنوی

چھدفاتر پر مشتمل ہے افلاکی کی رائے کے مطابق اس میں ۲۶۶۶۰ شعر تحریر ہیں۔

۲۔ دیوان کبیر (کلیات شمس)

ڈاکٹر بدیع الزمان فروزانفر کی تحقیق کے مطابق اس دیوان میں اشعار کی تعداد پچاس ہزار سے زیادہ ہے، اس کے خطی نسخے کے مطابق غزلیات میں اشعار کی تعداد ۴۳۵۶۱ رباعیات کے اشعار کی تعداد ۳۸۳۶ بیان کی گئی ہیں علاوہ ازیں مزید رباعیات جو دستیاب ہوئیں ان کی تعداد ۵۳۱۷ اور اشعار کی تعداد ۳۵۰۶ بنتی ہے۔

مولانا کی غزلیں سوز و گداز علوئے معانی، نفاست و سلاست کی آئینہ دار ہیں اس کی غزلوں کا ہر شعر اثر و تاثیر میں ڈوبا ہوا ہے ہجر و عشق کی کیفیات کو جہاں انہوں نے شعر میں سمویا ہے شعر کو ایک نیا کیف اور تاثیر عطا کی ہے ان کی غزلوں کے

اشعار میں ان کیفیات کا مظہر ان کے مرشد حضرت شمس تبریز ہیں حضرت شمس تبریز کے ہجر و فراق نے ان کی غزلوں کو عجب گرمی اور تاثیر بخشی ہے عشق نے مولانا کی شاعری میں وہ درد و سوز عطا کیا ہے کہ جو ان اشعار کو پڑھتا ہے سر دھنتا ہے ان کی شاعری کا موضوع خاص شاہد حقیقی ہے انہوں نے غزلوں میں بھی تصوف کے نکات و رموز کو نہایت حسن اور دلکشی کے ساتھ پیش کیا ہے ہم مولانا کی غزلوں کے دو شعر یہاں تہہ کا درج کرتے ہیں:

ہزار بار پیادہ طواف کعبہ کنی قبول حق نشود گردلی بیازاری
تو ار ہزار بار بھی کعبہ کا پیادہ طواف کرے خدا کے ہاں مقبول نہیں اگر کسی کا دل دکھایا ہو
دیوان شمس (۳۳۱۰۶/۶)

ز عرش و کرسی و لوح و قلم فزوں باشند دل خراب کہہ او را بہیچ نشماری
فلک الافلاک، تخت، لوح و قلم سے بڑھ کر ہے وہ شکستہ دل جسے تو کسی شمار میں نہیں لاتا
دیوان شمس (۳۳۱۱۰/۶)

۳۔ مکتوبات

یہ مولانا کے خطوط کا مجموعہ ہے کچھ نسخوں میں اس کا نام کتاب التوسلی لالتوسل الی الفضل تحریر ہے یہ کتاب ڈاکٹر فریدون نافذ اوزلوق کی کوشش سے ۱۹۳۷ء میں استنبول (ترکی) میں شائع ہوئی اس میں ۱۴۷ مکتوبات ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض صدر شعبہ اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نے کیا۔

۴۔ مجالس سبہ

اس کتاب میں مولانا کی سات مجلسوں کے ملفوظات جمع کئے گئے اور یہ کتاب بھی ڈاکٹر نافذ اوزلوق کی ہمت سے ۱۹۳۷ء میں استنبول (ترکی) میں شائع ہوئی اس کے ترجمہ میں بہت سی اغلاط پائی گئیں۔

۵۔ فیہ مافیہ

یہ کتاب مولانا کے ملفوظات ہیں۔ ان کی مجلس میں خواص و عام، اہل علم و فضل اور اصحاب حال کے علاوہ امراء سلطنت بھی ان کی مجالس میں باریابی اپنے لیے باعث افتخار سمجھتے تھے۔ ان امراء میں حاکم تونسہ شاہ رکن الدین قلیچ ارسلان (سلطان روم) کا حاجب اور مملکت کے سیاہ و سپید کا مالک معین الدین پروانہ کی شخصیت بہت نمایاں تھی۔ فیہ مافیہ میں اکثر ارشادات ایسے ہیں جن میں معین الدین پروانہ سے خطاب ہے یا ان کے سوالات کے جواب ہیں۔ پروانہ کے علاوہ بھی دوسرے حاضرین مجلس سے بھی مولانا نے خطاب فرمایا لیکن ان حضرات کے نام نہیں لیے گئے۔ اس گراں قدر ملفوظات میں ایسے نکات شریعت، طریقت، معرفت بیان فرمائے ہیں کہ روح وجد میں آجاتی ہے۔ فہرست مضامین سے واضح ہے کہ یہ کتاب چار سو سے زیادہ موضوعات کی حامل ہے۔ جگہ جگہ تفسیر آیات قرآنیہ دکھائی دیتی ہیں۔

تہران یونیورسٹی ایران کے استاد بدیع الزمان فروزانفر نے ۱۳۲۹ھ کی شمس میں اس کتاب کے قلمی نسخہ کی تصحیح کی اور ۱۳۴۸ھ کی شمس میں اس کی اشاعت ہوئی۔ اردو مترجم مولانا شمس بریلوی۔ اشاعت اول ۱۹۹۶ء۔ کراچی

مندرجہ بالا آثار کے علاوہ کچھ تصنیفات مولانا سے منسوب ہیں جن کے نام تراش نامہ، عشق نامہ، رسالہ آفاق و انفس

، آفاق و انفس مثنوی، رسالہ عقاید درج ہیں۔

مثنوی مولوی معنویؒ

اس مقالے کے بنیادی ماخذ مثنوی معنوی کا فصیح و بلیغ اردو ترجمہ مع مختصر حواشی زیر عنوان ”مثنوی مولوی معنوی“ قاضی سجاد حسین کرپوری نے انجام دیا۔ اس کتاب کا دیباچہ ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مترجم کے قلم سے مکمل ہوا اور دیباچہ کے بعد جناب قمر سنبھلی نے قطعہ تاریخ لکھا جس کا مادہ تاریخ ۱۹۷۴ء ہے۔ قاضی صاحب ۱۳۲۸ھ میں کت پور ضلع بجنور میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۴۷ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ مدرسہ عالیہ فتح پوری میں پہلے مدرس مقرر ہوئے پھر صدر مدرس بنائے گئے۔ شیخ سعدی کی گلستان ’بوستان‘ کریمیا اور دیوان حافظ شیرازی، ما لا ید، منہ، گلزار دبستان، حمد باری اور پند نامہ وغیرہ فارسی درسی کتابوں پر آپ نے اردو میں مفید اور سہل حواشی لکھے اور ان کتابوں کو نہایت صحت و اہتمام کے ساتھ طبع کرایا ’سبعہ معلقہ‘ کی ایک شرح بھی اردو میں انہوں نے ’’توشیحات‘‘ کے نام سے لکھی۔ حکومت ہند نے ان کی علمی خدمات کے اعتراف میں فارسی کا ایوارڈ دیا۔ اردو تحریروں و تقریروں پر انہیں قدرت حاصل تھی (۱) مثنوی کے شارح اور فاضل مترجم نے ۱۹۷۶ء میں ایران، ترکی، عراق، مصر اور چند عرب ممالک کا مطالعاتی دورہ بھی کیا۔

اسیر ادروی لکھتے ہیں:

”قاضی سجاد حسین بجنوری، دارالعلوم دیوبند کے فاضل، مدرسہ عالیہ فتح پوری میں صدر المدرسین تھے۔ دہلی میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ ترجمہ کا خاص ذوق تھا۔ فارسی زبان کے جید عالم تھے۔ قنادی تاریخ خانہ کو ایڈیٹ کر کے پانچ جلدوں میں شائع کر دیا۔ مورخہ ۲۵ دسمبر، ۱۹۹۰ء/۱۴۱۰ھ دہلی میں وفات پائی۔ (۲)

علامہ اقبال کی تصانیف

بانگ درا

بانگ درا علامہ اقبال مرحوم کی سب سے زیادہ مشہور کتاب بلکہ ان کی شہرت کا سنگ بنیاد ہے حقیقت یہ ہے کہ عوام میں اسی کی بدولت انہیں لازوال شہرت حاصل ہوئی جس میں دوسری کتابوں کی وجہ سے اضافہ ہوتا رہا اقبال کی غزلوں اور نظموں کا یہ دلکش مجموعہ ۱۹۲۴ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا تھا۔ تو لوگوں نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس کی بدولت اقبال کا نام ہندوستان کے طول و عرض میں مشہور ہو گیا۔

اس کتاب کی مقبولیت یا ہر دلعزیزی کی وجہ حسب ذیل ہیں:-

- (۱) یہ کتاب اردو زبان میں ہے اور دوسری کتابوں کے مقابلہ میں آسان ہے اگرچہ بجائے خود کافی مشکل ہے۔
 - (۲) اس میں وہ غزلیں اور نظمیں شامل ہیں جو برسوں پہلے سارے ملک میں مشہور ہو چکی تھیں اور بعض غزلیں تو لاہور سے حیدرآباد (دکن) تک لوگوں کی زبان پر چڑھ چکی تھیں۔ مثلاً کبھی اے حقیقت منتظر نظر آلباس مجاز ہیں۔
 - (۳) اس میں وہ غزلیں اور نظمیں بھی ہیں جن سے وطن دوستی (نیشنلزم) کا رنگ نکلتا ہے۔
 - (۴) مثلاً ”سارے جہان سے اچھا ہندوستان ہمارا“ اس لئے مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی ان کو بڑے شوق سے پڑھتے تھے۔ اس میں وہ نظمیں بھی شامل ہیں جو علامہ نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسوں میں پڑھی تھیں اور ان کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہو چکی تھی۔
 - (۵) اس میں وہ غزلیں بھی شامل ہیں جو داغ اور میر کے رنگ میں لکھی گئی ہیں اور گزشتہ صدی کے آغاز میں یہ رنگ قبول عام کی سند حاصل کر چکا تھا۔
 - (۶) اس میں وہ نظمیں بھی شامل ہیں جس میں مرحوم نے غیر مذاہب کے بزرگوں مثلاً: گردناک، شری رام چندر اور سوامی رام تیرتھ کی مدح کی ہے۔
 - (۷) اس میں وہ غزلیں اور نظمیں بھی شامل ہیں جو بانگ درا کی اشاعت سے برسوں پہلے ہندوستان کے مختلف رسائل میں شامل ہیں جو بانگ درا کی اشاعت سے برسوں پہلے ہندوستان کے مختلف رسائل میں شائع ہو کر عوام اور خواص دونوں میں مقبول ہو چکی تھیں مثلاً اس کتاب کی پہلی نظم ”ہمالہ“ ۱۹۰۱ء میں مخزن میں شائع ہوئی تھیں۔
- بانگ درا میں اقبال نے اپنی بعض غزلیں اور نظمیں شامل نہیں کی ہیں اور بعض غزلیں اور نظمیں ایسی ہیں جن میں سے بعض اشعار خارج کر دیئے گئے ہیں مثلاً نظم ”موسومہ“ ”نالہ یتیم“ جو انہوں نے ۱۸۹۹ء میں انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں پڑھی تھی اور ”ابر گہر باز“ جو فریاد امت کے نام سے الگ شائع ہوئی تھی اس مجموعہ میں شامل نہیں ہیں۔
- بعض اشعار غزلوں میں حذف کر دیئے گئے کہ ان میں اقبال کو زبان کی خامیاں نظر آئیں۔

بانگ دراتین حصوں میں منقسم ہے پہلے حصہ میں وہ نظمیں اور غزلیں شامل ہیں جو انہوں نے ابتدائے شاعری سے ۱۹۰۵ء تک لکھیں۔

بانگ درا کے دوسرے حصے میں وہ نظمیں اور غزلیں شامل ہیں جو انہوں نے قیام یورپ (۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۸ء) کے دوران میں لکھیں ان کی تعداد نسبتاً کم ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یورپ جا کر ان کے خیالات میں ایسا انقلاب آیا کہ وہ شاعری سے دل برداشتہ ہو گئے تھے لیکن بعض دوستوں اور بزرگوں کے سمجھانے سے انہوں نے اپنی رائے میں تبدیلی پیدا کر لی اور دوبارہ شعر گوئی شروع کر دی۔

زمانہ قیام یورپ میں ان کی شاعری میں ایک خوش آئند مگر عظیم الشان انقلاب پیدا ہو گیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ وہاں انہوں نے مغربی تہذیب و سیاست کو بہت نزدیک سے دیکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دونوں چیزوں کے مفاسدان پر بخوبی آشکار ہو گئے بالفاظ دیگر ان پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ نظریہ قومیت و وطنیت بنی آدم کے حق میں کبھی مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی بنیاد تعصب اور تنگ نظری پر ہے دوسری بات یہ کہ مغربی تہذیب کا نتیجہ انسانوں کے حق میں تباہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے کیونکہ اس کی بنیاد مادیت اور انکار خدا پر ہے۔

علاوہ بریں اس عرصہ میں انہوں نے اسلامی اصول اور اسلامی تاریخ کا بہت غور کے ساتھ مطالعہ کیا اس لئے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ دنیا کی نجات اسلامی اصول زندگی کی تبلیغ و اشاعت ہی میں مضمر ہے اسی زمانہ میں ان کو اس حقیقت کا علم ہوا کہ وہ فارسی زبان میں بھی بڑی آسانی کے ساتھ شعر کہہ سکتے ہیں اس لئے انہوں نے فیصلہ کیا کہ آئندہ اپنے خیالات اسی زبان میں پیش کریں جو ہندوستان سے باہر دوسرے ملکوں مثلاً افغانستان، ترکستان، تاجکستان، ایران اور عراق میں بھی سمجھی جاتی ہے۔ جب انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ آئندہ اپنی شاعری کو اسلامی اصولوں کی تبلیغ کیلئے وقف کر دیں گے تو قدرتی طور پر ان کی شاعری میں ”قیام“ کا رنگ پیدا ہو گیا جو ۱۹۰۸ء تک ہر تصنیف اور ہر نظم میں نظر آتا ہے چنانچہ اس شعر میں اسی انقلاب کی طرف اشارہ ہے۔

یہ ہند کے فرقہ ساز اقبال آزری کر رہے ہیں گویا بچا کے دامن بتوں سے اپنا غبار راہ حجاز ہو جا
بانگ درا (ص: ۱۳۰)

جتجو جس گل کی تڑپاتی تھی اے بلبل مجھے خوبی قسمت سے آخر مل گیا وہ گل مجھے
بانگ درا (ص: ۱۲۰)

اقبال کے آئندہ کلام کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ ”وہ گل“ قرآن حکیم کا پیغام ہے جس کی اشاعت وہ آخر وقت تک کرتے رہے۔

اس دور میں یہ حقیقت ان پر منکشف ہو گئی تھی کہ زندگی سراسر حرکت عمل اور جدوجہد کا نام ہے چنانچہ چاندستاروں سے کہتا ہے:

جنبش سے ہے زندگی جہاں کی یہ رسم قدیم ہے یہاں کی
بانگ درا (ص: ۱۱۹)

ابتدائی دور میں وہ ”رازیات“ کے جو یا نظر آتے ہیں لیکن اس دوسرے دور میں وہ اس کی حقیقت کو ان لفظوں میں

بیان کرتے ہیں۔

راز حیات پوچھ لے خضر بختہ گام سے زندہ ہر ایک چیز ہے کوشش نا تمام سے
 باگ در (ص: ۱۲۴)

اقبال نے اس دور میں ”میں اور تو“ کے عنوان سے ایک ”قیامت در بغل“، نظم لکھی تھی جس کا آخری شعر عاشقان رسولؐ کی نگاہ میں ”گنج شایگان“ سے زیادہ قیمتی ہے:

کرم اے شہ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنہیں دماغ سکندری
 باگ در (ص: ۲۵۳)

ناممکن ہے کہ کوئی مسلمان اس کو پڑھے اور اس پر مستی کا عالم طاری نہ ہو جائے۔

اس دور کی اکثر نظموں میں انہوں نے مسلمانان عالم کے قلبی جذبات کی ترجمانی کی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ علامہ مرحوم جب ۱۹۰۸ء میں یورپ سے واپس آئے تو اسی زمانہ سے دنیائے اسلام پر حوادث ارضی و سماوی کا نزول شروع ہو گیا۔ ۱۹۰۸ء میں ایران میں زبردست سیاسی انقلاب برپا ہوا یعنی روس اور برطانیہ نے اس بد قسمت ملک کے اندرونی اور داخلی معاملات میں مداخلت شروع کر دی۔ ۱۹۰۹ء میں ترکوں نے سلطان عبدالحمید کو معزول کر دیا ۱۹۱۱ء میں اطالیہ نے بلاوچہ طرابلس پر حملہ کر کے اس ملک کو اپنے مظالم کا تختہ مشق بنا لیا برطانیہ نے بھی بالواسطہ اس کارخیر میں اطالیہ کی مدد کی تھی ۱۹۱۲ء میں بلقانی ریاستوں نے برطانیہ کے ایما سے ترکوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ۱۹۱۳ء میں انگریزوں نے کانپور میں مچھلی بازار کی مشہور مسجد کے ایک حصہ کو محض اس لئے شہید کر دیا کہ مجوزہ شارع عام میں کچی پیدا نہ ہو انگریزوں کے اس انسانیت سوز اور ملت کش طرز عمل کے خلاف سارے ہندوستان میں آگ لگ گئی تھی اور اقبال پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ انگریزی ذہنیت یہ ہے کہ چاہے اسلامیان ہند کے قلوب پاش پاش ہو جائیں لیکن سڑک میں کوئی عیب پیدا نہ ہو۔ ۱۹۱۵ء میں ترکی کی شریک جنگ ہوئی اور انگریزوں نے کمال عیاری سے کام لے کر عربوں کو ترکوں کے خلاف صف آراء کر کے مسلمانوں کے خون کو پانی سے بھی ارزاں کر دیا۔ ۱۹۱۹ء میں انگریزوں نے ترکی سلطنت کو ختم کرنے کی سازش مکمل کر لی چنانچہ ۱۹۲۱ء میں یونان کو خفیہ جنگی امداد دے کر ترکوں کے خلاف اعلان جنگ پر آمادہ کر دیا۔ تیسرے دور کی شاعری میں اقبال نے انگریزوں کی اسلامی دشمنی کے ان تمام شواہد کو صراحتاً یا کنایتاً اپنی نظموں میں بیان کر کے مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔

اگر عثمانیوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا
 باگ در (ص: ۲۶۸)

اس دور کی نظموں کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو سکتی ہے کہ ۱۹۰۸ء کے بعد سے اقبال کے خیالات میں بہت وسعت، تخیلات میں بلندی، جذبات میں شدت اور احساسات میں ذکاوت پیدا ہو گئی تھی اور وہ شاعر کے مرتبہ سے بلند ہو کر بیچا مبر بن گئے تھے چنانچہ خضر راہ میں ان کی بیغامی شاعری کا رنگ صاف نمایاں ہے۔

اب انہوں نے عشق کو اپنا مسلک بنا لیا اور ان کی شاعری اسی مسلک کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف ہو گئی۔

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں
 باگ در (ص: ۲۷۲)

ان کا زاویہ نگاہ آفاقی ہو گیا چنانچہ اب وہ یہ کہتے ہیں۔

چین و عرب ہمارا، ہندوستان ہمارا مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا
بانگ درا (ص: ۱۵۹)

اب انہوں نے اپنی شاعرانہ قوتوں کو مسلمانوں کے دل میں ولولہ پیدا کرنے کیلئے وقف کر دیا چنانچہ خطاب بہ نوجوانان اسلام، مسلم، شعاع آفتاب، نوید صبح ان سب نظموں میں انہوں نے قوم کو امید اور یقین کا پیغام دیا ہے اور اطاعت اسلام کے جذبہ کو ابھارا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مسلمانوں کو تہذیب مغرب کے خطرات سے بھی آگاہ کیا ہے چنانچہ مسلمان اور تعلیم جدید اور مذہب میں انہوں نے اس فرض کو بڑی خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا ہے۔

اس دور میں انہوں نے بعض ایسی نظمیں لکھیں جن کی بدولت اگر ایک طرف اردو ادب کا دامن جواہرات سے مالا مال ہو گیا تو دوسری طرف خود انہیں غیر فانی شہرت حاصل ہو گئی مثلاً شکوہ، جواب شکوہ، شمع اور شاعر، والدہ مرحومہ کی یاد میں، خضر راہ اور طلوع اسلام اردو ادب میں ان نظموں میں سے کسی کا جواب نہیں مل سکتا۔

چونکہ اسلام انسان کو تمام مذاہب کے بزرگوں کی عزت کرنا سکھاتا ہے اس لئے اسلامی تعلیمات کے شارح ہونے کے باوجود اقبال کی وسعت نظر اور کشادگی قلب کا وہی عالم رہا جو ۱۹۰۵ء سے پہلے تھے یہی وجہ ہے کہ اس دور میں بھی انہوں نے اگر ایک نظر حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں لکھی ہے تو دوسری نظم میں شری رام چندر کی سیرت کے بعض پہلوؤں کو سراہا ہے۔

اس حصہ میں بعض نظمیں ایسی ہیں جن میں انہوں نے بعض فارسی شعراء کے اشعار پر تفسیریں کی ہیں جن سے ان کے مطالعہ کی وسعت کا پتہ چلتا ہے

چونکہ اس زمانہ میں انہوں نے اپنا فلسفہ خودی مدون کر کے اسرار خودی کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا تھا اس لئے ان کی بعض اردو نظموں میں بھی اس کے اشارات ملتے ہیں مثلاً ”انسان اور بزم قدرت“، ”عقل و دل“، ”ایک پرندہ اور جگنو“، ”کنار راوی اور طلوع اسلام“ میں فلسفہ خودی کے اکثر مسائل نہایت دلکش انداز میں نظم کئے ہیں۔

اس دور کی شاعری میں ان کی نظموں اور غزلوں کی زبان بہت منجھ گئی ہے اور فارسی ادبیات کے گہرے مطالعہ کی بدولت ان کو اپنے خیالات کے اظہار پر بے پناہ قدرت حاصل ہو گئی ہے جس کا ثبوت ارتقاء، شیکسپیر، اسیری اور دوسری نظموں سے باسانی مل سکتا ہے۔

اس دور کی غزلوں میں جوش اور سرمستی کا رنگ بہت نمایاں ہے۔

بال جبریل

اردو زبان میں علامہ کے قلم سے چار کتابیں نکلی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ان چاروں میں بال جبریل۔ گل سرسبد ہے بال جبریل میں فلسفہ کم ہے شاعری زیادہ ہے:-

بال جبریل کی ترکیب اس طرف رہنمائی کرتی ہے کہ اس کتاب میں بلند اور پاکیزہ مضامین قلمبند کئے گئے ہیں جو روحانی تسکین عطا کر سکتے ہیں بال جبریل کا مقصد اعلیٰ روحانی حقائق کا اثبات ہے۔

اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں شروع میں غزلیں ہیں جن میں سے پہلی پانچ غزلوں میں اقبال نے معشوق

حقیقی سے خطاب کیا ہے اس کے بعد ایک نظم ہے جو دراصل شکوہ ہے باری تعالیٰ کی جناب میں اور اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:-
یا رب یہ جہاں گزراں خوب ہے لیکن کیوں خوار ہیں مردان صفا کیش و ہنر مند
بال جبریل (ص: ۲۰)

شکوہ کرتے کرتے شاعر کو احساس ہوتا ہے کہ اس کی سرحد گستاخی سے قریب ہوتی جاتی ہے اس لئے اس نے اس اثر
آفریں شعر پہ سکوت اختیار کر لیا:

چپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال کرتا کوئی اس بندہ گستاخ کا منہ بند!
بال جبریل (ص: ۲۱)

اس شکوہ کے بعد ایک بلند پایہ نظم ہے اس کے بعد ۶۱ غزلیں ہیں ان کے بعد ۲۲ رباعیات ہیں دوسرے حصہ
میں نظمیں ہیں ایک ساقی نامہ ہے جو شاعری اور حقائق نگاری کے امتزاج کا ایسا دلکش نمونہ ہے جسکی مثال اردو ادب میں
بہت مشکل سے ملے گی اس کے علاوہ کچھ قطعات بھی ہیں جن میں حقائق و معارف بیان کئے گئے ہیں۔

بال جبریل کی خصوصیات

یہ کتاب بانگ درا کے بعد علامہ کے اردو کلام کا دوسرا مجموعہ ہے جو اول الذکر کی اشاعت کے گیارہ سال بعد شائع ہوا
بانگ درا سے پہلے بھی انہوں نے اسرار خودی ۱۹۱۴ء، رموز بیخودی ۱۹۱۵ء اور پیام مشرق ۱۹۲۲ء تینوں کتابیں فارسی میں لکھی تھیں
اور اس کے بعد بھی انہوں نے زبور عجم ۱۹۲۷ء، جاوید نامہ ۱۹۳۲ء اور مسافر ۱۹۳۳ء یہ تینوں کتابیں فارسی ہی میں لکھیں اندریں
حالات اردو ادب طبقہ اپنی جگہ کچھ مایوس سا ہو چکا تھا اس لئے جب ۱۹۳۵ء میں بال جبریل شائع ہوئی تو ان لوگوں نے جو فارسی سے
بے بہرہ تھے نہایت ذوق و شوق کے ساتھ اس کتاب کی پذیرائی کی اور چونکہ اقبال نے اس میں اپنی فارسی کتابوں کے اکثر بنیادی
تصورات کو اردو زبان میں پیش کیا ہے اس لئے اردو ادب طبقہ اقبال کی زندگی میں پہلی مرتبہ ان خیالات سے کسی قدر آشنا ہوا۔
بال جبریل اردو میں اقبال کی پہلی تصنیف ہے جس میں انہوں نے خودی کے فلسفہ کو کسی حد تک واضح کیا ہے اس کے
علاوہ انہوں نے دوسرے بنیادی تصورات مثلاً عشق، فقر، علم، خرد، حیات اور مومن کی بھی تشریح کی ہے یہ حقائق سب سے زیادہ
جاید نامہ میں مذکور ہیں لیکن اس کی زبان فارسی اور طرز ادب فلسفیانہ ہے بال جبریل کی زبان اردو اور اسلوب بیان شاعرانہ ہے۔
بال جبریل کی بعض بہترین نظمیں افغانستان، اسپین، انگلستان اور اٹلی کے دوران قیام میں لکھی گئی ہیں اگر مرحوم کو
راؤنڈ ٹیبل کانفرنس منعقدہ لندن ۱۹۳۱ء کے سلسلہ میں یورپ کے سفر اور اسپین کی سیاحت کا موقع نہ ملتا تو شاید وہ مسجد قرطبہ
پر ایسی اثر آفریں نظم نہیں لکھ سکتے تھے اسی طرح جو نظم انہوں نے حکیم سنائی کے مزار کی زیارت کے بعد لکھی وہ بھی اسی لئے کہ
نادر شاہ کی دعوت پر انہیں افغانستان جانے کا موقع مل سکا۔

اس کتاب میں قدیم اور جدید طرز کی شاعری کا امتزاج پایا جاتا ہے اس میں تغزل اور تصوف بھی ہے اور فلسفیانہ اور
سیاسی نظمیں بھی ہیں۔

اس کتاب کی غزلوں میں چونکہ اقبال نے کہیں کہیں جامی اور بیدل کا انداز بیان اختیار کیا ہے اس لئے لامحالہ وحدۃ
الوجود کا رنگ پیدا ہو گیا ہے مثلاً:

تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو بھی فاش کر دیا میں ہی تو ایک راز تھا سینہ کائنات میں
بال جبریل (ص: ۵)

یہ ہے خلاصہ علم قلندری کہ حیات خدنگ جنتہ ہے لیکن کماں سے دور نہیں
 بغزل کے لحاظ سے یہ کتاب اردو ادب میں بہت بلند مرتبہ رکھتی ہے بعض لوگ ۱۹۳۳ء تک علامہ کو اردو زبان کا بلند
 پایہ شاعر تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے لیکن جب ۱۹۳۵ء میں بال جبریل شائع ہوئی تو انہوں نے اپنی رائے تبدیل کر
 دی چند مثالیں:-

نہ چھین لذت آہ سحر گہی مجھ سے نہ کر نگہ سے تغافل کو التفات آمیز
 عجب مزا ہے مجھے لذت خودی دے کر وہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے آپ میں نہ رہوں
 علم میں بھی سرور ہے لیکن یہ وہ جنت ہے جس میں حور نہیں
 نوائے صبح گاہی نے جگر خون کر دیا میرا خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے وہ خطا کیا ہے؟
 بال جبریل میں اقبال کا اسلوب یا انداز بیان بڑا دلکش ہے اور اس کی مقبولیت کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے چند مثالیں
 ذیل میں درج ہیں:-

اگر کج رو ہیں انجم آسماں تیرا ہے یا میرا؟ مجھے فکر جہاں کیوں ہو، جہاں تیرا ہے یا میرا؟
 مری جفا طلبی کو دعائیں دیتا ہے وہ دشت سادہ وہ تیرا جہاں بے بنیاد
 عشق کی تیغ جگر دار اڑا لی کس نے؟ علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی
 ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی
 ولیکن بندگی استغفر اللہ یہ درد سر نہیں درد جگر ہے
 اس کتاب میں اقبال نے زندگی کے بعض اہم مسائل کو مرشد رومی کے اشعار سے حل کیا ہے مثلاً اقبال سوال کرتے ہیں:
 سرّ دین ادراک میں آتا نہیں کس طرح آئے قیامت کا یقین
 مرشد رومیؒ جواب دیتے ہیں:-

پس قیامت شو قیامت را بہ بین دیدن ہر چیز را شرط است این
 اس کے علاوہ اقبال نے متعدد اشعار میں مرشد رومیؒ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے اور اس کی تعلیمات سے استفادہ کی

تلقین کی ہے چند شعر درج ذیل ہیں:-

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے وہی آب و گل ایران، وہی تبریز سے ساقی
بال جبریل (ص: ۱۱)

علاج آتش رومی کے سوز میں ہے ترا تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں
بال جبریل (ص: ۲۸)

صحبت پیر روم سے مجھ پہ ہوا یہ راز فاش لاکھ حکیم سر بجیب ایک کلیم سر بکف
بال جبریل (ص: ۳۹)

نے مہرہ باقی نے مہرہ بازی جیتا ہے رومی ہارا ہے رازی
بال جبریل (ص: ۷۱)

اس کتاب میں اقبال نے متعدد اشعار اپنے متعلق لکھے ہیں جن کے مطالعہ سے ان کا مقام باسانی معلوم ہو سکتا ہے

چند اشعار ذیل میں درج ہیں:-

مرا سبوچہ غنیمت ہے اس زمانہ میں کہ خانقاہوں میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو
بال جبریل (ص: ۱۳)

زیارت گاہ اہل عزم و ہمت ہے لحد میری کہ خاک راہ کو میں نے بتایا راز الوندی
بال جبریل (ص: ۱۳)

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں کبھی سوز و ساز رومی کبھی پیچ و تاب رازی
بال جبریل (ص: ۱۷)

بڑا کریم ہے اقبال بے نوا لیکن عطاءئے شعلہ شرر کے سوا کچھ اور نہیں
بال جبریل (ص: ۴۷)

اس کتاب میں ایک شعر ایسا ہے جس میں اقبال نے قوم کو زبور عجم کے مطالعہ کا مشورہ دیا ہے اور اس سے اندازہ ہو

سکتا ہے کہ ان کی نگاہ میں اپنی اس تصنیف کی کیا قدر و قیمت تھی:

اگر ہو ذوق تو خلوت میں پڑھ زبور عجم فغان نیم شمی بے نوائے راز نہیں
بال جبریل (ص: ۳۹)

اس کتاب میں اقبال نے نہایت واضح طور پر سرمایہ داری (CAPITALISM) کی مذمت کی ہے میرا خیال ہے

کہ اردو ادب میں اس اعتبار سے اس شعر کا جواب نہیں مل سکتا:

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو
بال جبریل (ص: ۱۱۰)

اس کتاب میں علامہ نے جن غزلوں یا نظموں میں معشوق حقیقی سے خطاب کیا ہے وہ رفعت تخیل اور سوز و گداز دونوں

کے اعتبار سے اردو زبان کیلئے سرمایہ افتخار ہیں اور ان کے مطالعہ سے اقبال کا اللہ کے ساتھ جو روحانی تعلق تھا وہ بالکل واضح

ہو سکتا ہے۔

ضرب کلیم

ضرب کلیم ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی اس میں شعریت کا یا تعزول کم ہے اور فلسفہ زیادہ ہے بعض نظمیں اس مجموعہ میں اس قدر بلند پایہ ہیں کہ ان کی سرحد الہام سے ملی ہوئی معلوم ہوتی ہے مختصر طور پر یوں سمجھ سکتے ہیں کہ ضرب کلیم چونکہ بہت پختہ عمر کا کلام ہے اس لئے قدرتی طور پر اس میں خیالات کی گہرائی اور چٹنگی نظر آتی ہے اور اس اعتبار سے کہ اس کتاب میں علامہ نے دنیا کے تمام مسائل پر اسلامی زاویہ نگاہ سے تنقید کی ہے، کم از کم اردو یا فارسی میں تو کوئی کتاب اسکے پایہ کی نہیں ہے۔ علامہ نے حسب ذیل عنوانات کے تحت اپنے افکار قلمبند کئے ہیں ”اسلام اور مسلمان“، ”تعلیم و تربیت“، ”عورت“، ”ادبیات فنون لطیفہ“، ”سیاسیات مشرق و مغرب“، اور ”محراب گل افغان کے افکار“ بالفاظ دیگر انہوں نے ان عنوانات کے تحت انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر شعبہ پر تنقید کی ہے اور ہر معاملہ میں اسلامی زاویہ نگاہ پیش کیا ہے۔

ضرب کلیم بقول علامہ مرحوم دور حاضر کے خلاف اعلان جنگ ہے دور حاضر علامہ کی خاص اصطلاح ہے اسکے لفظی معنی تو بالکل واضح ہیں یعنی موجودہ زمانہ یا وہ دور یا بیسویں صدی لیکن اس سے مراد ہے الحاد تشکیک اور بیدینی جو تہذیب مغرب کا ثمر نورس ہے جس نے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر شعبہ کو متاثر کر دیا ہے جس کی وجہ سے مسلمان اسلام اور قرآن دونوں سے بیگانہ ہو گئے ہیں تہذیب مغرب کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ خدا پرستی کی جگہ بت پرستی کو فروغ ہو رہا ہے: ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے جو پیر بہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

علامہ نے اس مفہوم کو ظاہر کرنے کیلئے تہذیب مغرب، تہذیب حاضر اور عصر حاضر کی اصطلاحیں بھی استعمال کی ہیں چنانچہ بال جبریل میں لکھتے ہیں:-

لبالب شیشہ تہذیب حاضر ہے مئے لا سے مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانہ الا
بال جبریل (ص: ۲۳)

مجھے تہذیب حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی کہ ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری
بال جبریل (ص: ۳۸)

یہ مطلب ہے ان دو شعروں کا۔

اقبال کا کمال فن یہ ہے کہ ان کے یہاں تفصیل بھی ہے اور اجمال بھی ہے یعنی جس بات کو وہ پوری کتاب میں کہتے ہیں اسی کو وہ شعروں میں بیان کر دیتے ہیں اور میری رائے میں انہوں نے یہ فن قرآن حکیم کی روح سے شدیدارتباط کی بدولت سیکھا۔ یہ ساری کتاب دور حاضر کے خلاف اعلان جنگ ہے انہوں نے مسلمانوں کو دور حاضر سے نبرد آزما ہونے کی ترغیب دی ہے اور کامیاب اور فخر مند کی کا طریقہ بھی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے اور اس کو ایک مصرع میں بھی بیان کر دیا ہے کہ بت شکنی کے لئے ضرب کلیمی کی ضرورت ہے اور یہ طاقت خودی میں ڈوبنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اب ایک سوال باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خودی میں ڈوبنے کا مفہوم کیا ہے! اس معرکتہ الآرا شعر کو پھر پڑھ لیا جائے تو مناسب ہوگا:

ہزار چشمہ ترے سنگ راہ سے پھوٹے خودی میں ڈوب کے ضرب کلیم پیدا کر
ضرب کلیم (ص: ۱)

(۱) کیا خودی کوئی دریا یا سمندر ہے؟

(۲) کیا اس دریا میں ڈوب سکتے ہیں؟

(۳) کیا یہ ڈوبنا حقیقی ہے یا مجازی؟

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ اقبال نے خودی کو واقعی بحر سے تشبیہ دی ہے ان کی نظر میں خودی بہت بڑی چیز ہے حتیٰ کہ ”خودی کی زد میں ہے ساری خدائی“
بال جبریل میں لکھتے ہیں:-

خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں تو آججو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں
بال جبریل (ص: ۴۴)

دوسرے سوال کا جواب بھی اثبات میں ہے

خودی میں ڈوبتے ہیں پھر ابھر بھی آتے ہیں مگر یہ حوصلہء مرد ہیچ کا رہ نہیں
بال جبریل (ص: ۴۴)

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ ”ڈوبنا“ حقیقی نہیں مجازی ہے اقبال نے خودی کو بحر سے تشبیہ دی ہے اور وجہ شبہ دونوں میں یکساں ہے یعنی وسعت بے پایاں۔

اقبال نے یہ بھی لکھا ہے کہ بحر خودی میں ڈوب کر پھرا بھر سکتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن
بال جبریل (غزل نمبر: ۷)

لیکن یہ خودی یا من میں ڈوبنا مجاز ہے حقیقت نہیں ہے ڈوبنے سے مراد ہے۔

(۱) مطالعہ باطنی (INTROSPECTION)

(ب) مراقبہ (MEDITATION)

(ج) گیان دھیان (CONTEMPLATION)

(د) معرفت نفس حاصل کرنا (SELF KNOWLEDGE)

من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے گویا اپنے رب کو پہچان لیا۔

(ابن حجر ایشمی کے فتاویٰ (۱/۶۷۷) میں درج ہے کہ یحییٰ ابن معاذ الرازی الصوفی کا کلام ہے)

(۵) لفظ ناطقہ یاروح یا خودی کی مخفی تو توں کو دریافت کرنا پھر ان کی صحیح خطوط پر تربیت کرنا اور ان تو توں کو درجہ کمال تک پہنچانا۔

یہی ہے دراصل خودی میں ڈوبنے کا حقیقی مفہوم اب ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اقبال نے یہ تو کہہ دیا کہ خودی میں ڈوب جاؤ، لیکن اس ڈوبنے کا طریقہ نہیں بتایا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے علامہ کے کلام کا غور و فکر کے ساتھ مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ انہوں نے جاوید نامہ اور مثنوی ”پس چہ باید کرد“ میں اس سوال کا جواب بھی دے دیا ہے چنانچہ جاوید نامہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں:-

گر نیابسی صحبت مرد خبیر از اب وجد آنچہ من دارم بگیر
اگر تجھے کسی با علم کی صحبت میسر نہیں ہوتی تو مجھے جو کچھ میرے آباؤ اجداد سے ملا اسے حاصل کر

جاوید نامہ (ص: ۲۰۷)

پیر رومی را رفیق راہ ساز تا خدا بخشد ترا سوز و گداز
پیر رومی کو اپنے سفر کا ساتھی چن لے تو خدا تہا جہے
جاوید نامہ (ص: ۲۰۸)

یعنی خودی میں ڈوبنے کا طریقہ کسی مردِ خبیر سے سیکھو اور اگر کسی مردِ خبیر کی یعنی مرشدِ کامل کی صحبت میسر نہ آسکے تو پھر میرا مشورہ یہ ہے کہ مثنوی مولانا روم کا مطالعہ کرو۔

اسلامی دنیا میں جس قدر نامور بزرگ گزرے ہیں یعنی ایسے لوگ جنہوں نے اپنے من میں ڈوب کر زندگی کا سراغ پایا ہے مثلاً حضرت صدیق اکبرؓ، مولانا رومیؒ، حضرت خواجہ اجمیریؒ، خواجہ بہاء الدین ملتانئیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت مجدد دہلویؒ، حضرت سید احمد صاحب رائے بریلویؒ، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پٹیؒ، حضرت جتہ الاسلام مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ، حضرت مرشدی حاجی امداد اللہ صاحب مہاجرکیؒ، حضرت مرشدی شیخ الہندؒ، حضرت حکیم الامت مجدد تھانویؒ، کثر اللہ تعالیٰ امثالہم ان سبھوں نے اپنے اپنے مرشدوں کی صحبت میں رہ کر یہ فن سیکھا اور ان بزرگوں کو محض صحبت مرشد کی بدولت یہ مرتبہ حاصل ہوا۔ باز آدم برسر مطلب، اقبال نے اس شعر میں مسلمانوں کو اپنے اندر ضربِ کلیم پیدا کرنے کی ترکیب بتا دی ہے۔

ہزار چشمہ ترے سنگ راہ سے پھوٹے خودی میں ڈوب کے ضربِ کلیم پیدا کر
ضربِ کلیم (ص: ۱)

اب یہ مسلمانوں کا کام ہے کہ وہ اس کتاب کے مطالب پر غور کر کے مصنف مرحوم کے منشاء اور آرزو کی تکمیل کریں یا اس کی غزلوں کو قوالی اور ریڈیو کے رنگارنگ پروگراموں کیلئے استعمال کریں۔

ارمغانِ حجاز (اردو)

اس حصہ میں علامہ مرحوم کا وہ اردو کلام مندرج ہے جو انہوں نے ۱۹۳۵ء سے لے کر اپنی وفات سے کچھ دنوں پہلے تک موزوں کیا، اس حصہ میں کوئی غزل نہیں اور نہ کسی نظم میں رنگ تغزل پایا جاتا ہے کلام اقبال کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غزلوں کا دور ۱۸۹۴ء سے شروع ہو کر ۱۹۳۴ء میں ختم ہو گیا چنانچہ ضربِ کلیم میں تغزل اور شعریت بہت کم ہے یہ انقلاب اس حقیقت پر دال ہے کہ زندگی کے آخری دور میں اقبال کی شاعری پر فلسفہ غالب آ گیا تھا۔

اس حصہ میں دو نظمیں فارسی زبان میں ہیں۔

مرحوم نے انہیں اردو حصہ میں اس لئے شامل کیا کہ ارمغانِ حصہ فارسی میں شامل نہیں ہو سکتی تھیں۔ اس کتاب کا اردو حصہ فقط پچاس صفحات پر مشتمل ہے اس حصہ کے اجزائے ترکیبی حسب ذیل ہیں:-

(۱) شروع میں آٹھ نظمیں ہیں اور ان نظموں میں چھ تمثیلیں ہیں اس لئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مرحوم چند سال اور زندہ رہ جاتے وہ ملٹن کی طرح خالص تمثیلی شاعری اختیار کر لیتے۔

(ب) اس کے بعد تیرہ رباعیات ہیں جن میں سے بعض میں وحدۃ الوجود کا رنگ پایا جاتا ہے۔

(ج) ان کے بعد ملازادہ ضیغ لولابی کشمیری کا بیاض ہے اس میں سترہ نظمیں ہیں اور دو شعر ہیں۔

(د) آخر میں تین متفرق نظمیں ہیں جن میں سے دو نظمیں دو اشخاص کے نام ہیں اور آخری نظم میں حضرت انسان کے

منصب اور مقام کو واضح کیا ہے۔

علامہ کی شعری تصانیف

علامہ اقبال کی شعری تصانیف کی تعداد (۱۱) ہے جبکہ ان میں گیارہویں کتاب دوزبانوں فارسی اور اردو شاعری کی حامل ہے تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ اسرار خودی	۱۹۱۵ء فارسی
۲۔ رموز بے خودی	۱۹۱۸ء فارسی
۳۔ پیام مشرق	۱۹۲۳ء فارسی
۴۔ بانگ درا	۱۹۲۴ء اردو
۵۔ زبور عجم (مع گشن راز جدید و بندگی نامہ)	۱۹۲۷ء فارسی
۶۔ جاوید نامہ	۱۹۳۲ء فارسی
۷۔ مثنوی مسافر	۱۹۳۴ء فارسی
۸۔ بال جبریل	۱۹۳۵ء اردو
۹۔ مثنوی پس چہ باید کرداے اقوام مشرق	۱۹۳۶ء فارسی
۱۰۔ ضرب کلیم	۱۹۳۶ء اردو
۱۱۔ ارمغان حجاز	۱۹۳۸ء (فارسی/اردو)

قرآن و مثنوی

قرآن و مثنوی فارسی زبان میں ایک ریفرنس اور رہنما کتاب میں جسے بہاء الدین خرمشاہی اور سیامک مختاری نے مل کر تالیف کیا۔ اس کتاب میں دو ہزار سے زیادہ قرآنی آیات اور عبارات کی مثنوی معنوی کے اشعار پر تاثیر واضح کی گئی ہے۔ متن بہت سادہ زبان میں ہے۔ اس کتاب کی بنیاد مثنوی کے ہر چھ دفاتر کے ترتیب وار اشعار ہیں۔ ہر شعر کے ساتھ اس کی مناسب ترین قرآنی آیت کے علاوہ مزید تاثیر کرنے والی مناسب آیات اور متعلقہ سورتوں کے نام اور نمبر بھی دیئے گئے ہیں۔ سیامک مختاری حافظ قرآن ہیں اور اس کے علاوہ مثنوی معنوی سا لہا سال ان کے زیر مطالعہ رہی ہے۔

خرمشاہی بہاء الدین و مختاری سیامک، قرآن و مثنوی دوسرا ایڈیشن ۱۳۸۲ھ، مطبع نشر قطرہ، تہران ایران

اقبال اور قرآن

علامہ اقبال کی زندگی ہی میں ان کی کثیر الجہات شخصیت، نبوغ، افکار و دانش سے متعلق مختلف مجلات اور مجالس میں ان کی فکری استعداد کے اعتراف میں تجلیلی اذکار کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا جو تحقیقی صورت میں جاری و ساری ہے۔ استقلال پاکستان کے ابتدائی تیس سالوں میں جن مذہبی محققین نے اقبال کی قرآن فہمی کے وصف پر کام کیا ان میں ایک معتبر نام ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان ہے جس نے ’اقبال اور قرآن‘ کے عنوان سے ایک مستند کتاب تالیف کی جس کی پہلی

اشاعت ۱۹۷۷ء میں ہوئی۔ اس کتاب کا چھٹا ایڈیشن جو ۲۰۰۶ء میں شائع ہوا۔ اس مقالہ کے بنیادی ماخذات کے طور پر راقم کے زیر مطالعہ رہا ہے۔ مولف نے اس کتاب کے پہلے حصہ میں اقبال کی قرآن فہمی پر سیر حاصل محققانہ بحث کی ہے اور اس حصہ کو ”تبصرہ ذکری“ کا عنوان دیا ہے۔ دوسرے حصے کا عنوان ”لکل عبدنیب“ ہے جس میں اقبال کے فارسی اور اردو کلام پر سبھی کتب کو ۱۹۱۵ء تا ۱۹۲۸ء کی اشاعتی ترتیب سے اور آخر میں تشکیل جدید الہیات اسلامیہ کے اس پہلو پر تحقیق کی گئی کہ اقبال نے کون کون سے شعر میں اور خطبات میں کس مقام پر قرآنی آیات کو تلخیص کے طور پر جگہ دی۔ حکومت پاکستان کی طرف سے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۸۱ء تک اقبالیات پر شائع ہونے والی کتابوں میں سے اسے بہترین کتاب انتخاب کرتے ہوئے پہلا قومی صدارتی اقبال ایوارڈ دیا گیا۔ اس کتاب کا تحریری اسلوب بالکل اُن کتابوں جیسا ہے جو مولانا روم کی قرآن فہمی اور مثنوی معنوی یا دیوان شمس پر قرآن کی تاثیر کے موضوع پر ایران میں لکھی گئیں۔

تفہیم القرآن

قرآن مجید کے ترجمہ و تفسیر پر جب تک دنیا ہے کام ہوتا رہے گا اور ہماری زبان میں اب تک بہت کام ہو چکا ہے اس سے قبل فارسی میں حضرت شاہ ولی اللہ کا ترجمہ اور اردو میں شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، مولانا محمود الحسن، مولانا اشرف علی صاحب اور حافظ فتح محمد جالندھری کے تراجم لفظی ترجمے کی تمام اغراض کو پورا کرتے ہیں لیکن مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن میں لفظی ترجمے کا طریقہ چھوڑ کر آزاد ترجمانی کا اسلوب اختیار کیا۔ جس کی وجہ سے عبادت میں روانی، زور بیان، بلاغت زبان اور تاثیر کلام پیدا ہو گئی۔

قرآن مجید کے ارشادات کے پس منظر کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے یہ ترجمانی کا اسلوب پوری طرح نمایاں نہیں کرتا۔ اس لیے اس کے ہر سورت کے آغاز میں مناسب دیباچہ اور جہاں کہیں کہیں خاص آیت یا مجموعہ آیات کی کوئی اور اہمیت کی بیان کی ضرورت ہے تو اس کے لیے حواشی دے دیئے گئے ہیں۔

مولانا مودودی نے اس کتاب کے لکھنے کا آغاز فروری ۱۹۴۲ء میں کیا۔ پانچ سال کے عرصہ میں سورہ یوسف کے آخر تک ترجمانی اور تفہیم تیار ہو گئی اور یہ سلسلہ کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو اس وقت شروع ہوا جب مولانا مودودی کو پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کر کے سینٹرل جیل ملتان میں مقید کر دیا جہاں انہوں نے ۱۱ ستمبر، ۱۹۴۹ء تک اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

اس مقالہ میں سورتوں کے تعارف میں اسی کتاب سے بھی مدد لی گئی جبکہ آیات کے ترجمے کا ایک ایک لفظ تفہیم سے لیا گیا ہے۔

قرآن ایک نظر میں

یہ کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے پہلے باب میں قرآنی سورتوں کا تعارف اور دوسرا حصہ قرآنی احصائے متعلق ہے جس میں اسمائے قرآن کریم، منازل قرآن، پارے، سورتیں رکوعات وغیرہ آیات قرآن پارہ کے لحاظ سے سجدہ ہائے قرآن، اعراب، مدت نزول قرآن، کاتبین قرآن، تراجم قرآن، معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ یہ کتاب ڈاکٹر محمد میاں صدیقی کی تالیف ہے جو قرآن وحدیث کے معروف اسکالر ہیں۔ اس کتاب کے علاوہ حواشی قرآن حکیم، خلاصہ تفسیر، بیان القرآن

احکام زکوٰۃ و عشر اور تفسیر آیات الاحکام ان کی قابل ذکر کتب ہیں۔ مذکورہ کتاب طبع دوم ہے۔ جس کی اشاعت ۱۹۸۷ء میں ہوئی۔ ناشر مطبوعات حرمت مرکز G-8 اسلام آباد ہے۔

قرآن شناخت

یہ کتاب قرآن حکیم سے آگاہی اور اس آسمانی کتاب کی معاشرے میں ثقافتی تاثیر کے متعلق بحث کرتی ہے۔ بہاء الدین خرمشاہی نے آج سے ۱۸ سال پہلے ۱۳۷۴ء ہجری شمسی میں پہلی بار اس کتاب کو زیور طبع پہنایا۔ جس نسخہ سے اس مقالہ میں استفادہ کیا گیا وہ چوتھا ایڈیشن ہے جو آج سے سولہ سال پہلے ۱۳۷۴ء ہجری شمسی میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں قرآن مجید سے متعلق مندرجہ ذیل عنوانات کے ذیل پر بحث کی گئی۔

قرآن و تاریخ، قرآن و جغرافیہ، قرآن و ستارے، قرآن و فقہ، قرآن و کلام، قرآن و حدیث، قرآن و عرفان، قرآن و اخلاق، قرآن و ادبی اور زبانی علوم، قرآن و فلسفہ قرآن و ثقافت، قرآن و اسلامی ہنر، وحی و نزول و جمع تدوین قرآن، علوم و فنون قرآن۔ قرآن کے متعلق ۱۱۰۱ ہم نفاظ۔ آج کی زندگی میں قرآن کی تاثیر، قرآنی سورتوں کا تعارف اور اس مقالہ کے لیے اس کتاب میں موجود بعض سورتوں کے اصلی ناموں کے علاوہ دوسرے غیر رسمی ناموں کی فہرست سے بہت سی سورتوں کے نام لیے گئے۔

خرمشاہی، بہاء الدین، قرآن شناخت، طرح نو، خیابان نوبخت، تہران ایران، اشاعت چہارم ۱۳۷۶ء ہجری شمسی

المعجم الاحصائی لالفاظ القرآن الکریم

یہ کتاب قرآن کریم کے کلمات اور اعراب کی شماریاتی لغت ہے جو تقریباً ۲۰۰۰ صفحات اور تین جلدوں پر محیط ہے۔ اس کتاب میں قرآن کی ہر سورت کی آیات اور الفاظ کی تعداد، دوسرے ماخذات میں قرآن کی آیات اور کلمات کی تعداد، سورتوں کے نام اور تعداد کا کمی اور مدنی نسبت سے تجزیہ، سورت کے حساب سے مشتق اور غیر مشتق کلمات کی تعداد ان کے مادہ کے ابتدائی حرف کی بنیاد پر، ان سورتوں کی تعداد اور نام جن کی آیات کی تعداد کے بارے اتفاق رائے موجود ہے۔ ان سورتوں کی تعداد اور نام جن کی آیات کی تعداد کے بارے میں اتفاق رائے نہیں ہے۔ مکی سورتوں میں مدنی کلمات اور مدنی سورتوں میں مکی کلمات کی تعداد کی تقسیم بہ لحاظ الفبائی ترتیب اور اس جیسے اور بہت سے عنوانات پر کام کیا گیا ہے اس کتاب کی جلد ۱ صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۵ ایک جدول میں 10 مختلف لغات سے قرآن کریم کے الفاظ کا موازنہ دیا گیا ہے۔ جس تعداد پر زیادہ سے زیادہ اشتراک پایا گیا اسے اس مقالہ کے لیے انتخاب کیا گیا ہے اس لغت کے مولف نے بیس سال کی تحقیق کو تدوین کر کے ۱۹۹۰ء میں کتاب کی شکل میں محققین کے لیے شائع کیا۔ ایران میں اس موضوع پر شائع ہونے والی یہ پہلی کتاب ہے۔

قرآن کریم کی سورتوں کا تعارف

اس مقالہ میں قرآن کریم کی مشمولہ سورتوں کے تعارف کے لیے بنیادی طور پر چار کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ تفہیم القرآن

۲۔ قرآن ایک نظر میں

۳۔ قرآن شناخت

۴۔ المعجم الاحصائی لالفاظ القرآن الکریم

بہت ساری معلومات جو ایک سے زیادہ کتب میں موجود تھیں ان کا باہم موازنہ کرنے کے بعد تعارف میں شامل کیا گیا۔ راقم نے کوشش کی ہے کہ سورتوں کا تعارف مختصر اور جامع ہو یہاں تک کہ تفہیم القرآن اور قرآن ایک نظر میں بعض سورتوں کا تعارف تو ۱۰ سے ۱۸ صفحات پر محیط ہے۔

سورتوں کی آیات اور الفاظ کی تعداد قرآن ایک نظر میں اور المعجم سے اور قرآن کی سورتوں کے اصلی ناموں کے علاوہ دیگر نام قرآن شناخت سے حاصل کیے گئے۔ تعارف میں فقط برجستہ نکات شامل کئے گئے ہیں۔

غیر مشمولہ سورتیں

اس مقالہ میں قرآن کریم کی فقط ان سورتوں کو شامل کیا گیا جن سورتوں کی ایک یا ایک سے زیادہ آیات کو مشترکاً مولانا نے مثنوی معنوی اور علامہ اقبال کے اپنے اردو کلام میں تمبیلاً استعمال کیا۔ قرآن کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ۳۹ سورتیں ایسی ہیں جن کو مندرجہ ذیل وجوہ کے سبب مقالہ میں شامل نہ کیا گیا:

- ۱۔ جن کی کسی بھی آیت کو دونوں نے استعمال نہ کیا۔
- ۲۔ جن کی کسی ایک یا زیادہ آیات کو مولانا کی مثنوی اور علامہ کے اردو کلام میں راقم کو مناسبات مل نہ سکیں۔
- ۳۔ جن کی مشترک آیات مثنوی اور علامہ کے فارسی کلام یا مختلف خطبات میں تمبیلاً موجود ہیں لیکن اردو کلام میں نہیں۔
- ۴۔ جن کی مشترک آیات علامہ کے اردو کلام اور دیوان شمس میں ہیں لیکن مثنوی میں راقم کو مل نہ سکیں:

۱۔ الحجر (۱۵)	۲۔ سبا (۳۴)	۳۔ ص (۳۸)
۴۔ الدخان (۴۴)	۵۔ الحجرات (۴۹)	۶۔ الطور (۵۲)
۷۔ القمر (۵۴)	۸۔ الواقعہ (۵۶)	۹۔ الممتحنہ (۶۰)
۱۰۔ التحريم (۶۶)	۱۱۔ الحاقہ (۶۹)	۱۲۔ المعارج (۷۰)
۱۳۔ القیامہ (۷۵)	۱۴۔ المرسلات (۷۷)	۱۵۔ النبأ (۷۸)
۱۶۔ النازعات (۷۹)	۱۷۔ عبس (۸۰)	۱۸۔ التکویر (۸۱)
۱۹۔ الانقطار (۸۲)	۲۰۔ المطففين (۸۳)	۲۱۔ الانشقاق (۸۴)
۲۲۔ البروج (۸۵)	۲۳۔ الطارق (۸۶)	۲۴۔ الغاشیہ (۸۸)
۲۵۔ اللیل (۹۲)	۲۶۔ الضحیٰ (۹۳)	۲۷۔ القدر (۹۷)
۲۸۔ البینہ (۹۸)	۲۹۔ العادیات (۱۰۰)	۳۰۔ القارعه (۱۰۱)
۳۱۔ التکاثر (۱۰۲)	۳۲۔ الفیل (۱۰۵)	۳۳۔ قریش (۱۰۶)
۳۴۔ الماعون (۱۰۷)	۳۵۔ الکوثر (۱۰۸)	۳۶۔ الکافرون (۱۰۹)
۳۷۔ النصر (۱۱۰)	۳۸۔ الفلق (۱۱۳)	۳۹۔ الناس (۱۱۴)

حواشی/حوالے

- ۱۔ محبوب رضوی، سید، مرتب تاریخ دارالعلوم دیوبند، طابع و ناشر مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند، ہند طبع دوم ۱۹۹۳ء جلد دوم ص ۱۲۲
- ۲۔ اسیر ادروی، کاروان رفتہ (تذکرہ مشاہیر ہند) (آندھرا پردیش، انڈیا: دارالعلوم حیدرآباد، طبع اول، ۱۹۹۳ء) ص ۱۰۷

باب سوم

سورۃُ الْفَاتِحَةِ (۱)

تا

سورۃُ الرَّؤْمِ (۳۰)

تجزیاتی جائزہ

سورہ الْفَاتِحَہ (۱)

قرآن کریم کی پہلی سورت ”الفاتحہ“ اور ”فاتحہ الكتاب“، یعنی کسی مضمون یا کتاب کا افتتاح کرنے والی، علاوہ ازیں ”حمد، أم القرآن، سبع المثانی“ (چونکہ سات آیات پر مشتمل ہے۔ نماز کی ہر رکعت میں لازماً پڑھی جاتی ہے۔ دو بار نزول ہوا ایک مرتبہ مکہ اور ایک بار مدینہ میں لیکن باضابطہ کلی کہلاتی ہے، ”کنز، اساس، مناجات، شفاء، دعا، کافیہ، وافیہ، رافیہ (تعویذ کرنے والی)“ اسی سورت کے نام ہیں۔) ترتیب تلاوت اور مضمون معنی سے مناسبت رکھتے ہیں، یہ سورت ایک دعا ہے بندے کی جانب سے اور قرآن اس کا جواب ہے خدا کی طرف سے، مصحف کی ترتیب یعنی ترتیب تلاوت کے اعتبار سے پہلی اور بہ ترتیب نزول پانچویں مگر سب سے پہلی مکمل سورت جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ ۷ آیات اور ۲۵ الفاظ پر مشتمل، اس کا موضوع توحید اور خدائے متعال کی شکرگزاری ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الْكَرِيمِ الرَّحِيمِ ۝ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝
(مکمل سورت)

تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے، رحمان اور رحیم ہے روز جزا کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تونے انعام فرمایا، جو معتوب نہیں ہوئے، جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔

مولانا روم:

کیشہا زین روی جزیک کیش نیست
اس اعتبار سے مذاہب بھی ایک کے علاوہ نہیں
برصُور و اشخاص عاریت بود
صورتوں اور شخصوں کے لیے عارضی ہوتی ہے
(ص: ۲۷۱) (۲۱۲۶-۲۱۲۵/۳) (ت ج ۳: ۲۰۸)

صد ہزار الحمد بسی لب او بخواند
لاکھوں الحمد آہستہ آہستہ پڑھیں
(ص: ۲۲۲) (۲۳۲۶/۶) (ت ج ۳: ۲۱۵)

داند او پاداش خود در یوم دین
قیامت کے دن کے اپنے بدلے کو جان لے گا
(ص: ۱۶۳) (۱۸۹۶/۲) (ت ج ۳: ۹۷)

همچو کودك اشك باری یوم دین
قیامت کے دن بچے کی طرح آنسو بہائے گا
(ص: ۵۶۱) (۱۴۰۶/۶) (ت ج ۳: ۲۳۵)

زانک خود ممدوح جزیک بیش نیست
اس لیے کہ خود ممدوح ایک کے علاوہ نہیں ہے
دان کہ ہر مدحی بنور حق رود
سمجھ لے کہ ہر تعریف اللہ کے نور کی طرف جاتی ہے

زین بشارت مست شد در دیش نماند
وہ اس خوشخبری سے مست ہو گیا اس کا درد نہ رہا

گفت پیغمبر کہ ہر یک از یقین
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ جو شخص یقینی طور پر

چون شکار فقر گردی تو یقین
جب تو فقر کا شکار ہو جائے گا تو یقیناً

می دھد پاداش پیش از یوم دین
قیامت کے دن سے پہلے بدلہ دے دیتا ہے
(ص: ۲۲۵) (۲۳۲/۶) (تج: ص: ۲۳۲/۶)

در نماز اهد الصراط المستقیم
نماز میں (اے خدا) سیدھے راستے کی رہنمائی کر
(ص: ۹۹) (۲۳۲/۱) (تج: ص: ۲۳۲/۱)

آمد اندر هر نمازی اهدنا
ہر نماز میں ”اے اللہ ہماری رہنمائی فرما“ آیا ہے
بانماز ضالین و اهل ریا
گمراہوں اور ریاکاروں کی نماز سے
(ص: ۱۲۳) (۳۳۹۳-۳۳۹۳/۱) (تج: ص: ۳۵۰/۱)

لا افتخار بالعلوم والغنی
علوم اور مالداری پر کوئی فخر نہیں
(ص: ۱۴۰) (۳۹۰۲/۱) (تج: ص: ۳۹۲/۱)

بہ ز دو راه تَرَدَد ای کریم
اے کریم! دو راہے کے تذبذب سے بہتر ہے
(ص: ۵۳۹) (۲۰۲/۶) (تج: ص: ۳۳۲/۶)

دست تو بگرفت و بُردت تا نعیم
اس نے تیرا ہاتھ پکڑا اور جنت میں لے گیا
(ص: ۳۱۲) (۳۳۲۲/۴) (تج: ص: ۳۲۵/۴)

با زبان حال گفتی اهدنا
زبان حال سے ”ہمیں ہدایت دے“ کہے گا
(ص: ۲۲۳) (۳۷۵۲/۴) (تج: ص: ۳۵۲/۴)

در بلا از غیر تو لانستعین
مصیبت میں تیرے علاوہ غیر سے ”ہم مدد نہیں چاہتے ہیں“
در لغت و آن از پی نَفی ریا
عربی میں سمجھ لے، ریا کی ’نفی‘ کے لیے ہے
حصر کردہ استعانت را و قصر
جس سے مدد مانگنے کو اللہ کی ذات کے ساتھ، محصور اور مخصوص کر دیا ہے

زانک بر مرصاد حق و اندر کمین
اللہ تعالیٰ گزرگاہ پر کمین گاہ میں سے

بهر این مؤمن همی گوید زبیم
اسی سبب سے مؤمن خوف سے کہتا ہے

از برای چاره این خوفها
انہی اندیشوں کے علاج کے لیے
کاین نماز رامیامیز ای خدا
کہ اے اللہ میری اس نماز کو نہ ملا

یا غیاث المستغیثین اهدنا
اے فریادیوں کے فریادرس! ہم کو ہدایت دے

جذب یک راه صراط المستقیم
سیدھے راستے کی ایک راہ کی کشش

اهدنا گفتی صراط مستقیم
تو نے ”ہم کو سیدھا راستہ دکھا“ کہا

چونک حیران گشتی و گیج و فنا
جب کہ تو حیران و بدحواس و فنا ہوگا

همچنانک ایاک نعبد در حنین
جس طرح کہ ”ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں“ رونے میں
هست این ایاک نعبد حصر را
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یہ حصر کے لیے ہے
هست ایاک نستعین ہم بھر حصر
”تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں“ حصر کے لیے ہے

کہ عبادت مر ترا آریم و بس طمع یاری ہم ز تو داریم و بس
کہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بس مدد کی امید بھی تجھی سے رکھتے ہیں اور بس
(س: ۳۹۹) (۲/۲۹۳۰-۲۹۳۳) (ت ج ص: ۳/۲۸۰)

اقبال:

اے خدا! شکوہ ارباب وفا بھی سن لے خوگر حمد سے تھوڑا سا گلا بھی سن لے
(بانگ درا: ص: ۱۶۳)
وہ دانائے سب، ختم الرسل، مولائے کل جس نے غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٰ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر وہی قرآن، وہی فرقاں، وہی یسین، وہی طاہا!
(بال جریل: ص: ۲۵)

مولانا نے سورت کی ساتوں آیات کو مثنوی کے پانچوں دفتر کے علاوہ دوسرے پانچ دفاتر میں سترہ مختلف اشعار میں مختلف آیات کو تلمیح کے طور پر بڑے واضح انداز میں ہر مسلمان کی دلی دعا کے طور پر استفادہ کیا ہے۔ جبکہ علامہ نے تو گویا کوزہ میں دریا بند کر دیا اور اپنی مشہور زمانہ نظم شکوہ میں مسلمان کو خوگر حمد کہہ کر مخاطب کیا ہے۔

اقبال نے پہلے شعر میں مسلمان کو ”خوگر حمد“ کہہ کر خطاب کیا۔ کیونکہ مسلمان اپنی نماز پنجگانہ میں ہر رکعت میں اس سورت کی تلاوت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پوری صورت کا خوگر ہو چکا ہے۔ سورت کے تعارف میں بہت واضح بتایا گیا کہ ”حمد“ سورہ الفاتحہ ہی کا نام ہے بس شعر کے دوسرے مصرع میں لفظ حمد سے مراد مکمل سورت ہے۔

دوسرے اور تیسرے شعر میں اشارہ ہے سورہ الفاتحہ کی آیت نمبر ۱۵ اهدنا الصراط المستقیم: (اے اللہ) ہم کو سیدھی راہ چلا۔ مسلمانوں کو سیدھی راہ پر قائم کرنے والی ہادی عالم پیغامبر رحمت محمد ﷺ ہی ہیں۔ یہ انہی کی تعلیمات کا نتیجہ ہے کہ مسلمان پنجگانہ نماز میں سورہ الفاتحہ کی تلاوت کرتے ہیں۔

سورہ البقرۃ (۲)

بقرہ کے معنی (گائے) اور یہ بنی اسرائیل کی گائے کی طرف اشارہ ہے۔ فسطاط القرآن (قرآنی حجاب؟) سنام القرآن (مرکز قرآن؟) اسی سورت کے نام ہیں جب کہ اسے اور اس کے بعد والی سورت (آل عمران) دونوں کے مجموعہ کو زہراوان * بھی کہا جاتا ہے۔ ترتیب تلاوت دوسری، ترتیب نزول ۸۷ ویں، ۲۸۶ آیات اور ۶۱۲ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ قرآن کریم کی سب سے بڑی سورت ہے رکوعات کی تعداد چالیس (۴۰) ہے۔ اس سورت کی آیت ۲۸۲ قرآن مجید کی طویل ترین آیت ہے جسے آیت دین (قرض) / تداین (ایک دوسرے کو قرض دینا) / مداینہ (قرضے کا لین دین اور قرض خواہ اور مقروض میں نسبت) کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اس سورت میں ایک سو تیس (۱۳۰) فقہی احکام آئے ہیں، آیت الکرسی اسی سورت کی ۲۵۵ ویں آیت ہے۔ قرآن کی ان ۲۹ سورتوں میں سے ہے جو حروف مقطعه (= الم: الف، لام، میم) سے شروع ہوتی ہے۔ توحید، انسان کی تخلیق اور اس سے متعلق خدا اور فرشتوں کے مابین گفتگو، روزے کے احکام، اعتکاف، وصیت، یتیموں اور دوسرے افراد کے اموال کا غلط تصرف، اس سورت کے بہت سے مضامین میں سے چند ہیں۔

سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کو احادیث میں ”زہراوان / زہراوین“ بھی کہا گیا ہے۔ یعنی دو روشن سورتیں۔ سورتیں تو قرآن کی ساری ہی روشن ہیں لیکن خصوصیت سے ان دو سورتوں کو روشن کہنے کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں سورتوں کے انوار و تجلیات ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ (قرآن ایک نظر میں) (میاں محمد صدیقی)

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ (آیت: ۳)

جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

مولانا روم:

يؤمنون بالغيب مي بايد مرا زان ببستم روزن فانسى سرا
(اللہ نے فرمایا) ہمیں غیب پر ایمان لانے والے درکار ہیں۔ اس لیے میں نے دنیا کے سوراخ بند کر دیئے ہیں
(ص: ۱۳۲/۱) (۳۶۳۰/۱)

اقبال:

خوگر پیکر محسوس تھی انساں کی نظر مانتا پھر کوئی ان دیکھے خدا کو کیونکر؟
(بانگ درا: ص: ۱۶۳) (ت ج ص: ۱/۱: ۳۷۰)

يُخَدَعُونَ اللَّهَ وَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ مَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُونَ ۝ (آیت: ۹)

وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں، مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انھیں اس کا شعور نہیں ہے۔

مولانا روم:

ہمچو نشہ نادان و غافل بُد وزیر
وزیر بادشاہ کی طرح نادان اور غافل تھا

پنجنہ می زد با قدیم ناگزیر
جو واجب الوجود اور قدیم سے بچہ لڑاتا تھا

(ص: ۴۷) (۵۲۱/۱) (ت ج ص: ۸۳/۱)

آن مُرایبی در صیام و در صلاست
اس کی نماز اور روزے میں ایسی ریاکاری ہے

تاگمان آید کہ او مست و لاسست
تاکہ گمان ہو جائے کہ وہ دوستی میں مست ہے

(ص: ۱۰۶) (۲۶۳۳/۱) (ت ج ص: ۲۷۹/۱)

اقبال:

بچتا ہے ہاشمی ناموس دین مصطفیٰ
خاک و خون میں مل رہا ہے ترکماں سخت کوش

حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے
جو انانِ تناری کس قدر صاحب نظر نکلے!

(بانگ درا: ص: ۲۵۷)

(بانگ درا: ص: ۲۷۲)

ہاشمی اور پیر حرم دونوں تمیحات ایک ہی شخص کی طرف اشارہ ہے اور وہ تھا کعبہ کا متولی شریف حسین جس نے مسلمان ہوتے ہوئے بھی ۱۹۱۶ء میں انگریزوں کے ساتھ دوستی کر کے ترکوں کی تباہی میں شریک ہوا اور ترک ایمان والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کی۔ دیکھا جائے تو یہ عمل اس کی اپنی رسوائی کا باعث ہوا۔ جس کا شاید اس کو شعور نہ تھا۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْۤا اِلٰی شَیْطٰنِیْہِمۡ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءٌ وَّ نَ ۝

(آیت: ۱۴)

جب یہ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں، اور جب علیحدگی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ اصل میں تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے محض مذاق کر رہے ہیں۔

مولانا روم:

کرد باوی شاہ آن کاری کہ گفت
بادشاہ نے اُس کے ساتھ وہی کام کیا جو اُس نے کہا

اور اُس چھپے ہوئے بھید سے لوگ بے خبر رہے
راند او را جانب نصرانیان

کرد در دعوت شروع او بعد از آن
اُس کے بعد اُس نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا

اُس کو عیسائیوں کی جانب بھگا دیا

(ص: ۳۸) (۳۶۲۳۶۱/۱) (ت ج ص: ۶۷/۱)

اقبال:

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

(اُرمغانِ حجاز (اردو): ص: ۷۷)

ابلیس کی مجلس شوریٰ میں پہلے شیطان کا کہنا ہے کہ ہم (آدم) اہل ایمان خود شناس و خود نگراں اشخاص کے پاس جا کر انہیں جمہوریت کا لبادہ اوڑھا دیتے ہیں اور ان کو عرفان حق کے فوائد سے محروم کر دیتے ہیں۔ اور تہائی میں جب اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو انہیں کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ (آیت ۱۶)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں سے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے، مگر یہ سودا ان کے لیے نفع بخش نہیں ہے اور یہ ہرگز صحیح راستے پر نہیں ہیں۔

مولانا روم:

جز پشیمانی نباشد ریع او جز خسارت بیش نارد بیع او
اس کا محصول ندامت کے سوا کچھ نہیں اس کی فروخت کا حاصل (بھی) نقصان کے سوا کچھ نہیں
(ص: ۳۳) (۱/۲۹۰) (ت ج ص: ۸۰/۱)

خیز بلقیسا کہ بازار یست تیز زین خسیسان گسا دافکن گریز
اے بلقیس اٹھ (ہوش کر) کیونکہ بازار تیزی پر ہے مندا پھیلائے والے کنجوسوں سے بھاگ
(ص: ۳۵۸) (۲/۱۰۹۵) (ت ج ص: ۱۱۳/۳)

مولانا کے اس شعر کا مفہوم اس سے پہلے شعر کے ساتھ جڑا ہوا ہے مولانا کا کہنا ہے کہ ذوق طبع، آسان اور موافق چیزیں اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے آسان کام ابتدا میں آسان ہے لیکن انجام کے اعتبار سے مشکل ہے۔ روح اور عقل جس کام کو آسان سمجھے وہ عین دین ہے۔ دوسرے شعر میں حضرت سلیمان کی طرف سے بلقیس کو دعوت دین دی گئی کہ اس ٹولے سے بچ اور اس سے قبل کہ موت آجائے۔ ان لوگوں سے بھاگ۔

اقبال:

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارا
(اُرمغان حجاز (اردو): ص: ۱۶)

(تلخ ہمیشہ مختصر اُبیان کی جاتی ہے)

شعر کے پہلے مصرعے میں بہت واضح بیان کیا گیا ہے کہ آزادی کے بدلے (دیں) ہدایت ہاتھ سے دیکر گھائے کا سودا کیا۔ مولانا نے بھی لفظ خسارت پر اکتفا کیا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ (آیت ۲۹)

وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں، پھر اوپر کی طرف توجہ فرمائی اور سات آسمان استوار کیے۔ اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

مولانا روم:

ہمچنین کسب و دم و دام و جماع
اسی طرح کمائی اور تدبیر اور جال اور ہمبستری
آن موالید ست حق را مُستطاع
وہ سب کام اللہ کے پیدا کردہ اور مقدور ہیں
(ص: ۸۷) (۱/۱۶۶۹) (تج: ص: ۸۹/۱)

اقبال:

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں! ذرا
دانہ تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تو
(بانگ درا: ص: ۱۹۲)

طیبِ عشق نے دیکھا مجھے تو فرمایا
ترا مرض ہے فقط آرزو کی بے نشی!
(بال جبریل: ص: ۳۰)

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کے لیے
(بال جبریل: ص: ۴۹)

تو مردِ میداں، تو میر لشکر
نوری حضوری تیرے سپاہی!
(بال جبریل: ص: ۵۳)

فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشہ چالاک
رکھتی ہے مگر طاقتِ پرواز مری خاک!
(بال جبریل: ص: ۶۹)

تو زندگی ہے، پائندگی ہے
باقی ہے جو کچھ سب خاک بازی!
(بال جبریل: ص: ۷۲)

مکانی ہوں کہ آزادِ مکاں ہوں؟
جہاں میں ہوں کہ خود سارا جہاں ہوں؟
(بال جبریل: ص: ۸۱)

عقل کی منزل ہے وہ، عشق کا حاصل ہے وہ
حلقہٴ آفاق میں گرمی محفل ہے وہ
(بال جبریل: ص: ۹۸)

مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے
مومن کا مقام ہر کہیں ہے
(بال جبریل: ص: ۱۰۳)

یہ ایک بات کہ آدم ہے صاحبِ مقصود
ہزار گونہ فروغ و ہزار گونہ فراغ!
(بال جبریل: ص: ۱۱۶)

تری آگ اس خاک داں سے نہیں
بڑھے جا یہ کوہِ گراں توڑ کر
خودی شیرِ مولا، جہاں اس کا صیدا!
جہاں تجھ سے ہے، تو جہاں سے نہیں
طلسمِ زمان و مکاں توڑ کر!
زمیں اس کی صید، آسمان اس کا صیدا!
(بال جبریل: ص: ۱۲۸)

خودی کا سر نہاں، لا الہ الا اللہ خودی ہے تیغ، فساں، لا الہ الا اللہ

(ضرب کلیم: ص: ۱۵)

مقام ذکر کمالات رومی و عطار مقام فکر مقالات بوعلی سینا!

مقام فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں مقام ذکر ہے سبحان ربی الاعلیٰ

(ضرب کلیم: ص: ۲۳)

جس بندہ حق میں کی خودی ہوگئی بیدار شمشیر کی مانند ہے بڑندہ و براق!

(ضرب کلیم: ص: ۷۴)

اگر مقصود گل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے؟ مرے ہنگامہ ہائے نو بے کی انتہا کیا ہے؟

(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۵۰)

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ

الدِّمَآءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (آیت: ۳۰)

جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ ”میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔“ انہوں نے عرض کیا:

”کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں، جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے

گا؟ آپ کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کے لیے تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں۔“ فرمایا: ”میں جانتا ہوں، جو کچھ تم

نہیں جانتے۔“

مولانا روم:

مشورت می رفت در ایجاد خلق جان نشان در بحر قدرت تا بخلق

مخلوق کے پیدا کرنے میں مشورہ ہو رہا تھا ان کی روح گلے تک قدرت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی

چون ملایک مانع آن می شدند بر ملایک خُفِیْہ خُنْبِک می زدند

جب فرشتے اس عمل میں رکاوٹ بنے انہوں نے فرشتوں پر چپکے سے تالی پٹی

مطلع بر نقش هر که هست شد پیش از آن کین نفس کُلّ پابست شد

وہ ہر اس چیز سے باخبر تھے جو وجود میں آئی اسی سے پہلے کہ روح کو پابند کیا گیا

(ص: ۱۳۹) (۱۲۱/۲-۱۲۳) (تج: ص: ۳۱/۲)

نقش کژمژ دیدم اندر آب و گل چون ملایک اعتراضی کرد دل

میں نے عالم آب و گل میں بہت سی آڑھی ترچھی چیزیں دیکھی ہیں فرشتوں کی طرح دل نے بھی اعتراض کیا

(ص: ۱۸۵) (۱۸۱/۲) (تج: ص: ۱۲۹/۲)

ای خلیفہ زادگان دادی کنید حزم بھر روز میعادی کنید

اے آدم کی اولاد انصاف سے کام لو روز قیامت کے لیے دور اندیشی سے کام لو

(ص: ۲۹۱) (۲۸۸/۳) (تج: ص: ۲۷۵/۳)

بحث أملاك زمين با كبريا در خليفه كردن بابای ما
خدا کے ساتھ جائیداد اور زمین کی بحث ہمارے والد (آدمؑ) کو خلیفہ بنانے کے ضمن میں
(ص: ۳۹۸) (۲/۳) (۲۹۰۷/۳) (ت ج ص: ۲۷۸/۳)
پس خلیفہ ساخت صاحب سینہ ای تا بود شاہیش را آیینہ ای
اس نے صاحب دل کو خلیفہ بنا دیا تاکہ وہ اس کی بادشاہی کا آئینہ ہو
(ص: ۵۷۵) (۶/۲) (۲۱۵۶/۲) (ت ج ص: ۲۱۳/۲)

اقبال:

ہے مری ذلت ہی کچھ میری شرافت کی دلیل جس کی غفلت کو ملک روتے ہیں وہ غافل ہوں میں
(ہانگ در: ص: ۱۰۷)

تو جو محفل ہے، تو ہنگامہ محفل ہوں میں حسن کی برق ہے تو، عشق کا حاصل ہوں میں
(ہانگ در: ص: ۱۱۶)

اپنی اصلیت سے ہو آگاہ اے غافل کہ تو قطرہ ہے، لیکن مثال بحر بے پایاں بھی ہے
(ہانگ در: ص: ۱۹۳)

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے سیر آدم ہے ضمیر گن فکاں ہے زندگی!
(ہانگ در: ص: ۲۵۹)

تو نے یہ کیا غضب کیا! مجھ کو بھی فاش کر دیا میں ہی تو ایک راز تھا سینہ کائنات میں!
(بال جریل: ص: ۵)

قصور وار، غریب الذیاری ہوں، لیکن ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد!
(بال جریل: ص: ۸)

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے تری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شائینی ہے تیری تری آنکھوں میں بیباکی نہیں ہے!
(بال جریل: ص: ۸۲)

نہ خود ہیں نے خدا ہیں نے جہاں ہیں! یہی شہ کار ہے تیرے ہنر کا؟
(بال جریل: ص: ۸۸)

یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام وہ جس کی شان میں آیا ہے عَلَّمَ الْأَسْمَاء!
مقام ذکر کمالات رومی و عطار مقام فکر مقالات بوعلی سینا!
مقام فکر ہے پیائش زمان و مکاں مقام ذکر ہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى
(ضرب کلیم: ص: ۲۳)

اگر نہ ہو تجھے اُلجھن تو کھول کر کہہ دوں وجودِ حضرت انساں، نہ روح ہے، نہ بدن!

(ضرب کلیم: ص: ۵۷)

حیات و موت نہیں التفات کے لائق فقط خودی ہے خودی کی نگاہ کا مقصود

(ضرب کلیم: ص: ۶۸)

چاہیے خانہ دل کی کوئی منزل خالی شاید آ جائے کہیں سے کوئی مہمان عزیز

(ضرب کلیم: ص: ۸۱)

یہی کمال ہے تمثیل کا کہ تو نہ رہے! رہا نہ تو، تو نہ سوزِ خودی، نہ سازِ حیات!

(ضرب کلیم: ص: ۱۰۶)

اور اگر بانجر اپنی شرافت سے ہو تیری سپہ انس و جن! تو ہے امیر جنود!

(ضرب کلیم: ص: ۱۱۳)

وَ عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

(آیت: ۳۱)

اس کے بعد اللہ نے آدم کو ساری چیزوں کے نام سکھائے، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: ”اگر تمہارا خیال صحیح ہے (کہ کسی خلیفہ کے تقرر سے انتظام بگڑ جائے گا)، تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ۔“

مولانا روم:

مر ملایک را نمودی سرّ خویش کین چنین نوشی همی ارزد بہ نیش

تو نے فرشتوں پر اپنا راز ظاہر کر دیا اس طرح کا شہد ڈنک کے لائق ہے

عرضہ کردی نور آدم را عیان بر ملایک گشت مُشکلہا بیان

تو نے آدم پر علم کھلم کھلا پیش کر دیا فرشتوں کے اشکالات حل کر دیتے

(ص: ۱۸۶) (۱۸۲۵-۱۸۲۴) (تج: ص: ۱۷۹/۲)

آدمِ خاکی ز حق آموخت علم تا بہفتم آسمان افروخت علم

مٹی کے آدم نے اللہ سے علم سیکھا علم نے ساتواں آسمان تک روشن کر دیا

(ص: ۷۰) (۱۰۱۲/۱) (تج: ص: ۱۴۹/۱)

بوالبشر کو علمِ الأسماء بگ ست انسانوں کا باپ جو علمِ الاسماء کا سردار ہے

صد ہزاران علمش اندر ہر رگست جس کی ہر رگ میں ہزاروں علم ہیں

(ص: ۷۳) (۱۲۳۲/۱) (تج: ص: ۱۴۹/۱)

چون شد آدم مظهر وحی و وداد جب آدم وحی اور محبت کے مظہر ہوئے

ان کی قوتِ ناطقہ نے علمِ الاسماء کو کھول دیا

(ص: ۵۸۹) (۲۶۵۰/۱) (تج: ص: ۲۵۸/۶)

تا ابد ہر چہ بود از پیش پیش ابد تک جو ماضی سے پیش پیش تھا	درس کرد از علم الاسماء خویش اپنے علم الاسماء کی تعلیم کے ذریعے ان کو پڑھایا (ص: ۱۰۷) (۱/۲۶۵۱) (تج: ص: ۲۸۱/۱)
آدمی کو علم الاسماء بگ ست آدم جو علم الاسماء والے سردار ہیں	درتگہ چون برق این سگ بی تگ ست اس کتے کی برق جیسی رفتار کے مقابلہ میں بے رفتار ہیں (ص: ۲۰۳) (۲/۲۷۰۹) (تج: ص: ۲۵۷/۲)
علم الاسماء بُد آدم را امام علم الاسماء آدم کا امام تھا	لیک نہ اندر لباس عین و لام لیکن عین اور لام کے لباس میں نہ تھا (ص: ۳۰۰) (۳/۲۹۷۱) (تج: ص: ۲۸۳/۳)

اقبال:

یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام	وہ جس کی شان میں آیا ہے علم الاسماء!
شکایت ہے مجھے یارب! خداوندانِ مکتب سے	سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاک بازی کا!
(ضرب کلیم: ص: ۳۳)	(بال جریل: ص: ۳۲)

اقبال کی نظر میں آج کے ماہرینِ تعلیم نے مسلمانوں کو مادہ پرستی اور پیٹ پالنے کے لیے تعلیم حاصل کرنے کا سبق دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو تمام (اشیاء) کے نام سکھائے (یعنی اشیاء کے حقائق کی تعلیم دی) **وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَیۡ وَ اسْتَكْبَرَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ** (آیت: ۳۳) پھر جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے جھک جاؤ، تو سب جھک گئے، مگر ابلیس نے انکار کیا وہ اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں پڑ گیا اور نافرمانوں میں شامل ہو گیا۔

مولانا روم:

تا ملک بی خود شد از تدریس او اس علم کی تعلیم سے فرشتے مدہوش ہو گئے	قُدس دیگر یافت از تقدیس او * انہوں نے (اللہ) کی پاکی بیان کر کے پاکیزگی حاصل کی (ص: ۱۰۷) (۱/۲۶۵۲) (تج: ص: ۲۸۲/۱)
آن ملایک جملہ عقل و جان بُدند وہ فرشتے مجسم عقل اور روح تھے	جان نو آمد، کہ جسم آن بُدند نئی روح آئی جس کے لیے وہ جسم بن گئے
از سعادت چون برآن جان برزدند سعادت کی وجہ سے جب اس روح سے جالے	همچو تن آن روح را خادم شدند جسم کی طرح اس روح کے خادم ہو گئے
آن بلیس از جان از آن سر بردہ بود اس ابلیس نے اس جان سے روگردانی کی	یک نشد با جان کہ عضو مُردہ بود جان کے ساتھ ایک نہ بنا کیونکہ وہ مردہ عضو تھا

- چون نبودش آن، فدای آن نشد
چونکداس کو وہ (سعادت) حاصل نہ تھی وہ اُس روح پر فرمانہ ہوا
- دست بشکستہ مطیع جان نشد
ٹوٹا ہوا ہاتھ تھا جان کا فرمان بردار نہ ہوا
- (ص: ۵۳۷) (۱۵۳/۶) (۱۵۶-۱۵۳/۶) (ت ج ص: ۱/۳۷۰)
- زَلَّتْ آدَمَ زَانِشْکَم بُوَد و بَاه
حضرت آدم کی لغزش پیٹ اور مردانگی کی وجہ سے تھی
- و آن ابلیس از تکبر بود و جاہ
اور شیطان تکبر و (اپنی سوچی ہوئی) جاہ رکھتا تھا
- (ص: ۲۳۳) (۵۲۰/۵) (ت ج ص: ۱/۸۵)
- اسپ ہمت سوی اختر تاختی
تم نے ہمت کا گھوڑا ستاروں کی طرف دوڑایا
- آدم مسجود را نشناختی
لیکن مجبور، آدم کو نہ پہچانا
- (ص: ۵۱) (۵۲۰/۱) (ت ج ص: ۱/۸۵)
- چشم آدم چون بنور پاک دید
حضرت آدم کی آنکھ نے جب پاک نور کو دیکھا
- جان و سر نامہا گشتش پدید
ناموں کی حقیقت اور راز ان پر ظاہر ہو گیا
- در سجود افتاد و در خدمت شتافت
سجدے میں گر پڑے اور خدمت کے لیے دوڑے
- (ص: ۷۵) (۱۲۳۶/۱) (۱۲۳۷-۱۲۳۶/۱) (ت ج ص: ۱/۵۰)
- چون ملک انوار حق در وی بیافت
جب فرشتوں نے اللہ کے انوار ان پر پائے
- خاک آدم چونک شد چالاک حق
حضرت آدم کی مٹی چونکہ اللہ کے لیے چست بنی
- حضرت آدم کی مٹی چونکہ اللہ کے لیے چست بنی
- (ص: ۱۷۹) (۱۲۱۵/۲) (۱۲۱۵/۲) (ت ج ص: ۲/۱۲۰)
- *فرشتوں نے کہا "سبحانک لا علم لنا الا ما----- اے خداتیری ذات پاک ہے ہمیں بجز اس کے کچھ
معلوم نہیں جو تو نے ہمیں بتا دیا ہے۔
- یک نشان آدم آن بود از ازل
حضرت آدم کی ایک نشانی ازل سے یہ تھی
- کہ مایک سر نھندش از محل
ننھندش سر، کہ منم شاہ و رئیس
- کہ فرشتوں نے ان کے مرتبے کی وجہ سے ان کو سجدہ کیا
- ان کو سجدہ نہ کیا کہ میں شاہ اور سربراہ ہوں
- (ص: ۱۹۳) (۲۱۲۱-۲۱۲۰/۲) (ت ج ص: ۳/۲۰۵)
- أَسْجُدُوا لآدَمَ نَدَا آمَد هَمِي
آدم کو سجدہ کرو آواز آ رہی تھی
- کآدمید و خویش بینیدش دمی
تم آدمی ہو اور تھوڑی دیر کے لیے خود کو آدم سمجھو
- (ص: ۵۷۹) (۲۲۶۶/۶) (ت ج ص: ۲/۲۲۵)
- گفت ما اول فرشته بوده ایم
اس نے کہا میں شروع میں فرشتہ تھا
- راہ طاعت را بجان پیموده ایم
میں نے فرمانبرداری کا راستہ (دل) و جان سے طے کیا
- (ص: ۲۰۲) (۲۶۱۸/۲) (ت ج ص: ۳/۲۵۰)

ما محبّ جان و روح افزای تو ہم جان و روح کو عزیز رکھنے اور بڑھانے والے ہیں	ساجدان مُخلص بابای تو تیرے بابا کے مخلص اور سجدہ کرنے والے ہیں (ص: ۵۰۸) (۵/۲۹۹۷) (تج ص: ۵/۳۰۴)
ہم رہ خورشید را شب پر مخوان سورج کے ساتھی کو چمگاڑ نہ کہہ	آنک او مسجود شد ساجد مدان جو مسجود ہو گیا اس کو سجدہ کرنے والا نہ سمجھ (ص: ۶۰۳) (۶/۳۱۹۱) (تج ص: ۶/۳۰۶)
ہم ملک ہم عقل حق را واجدی فرشتے بھی اور عقل بھی خدا کا ادراک رکھنے والے ہیں	ہر دو آدم را مُعین و ساجدی لہذا دونوں آدم کے مددگار اور سجدہ کرنے والے ہیں (ص: ۳۰۸) (۳/۳۰۴)
کہ بہ از من سروری دیگر بود؟ مجھ سے بہتر کوئی اور سردار ہوگا؟	تاکہ او مسجود چون من کس شود؟ تاکہ وہ مجھ جیسے کا مسجود بنے (ص: ۲۱۶) (۲/۳۳۶۳) (تج ص: ۲/۳۳۲۲)
آن بلیس از خمر خوردن دور بود وہ شیطان شراب پینے سے دور تھا	مست بود او از تکبّر وز جُحود وہ تکبر اور انکار سے مست تھا (ص: ۴۲۰) (۳/۳۱۱۳) (تج ص: ۳/۳۳۲۲)

اقبال:

اے شیخ! انتہائے فریب خیال دیکھ	مسجود ساکنانِ فلک کا مال دیکھ (بانگ درا: ص: ۳۶)
اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے	تھا جو مسجود ملائک یہ وہی آدم ہے؟ (بانگ درا: ص: ۱۹۹)
اُسے صبحِ ازل انکار کی جرأت ہوئی کیونکر؟ اسی کو کب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن	مجھے معلوم کیا! وہ راز داں تیرا ہے یا میرا؟ زوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا؟ (بال جبریل: ص: ۶)
قصور وار، غریبِ الدّیّار ہوں، لیکن	ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد! (بال جبریل: ص: ۸)
کھو دیے انکار سے تو نے مقاماتِ بلند	چشمِ یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو! (بال جبریل: ص: ۳۲)
حرفِ استکبار، تیرے سامنے ممکن نہ تھا	ہاں مگر تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود! (ضرب کلیم: ص: ۴۷)

اور اگر باخبر اپنی شرافت سے ہو تیری سپہ انس و جن! تُو ہے امیر جنود!
(ضربِ کلیم: ص: ۱۱۳)

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ
فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ (آیت: ۳۵)

پھر ہم نے آدم سے کہا کہ ”تم اور تمہاری بیوی، دونوں جنت میں رہو اور یہاں بفرارغت جو چاہو کھاؤ، مگر اس درخت کا رخ نہ
کرنا، ورنہ ظالموں میں شمار ہو گے۔“

مولانا روم:

تا ملک بی خود شد از تدریس او اس علم کی تعلیم سے فرشتے مدہوش ہو گئے
قدس دیگر یافت از تقدیس او اُس نے (اللہ) کی پاکی بیان کر کے پائیز کی حاصل کر لی

(ص: ۱۰۷) (۲۶۵۶/۱) (ت ج ص: ۱۰/۳۷۰)

دام آدم خوشه گندم شده گندم کی بالی حضرت آدم کے لیے جال بن گئی
تا وجودش خوشه مردم شده یہاں تک کہ ان کا وجود انسانوں کا گچھا بن گیا

(ص: ۱۱۱) (۲۷۹۶/۱) (ت ج ص: ۱۰/۲۹۳)

بر درخت گندم منھی زدند گیہوں کے ممنوع درخت کے پاس جا پہنچے
از طویلہ مخلصان بیرون شدند (نتیجہ) مخلصوں کے احاطہ (جنت) سے باہر نکل گئے

(ص: ۶۱۵) (۲۷۰۲/۶) (ت ج ص: ۱۰/۳۵۳)

اقبال:

لگی نہ میری طبیعت ریاضِ جنت میں پیا شعور کا جب جامِ آتشیں میں نے
(بانگِ درا: ص: ۸۱)

فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ
مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ (آیت: ۳۶)

آخر کار شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا اور انہیں اُس حالت سے نکلوا
کر چھوڑا، جس میں وہ تھے۔ ہم نے حکم دیا کہ ”اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہیں ایک
خاص وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور وہیں گزر بسر کرنا ہے۔“

مولانا روم:

آن شہ شطرنج دل را مات کرد اس نے دل کے شاہِ شطرنج کو مات دے دی
از بہشتش سُخره آفات کرد اسے بہشت سے نکال کر مشقتوں کا پابند کر دیا

(ص: ۲۹۲) (۲۸۵۰/۳) (ت ج ص: ۱۰/۲۷۵)

ادمی را این سیہ رخ مات کرد اس سیہ رو (شیطان) نے حضرت آدمؑ کو ہرا دیا (ص: ۱۳۸) (۱۲۹/۲) (تج: ص: ۲۶/۲)	این چنین تلبیس با بابات کرد (شیطان نے) تیرے بابا (آدمؑ) سے ایسی ہی مکاری کی
دانش یک نہی شد بروی خطا ایک ممانعت کی سمجھ میں ان سے غلطی ہوئی (ص: ۷۵) (۱۳۹/۱) (تج: ص: ۱۵۰/۱)	این ہمہ دانست و چون آمد قضا وہ یہ سب جان گئے اور جب قضا آئی
شہوت مادر فکندم کہ اہبطوا ماں کی شہوت نے گرایا کہ اترو (ص: ۵۹۳) (۲۷۹۸/۶) (تج: ص: ۲۷۲/۲)	از سوی عرشى کہ بودم مرَبط او اس عرش کی جانب سے جو میرا مسکن تھا

اقبال:

اور تیری زندگانی بے گدازِ آرزو میں چمن سے دُور ہوں، تو بھی چمن سے دور ہے (باگ دراج: ص: ۲۳)	اس چمن میں میں سراپا سوز و سازِ آرزو میری صورت تو بھی اک برگِ ریاضِ طور ہے
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا (باگ دراج: ص: ۱۸۰)	تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کارِ جہاں دراز ہے، اب مرا انتظار کر! (بال جریل: ص: ۷)	باغِ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں؟
ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد! (بال جریل: ص: ۸)	قصور وار، غریبِ الدیار ہوں، لیکن
جدائی یہ خاک ہے محرمِ جدائی (بال جریل: ص: ۱۶۱)	شایاں ہے مجھے غمِ جدائی
وَ اِذِ اسْتَسْقٰی مُوسٰی لِقَوْمِہٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْہٗ اثْنَا عَشْرَةَ عَیْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اَناسٍ مَّشْرَبَہُمْ کُلُّوْا وَاَشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰہِ وَلَا تَعْنُوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ (آیت: ۶۰)	یا دیکرو، جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا کہ فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو۔ چنانچہ اس سے بارہ چشمتے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے نے جان لیا کہ کون سی جگہ اس کے پانی لینے کی ہے۔ اُس وقت یہ ہدایت کردی گئی تھی کہ اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ پیو، اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

مولانا روم:

ز آسمان چل سال کاسہ وخوان رسید	وز دعام جوی از سنگی دوید
چالیس سال تک آسمان سے پیالہ (پانی) اور خوان (کھانا) آیا	میری دعا سے پتھر کے اندر سے پانی کی نہر بہہ نکلی
(ص: ۱۸۹) (۲۰۳۲/۲) (ت ج ص: ۱۹۸/۲)	(ص: ۱۸۹) (۲۰۳۲/۲) (ت ج ص: ۱۹۸/۲)
کی زسنگی چشمہ ہا جوشان شدی؟	در بیابان مان امان جان شدی
پتھر سے چشمے کب پھوٹتے ہیں؟	جنگل میں حتیٰ کہ جان کی امان بن گئے
(ص: ۱۹۸) (۲۳۸۹/۲) (ت ج ص: ۲۳۸/۲)	(ص: ۱۹۸) (۲۳۸۹/۲) (ت ج ص: ۲۳۸/۲)
این الم و حم این حروف	چون عصای موسی آمد در وقوف
یہ آلم و حم یہ حروف	جانے میں حضرت موسیٰ کے عصا کی طرح ہیں
(ص: ۳۶۵) (۱۳۱۷/۵) (ت ج ص: ۱۳۹/۵)	(ص: ۳۶۵) (۱۳۱۷/۵) (ت ج ص: ۱۳۹/۵)
صدق موسیٰ بر عصا و کوہ زد	بلکہ بر دریای پُر آشکوه زد
حضرت موسیٰ کی سچائی نے لاٹھی اور پہاڑ پر اثر کیا	بلکہ بیتناک دریا پر (بھی) اثر کیا
(ص: ۵۰۳) (۲۷۷۷/۵) (ت ج ص: ۲۸۱/۵)	(ص: ۵۰۳) (۲۷۷۷/۵) (ت ج ص: ۲۸۱/۵)

اقبال:

کوہ شکاف تیری ضرب، تجھ سے کشادہ شرق و غرب تنگ ہلال کی طرح عیشِ نیام سے گذر!
(بال جبریل: ص: ۲۹)

اقبال نے تو اپنے ایک مجموعہ کلام کا نام ”ضرب کلیم“ رکھا۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ
الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقُّ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُونَ ۝ (آیت: ۷۴)

مگر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی آخر کار تمہارے دل سخت ہو گئے، پتھروں کی طرح سخت، بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی بڑھے ہوئے، کیونکہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹتے ہیں، کوئی پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے، اور کوئی خدا کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے۔ اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے۔

مولانا روم:

*سنگھا و کافران سنگ دل اندر آیند اندر و زار و خجل!
پتھر اور سنگدل کافر اس میں ذلیل اور شرمندہ ہو کر داخل ہو گئے
(ص: ۸۹) (۱۳۷۷/۱) (ت ج ص: ۱۶۳/۱)

*قرآن کریم میں ہے ”وَقُودَهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ“ ترجمہ: جہنم کی خوراک پتھر اور انسان ہو گئے۔

نرم گفتیم و نمی پذیرفت پند
ز می سے کہا اور اس نے نصیحت قبول نہ کی
(ص: ۱۳۱) (۳۶۰/۱) (تج: ص: ۳۶۸/۱)

صد ہزاران چشمہ آبِ زلال
شفاف بیٹھے پانی کے لاکھوں چشمے
آبھا در چشمہ ہا خون می شود
چشموں میں پانی خون بن جاتا ہے
(ص: ۱۲۲) (۱۳۳۲-۱۳۳۱/۲) (تج: ص: ۱۳۵/۲)

چون شکافد توبہ آن را بہر کشت
توبہ کھیتی کے لیے اس کو کس طرح پھاڑے؟
(ص: ۱۸۲) (۱۶۲۶/۲) (تج: ص: ۱۶۳/۲)

گوش آن سنگین دلانش کم شنید
ان سنگدلوں کے کانوں نے نہ سنا
(ص: ۲۹۱) (۲۸۳۲/۳) (تج: ص: ۱۶۳/۲)

از خوشی آن کلام بی نظیر
اس بے نظیر کلام کی خوشی سے
(ص: ۳۶۲) (۱۲۳۱/۲) (تج: ص: ۲۲۳/۳)

می نشد بدبخت را بگشاده بند
(ان سے) بد بخت کی گرہ نہ کھل سکی
نعتشان شد بل آشد قسوة
ان کی صفت بلکہ (پتھروں سے بھی) زیادہ سخت بنی
(ص: ۲۲۲) (۱۵۳۲-۱۵۳۱/۵) (تج: ص: ۱۶۰/۵)

نامناسب بُد مثالی راندند
مناسب نہیں ایک مثال دیتے ہیں
(ص: ۵۰۳) (۲۲۹/۵) (تج: ص: ۲۲۹/۵)

نہ ز پہلو مایہ دارد نرمیان
جو نہ اپنے پہلو میں سرمایہ رکھتا ہے نہ اندر
(ص: ۵۵۶) (۱۰۲۰/۶) (تج: ص: ۱۱۲/۲)

نہ درو معنی و نہ معنی کشی
نہ اس میں کمال ہے نہ اس میں کمال کی طلب ہے

آن دل چون سنگ مارا چند چند
اس پتھر جیسے دل کو ہم نے کتنی ہی

می زہاند کوہ از آن آواز و قال
پھاڑ اس آواز اور بات سے جوش میں لے آتا ہے
چون زگہ، آن لطف بیرون می شود
جب پھاڑ سے وہ لطف بیرون نکل جاتا ہے

دل بسختی ہمچو روی سنگ گشت
دل سختی کی وجہ سے پتھر کی سطح کی طرح بن گیا

لحن داودی بہ سنگ و گہ رسید
حضرت داؤد کا نغمہ پتھر اور پھاڑ تک پہنچ گیا

آن کلامی کہ بدادی سنگ شیر
وہ کلام، کہ پتھر دودھ دے دیتا

زانچہ کوہ و سنگ درکار آمدند
جن باتوں سے پھاڑ اور پتھر کار آمد بن گئے
آنچنان دلہا کہ بدشان ماومن
ایسے دل جو متکبر (انا والے) تھے

آن دل قاسی کہ سنگین خواندند
وہ سخت دل جس کو پتھر کا کہتے ہیں

ہمچو از سنگی کہ آبی شد روان
جس طرح ایک پتھر سے پانی رواں ہوا

نہ دہندہ، نہ پذیرندہ خوشی
نہ وہ خوشی عطا کرنے والا ہے نہ قبول کرنے والا ہے

نہ زبان، نہ گوش، نہ عقل و بصر نہ ہوش و نہ بیہوشی و نہ فکر
نہ زبان ہے، نہ کان، نہ عقل اور بصیرت نہ ہوش اور نہ بے ہوشی اور نہ فکر
(ص: ۵۵۹) (۶/۱۰۷) (ت ج ۶: ص: ۱۳۳)

مہ شکافد وان دل محبوب نبی زانک مردود ست او محبوب نبی
چاند شق ہو جاتا ہے اور وہ محبوب دل نہیں کیونکہ وہ مردود ہے محبوب نہیں
(ص: ۶۲۱) (۶/۳۲۸) (ت ج ۶: ص: ۳۱۰)

اقبال:

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے! پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے!
(بانگ درا: ص: ۲۶۰)

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ ۝ (آیت: ۸۳)

یاد کرو، اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ کے ساتھ، رشتے داروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، لوگوں سے بھلی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا، مگر تھوڑے آدمیوں کے سوا تم سب اس عہد سے پھر گئے اور اب تک پھرے ہوئے ہو۔

مولانا روم:

شکر می کن مر خدا را در نعمتوں کے بارے میں خدا کا شکر ادا کرتا رہ
نیز می کن شکر و ذکر خواجہ کا ذکر اور شکر بھی کر
رحمت مادر اگرچہ از خداست خدمت او ہم فریضہ ست و سبزا ست
ماں کی محبت اگرچہ خدا کی جانب سے ہے اس کی خدمت بھی فرض اور مناسب ہے
(ص: ۶۰۵) (۶/۳۲۵۸-۳۲۵۹) (ت ج ۶: ص: ۳۱۳)

اقبال:

رہے نہ ایک و غوری کے معر کے باقی ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نعمت خسرو!
(بال جبریل: ص: ۷۴)

اس شعر میں قطب الدین ایک اور شہاب الدین محمد غوری دونوں کے ہندوستان پر حکمرانی کے دور ۶۰۲ھ سے ۶۰۷ھ تک کا مقابلہ طوطی ہند حضرت امیر خسرو سے کیا گیا ہے کہ جس کے کلام میں تازگی اور سچائی ملتی ہے یعنی قول لوللناس حسناً۔ لوگوں سے عمدہ طریقہ سے بات کریں۔ امیر خسرو اپنے کلام کی وجہ سے آج تک زندہ ہے۔

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝

(آیت: ۱۰۷)

کیا تمہیں خبر نہیں ہے کہ زمین اور آسمانوں کی فرمانروائی اللہ ہی کے لیے ہے اور اس کے سوا کوئی تمہاری خبر گیری کرنے اور تمہاری مدد کرنے والا نہیں ہے۔

مولانا روم:

اُنس تو بادایہ و لالا چہ شد؟ گر کسی شاید بغیر حق عَضُدِ
تیری محبت دایہ اور خادم کے ساتھ کیا ہوئی اگر کوئی اللہ کے سوا (قوت) بازو ہونے کے لائق ہے
(ص: ۲۴۰) (۲۴۹/۳) (ت ج ص: ۶۳/۳)

اقبال:

اس دور میں سب مٹ جائیں گے، ہاں! باقی وہ رہ جائے گا جو قائم اپنی راہ پہ ہے اور پکا اپنی ہٹ کا ہے
(بانگ درا: ص: ۲۸۵)
اس دنیا میں سبھی اشخاص فانی ہیں تمہاری خبر گیری اور حمایت کرنے والی فقط اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے۔ جو قائم
اور دائم رہے گی۔

وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُولُّوا فَثَمَّ وَجْهَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ (آیت: ۱۱۵)
مشرق اور مغرب سب اللہ کے ہیں۔ جس طرف بھی تم رخ کرو گے، اسی طرف اللہ کا رخ ہے۔ اللہ بڑی وسعت والا اور
سب کچھ جاننے والا ہے۔

مولانا روم:

چون محمد پاک شد زین نار و دود جب محمد آگ اور دھوئیں سے پاک ہو گئے
ہر کسی رو کی بسویں بردہ اند ہر شخص نے ایک جانب رخ کیا ہے
وان عزیزان روبہ بی سو کردہ اند وہ باعزت ہیں جنہوں نے بے رخ کی جانب رخ کیا
(ص: ۸۰) (۱۳۹۷/۱) (ت ج ص: ۱۶۵/۱)

بہر این فرمود با آن اسپہ او اس لیے اس گروہ سے اس نے فرمایا
حیث ولّیتم فثم وجهه او تم جس طرف بھی رخ کرو اس کا چہرہ ہے
(ص: ۶۱۳) (۳۶۲۱/۶) (ت ج ص: ۳۲۹/۶)

اقبال:

گرچہ ہے میری جستجو دیر و حرم کی نقشبند میری فغاں سے رستخیز کعبہ و سومات میں!
(بال جریل: ص: ۵)

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ (آیت: ۱۵۴)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں، انہیں مردہ نہ کہو، ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں، مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔

مولانا روم:

زہرہ ای کز بہرہ حق بر درد چون شہیدان از دو عالم بر خورد
وہ پتہ جو خدا کے لیے پھٹ جائے وہ شہیدوں کے طرح دونوں جہان سے فائدہ اٹھاتا
(ص: ۳۹۳) (۲/۲۶۰۸) (ت ج ص: ۲۵۱/۳)

اقبال:

برتر از اندیشہ سود و زیاں ہے زندگی ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جان ہے زندگی!
(بانگ درا: ص: ۲۵۸)

مرے خاک و خون سے تو نے یہ جہاں کیا ہے پیدا صلہ شہید کیا ہے؟ تب و تاب جاودانہ!
(بال جبریل: ص: ۱۵)

یعنی یہ دنیا مسلمان کے جہاد اور شہادت کی وجہ سے آباد ہے

کھول کے کیا بیاں کروں سرّ مقام مرگ و عشق عشق ہے مرگِ باشرف، مرگ، حیات بے شرف!
(بال جبریل: ص: ۳۹)

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن نہ مال غنیمت، نہ کشور کشائی!
(بال جبریل: ص: ۱۰۵)

مرقد کا شبستان بھی اُسے راس نہ آیا آرام قلندر کو تیرے خاک نہیں ہے
(ضرب کلیم: ص: ۴۰)

موت کے آنے میں تجھ کو دکھا کر رُخ دوست زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
(ضرب کلیم: ص: ۵۰)

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمانِ غیور موت کیا شے ہے؟ فقط عالم معنی کا سفر!
(ضرب کلیم: ص: ۵۵)

لحد میں بھی یہی غیب و حضور رہتا ہے! اگر ہو زندہ تو دل ناصبور رہتا ہے!
(ضرب کلیم: ص: ۶۴)

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلُكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيْحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ (آیت: ۱۶۴)

جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں اُن کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں، رات اور دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں، اُن کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں، بارش کے اُس پانی میں جسے اللہ اُوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اپنے اسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جان دار مخلوق کو پھیلاتا ہے، ہواؤں کی گردش میں، اور اُن بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، بے شمار نشانیاں ہیں۔ (نیز آل عمران، آیت ۱۹۰ یہی مضمون ہے)

مولانا روم:

چون نمی گویی کہ روز و شب بخود بسی خداوندی کسی آید کی رود
تو کیوں نہیں کہتا کہ دن اور رات خود بغیر (حکم) خدا کے کیسے آ جا سکتے ہیں؟
(ص: ۵۳۲) (۵۳۲/۶) (۳۶۵/۶) (ت ج ص: ۲۹/۶)

اقبال:

جو پھول مہر کی گرمی سے سو چلے تھے، اُٹھے زمیں کی گود میں جو پڑ کے سو رہے تھے، اُٹھے
(بانگ درا: ص: ۹۱)

سلسلہ روز و شب، نقش گرِ حادثات! سلسلہ روز و شب، اصل حیات و ممات!
(بال جریل: ص: ۹۳)

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ
الْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَ
السَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي
الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ (آیت: ۱۷۷)

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ اور نیک وہ لوگ ہیں جو جب عہد کریں تو اُسے وفا کریں، اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راست باز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں۔

مولانا روم:

چون حَقَّتْ دَادِ آن رِیاضت، شُکْرُ کُنْ تونکر دی، او کشیدت ز امرگن
جب اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ ریاضت عطا کر دی تو شکر یہ ادا کر تو نے خود کچھ نہ کیا اس نے تجھے ”کُن“ کے حکم کے ذریعے کھینچا ہے
(ص: ۳۰۷) (۳۳۹۹/۳) (ت ج ص: ۳۲۶/۳)

اقبال:

اس پیکر خاکی میں اک شے ہے، سو وہ تیری میرے لیے مشکل ہے اس شے کی نگہبانی!
(بال جبریل: ص: ۱۹)

انسان کے اس خاکی پیکر میں ایک اہم شے ہے جسے دل کہتے ہیں۔ اور ایک ایمان والا دل ہی سب اعضاء بدن سے زیادہ اہم ہے..... بلکہ نیکی یہ ہے کہ..... اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے..... انسان تنگی، مصیبت کے وقت کئی مرتبہ صراطِ مستقیم سے منحرف بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے علامہ فرماتے ہیں اے اللہ اس دل کی حفاظت فرما جو میرے لیے مشکل ہے تاکہ میں ایمان پر قائم رہ سکوں۔

أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٍ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَأَبْغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لِيَتْلُو لِّلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ (آیت: ۱۸۷)

تمہارے لیے روزوں کے زمانے میں راتوں کو اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے۔ اللہ کو معلوم ہو گیا کہ تم لوگ چپکے چپکے اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے، مگر اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور تم سے درگزر فرمایا۔ اب تم اپنی بیویوں کے ساتھ شبِ باشی کرو اور جو لطف اللہ نے تمہارے لیے جائز کر دیا ہے، اُسے حاصل کرو۔ نیز راتوں کو کھانا پینا یہاں تک کہ تم کو سیاہی شب کی دھاری سے سپیدہ صبح کی دھاری نمایاں نظر آجائے۔ تب یہ کام چھوڑ کر رات تک اپنا روزہ پورا کرو، اور جب تم مسجدوں میں معتكف ہو، تو بیویوں سے مباشرت نہ کرو۔ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، ان کے قریب نہ پھٹکنا۔ اس طرح اللہ اپنے احکام لوگوں کے لیے بصراحت بیان کرتا ہے، توقع ہے کہ وہ غلط رویے سے بچیں گے۔

مولانا روم:

ہمچوشہ نادان و غافل بُد وزیر پنجه می زد باقدیم ناگزیر
وزیر بادشاہ کی طرح غافل اور نادان تھا جو واجب الوجود اور قدیم سے پنجه لڑاتا تھا
(ص: ۴۷) (۵۲۱/۱) (تج: ص: ۸۳/۱)

اقبال:

تفاوت نہ دیکھا زن و شو میں میں نے وہ خلوت نشیں ہے! یہ خلوت نشیں ہے!
ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے
(ضرب کلیم: ص: ۹۳)

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (آیت: ۲۰۱)

اور کوئی کہتا ہے اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔

مولانا روم:

آتِنَا فِي دَارِ دُنْيَانَا حَسَنًا آتِنَا فِي دَارِ عُقْبَانَا حَسَنًا
ہمیں ہمارے دنیا کے گھر میں بھلائی عطا فرما ہمیں ہمارے آخرت کے گھر میں بھلائی عطا فرما
(ص: ۲۰۰) (۲/۲۵۵۵) (ت ج ص: ۲۳۳/۲)

اقبال:

معا تیرا اگر دنیا میں ہے تعلیم دیں ترک دنیا قوم کو اپنی نہ سکھانا کہیں
(بانگ درا: ص: ۵۲)

أُولَئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ (آیت: ۲۰۲)

ایسے لوگ اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ پائیں گے اور اللہ کو حساب چکاتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

مولانا روم:

بود شاہی در زمانی پیش از این ملک دنیا بودش و ہم ملک دین
اب سے پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا (جس کی حکومت) ملک دنیا پر بھی تھی اور ملک دین پر بھی
(ص: ۲۵) (۱/۳۶۱) (ت ج ص: ۳۵/۱)

اقبال:

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے! پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے!
(بانگ درا: ص: ۲۶۰)

زَيْنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّهُ
يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (آیت: ۲۱۲)

جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے، اُن کے لیے دنیا کی زندگی بڑی محبوب و دل پسند بنا دی گئی ہے۔ ایسے لوگ ایمان کی راہ اختیار کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں، مگر قیامت کے روز پر ہیزگار لوگ ہی اُن کے مقابلے میں عالی مقام ہوں گے، رہا دُنیا کا رزق، تو اللہ کو اختیار ہے، جسے چاہے بے حساب دے۔

مولانا روم:

اندرین عالم ہزاران جانور می زید خوش عیش بی زیر و زبر
اس دنیا میں ہزاروں جاندار بغیر کسی تردد کے آرام سے جی رہے ہیں

شکر می گوید خدا را فاختہ بر درخت و برگ شب ناساختہ
فاختہ (اللہ تعالیٰ) کا شکر ادا کرتی ہے درخت پر حالانکہ اس نے رات کا کچھ سامان نہیں کیا ہے
(ص: ۱۰۰) (۲۲۹۲/۱-۲۲۹۳) (ت ج ص: ۲۳۸/۱)

باز دستِ شاہ را کردہ نوید باز نے بادشاہ کے ہاتھ کو دعوت نامہ بنا کر
تمام مرداروں سے امید منقطع کر لی ہمچنین از پشہ گیری تا بپیل
شد عیال اللہ وحق نغم المعیل اسی طرح مجھ سے لے کر ہاتھی تک
سب اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہیں اور اللہ تعالیٰ بہتر پرورش کرنے والا ہے
(ص: ۱۰۰) (۲۲۹۵/۱-۲۲۹۶) (ت ج ص: ۲۳۸/۱)

زین للناس حق آراستست ”زین للناس“ کو حق تعالیٰ نے آراستہ کیا
چون دانند جست؟ جس کو خدا نے آراستہ کیا ہے اس سے چھٹکارہ کیسے ہو سکتا ہے
(ص: ۱۰۱) (۲۳۲۶/۱) (ت ج ص: ۲۶۰/۱)

اقبال:

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے مومن کی یہ پہچان کہ گم اُس میں ہیں آفاق!
(ضرب کلیم: ص: ۴۳)

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ
النَّاسِ فِي مَا اختلفُوا فِيهِ وَمَا اختلف فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى
اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اختلفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝
(آیت: ۲۱۳)

ابتدا میں سب لوگ ایک ہی طریقے پر تھے۔ (پھر یہ حالت باقی نہ رہی اور اختلافات رونما ہوئے) تب اللہ نے نبی بھیجے جو
راست روی پر بشارت دینے والے اور کج روی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے، اور ان کے ساتھ کتاب برحق نازل کی
تا کہ حق کے بارے میں لوگوں کے درمیان جو اختلافات رونما ہو گئے تھے، ان کا فیصلہ کرے۔ (اور ان اختلافات
کے رونما ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ابتدا میں لوگوں کو حق بتایا نہیں گیا تھا۔ نہیں) اختلاف ان لوگوں نے کیا، جنہیں حق کا علم دیا
چکا تھا۔ انھوں نے روشن ہدایات پالینے کے بعد محض اس لیے حق کو چھوڑ کر مختلف طریقے نکالے کہ وہ آپس میں زیادتی
کرنا چاہتے تھے۔ پس جو لوگ انبیاء پر ایمان لے آئے، انہیں اللہ نے اپنے اذن سے اُس حق کا راستہ
دکھا دیا، جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا۔ اللہ جسے چاہتا ہے، راہ راست دکھا دیتا ہے۔

مولانا روم:

انبیاء را حق بسیارست از آن کہ خبر کردند از پایانمان
اسی وجہ سے انبیاء کے بہت حقوق ہیں کہ انھوں نے ہمارے انجام سے باخبر کر دیا
(ص: ۶۱۵) (۳۷۷۲/۶) (ت ج ص: ۳۶۰/۶)

اقبال:

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے
(ہانگ در: ص: ۲۰۶)

(اللہ پاک جن سے چاہے دین کا کام لے لے)

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ
بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَ
اللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ (آیت: ۲۴۷)

اُن کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارے لیے بادشاہ مقرر کیا ہے۔ یہ سن کر وہ بولے: ”ہم پر بادشاہ بننے کا وہ
کیسے حق دار ہو گیا؟ اُس کے مقابلے میں بادشاہی کے ہم زیادہ مستحق ہیں۔ وہ تو کوئی بڑا مال دار آدمی نہیں ہے۔“ نبی نے
جواب دیا ”اللہ نے تمہارے مقابلے میں اسی کو منتخب کیا ہے اور اس کو دماغی وجہ سانی دونوں قسم کی اہلیتیں فراوانی کے ساتھ
عطا فرمائی ہیں اور اللہ کو اختیار ہے کہ اپنا ملک جسے چاہے دے، اللہ بڑی وسعت رکھتا ہے اور سب کچھ اُس کے علم میں
ہے۔“

مولانا روم:

سنگ باتو در سخن آمد شہیر
پتھر نے آپ سے بات کی (یہ) مشہور ہے
کز برای غزو طالوتم بگیر
کہ مجھے طالوت سے جہاد کرنے کے لیے لے لیجیے
(ص: ۲۷۹) (۲۴۹۶/۳) (ت ج ص: ۲۴۲/۳)

وآنک سنگ انداخت داودی بدست
اور وہ کہ حضرت داؤد نے ہاتھ سے پتھر پھینکا
گشت شنشصد پارہ و لشکر شکست
چھ سو ٹکڑے ہو گیا اور لشکر کو شکست ہو گئی
(ص: ۳۵۰) (۷۸۷/۳) (ت ج ص: ۸۶/۳)

اقبال:

سکوں پرستی راہب سے فقر ہے بیزار
فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی
پسند روح و بدن کی ہے وانمود اس کو
کہ ہے نہایت مومن خودی کی عریانی!
(ضرب کلیم: ص: ۵۰)

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي
يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ
كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ (آیت: ۲۵۵)

اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ نہ سوتا ہے اور نہ اُسے اونگھ
لگتی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اُسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی جناب میں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش

کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اُن سے اوجھل ہے، اس سے بھی وہ واقف ہے اور اُس کی معلومات میں کوئی چیز اُس کی گرفت ادراک میں نہیں آسکتی الا یہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی اُن کو دینا چاہے۔ اُس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور اُن کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے۔ بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔

مولانا روم:

تا بکوشد او کہ من، نہ خفته ام
تا کہ وہ کوشش کرے کہ میں بھی سوتو نہیں رہا ہوں
تیز رو، گو پیش رہ بگرفته ام
اسے کہدے تیز چلے میں نے بھی راستہ روک دیا ہے
(ص: ۲۵۰) (۱۰۹۳/۳) (ت ج ص: ۱۱۲/۴)

لا الہ الا ہوا یנסت، ای پناہ
اے پناہ کے طالب ”نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ“
کہ نماید مہ ترا دیگ سیاہ
کہ تجھے چاند کالی دیگ نظر آئے
(ص: ۳۵۳) (۸۶۸/۴) (ت ج ص: ۹۳/۴)

مَنْ هُنَا يَشْفَعُ بِبَيْتِ عِلْمٍ أَوْ
اس کے علم کے آگے وہاں کون ہے جو سفارش کر سکے؟
لَا أَبَالِي وَارِ إِلَّا حِلْمٍ أَوْ؟
لا اُبالی کے ساتھ سوائے اس کے حلم (بُردباری) کے
(ص: ۴۸۸) (۲۱۰/۵) (ت ج ص: ۲۱۲/۵)

اوندارد خواب و خور چون آفتاب
وہ سورج کی طرح سونا اور کھانا نہیں رکھتا
روحها را می کند بی خورد و خواب
وہ روحوں کو بغیر کھانے اور نیند کے بناتا ہے
(ص: ۵۴۷) (۵۷۸/۶) (ت ج ص: ۷۰/۶)

اقبال:

کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا
فقط امروز ہے تیرا زمانہ!
(بال جریل: ص: ۸۹)

تن بے روح سے بیزار ہے حق
خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے
(بال جریل: ص: ۹۰)

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا
ایک زمانے کی رو، جس میں نہ دن ہے نہ رات!
(بال جریل: ص: ۹۳)

قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَدَىٰ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ﴿۲۶۳﴾
ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اُس خیرات سے بہتر ہے، جس کے پیچھے دکھ ہو۔ اللہ بے نیاز ہے اور بُردباری اُس کی صفت ہے۔

مولانا روم:

آن دلِ چون سنگ مارا چند چند نرم گفتیم و نمی پذیرفت پند
اس پتھر جیسے دل کو کتنی ہی ہم نے نصیحت کی اس نے قبول نہ کی
(ص: ۱۳۱) (۳۶۰۲/۱) (تج: ص: ۳۶۸/۱)

اقبال:

یہ نکتہ پیر دانا نے مجھے خلوت میں سمجھایا کہ ہے ضبطِ نغماں شیری، نغماںِ روباہی و میثی!
(ضربِ کلیم: ص: ۱۳۳)

الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

(آیت: ۲۶۸)

شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرزِ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے، مگر اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی
امید دلاتا ہے۔ اللہ بڑا فراخ دست اور دانا ہے۔

مولانا روم:

گہ بدرویشی کنم تہدیدِ شان گہ بزلف و خال بندم دیدِ شان
کبھی اُن کو افلاس سے ڈراؤں کبھی ان کی نگاہ زلف اور تل میں پھنساؤں
(ص: ۱۵۹) (۶۳۲/۲) (تج: ص: ۷۱۳)

ترس و نومیدیتِ دان آوازِ غول ترس و نومیدیتِ دان آوازِ غول
اپنے خوف اور ناامیدی کی چھلاوے کی آواز سمجھ اپنے خوف اور ناامیدی کی چھلاوے کی آواز سمجھ
ہر ندایسی کہ تو را بالا کشید ہر ندایسی کہ تو را بالا کشید
جو آواز تجھے (عالم) بالا کی طرف کھینچے جو آواز تجھے (عالم) بالا سے آئی ہے
ہر ندایسی کہ تو را حرصِ آورد ہر ندایسی کہ تو را حرصِ آورد
جو آواز تجھ میں لالچ پیدا کرے جو آواز تجھ میں لالچ پیدا کرے
(ص: ۱۸۸) (۱۹۵۸/۲-۱۹۶۰) (تج: ص: ۱۹۱/۲)

دیو بانگت برزند اندر نہاد دیو بانگت برزند اندر نہاد
جسم کے اندر سے شیطان تجھے آواز دیتا ہے جسم کے اندر سے شیطان تجھے آواز دیتا ہے
کہ اسیرِ رنج و درویشی شوی کہ اسیرِ رنج و درویشی شوی
کہ تو تکلیف اور افلاس کا قیدی بن جائے گا کہ تو تکلیف اور افلاس کا قیدی بن جائے گا
(ص: ۲۲۳) (۲۳۲-۲۳۲۸) (تج: ص: ۲۱۲/۳)

زانک شیطاننش بترساند ز فقر * بار گیر صبر را بکشد بعقر
کیونکہ شیطان اس کو افلاس سے ڈرا صبر کا بوجھ اٹھانے والے کا پاؤں کاٹ ڈالتا ہے
از نُبئی بشنو کہ شیطان در وعید می کند تهدیدت از فقر شدید
قرآن سے سن کہ شیطان دھمکانے میں تجھے سخت افلاس سے ڈراتا ہے
(ص: ۳۳۰) (۶۱-۶۰/۵) (تج: ص: ۲۰/۵)

* فقر قرآن پاک میں ہے: "الشَّطِیْنِ یُعَدِّکُمُ الْفَقْرَ" شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے۔
کو ہمی ترساندت ہر دم ز فقر ہمچو کبکش صید کن ای نرہ صقر
جو تجھے فقر سے ہر دم ڈراتا ہے اے ز شکرے! چکور کی طرح اس کا شکار کر لے
(ص: ۳۲۲) (۱۵۲۹/۵)

اقبال:

حیات تازہ اپنے ساتھ لائی لڈتیں کیا کیا رقابت، خود فروشی، ناشکیبائی، ہوسناکی
(بانگ درا: ص: ۲۲۵)

یُوتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَشَاءُ وَ مَنْ یُؤْتِ الْحِکْمَةَ فَقَدْ أُوتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا وَ مَا یَدَّکُرُ اِلَّا اُولُو الْاَلْبَابِ ۝

(آیت: ۲۶۹)

جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے، اور جس کو حکمت ملی، اُسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی، ان باتوں سے صرف لوگ
سبق لیتے ہیں، جو دانش مند ہیں۔

مولانا روم:

رَو، ز حکمت خور علف، کان را خدا بی غرض داد دست از محض عطا
(ص: ۳۱۳) (۳۲۲۵/۳) (تج: ص: ۳۵۸/۳)

جا، دانائی کی گھاس کھا، جو خدا نے مفت عنایت کی ہے، اور خالص عطیہ ہے

اقبال:

ولایت، پادشاہی، علم اشیا کی جہانگیری، یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتہ ایماں کی تفسیریں!
(بانگ درا: ص: ۲۷۱)

علم کا مقصود ہے پاکئی عقل و خرد فقر کا مقصود ہے عقبت قلب و نگاہ
علم فقیہہ و حکیم، فقر مسیح " و کلیم علم ہے جو یائے راہ، فقر ہے دانائے راہ
فقر مقام نظر، علم مقام خبر فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ!
(بال جریل: ص: ۷۷)

اقبال: پیررومی۔ مولانا

”علم و حکمت زاید از نانِ حلال! عشق و رقت آید از نانِ حلال!“
علم اور فلسفیانہ سوچ رزق حلال سے جنم لیتے ہیں عشق و نزاکت بھی رزقِ ہلال سے آتے ہیں
(بال جبریل: ص: ۱۳۲) (۱۶۳۵/۱)

یہ جوہر اگر کار فرما نہیں ہے تو ہیں علم و حکمت فقط شیشہ بازی!
(بال جبریل: ص: ۱۳۲)

** علامہ نے مثنوی کے دفتر اول سے یہ شعر (۱۶۳۵) اسی موضوع کے لیے منتخب کیا۔ البتہ علامہ نے لفظ ”لقمہ“ کی بجائے ”نان“ لکھا۔

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفُورْنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ (آیت: ۲۸۶)

اللہ کسی تنفس پر اس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے، اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے، اس کا وبال اسی پر ہے۔ (ایمان لانے والو! تم یوں دُعا کیا کرو) اے ہمارے رب! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں، ان پر گرفت نہ کر، مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال، جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ پروردگار! جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے، وہ ہم پر نہ رکھ۔ ہمارے ساتھ نرمی کر، ہم سے درگزر فرما، ہم پر رحم کر، تو ہمارا مولیٰ ہے، کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

مولانا روم:

چار پا را قدرِ طاقتِ بار نہ برضعیفان قدر قوت کار نہ
چوپائے پر (اس کی) طاقت کے مطابق بوجھ لاد کمزوروں پر بقدر قوت کام ڈال
دانہ ہر مرغ اندازہ ویست طعمہ ہر مرغ انجیری کیست؟
ہر پرندے کا دانہ اس کے اندازے کے مطابق ہیں ہر پرندے کی خوراک انجیر کب ہے؟
طفل را گرنان دھی برجای شیر طفل مسکین را از آن نان مردہ گیر
تو اگر بچے کو دودھ کی بجائے روٹی دے مسکین بچے کو اس روٹی (کھانے) سے مردہ سمجھ
(ص: ۵۲) (۵۷۹-۵۸۱) (ت ج: ص: ۸۸/۱)

نالہ می کن کای تو علام العیوب زیر سنگ مکر بد ما را مکوب
رو کہ اے (خدا) تو جو غیب کا جاننے والا ہے ہمیں بڑے مکر کے پتھر کے نیچے نہ کچل
(ص: ۷۳) (۱۱۹۶/۱) (ت ج: ص: ۱۳۵/۱)

پس برو تکلیف چون باشد روا؟ اس کو مکلف بنانا کیسے جائز ہوگا؟	اسب ساقط گشت و شد بی دست و پا گھوڑا گر گیا اور بے دست و پا ہو گیا (ص: ۲۳۲) (۶۷۴/۳) (ت ج ص: ۷۳/۳)
یا الھی سَکَرْتَ أَبْصَارُنَا اے میرے خدا ہماری بینائیاں مدہوش کر دی گئی ہیں	فَاعْفُ عَنَّا أَثْقَلْتَ أَوْزَارُنَا ہمیں معاف کر ہمارے (گناہوں کے) بوجھ بھاری ہو گئے ہیں (ص: ۵۱۴) (۳۳۰۹/۵) (ت ج ص: ۳۳۳/۵)
لا تَوَاخِذْ إِنْ نَسِينَا شَدْ غَوَاهِ اگر ہم بھول گئے تو تو پکڑ نہ کر گواہ ہے	کہ بود نسینان بوجھی ہم گناہ کہ بھول بھی ایک طرح سے گناہ ہے (ص: ۵۲۵) (۳۱۰۵/۵) (ت ج ص: ۳۱۱/۵)

اقبال:

تن بہ تقدیر، ہے آج اُن کے عمل کا انداز تھا جو ناخوب، بتدریج وہی خوب، ہوا	تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر (ضرب کلیم: ص: ۱۶)
ہر لفظ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی بڑاں صفتِ تیغِ دو پیکرِ نظر اس کی!	(بال جریل: ص: ۲۵)

یہ ۲۸۶ آیات کی حامل قرآن کی طویل ترین صورت ہے مولانا اور علامہ نے اپنے کلام میں اس سورت سے بہت ساری آیات کی تہمیدات مشترکاً پیش کی ہیں۔ جن کے موضوعات درج ذیل ہیں۔

ایمان بالغیب، دھوکہ باز درحقیقت خود کو دھوکہ دینے میں منافقت ہدایت کے بدلے گمراہی، آسمان وزمین کا خالق خدا، خدا تعالیٰ کا فرشتوں کو حکم، میں دنیا میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں فرشتوں کا جواب کہ آپ کی حمد و ثنا کے لیے ہم کافی ہیں۔ آدم کی تخلیق کے بعد اسے سب چیزوں کے نام کا علم، خدا کے حکم سے سب فرشتوں کا آدم کو سجدہ سوائے ابلیس کے، آدم کو اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں قیام اور خاص درخت سے دور رہنے کا حکم۔ شیطان کا آدم اور حوا کو جنت سے نکلوانا، خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ کا چٹان پر عصا مارنا اور بارہ چٹھے پھوٹنا۔ اسرائیل (حضرت یعقوب) کی اولاد سے خدا کا اپنی عبادت کا عہد لینا اور سوائے چند لوگوں کے باقی سب کی عہد سے روگردانی کرنا۔ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم۔ اللہ کی راہ میں مرنے والے زندہ ہیں۔ آسمان، زمین، رات دن، بارش ہوا، سب اللہ کی نشانیاں ہیں۔ اللہ، روز قیامت، پیغمبروں، ملائک اور آسمانی کتابوں کو دل سے ماننا۔ ماہ رمضان میں مردوزن میں شبِ باقی کی اجازت پر ہیروزگاروں کے لیے قیامت کے دن اعلیٰ مقامات کی بشارت طالوت اور جالوت کی جنگ، آیت الکرسی (اللہ تعالیٰ بہترین صفات) انسان میں بردباری، اللہ کی جانب سے انسان کے لیے فضل و بخشش کی امید دہانی، خدا جسے چاہے اسے حکمت کی دولت سے مالا مال کر دے، خدا کسی انسان پر اس کی مقدرت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، اور مسلمان بھی اللہ سے دعا کرتا ہے کہ: اے پروردگار جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے۔ وہ ہم پر نہ رکھ۔

سورہ ال عمران (۳)

لفظ آل عمران (یعنی حضرت عمران کا خاندان) کا ذکر اس سورت میں دو بار آیت نمبر ۳۳ اور ۳۵ میں آیا ہے۔ حضرت عمران، حضرت مریم کے والد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا ہیں۔ علامت کے طور پر اس سورت کا نام آل عمران رکھ دیا گیا۔ اس سورت کا دوسرا نام سورہ طیبہ ہے اور سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کے مجموعہ کو زہراوان/زہراوین (روشن سورتیں) بھی کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے سورہ بقرہ کی آیت ”الہٰکُم اللہ واحد لا الہ الا هو الرحمن الرحیم“ اور سورہ آل عمران کی آیت ”اللہ لا الہ الا هو الحی القيوم“۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کے قاری کو ایک زبردست نور عطا کیا جائے گا۔ ترتیب تلاوت تیسری ترتیب نزول ۸۹ ویں، ۲۰۰ آیات ۳۳۸۰ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ قرآن مجید کی دوسری سورت جس کا آغاز حروف مقطعه الم: الف، لام، میم سے ہوتا ہے۔ اس سورت کے مضامین میں غزوہ احد، شہدائے فضیلت، غزوہ حراء الاسد، انسانوں کو صبر استقامت کی تلقین اور اس کا اختتام نیک اعمال کی جزاء، حسن ثواب اور ایقائے عہد کی درخواست پر ہے جو مومنین اور متقین کے حال کے مناسب ہے۔

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَبِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ٥ (آیت: ۷)

وہی خدا ہے، جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے۔ اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں: ایک محکمات، جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات۔ جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے، وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں، حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بخلاف اس کے جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ”ہمارا اُن پر ایمان ہے، یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق صرف دانش مند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں۔“

مولانا روم:

ظلمتِ اشکال زان جوید دلش تاکہ افزون تر نماید حاصلش
اس کا دل اندھیرے کی مشکلات کی جستجو اس لیے ہے تاکہ اس کا (مطلوبہ) حصول زیادہ رونما ہو
(ص: ۳۸۳) (۲۱۸۷/۴) (ت ج ص: ۲۱۱/۴)

خود بگیر این معجز چون آفتاب صد زبان بین نام او امّ الکتاب
اس سورج جیسے معجزے کو لے جو سو زبانوں والا ہے اور اس کا نام قرآن ہے
(ص: ۳۹۶) (۲۸۷۶/۴) (ت ج ص: ۲۵۵/۴)

اقبال:

ہے مملکتِ ہند میں اک طرفہ تماشا اسلام ہے محبوب، مسلمان ہے آزاد!
(ضرب کلیم: ص: ۶۲)

ہو فکر اگر خام تو آزادی افکار انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ!
(ضرب کلیم: ص: ۷۶)

رُزِينَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ
الْمَسُومَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَاِبِ ۝ (آیت: ۱۳)

لوگوں کے لیے مرغوباتِ نفس عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں
_____ بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں، مگر یہ سب دُنیا کی چند روز زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے، وہ تو
اللہ کے پاس ہے۔

مولانا روم:

رُزِينَ لِلنَّاسِ حَقَّ آرَاسْتَسْتِ زَانِجٍ حَقَّ آرَاسْتِ چُون دَانَنْدِ جَسْتِ؟
”رُزِينَ لِلنَّاسِ“ کو حق نے آراستہ کیا جس کو خدا نے آراستہ کیا اس سے چھٹکارا کیسے ہو سکتا ہے؟
(ص: ۱۰۳) (۲۳۲۹/۱) (تج: ص: ۱۰/۲۶۰)

اقبال:

سامان کی محبت میں مضر ہے تن آسانی مقصد ہے اگر منزل، غارت گر سامان ہو
(بانگِ درا: ص: ۲۸۰)

وَمُصَلِّدًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ وَلَا حِلَّ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي هُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِتُّكُمْ بَايَةً مِّن رَّبِّكُمْ
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ (آیت: ۳۹)

(اور جب بحیثیت رسول بنی اسرائیل کے پاس آیا تو اس نے کہا) ”میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی
لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں، وہ
اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔ میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور مردے کو زندہ
کرتا ہوں۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہو۔ اس میں تمہارے لیے
کافی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔“

مولانا روم:

ہر یکی از ما، مسیح عالمیست ہر آلم را در کف ما مرہمیست
ہم میں سے ہر ایک دنیا کا مسیحا ہے ہماری ہتھیلی پر ہر درد کا مرہم ہے
(ص: ۲۵) (۲۷/۱) (تج: ص: ۱۰/۳۶۱)

هان و هان ای مبتلا این در مهل
خبردار! خبردار! اے بیمار اس در کو نہ چھوڑ
از ضریر و لنگ و نسل و اهل ذلق
اندھے اور لنگڑے اور اپانچ اور گڈڑی پوش
تا بدم او شان رھاند از جناح
تا کہ وہ دم کر کے اُن کو تکلیف سے نجات دلائے
(ص: ۲۳۱) (۳۰۰-۲۹۸/۳) (ت ج ص: ۳۱/۳)

وان جھود از خشم سبالت می کند
اور یہودی غصہ سے اپنی موٹھیں نوج رہے ہیں
(ص: ۱۵۵) (۳۲۱/۲) (ت ج ص: ۵۳/۱)

پیش عیسیٰ و دممش افسوس بود
(مگر وہ) حضرت عیسیٰ اور اس کے دم کے سامنے بیکار تھیں
(ص: ۳۹) (۵۲۸/۱) (ت ج ص: ۸۳/۱)

بال و پر بگشاد، مرغی شد پرید
(اس نے) اپنے پنکھ کھولے اور پرندہ بن کے اڑ گیا
(ص: ۶۶) (۸۶۵/۱) (ت ج ص: ۱۱۳/۱)

من بکف خالق عیسیٰ ذرم
میں حضرت عیسیٰ کے خالق کے ہاتھ میں ہوں
(ص: ۳۵۶) (۱۰۶۵/۳) (ت ج ص: ۱۱۱/۳)

کہ برآید از فرح یا از غمی
جو خوشی یا غمی سے آتا ہے
(ص: ۳۶۵) (۱۳۲۰/۵) (ت ج ص: ۱۲۰/۵)

یک زمان زخمند و گامی مرھمند
ایک وقت زخم اور دوسرے وقت مرہم ہیں
گفت ہرجانی مسیح آساستی
تو ہر روح کی بات مسیح جیسی ہوگی
(ص: ۸۵) (۱۵۹۹-۱۵۹۸/۱) (ت ج ص: ۱۸۳/۱)

ہمچو خویشت خوب و فرخندہ کند
اپنی طرح تجھے نیک اور مبارک بنا دے
(ص: ۹۳) (۱۹۱۱/۱) (ت ج ص: ۲۱۰/۱)

صومعہ عیسیٰ است خوان اهل دل
حضرت عیسیٰ کی عبادت گاہ اہل دل کا دسترخوان ہے
جمع گشتندی زہر اطراف خلق
مخلوق ہر جانب سے جمع ہو جاتی
بردرآن صومعہ عیسیٰ صباح
صبح کو حضرت عیسیٰ کی عبادت گاہ کے دروازے پر

آن مسیحا مردہ زندہ می کند
حضرت عیسیٰ مردے کو زندہ کر رہے ہیں

صد ہزاران طب جالینوس بود
چالیسوں کی لاکھوں حکمتیں تھیں

آب و گل چون از دم عیسیٰ چرید
پانی اور مٹی نے جب حضرت عیسیٰ کی پھونک کو چکھا

مردہ زندہ کرد عیسیٰ از کرم
حضرت عیسیٰ نے کرم سے مردہ زندہ کر دیا

عیسویست این دم، نہ ہر باد و دمی
یہ سانس عیسوی ہے، ہر ہوا اور سانس نہیں ہے

جانہا دراصل خود عیسیٰ دمنند
روحیں اصل میں حضرت عیسیٰ کا سادہ رکھتی ہیں
گر حجاب از جانہا برخاستی
اگر روحوں (کی حقیقت) سے پردہ اٹھ جائے

تادم عیسیٰ تو را زندہ کند
تا کہ حضرت عیسیٰ کا دم تجھے زندہ کر دے

زندہ نیسی، تا ہمدم عیسیٰ بود نہ وہ زندہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا ہم مشرب ہو	مُردہ نیسی، تا دمگہ عیسیٰ شود مردہ بھی نہیں کہ حضرت عیسیٰ کی پھونک کا اہل ہو (ص: ۳۸۳) (۲۲۰۱/۲) (ت ج ص: ۳۶۱/۵)
گفت: آخر آن مسیحا نہ توی؟ اس نے کہا: آخر آپ وہی مسیحا نہیں ہیں؟	کہے شود کور و کر از تو مُستوی کہ آپ کے ذریعہ اندھا اور بہرا تندرست ہو جائے کہ فسون غیب را مأویستی؟ کہ آپ غیبی منتر کے ماوی (و بلجا) ہیں بر جہد چون شیر صید آورده ای وہ (مردہ) شکاری شیر کی طرح کود پڑتا ہے (ص: ۳۸۲) (۲۵۸۰-۲۵۷۸/۳) (ت ج ص: ۲۳۹/۳)
گفت: آری، گفت: آن شہ نیستی اس نے فرمایا اس نے کہا آپ وہ شاہ نہیں ہیں چون بنخوانی آن فسون بر مُردہ ای آپ جب وہ منتر کسی مردے پر پڑھتے ہیں	نہ زگل مرغان گنی ای خوب رُو؟ اے حسین! کیا مٹی سے پرندہ نہیں بنا دیتے (ص: ۳۸۲) (۲۵۸۱/۳) (ت ج ص: ۲۳۹/۳)
بود عیسیٰ را کو از یک دُعا حضرت عیسیٰ کی ایسی پھونک تھی کہ ایک دعا سے	بی توقف بر جہاند مُردہ را مردے کو بلا توقف کھڑا کر دیتے (ص: ۳۱۱) (۳۵۰۵/۳) (ت ج ص: ۳۳۶/۳)
تومبین زافسون عیسیٰ حرف و صوت حضرت عیسیٰ کے دم کرنے میں تو حرف اور الفاظ کو نہ دیکھ	آن ببین کزوی گریزان گشت موت یہ دیکھ کہ اس سے موت بھاگ گئی ہے آن نگر کہ مُردہ بر جست نَشست یہ دیکھ کہ مردہ کودا اور بیٹھ گیا (ص: ۳۲۳) (۲۲۶۳-۲۲۶۲/۳) (ت ج ص: ۳۰۶/۳)
تومبین زافسونش آن لہجات پس ان کے دم کرنے میں تو دھیمے لہجے کو نہ دیکھ	

اقبال:

غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا فرنگیوں کا یہ افسوں ہے، فَمُ بِأَذْنِ اللَّهِ
(ضرب کلیم: ص: ۶۵)

وَ اَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلْفَ بَيْنٍ
قُلُوبِكُمْ فَاصْبِرْتُمْ بِنِعْمَتِهِ اِخْوَانًا وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُم مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝
(آیت ۱۰۳)

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ اللہ کے اُس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے۔ تم ایک
دوسرے کے دشمن تھے اُس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔ تم آگ سے

بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچالیا۔ اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آجائے۔

مولانا روم:

دست کورانہ بہ حبل اللہ زن جز بر امر و نہی یزدانی مَتَن
اندھا دھند اللہ کی رسی ہاتھ میں لے لے خدائی امر و نہی کے سوا (کوئی) ارادہ نہ کر
(ص: ۶۰۸) (۶/۳۲۹۳) (ت ج ص: ۶/۳۳۳)

اقبال:

جذبِ حرم سے ہے فروغِ انجمنِ حجاز کا اس کا مقام اور ہے، اس کا نظام اور ہے
(بانگِ درا: ص: ۱۱۵)

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے نیل کے ساحل سے لے کر تاجخاک کا شغرا!
(بانگِ درا: ص: ۲۶۵)

مسلمان کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا مرّوتِ حسنِ عالمگیر ہے مردانِ غازی کا
(بال جبریل: ص: ۳۱)

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد!
(ضربِ کلیم: ص: ۳۵)

طہران ہو گر عالمِ مشرق کا جینوا! شاید کرہ ارض کی تقدیر بدل جائے!
(ضربِ کلیم: ص: ۱۴۷)

قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جدائی ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے؟ خدائی!
(ضربِ کلیم: ص: ۱۷۵)

وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُقِلُّونَ ۝ (آیت ۱۰۴)

تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں، اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔

مولانا روم:

جمعہ شرطست و جماعت در نماز امرِ معروف و زُمنکرِ احتراز
جمعہ اور نماز میں جماعتِ ضروری ہے بھلی بات کا حکم دینا اور بُری بات سے بچنا
(ص: ۵۳۵) (۶/۳۸۰) (ت ج ص: ۶/۶۰)

اقبال:

شوکتِ سخنبر و سلیم، تیرے جلال کی نمود! فقرِ جُنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب!
(بال جبریل: ص: ۱۱۳)

ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی ہوں کی امیری، ہوں کی وزیری
(بال جبریل: ص: ۱۱۸)

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَكُفُوا أَوْلِيَاءَ
الَّذِينَ كَفَرُوا كُنْتُمْ أَحْسَنَ مَلَأًا لِّمَنْ كَرِهَ اللَّهُ لِعَذَابِهِمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَافِقُونَ ۝

اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو
بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ اہل کتاب ایمان لاتے تو انہی کے حق میں بہتر تھا۔ اگر چنانچہ میں کچھ لوگ
ایمان دار بھی پائے جاتے ہیں مگر ان کے بیشتر افراد نافرمان ہیں۔

مولانا روم:

جمعہ شرطست و جماعت در نماز امر معروف و زمنکر احترام
جمعہ اور نماز میں جماعت ضروری ہے بھلی بات کا حکم دینا اور بری بات سے بچنا
(ص: ۵۳۵) (۲/۲۸۰) (تج: ص: ۲۰/۲)

ای جہان را زندہ کردہ زاصطفا خاص کردہ عام را، خاصہ مرا
اے وہ کہ جس نے برگزیدگی سے جہاں کو زندہ کیا عوام کو خاص بنا دیا، خصوصاً مجھے
(ص: ۵۵۲) (۲/۱۰۸۲) (تج: ص: ۱۱۸/۲)

اقبال:

عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں
(ارمغانِ حجاز: (اردو): ۱۴)

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْذِبِينَ ۝
تم سے پہلے بہت سے دور گزر چکے ہیں، زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جنہوں نے (اللہ کے احکام و
ہدایات کو) جھٹلایا۔ (آیت ۱۳۷)

مولانا روم:

استخوانها شان ببین و مویشان عبرتی گیر و مران خرسویشان
ان کی ہڈیاں اور بال دیکھ لے عبرت حاصل کر، اور ان کا راستہ نہ اختیار کر
(ص: ۱۱۳) (۱/۲۹۵۲) (تج: ص: ۱/۳۰۹)

آنکے گستاخ آمدند اندر زمین
جو لوگ اس دنیا میں گستاخ ہوتے ہیں
چون بگورستان، روی، ای مُرتضا
اے پسندیدہ! جب تو قبرستان میں جائے
استخوان و کَلَّہ ہاشان را ببین
ان کی ہڈیاں اور کھوپڑیاں دیکھ
اُسْتِخْوَانِشَان را بپرس از مَامَضی
ان کی ہڈیوں اور گذشتہ واقعات سے پوچھ
(ص: ۲۳۰) (۲۴۲/۳) (ت ج ص: ۳۹/۳)

گفت سیرُوا! می طلب اندر جہان
”سیرُوا“ فرمایا ہے دنیا میں طلب کر
بخت و روزی راہمی کُن امتحان
نصیبہ اور رزق کو آزماتا رہ
(ص: ۵۸۷) (۲۶۱۸/۶) (ت ج ص: ۲۵۵/۶)

اقبال:

جہاز زندگی آدمی رواں ہے یونہی
ابد کے بحر میں پیدا یونہی، نہاں ہے یونہی
(بانگ درا: ص: ۹۵)

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزِنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝
دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر مومن ہو۔
(آیت ۱۳۹)

مولانا روم:

آن کہ ارزد صید را عشق است و بس
جو شکار کرنے کے قابل ہے وہ صرف عشق ہے
لیکن او کے گنجد اندر دام کس!
لیکن وہ کب کسی کے جال میں پھنستا ہے
(مثنوی: ص: ۴۰۹/۵) (ت ج ص: ۵۲/۵)

کارِ مردانِ روشنی و گرمی است
مردوں کا کام روشنی اور گرمی پہنچانا ہے
کارِ دونوں حیلہ و بے شرمی است
اور کمینوں کا کام دھوکا (دینا) اور بے شرمی ہے
(مثنوی: ص: ۳۲۰/۱) (ت ج ص: ۶۳/۱)

غازیانِ حملہٗ غزا چون کم برند
غازی جب جہاد کا حملہ نہیں کرتے
کافرانِ برعکس حملہ آورند
تو کافر پلٹ کر حملہ کرتے ہیں
(ص: ۳۹۰) (۲۴۲۲/۴) (ت ج ص: ۲۳۵/۴)

اقبال:

کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی
ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار
گیا دورِ حدیثِ لن ترانی!
وہی مہدی، وہی آخرِ زمانی!
(بال جریں: ص: ۸۹)

تن بے روح سے بیزار ہے حق
خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے
(بال جریں: ص: ۹۰)

نقطةٔ پرکار حق، مردِ خدا کا یقین اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز
(بال جبریل: ص: ۹۸)

ہے سوزِ دروں سے زندگانی اٹھتا نہیں خاک سے شرارہ
(بال جبریل: ص: ۱۰۳)

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا پر دم ہے اگر تو، تو نہیں خطرہ افتاد!
(ضرب کلیم: ص: ۷۲)

إِنْ يَمَسُّكُمْ فَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ فَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نَدَاؤُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ (آیت ۱۳۰)

اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانہ کے
نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔ تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ
تم میں سچے مومن کون ہیں، اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو دوائی (راستی کے) گواہ ہوں۔ کیونکہ ظالم
لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں۔

مولانا روم:

برمنست امروز و فردا برویست خون چون من کس چنین ضایع کیست؟
(ص: ۳۰) (۲۱۳/۱) (ت ج ص: ۵۳/۱)

(مصیبت) آج مجھ پر اور کل اس پر ہے مجھ جیسے آدمی کا خون رائگان کیسے ہو سکتا ہے؟

اقبال:

جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی روح اُمم کی حیات کش مکش انقلاب!
(بال جبریل: ص: ۱۰۰)

زمانہ کہ زنجیر ایام ہے دموں کے اُلٹ پھیر کا نام ہے!
(بال جبریل: ص: ۱۲۷)

وَلِيَمَّحَصَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ۝ (آیت ۱۴۱)

اور وہ اس آزمائش کے ذریعہ سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا ہے۔

مولانا روم:

کشتن و مُردن کہ بر نقش تنست چون انار و سیب را بشکستنست
مارنا اور مرنا جو جسم سے تعلق ہے انار اور سیب کے رس نکالنے کی طرح ہے
آنچ شیرین اس او، شد نار دانگ وانک پوسیدہ ست نبود غیر بانگ
جو بیٹھا ہے (باطن سے) وہ انار کے ترش اور بیٹھے رس کی طرح ہے جو سیاہ اور تباہ (باطن) ہے خالی پھو کے انار کی آواز کی طرح ہے

آنچ با معنیست، خود پیدا شود و آنچ پوسیدہ ست آن رسوا شود
جو پر حقیقت ہے وہ اچھا ہو جاتا ہے اور جو بے حقیقت ہے اور رسوا ہو جاتا ہے
(ص: ۵۷) (۱/۷۰۷-۷۰۹) (ت ج ص: ۱۰۰/۱)

اقبال:

فسانہ ستم انقلاب ہے یہ محل کوئی زمانِ سلف کی کتاب ہے یہ محل
(بانگ درا: ص: ۹۵)

نہ پوچھو مجھ سے لذت خانماں برباد رہنے کی نیشن سینکڑوں میں نے بنا کر پھونک ڈالے ہیں
(بانگ درا: ص: ۱۰۱)

تارے میں وہ، قمر میں وہ، جلوہ گہ سحر میں وہ چشمِ نظارہ میں نہ تو سرمہ امتیاز دے
(بانگ درا: ص: ۱۱۳)

عجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ! ٹوٹا ہے ایشیا میں سحرِ فرنگیانہ!
(بال جریل: ص: ۵۴)

خبر ملی ہے خدایانِ بحر و بر سے مجھے فرنگِ رہگذرِ سیلِ بے پناہ میں ہے!
(بال جریل: ص: ۴۹)

وَ كَايِنٍ مِّنْ نَّبِيِّ قَتَلَ مَعَهُ رَبِّيُونَ كَثِيرًا فَمَا وَهِنُوا لَمَّا اَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوا وَ مَا اسْتَكَانُوا
(آیت ۱۲۶)

اس سے پہلے کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جنگ کی۔ اللہ کی راہ میں جو
مہمیتیں اُن پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہیں ہوئے، انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی، وہ (باطل کے آگے) سرنگوں
نہیں ہوئے۔ ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے۔

مولانا روم:

مشتری را صابران دریا فتند چون سوی ہر مشتری نشتا فتند
صابر لوگوں نے خریدار پالیا ہے کیونکہ وہ ہر خریدار کی طرف نہیں دوڑے ہیں
(ص: ۳۶۹) (۵/۱۲۷) (ت ج ص: ۱۵۳/۵)

اقبال:

تمنا آبرو کی ہو اگر گلزارِ ہستی میں تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے!
(بانگ درا: ص: ۲۵۰)

سعی پیہم ہے ترازوئے کم و کیفِ حیات تیری میزاں ہے شمارِ سحر و شام ابھی
(بانگ درا: ص: ۲۷۹)

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظًا لَفُضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝

(آیت ۱۵۹)

(اے پیغمبرؐ،) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو۔ ورنہ اگر کہیں تم تند خواہر سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔ ان کے قصور معاف کر دو، ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو، اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو، پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کرو، اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسی کے بھروسے پر کام کرتے ہیں۔

مولانا روم:

لیک مانع بود فرمان ریش
لیکن ان کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم مانع تھا
تا نیفتد زان فضاحت در چہی
تاکہ وہ اس رسوائی سے کنویں میں نہ گرے
(ص: ۳۳۱) (۱۰۳/۵) (ت ج ص: ۲۳/۵)

تا پیشمانی در آخر کم بود
تاکہ انجام کار پیشانی نہ ہو
(ص: ۱۹۳) (۲۲۶۹/۲) (ت ج ص: ۱۳۹/۲)

بر پیمبر امر شاورہم بدان
پیغمبر کے لیے ”شاورہم“ کا حکم سمجھ لیجیے
(ص: ۵۸۷) (۲۶۱۳/۶) (ت ج ص: ۲۵۵/۶)

گرچہ رایبی نیست رایش را مزید
اگرچہ کوئی رائے اس کی بڑھ کر نہیں ہے
(ص: ۱۱۳) (۳۰۲۱/۱) (ت ج ص: ۳۱۶/۱)

نرم گفتیم و نمی پذیرفت پند
ہم نے نصیحت کی اس نے نصیحت قبول نہ کی
(ص: ۱۳۱) (۳۶۰۲/۱) (ت ج ص: ۳۶۸/۱)

من بعزت خو گرم، سختم مگیر
میں عزت کا عادی ہوں میری سخت پکڑ نہ کیجیے
(ص: ۳۱۸) (۳۵۹۵/۳) (ت ج ص: ۳۳۰/۳)

مصطفیٰ می دید احوال شبش
حضرت مصطفیٰ اس کے رات کے احوال دیکھ رہے تھے
تاکہ پیش از خیط بگشاید رہی
تاکہ (صبح صادق) دھاگے سے پہلے وہ راستہ کھول دیں

مشورت در کارها واجب شود
کاموں میں مشورہ ضروری ہے

مشورت کن باگروه صالحان
نیکیوں کی جماعت سے مشورہ کر لیجیے

امر شاورہم پیمبر را رسید
پیغمبر کو ان سے مشورہ کر، کا حکم ملا

آن دل چون سنگ راتا چند چند
اس پتھر جیسے دل کو کتنی ہی

پارہ پارہ گردمت، فرمان پزیر!
میں نے (بدن کے) ٹکڑے ٹکڑے کو تیرا کہنا ماننے والا بنا لیا

اقبال:

کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگماں حرم سے کہ امیر کارواں میں نہیں خوائے دل نوازی!
(بال جبریل: ص: ۱۷)

گلہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُرسوز یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے
(بال جبریل: ص: ۳۹)

اس کی اُمیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل اس کی ادا دلفریب، اس کی گلہ دل نواز
(بال جبریل: ص: ۹۷)

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ (آیت ۱۶۳)

در حقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اُن کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اُٹھایا جو اس کی آیات انھیں سناتا ہے، اُن کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور اُن کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔

مولانا روم:

آدمِ خاکی ز حق آموخت علم مٹی کے آدم نے اللہ سے علم سیکھا
تا بہ ہفتم آسمان افروخت علم علم نے ساتواں آسمان تک روشن کر دیا
(ص: ۷۰) (۱۰۱۲/۱) (ت ج ص: ۱۴۹/۱)

ساعتی آن جایگہ تشریف دہ تھوڑی دیر کے لیے اس جگہ تشریف رکھیں
تذکیۂ مان گن، ز ما تعریف دہ ہمیں پاک کریں اور معرفت سکھائیں
(ص: ۲۰۵) (۲۸۳۷/۲) (ت ج ص: ۲۶۹/۲)

اقبال:

اے حلقہ درویشاں وہ مردِ خدا کیسا ہو جس کے گریباں میں ہنگامہ رستاخیز!
جو ذکر کی گرمی سے شعلے کی طرح روشن جو فکر کی سرعت میں بجلی سے زیادہ تیز!
(بال جبریل: ص: ۲۶)

شِخْ مکتب ہے اک عمارت گر جس کی صنعت ہے روحِ انسانی
(بال جبریل: ص: ۱۶۳)

میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد زانگوں کے تصرف میں عقابوں کے نشین!
(بانگ درا: ص: ۱۶۲)

اہل دانش عام ہیں، کم یاب ہیں اہل نظر کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایان!

(ضرب کلیم: ص: ۷۹)

خوشا وہ قافلہ، جس کے امیر کی ہے متاع تخیل ملکوتی و جذبہ ہائے بلند!

(ضرب کلیم: ص: ۱۵۷)

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے مُردہ ہے! مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس!

پرورش دل کی اگر مد نظر ہے تجھ کو مردِ مومن کی نگاہ غلط انداز ہے بس!

(ضرب کلیم: ص: ۱۷۱)

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ (آیت ۱۶۹)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مُردہ نہ سمجھو، وہ حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پارہے

ہیں۔

مولانا روم:

چون بُریدہ گشتِ حلقِ رزقِ خوار چوں بُریدہ گشتِ حلقِ رزقِ خوار

جب رزق کھانے والا حلق کٹ گیا تو (یرزقوں فرحین) خوش گوار ہو کر آ جاتا ہے

(ص: ۱۳۹) (۳۸۷/۱) (ت ج ص: ۳۹۲/۱)

پس شہیدانِ زندہ زینِ رویند و خوش پس شہید اسی لیے زندہ خوش ہیں

تو ان کے (خاکی) قالب کو کافر کی طرح نہ دیکھ

(ص: ۱۵۵) (۳۸۲/۲) (ت ج ص: ۵۰/۲)

ہست بر مؤمن شہیدی زندگی ہست بر مؤمن شہادت زندگی ہے

منافق کے لیے موت اور تباہی ہے

(ص: ۱۶۹) (۱۰۷۷/۲) (ت ج ص: ۱۱۲/۲)

در شہیدانِ یرزقون فرمود حق حق نے شہیدوں کے بارے میں یرزقون فرمایا

آن غذا را نی دھان بُدنی طَبَّق اس غذا کے لیے منہ ہے نہ تھالی

(ص: ۱۶۹) (۱۰۸۹/۲) (ت ج ص: ۱۱۳/۲)

ہین! مرا مُردہ مبین، گر زندہ ای خبردار اگر تو زندہ ہے تو مجھے مردہ نہ سمجھ

اگر تو بندہ (خدا) ہے تو مجھے شاہ کے ہاتھ میں سمجھ

(ص: ۳۵۶) (۱۰۶۲/۳) (ت ج ص: ۱۱۱/۳)

زہرہ ای کز بہرہ حق بردرد زہرہ ای کز بہرہ حق بردرد

وہ پتہ جو خدا کے لیے پھٹ جائے وہ شہیدوں کی طرح دونوں جہانوں سے فائدہ اٹھاتا ہے

(ص: ۳۹۳) (۲۶۰۶/۳) (ت ج ص: ۲۵۱/۳)

اقبال:

برتر از اندیشہ سود و زیاں ہے زندگی ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی
(بانگ درا: ص: ۲۵۸)

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوقَفُونَ اَجْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَنْ زُحِرَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ
فَازَ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (آیت ۱۸۵)

آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو۔ کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں
آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔ رہی یہ دنیا، تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے۔

مولانا روم:

پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتیست
پس تیرے لیے ہر لحظہ موت اور واپسی ہے
مصطفیٰ فرمود: دنیا ساعتیست
حضرت مصطفیٰ نے فرمایا دنیا ایک گھڑی ہے
(ص: ۷۲) (۱۱۲۲/۱) (ت ج ص: ۱۳۱/۱)

کہ علامتست زان دیدارِ نور
کیونکہ اس نور کے دیدار کی علامتیں ہیں
التَّجَافِي مِنْكَ عَنِ دَارِ الْغُرُوْرِ
دھوکے کے جہاں سے تیرا بچاؤ
(ص: ۲۹۷) (۲۳۳۹/۵) (ت ج ص: ۲۵۰/۵)

زان لقب شد خاک را دارالغرور
اسی لیے زمین کا لقب دھوکے کا گھر ہے
کو گشاد پا را سپیس یوم العُور
کیونکہ وہ گزرنے کے دن پاؤں پیچھے کو کھینچ لیتی ہے
(ص: ۶۱۱) (۳۶۰۸/۶) (ت ج ص: ۳۳۵/۶)

اقبال:

ساماں کی محبت میں مضمحل ہے تن آسانی
مقصد ہے اگر منزل، غارت گر سامان ہو
(بانگ درا: ص: ۲۸۰)

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِخْتِلَافِ الْیَلِّ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَبْصٰرِ ۝ (آیت ۱۹۰)

زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں اُن ہوش مند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

مولانا روم:

چون نمسی گویی کہ روز و شب بخود
تو کیوں نہیں کہتا کہ دن اور رات خود
بی خداوندی گئی؟ آید گئی رُود؟
بغیر خدا کے کیسے آ جا سکتے ہیں؟
(ص: ۵۳۲) (۳۶۵/۶) (ت ج ص: ۳۹/۶)

اقبال:

سلسلہ روز و شب، نقش گر حادثات! سلسلہ روز و شب، اصل حیات و ممات!
(بال جبریل: ص: ۹۳)

اس سورت میں علامہ نے محکمت و تشابہات آیات کی تفسیر میں مسلمانان ہند کے اعمال کی طرف بہت خوبصورتی سے اشارہ کیا، مولانا نے حضرت عیسیٰ کے مختلف معجزات کو اشعار میں تلمیحاً بیان کیا جبکہ علامہ کہتے ہیں مشرق میں مسلمان سویا ہوا ہے اور یورپ میں فرنگی بیدار ہیں۔ اگر مشرق کے مسلمان بیدار ہو جائیں تو وہ کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ پھر مولانا اور علامہ بڑی خوش اسلوبی سے اتحاد بین المسلمین کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ نیکی کی طرف دعوت دینے والے کی فضیلت اور برائی سے اجتناب کی تلقین۔ اور خدا کی حکم عدولی کا نتیجہ، اور آخر کار مومن کی نجات، اللہ کی جانب سے مومنوں کی آزمائش اور صبر کرنے والوں کے لیے اظہار پسندیدگی، علامہ ایک شعر میں آیت نمبر ۱۵۹ میں بیان کی گئی میر کاروان کی خوبیوں کو بیان کر دیتے ہیں شہید کی ابدی زندگی کا تصور، موت کا آنا برحق اور روز قیامت اعمال کا اجر مل کر رہے گا آخر میں اس سورت کی مشترک آیت نمبر ۱۹۰ کو دونوں نے ایک ہی انداز سے اشعار میں بیان کیا ہے۔

سورہ النساء (۴)

لفظ نساء (عورتیں) جمع ہے اس کا مفرد نہیں ہے اور یہ لفظ اس سورت میں بیس (۲۰) سے زیادہ مرتبہ آیا ہے، اس سورت میں عورتوں سے متعلق بہت سے فقہی احکامات درج ہیں۔ اس سورت کا دوسرا نام نساء الکبریٰ ہے (جبکہ سورت نمبر ۶۵، سورت طلاق کو نساء الصغریٰ یا نساء القصریٰ بھی کہا جاتا ہے) ترتیب تلاوت چوتھی، ترتیب نزول ۹۲ ویں ۱۷۶ آیات اور ۳۷۲ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس سورت میں اسلامی معاشرے کو مربوط مستحکم رکھنے والے اساسی اہمیت کے حامل تمام امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔ معاشرے کے کمزور ترین دو عناصر عورت اور یتیم کے حقوق کا تعین کر کے ان کے سر پر ستوں، رشتہ داروں کو تاکید کی گئی کہ وہ انہیں پورا کریں۔ تقسیم وراثت کے اصول اور ضابطے مقرر کیے تاکہ طاقت ور اور کمزور سب کے حقوق معین ہو جائیں اور معاشرے میں ظلم، حق تلفی اور باہمی نزاع کا امکانی حد تک سد باب ہو سکے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَاءً وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُوْنَ بِهِ وَّ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُم رَقِيْبًا (آیت: ۱)

لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے، اُس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے

مولانا روم:

اختیار آن رانکو باشد کہ او	مالک خود باشد اندر اتقوا
اختیار اس کے لیے بھلا ہوتا ہے جو	”تم تقویٰ اختیار کرو“ کے معاملے میں اپنے آپ پر قابو رکھے
(ص: ۳۳۷) (۲۳۹/۵) (ت ج ص: ۷۵/۵)	(ص: ۷۵/۵) (ت ج ص: ۷۵/۵)
عفوہا گفتہ ثنای عفو تو	نیست کفوش ایہا الناس اتقوا
تمام معافیوں نے تمہاری معافی کی تعریف کی	اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے ”اے لوگو! ڈرو“
(ص: ۵۲۵) (۴۱۵/۵) (ت ج ص: ۵۲/۵)	(ص: ۵۲۵) (۴۱۵/۵) (ت ج ص: ۵۲/۵)
چونکہ دار الضرب را سلطان خداست	نقد را چون ضرب خوب و نارسواست؟
جب کہ نکسال کا بادشاہ خدا ہے	سکہ پر کھرا ٹھپہ اور کھوٹا ٹھپہ کیوں ہے؟
(ص: ۵۶۵) (۱۲۱۲/۶) (ت ج ص: ۱۶۵/۶)	(ص: ۵۶۵) (۱۲۱۲/۶) (ت ج ص: ۱۶۵/۶)

اقبال:

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگِ اُمومت	ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت!
(ضرب کلیم: ص: ۹۶)	(ضرب کلیم: ص: ۹۶)
آتشیں لذتِ تخلیق سے ہے اس کا وجود!	کھلتے جاتے ہیں اسی آگ سے اسرارِ حیات
(ضرب کلیم: ص: ۹۷)	(ضرب کلیم: ص: ۹۷)

الرِّجَالُ قَوْمُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالْصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَفِظْنَ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَالتِّي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْرَبُوهُنَّ فَإِنَّ أَطْعَمَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا (آیت: ۳۴)

مرد عورتوں پر توام ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے اُن میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت و نگرانی میں اُن کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہوا نہیں سمجھاؤ، خواب گاہوں میں اُن سے علیحدہ رہو اور مارو، پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کے لیے بہانے تلاش نہ کرو، یقین رکھو کہ اوپر اللہ موجود ہے جو بڑا اور بالاتر ہے۔

مولانا روم:

طیبات از بھر کسی؟ لِّلطَّيِّبِينَ یار را خوش کن مرنجان او ببین
پاک چیزیں کس کے لیے ہیں؟ پاک لوگوں کے لیے دوست کو خوش رکھ رنجیدہ نہ کر اور دیکھ
(ص: ۸۳) (۱۳۹۵/۱) (ت ج ص: ۱۷۴/۱)

اقبال:

فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں
(ضرب کلیم: ص: ۹۲)
ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے!
(ضرب کلیم: ص: ۹۳)
بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے ہو جاتے ہیں افکار پرآگندہ و ابتر!
(ضرب کلیم: ص: ۹۴)
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ آزادی نسواں کہ زمر کا گلوبند؟
(ضرب کلیم: ص: ۹۵)
تہذیب فرنگی ہے اگر مرگِ اُمومت ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت
(ضرب کلیم: ص: ۹۶)
جوہر مرد عیاں ہوتا ہے بے متِ غیر غیر کے ہاتھ میں ہے جوہرِ عورت کی نمود!
(ضرب کلیم: ص: ۹۷)

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَلًا فَخُورًا ۝

اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، اور پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی، اور مسافر سے، اور اُن لوٹنی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں، احسان کا معاملہ رکھو، یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنے پندار میں مغرور ہو اور اپنی بڑائی پر فخر کرے۔ (آیت ۳۶)

مولانا روم:

شُکْرِ مِیْ کُنْ مَرَّ خَدَارِ اِدْرِ نِعَمِ نِیْزِ مِیْ کُنْ شُکْرِ وِ ذِکْرِ خَوَاجِہِ هَمِ
نعمتوں کے بارے اپنے خدا کا شکر ادا کرتا رہ نیز خواجہ کا ذکر اور شکر بھی کر
رحمتِ مادر اگرچہ از خُداست خدمت او ہم فریضہ ست و بیز است
ماں کی محبت اگرچہ خدا کی جانب سے ہے اس کی خدمت بھی فرض اور مناسب ہے
(ص: ۶۰۵/۶) (۳۲۵۸-۳۲۵۹) (تج: ص: ۳۱۳/۶)

اقبال:

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا
(بانگِ دار: ص: ۱۴۱)

وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ جاتی ہے اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب
(بال جبریل: ص: ۳۶)

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (آیت ۶۴)

(انہیں بتاؤ کہ) ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اسی لیے بھیجا ہے کہ اذن خداوندی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے۔ اگر انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوتا کہ جب یہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے تھے تو تمہارے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے معافی کی درخواست کرتا، تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔

مولانا روم:

گفت آدم کہ: ظَلَمْنَا نَفْسَنَا اَوْ زَفَعَلِ حَقُّ نَبْدِ غَافِلِ چوما
آدم نے کہا ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا وہ اپنے فعل سے ہماری طرح غافل نہ تھے
(ص: ۸۴) (۱۲۸۹/۱) (تج: ص: ۱۲۳/۱)

اقبال:

اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمد! آیاتِ الہی کا نگہبان کدھر جائے!
(ضربِ کلیم: ص: ۴۸)

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝ (آیت ۶۹)

جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔

مولانا روم:

چون قبولِ حق بُودِ آن مردِ راست دستِ او در کارِ خداست
سچا انسان چونکہ اللہ کا مقبول ہوتا ہے اس لیے کاموں میں اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہو جاتا ہے
(ص: ۸۵) (۱/۱۲۱۱) (ت ج ص: ۱۸۴)

صبر بُگزیدند و صدیقین شُددند بعد از آن سویِ بلادِ چین شُددند
انہوں نے صبر اختیار کیا اور صدیقین (میں سے) ہو گئے اس کے بعد چین کے شہروں کی جانب روانہ ہو گئے
(ص: ۶۱۸) (۶/۳۹۸۳) (ت ج ص: ۶۳۸)

اقبال:

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن نہ مالِ غنیمت، نہ کشورِ کشائی!
(بال جریل: ص: ۱۰۵)

الَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظَلِّمُونَ فَتِيلاً ۝ (آیت ۷۷)

تم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روک رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو؟ اب جو انہیں لڑائی کا حکم دیا گیا تو ان میں سے ایک فریق کا حال یہ ہے کہ لوگوں سے ایسا ڈر رہے ہیں جیسا خدا سے ڈرنا چاہیے یا کچھ اس سے بڑھ کر۔ کہتے ہیں خدایا! یہ ہم پر لڑائی کا حکم کیوں لکھ دیا کیوں نہ ہمیں ابھی کچھ اور مہلت دی؟ ان سے کہو، دنیا کا سرمایہ زندگی تھوڑا ہے، اور آخرت ایک خدا ترس انسان کے لیے زیادہ بہتر ہے، اور تم پر ظلم ایک شتمہ برابر بھی نہ کیا جائے گا۔

مولانا روم:

این جهان محدود و آن خود بی حدست
یہ عالم محدود اور وہ غیر محدود ہے
(ص: ۳۸) (۱/۵۲۶) (ت ج ص: ۸۳)

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حَقُّ آرَاسَتَسْتِ
”زین للناس“ کو خدا نے آراستہ کیا
زآنچِ حقِ آراست چون دانند جَسْتِ
جس کو خدا نے آراستہ کیا اس سے چھکارے کا جانتے ہیں
(ص: ۱۰۱) (۱/۲۳۲۶) (ت ج ص: ۲۶۰)

جملہ دنیا را پریشة بہا سیلیبی را رشوت بی مُنتہا
تمام دنیا کی قیمت مجھ کا پر ہے ایک طمانچہ کا عطیہ بے انتہا ہے
(ص: ۵۶۲) (۱۶۳۳/۶) (ت ج ص: ۲۶۰/۱)

اقبال:

یارب! یہ جہان گذراں خوب ہے لیکن کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہنر مند؟
(بال جبریل: ص: ۲۰)

خودی کو نہ دے سیم و زر کے عوض نہیں شعلہ دیتے شر کے عوض
(بال جبریل: ص: ۱۶۰)

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْتُمْ الْمَلَائِكَةَ ظَالِمِينَ أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضَ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (آیت ۹۷)

جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے ان کی روئیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے۔ فرشتوں نے کہا، کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

مولانا روم:

آنک ارض اللہ واسع گفته اند وہ (میدان) جس کو اللہ تعالیٰ کی وسیع زمین کہا گیا ہے
عرصہ ای دان انبیا را بس بلند وہ وہ میدان ہے جہاں سے انبیاء اوپر چلے گئے
(ص: ۱۲۰) (۳۱۸۴/۱) (ت ج ص: ۳۳۱/۱)

گر نروید خوشہ از روضات ہُو اگر (اللہ کے) باغوں سے کوئی خوشہ پیدا نہ ہو
پس چہ واسع باشد ارض اللہ؟ بگو! تو بتا اللہ کی زمین کیا وسیع ہوئی؟
چونک این ارض فنا بسی ریع نیست جبکہ یہ فانی زمین بغیر پیداوار کے نہیں ہے
تو اللہ کی زمین کا کیا حال ہوگا وہ بہت وسیع ہے
(ص: ۳۷۲) (۱۷۶۲-۱۷۶۱/۲) (ت ج ص: ۱۷۳/۳)

وآن فضای خرق اسباب و علل اسباب اور علتوں کی شکست کی فضا
ہست ارض اللہ ای صدر اجل! اے صدر اجل! زمین تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔
(ص: ۳۸۷) (۲۳۸۲/۲) (ت ج ص: ۲۲۹/۳)

بشنو از عقل خود ای انبار دار اے کھلیان والے اپنی سے سن لے
گندم خود را بہ ارض اللہ سپار اپنے گیہوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے
(ص: ۴۷۱) (۱۵۲۷/۵) (ت ج ص: ۱۵۹/۵)

صبر در صحرائ خشک و سنگلاخ خشک اور پتھریلے جنگل میں صبر کرنا	احمقی باشد جهان حق فراخ حماقت ہے، اللہ کی دنیا وسیع ہے
صحن ارض اللہ واسع آمدہ اللہ کی زمین کا میدان وسیع ہے	هر درختی از زمینی سرزده ہر درخت ایک (قطعہ) زمین سے اگا ہے
لیک با این جملہ بالاتر خرام لیکن اس سب کے ہوتے ہوئے اور آگے چل	چونک ارض اللہ واسع بود و رام جبکہ اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع اور تابع ہے۔

اقبال:

اس ذرہ کو رہتی ہے وسعت کی ہوس ہر دم یہ ذرہ نہیں، شاید سمٹا ہوا صحرا ہے
(بانگ درا: ص: ۱۷۹)

وَلَا ضَلَّانَهُمْ وَلَا مَنِينَ لَهُمْ وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَسْتَكِنِ الْإِنْعَامَ وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ
الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا مُّبِينًا
میں انہیں بہکاوں گا، میں انہیں آرزوؤں میں الجھاؤں گا، میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان
پھاڑیں گے اور میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خدائی ساخت میں رد و بدل کریں گے۔ اس شیطان کو جس نے
اللہ کے بجائے اپنا ولی و سرپرست بنا لیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔

مولانا روم:

مفلسی دیو رایزدان ما
ہمارے خدا نے شیطان کو مفلسی کا
هم منادی کرد در قرآن ما
بھی ہمارے قرآن میں اعلان کر دیا ہے
دیو در بند است، استم چون نمود؟
شیطان بند ہے، ظلم کیسے ہوا؟

اقبال:

آئین تو سے ڈرنا، طرز کہن پہ اڑنا
مزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں
قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں، تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں، محفل انجم بھی نہیں

ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری
(بانگِ درا: ص: ۲۳۸)

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ۝ (آیت ۱۲۶)
آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ کا ہے اور اللہ ہر چیز پر محیط ہے۔

مولانا روم:

حق مُحِيطِ جملہ آمد ای پسر و اندارد کارش از کارِ دگر
اے بیٹا! اللہ سب پر حاوی ہے اس کو ایک کام دوسرے سے نہیں روک سکتا
(ص: ۸۲) (۱/۱۳۸۷) (ت ج ۱: ص: ۱۷۳)

اقبال:

چشمہ کہسار میں، دریا کی آزادی میں حُسن شہر میں، صحرا میں، ویرانے میں، آبادی میں حسن
(بانگِ درا: ص: ۹۳)

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ
الَّذِيْنَ اَخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اِتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (آیت ۱۵۸-۱۵۷)

اور خود کہا کہ ہم نے مسیح، عیسیٰ ابن مریم، رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔۔۔ حالانکہ فی الواقع انہوں نے نہ اس کو قتل کیا نہ صلیب
پڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا۔ اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ وہ بھی دراصل
شک میں مبتلا ہیں، ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی علم نہیں ہے۔ محض گمان ہی کی پیروی ہے۔ انہوں نے مسیح کو یقین کے
ساتھ قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔

مولانا روم:

جسم خاک از عشق بر افلاک شد کوہ در رقص آمد و چالاک شد
خاکِ جسمِ عشق کی وجہ سے آسمانوں پر پہنچا پہاڑ ناچنے لگا اور ہوشیار ہو گیا
(ص: ۲۳) (۱/۲۵) (ت ج ۱: ص: ۳۳)

جست عیسیٰ تا رَہد از دشمنان بُردش آن جستن بچارم آسمان
حضرت عیسیٰ دشمنوں (کے زغے) سے کوہے تاکہ نجات حاصل کریں وہ کودنا ان کو چوتھے آسمان پر لے گیا
(ص: ۱۱۰) (۱/۲۷۹۳) (ت ج ۱: ص: ۲۹۳)

اقبال:

کبھی صلیب پہ اپنوں نے مجھ کو لٹکایا کیا فلک کو سفر، چھوڑ کر زمیں میں نے
(بانگِ درا: ص: ۸۲)

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا ۝
ہم نے اُن رسولوں پر بھی وحی نازل کی جن کا ذکر ہم اس سے پہلے تم سے کر چکے ہیں اور اُن رسولوں پر بھی جن کا ذکر تم سے نہیں کیا۔ ہم نے موسیٰ سے اس طرح گفتگو کی جس طرح گفتگو کی جاتی ہے۔ (آیت ۱۶۴)

مولانا روم:

پس بہ ہر دوری و لہی قایمست تا قیامت آزمایش داہم است
پس ہر دور میں ایک ولی قائم ہے قیامت تک دائمی آزمائش ہے
(ص: ۱۶۴) (۱۱۶/۲) (ت ج ص: ۸۷/۲)

اقبال:

کبھی میں ذوقِ تکلم میں طور پر پہنچا چھپایا نورِ ازل زیرِ آستین میں نے
(بانگِ درا: ص: ۸۴)
عورت اور مرد کے جوڑے دنیا کی آبادی کے مقصد سے بنائے گئے۔ مرد کا زن شناس ہونا چاہیے۔ قرآن کا کہنا ہے
ماں باپ سے نیک برتاؤ کرو۔ مولانا نے ماں کی محبت کو اللہ کی جانب سے اور ان کی خدمت کو فرض کہا جبکہ علامہ کہتے ہیں کہ
میں خدا کے بندوں سے پیار کرنے والے کا خادم ہوں گا اور پھر علامہ کہتے ہیں کہ ایسا سجدہ کرنے والے ہی نہ رہے ورنہ ان
کے سامنے غیر اللہ طاقتیں کانپ جائیں یہ سجدہ ایک چیلنج ہے تمام غیر اللہ کو اور ایک اعلان ہے بندے کا کہ وہ اب صرف اللہ
کے آگے جھکے گا اور غیر اللہ کی نفی کرے گا۔ مولانا کہتے ہیں آدمؑ نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور ہماری طرح فعلِ حق سے غافل نہ
تھا اور علامہ اسی بات کو یوں کہہ رہے ہیں کہ آج کا مسلمان اللہ کے احکام اور آیات کی حفاظت کرنے والے کو ڈھونڈ رہا ہے
شہید کا رتبہ صدیق کے بعد ہوتا ہے اور اللہ سے ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے خدا ترس انسان کی آخرت بہتر رہے
گی۔ حضرت عیسیٰ کے آسمانوں پر اٹھانے جانے کو علامہ سے زیادہ دقیق مولانا نے بیان کیا یعنی چوتھے آسمان پر اٹھائے گئے۔

سورہ المائدہ (۵)

اس سورت کی وجہ تسمیہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں اور دوستوں کی طرف سے آیت نمبر ۱۱۲ اور ۱۱۳ میں آسمان سے کھانے (مائدہ من السماء) کی درخواست اور ان کے مابین گفتگو کی طرف اشارہ ہے اور اسی لفظ سے سورت کا نام ماخوذ ہے۔ اس سورت کے دوسرے نام عقود، معذہ ہیں ورنہ سورت کے موضوع سے نام کو، یا نام سے سورت کے موضوع اور مضامین کو کوئی تعلق نہیں۔ ترتیب تلاوت پانچویں ترتیب نزول ۱۱۲ ویں آیات اور ۲۸۰ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس سورت میں یہودی اور عیسائی جو ایک دوسرے کے مددگار ہیں ان کو اپنا دوست نہ بنانے، قسم توڑنے کا کفارہ، شراب، جوا، بت اور پانے سب گندے اور شیطانی کام ہیں، احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت، وضو، غسل اور تیمم، پاکیزگی کا حکم عدل و انصاف کی تلقین، ایک خدا پر بھروسہ رکھنے، حضرت عیسیٰؑ کا ماں کی گود میں بات کرنے اور دوسرے معجزات کا ذکر ہے۔

حَرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةَ وَالْمَوْقُوذَةَ وَالْمُتَرَدِّيَةَ وَالنَّطِيحَةَ وَمَا أَكَلَ السَّبْعُ إِلَّا مَا ذُكِّرْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَبْسُ الدِّينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنَ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنْ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرِ مُتَجَانِفٍ لِآثِمٍ فِإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آیت ۳)

تم پر حرام کیا گیا مرنے والا خون، سور کا گوشت، وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، وہ جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا ٹکڑا کر کھا کر مرے ہو، یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو، سوائے اس کے جسے تم نے پا کر ذبح کر لیا اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو۔ نیز یہ بھی تمہارے لیے ناجائز ہے کہ پانسوں کے ذریعہ سے اپنی قسمت معلوم کرو۔ یہ سب افعال فسق ہیں۔ آج کافروں کو تمہارے دین کی طرف سے پوری مایوسی ہو چکی ہے لہذا تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے (لہذا احرام و حلال کی جو تینوں تم پر عائد کر دی گئی ہے ان کی پابندی کرو)۔ البتہ جو شخص بھوک سے مجبور ہو کر ان میں سے کوئی چیز کھالے، بغیر اس کے کہ گناہ کی طرف اس کا میلان ہو تو بیشک اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

مولانا روم:

کیسے روا باشد مرا، من مضطرّم حق نگیرد عاجزی را از کرم
کہ میرے لیے یہ جائز ہے، میں لاچار ہوں اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے مجبور کی گرفت نہیں کرتا
(ص: ۲۱۵) (۲/۳۲۶۰) (ت: ج: ۳/۳۱۶۴)

کہ مرارنجیست، مضطر گشتہ ام من زرنج از مخمصہ بگذشتہ ام
کیونکہ میرے درد ہے، میں مجبور ہو گیا ہوں میں درد کی وجہ سے بھوک (کی مجبوری) سے بڑھ گیا

در ضرورت هست هر مردار پاک
مجبوری میں ہر مردار پاک ہے
بر سر منکر ز لعنت باد خاک
منکر کے سر پر لعنت کی خاک ہو
(ص: ۲۱۵) (۲/۳۳۱۶-۳۳۱۷) (تج: ص: ۳۲۱/۴)

گفت من مضطرم و مجروح حال
اس نے کہا کہ میں لاچار اور پھٹے حال ہوں
هست مردار این زمان بر من حلال
اس وقت مجھ پر مردار حلال ہے
(ص: ۵۳۶) (۶/۵۲۸) (تج: ص: ۶۶/۴)

کز ضرورت هست مرداری حلال
کیونکہ ضرورت کے وقت مردار حلال ہے
که تحرّی نیست در کعبه وصال
کہ کعبہ وصال میں بہترین کا انتخاب نہیں ہے
(ص: ۶۲۹) (۶/۳۶۷) (تج: ص: ۳۳۸/۶)

اقبال:

کبھی میں غارِ حرا میں چھپا رہا برسوں
دیا جہاں کو کبھی جامِ آخریں میں نے
(بانگِ درا: ص: ۸۲)

سرفاراں پہ کیا دین کو کامل تو نے
اک اشارے میں ہزاروں کے لیے دل تو نے
(بانگِ درا: ص: ۱۶۸)

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
(بانگِ درا: ص: ۲۰۸)

کرم اے شہِ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنھیں دماغِ سکندری
(بانگِ درا: ص: ۲۵۳)

مکاں فانی، مکیں آنی، ازل تیرا، ابد تیرا،
خدا کا آخری پیغام ہے تو، جاوداں تو ہے!
(بانگِ درا: ص: ۲۶۹)

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی
(بالِ جبریل: ص: ۸۳)

رکھتا ہے اب تک مے خانہِ شرق وہ مے کہ جس سے روشن ہوا ادراک!
(ضربِ کلیم: ص: ۱۱۳)

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ
وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمْعُونَ لِلْكَذِبِ سَمْعُونَ لِقَوْمٍ آخِرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يُمَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ
يَقُولُونَ إِنْ أُوْتِينَا هَذَا فَخُدُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتُوهُ فَاحْذَرُوا وَمَنْ يَرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا

أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرْ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا حِزْبٌ وَّ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (آیت ۴۱)

اے پیغمبر! تمہارے لیے باعث رنج نہ ہوں وہ لوگ جو کفر کی راہ میں بڑی تیزگامی دکھا رہے ہیں۔ خواہ وہ اُن میں سے ہوں جو منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے مگر دل اُن کے ایمان نہیں لائے، یا اُن میں سے ہوں جو یہودی بن گئے ہیں، جن کا حال یہ ہے کہ جھوٹ کے لیے کان لگاتے ہیں، اور دوسرے لوگوں کی خاطر، جو تمہارے پاس کبھی نہیں آئے، سن گن لیتے پھرتے ہیں، کتاب اللہ کے الفاظ کو اُن کا صحیح محل متعین ہونے کے باوجود اصل معنی سے پھیرتے ہیں، اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو مانو نہیں تو نہ مانو۔ جسے اللہ ہی نے فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہو اس کو اللہ کی گرفت سے بچانے کے لیے تم کچھ نہیں کر سکتے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا نہ چاہا، ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں سخت سزا۔

مولانا روم:

او بظاہر واعظ احکام بُود لیک در باطن صافیرو دام بُود
وہ بظاہر دین کے احکام کا واعظ تھا لیکن باطن میں (پرنڈے کی) سیٹی اور جال کا معاملہ تھا
(ص: ۳۷) (۱/۳۶۵) (تج: ص: ۶۸/۱)

بر زبان الحمد و اکراہ درون از زبان تلبیس باشد، یا فسون
زبان پر تعریف اور اندر نفرت زبان کا فریب ہوگا، یا مکر
(ص: ۳۷) (۲/۱۷۳۸) (تج: ص: ۱۷۱/۳)

اقبال:

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب کہ روح اس مدنیّت کی رہ سکی نہ عقیف!
(ضرب کلیم: ص: ۷۱)

وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَ مُهَيِّمًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَ لَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَ مِنْهَا جَا وَ لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَ لَكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَيْتُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (آیت ۴۸)

پھر اے محمد! ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور کتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اُس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے۔ لہذا تم خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اُس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی۔ اگرچہ تمہارا خدا چاہتا تو ہم سب کو ایک اُمت بھی بنا سکتا تھا، لیکن اُس نے یہ اس لیے کیا کہ جو کچھ اُس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ لہذا بھلائیوں میں ایک دوسرے

سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ آخر کار تم سب کو خدا کی طرف پلٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔

مولانا روم:

نردبانها یی ست پنہان در جہان پایہ پایہ تا عنان آسمان
دنیا میں مخفی سیڑھیاں ہیں درجہ بہ درجہ آسمان کی وسعتوں تک
(ص: ۴۹۹) (۵/۲۵۵۸) (ت ج ص: ۲۶۱/۵)

اقبال:

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار؟ مصلحتِ وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟
(بانگِ درا: ص ۲۰۲)

(مسلمانوں نے حق کو چھوڑ کر ”مصلحتِ وقت“ کو اپنا عمل بنا لیا ہے جس کی ممانعت ہے)

حقیقت خرافات میں کھو گئی یہ اُمتِ روایات میں کھو گئی!
(بالِ جبریل: ص ۱۲۴)

(خطیبوں کی لچھے دار تقریریں اور صوفیوں کے عجمی خیالات رہ گئے)

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عقیف!
(ضربِ کلیم: ص ۷۱)

(ہر مدنیت میں اور ہر جگہ ایک ہی شریعت تھی لیکن لوگوں نے اپنی ہوا اور خواہش سے اسے بدل دیا)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
أَعَزَّةٌ عَلَى الْكُفْرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَ
اللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (آیت ۵۴)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا
کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا، جو مومنوں پر نرم کفار پر سخت ہوں گے، جو اللہ کی راہ میں جدوجہد
کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ
وسیع ذرائع کا مالک ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

مولانا روم:

چون خدا اندر نیاید در عیان نایب حق اند این پیغامبران
چونکہ خدا مشاہدے میں نہیں آتا ہے یہ پیغمبر اللہ کے قائم مقام ہیں

نہ غلط گفتم کہ نایب یا مَنْوَب
نہیں میں نے نایب کہا بلکہ وہ اصل ہیں
گر دو پنداری قبیح آید، نہ خوب
اگر ان کو دو سمجھو گے تو بُرا ہوگا اچھا نہ ہوگا
(ص: ۵۶) (۶۷۳/۱) (تج: ص: ۱۰/۹۷)

ہر کہ عاشق دیدیش، معشوق دان
جسے تو عاشق دیکھے، اسے تو معشوق سمجھ
کو بنسبت ہست ہم این و ہم آن
کیونکہ نسبت کی وجہ سے وہ یہ بھی ہے اور وہ بھی ہے
(ص: ۸۹) (۱۷۴/۱) (تج: ص: ۱۰/۱۹۶)

میل و عشق آن شرف ہم سوی جان
شرافت کا میلان اور عشق بھی جان کی جانب ہے
زین یحب را و یحبون را بدن
اس کو ”وہ محبت کرتا ہے اور وہ محبت کرتے ہیں“ سمجھ لے
(ص: ۳۲۶) (۲۳۱/۳) (تج: ص: ۶/۳۳۸)

چون یحبون بخواندی در نبی
جب تو نے قرآن میں ”سُجُون“ پڑھا
بایحبوہم قرین در مطلبی
مطلب کے بارے میں ”یُحِبُّهُمْ“ کا ساتھ بن
(ص: ۴۹۱) (۲۱۸۸/۵) (تج: ص: ۵/۲۲۳)

اقبال:

اس کی نفرت بھی عمیق اس کی محبت بھی عمیق!
قہر بھی اس کا ہے اللہ کے بندوں پہ شفیق!
(ضرب کلیم: ص: ۱۲۹)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ
لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ ۝ (آیت ۹۰)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور جو اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز
کرو، امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔

مولانا روم:

آن شرابِ حق ختامش مُشکِ ناب
وہ شرابِ حق ہے جس کی مہر خالص مشک کی ہے
بادہ را ختمش بُود گند و عذاب
(اور) شراب کی مہر گندگی اور عذاب کی ہے
(ص: ۳۷) (۳۲۳/۱) (تج: ص: ۱۰/۲۳)

لیک اغلب چون بدند و ناپسند
لیکن اکثر لوگ بُرے اور ناپسند ہیں
بَرہمہ می را محرم کردہ اند
(اس لیے) سب پر ہی شراب کو حرام کر دیا ہے
(ص: ۳۸۲) (۳۱۵۹/۳) (تج: ص: ۳/۴۰۹)

اقبال:

گرچہ ہے دلکشا بہت حُسنِ فرنگ کی بہار طائرکِ بلند بال دانہ و دام سے گزرا!
(بال جبریل: ص ۲۹)

یہ حوریانِ فرنگی، دل و نظر کا حجابِ بہشتِ مغربیاں، جلوہ ہائے پابرکاب!
(بال جبریل: ص ۳۶)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰيْكُمْ اَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مِّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فِىْٓ بَيْتِنَاۤ اِنَّمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
(آیت ۱۰۵)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی فکر کرو، کسی دوسرے کی گمراہی سے تمہارا کچھ نہیں بگڑتا اگر تم خود راہِ راست پر ہو، اللہ کی طرف تم سب کو پلٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

مولانا روم:

جز نَفَخْتُ كَان زَوْهَابِ اَمْدَسْت روح راباش! آن دگرها ببهذست
”میں نے پھونکا“ کے سوا کینکد وہ خدا کی جانب سے آئی ہے روح کا بن، دوسری چیزیں بے ہودہ ہیں
(ص: ۶۱۱) (۶/۳۵۹۳) (ت ج ص: ۶/۳۲۳)

اقبال:

خودی سے اس طلسمِ رنگ و بو کو توڑ سکتے ہیں یہی توحید تھی جس کو نہ تو سمجھا، نہ میں سمجھا
(بال جبریل: ص ۲۲)

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغِ زندگی تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن!
(بال جبریل: ص ۳۱)

ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکیں دل اسی جلوت میں ہے خلوت نشیں دل
(بال جبریل: ص ۸۲)

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش خودی کی زد میں ہے ساری خدائی
(بال جبریل: ص ۸۳)

یہ موجِ نفس کیا ہے؟ تلوار ہے! خودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے!
خودی کیا ہے؟ رازِ درونِ حیات! خودی کیا ہے؟ بیداریِ کائنات!
خودی جلوہ بدمست و خلوت پسند! سمندر ہے اک بوندِ پانی میں بند!
(بال جبریل: ص ۱۲۷)

خودی کا سر نہاں لا الہ الا اللہ خودی ہے تیغ، نساں لا الہ الا اللہ
(ضرب کلیم: ص ۱۵)

إِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اٰتٰتُكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ
النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَ كَهَلًا وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرَةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطُّيْنِ
كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَ تَبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَ اِذْ تُخْرِجُ
الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْ اِسْرٰءَءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَا
اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (آیت ۱۱۰)

پھر تصور کرو اس موقع کا جب اللہ فرمائے گا کہ ”اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تجھے اور تیری ماں کو عطا کی تھی، میں نے روح پاک سے تیری مدد کی، تو گہوارے میں بھی لوگوں سے بات کرتا تھا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی، میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی، تو میرے حکم سے مٹی کا پتلا پرندے کی شکل کا بناتا اور اس میں پھونکتا تھا اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا، تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا، تو مردوں کو میرے حکم سے نکالتا تھا (یعنی حالت موت سے نکال کر زندگی کی حالت میں لاتا تھا)، پھر جب تو بنی اسرائیل کے پاس صریح نشانیاں لے کر پہنچا اور جو لوگ ان میں سے منکر حق تھے انہوں نے کہا کہ یہ نشانیاں جادوگری کے سوا اور کچھ نہیں ہیں تو میں نے تجھے اُن سے بچایا۔

مولانا روم:

هر یکسی از ما، مسیح عالمیست
هم میں سے ہر ایک دنیا کا مسیحا ہے
هر آلم را در کف ما مرهمیست
ہمارے ہاتھ میں ہر درد کا مرہم ہے
(ص: ۲۵/۱) (ت ج ص: ۳۶/۱)

صد ہزاران طبّ جالینوس بود
حضرت عیسیٰ کی پھونک کے سامنے بیکار تھیں
جالینوس کی ہزاروں حکمتیں / طبیں تھیں
پیش عیسیٰ و دمش، افسوس بود
(ص: ۲۹/۱) (۵۲۸/۱) (ت ج ص: ۸۳/۶)

آب و گل چون از دم عیسیٰ چرید
مٹی اور پانی نے جب حضرت عیسیٰ کی پھونک چکھی
بال و پربگشاد مرغی شد پرید
اس نے پر پھیلائے اور اڑ گیا
(ص: ۶۶/۱) (۸۶۵/۱) (ت ج ص: ۱۱۳/۱)

صومعہ عیسیٰ ست خوان اہل دل
اہل دل کا دست خوان حضرت عیسیٰ کا گرجا گھر ہے
ہان و ہان! ای مُبْتَلَا این در مہل
خبردار خبردار، اے بیمار اس در کو نہ چھوڑ
از ضریر و لنگ و شلّ و اہل ذلق
اندھے اور لنگڑے اور اپانچ اور گڈڑی والے
مخلوق ہر جانب سے جمع ہو جاتی

بَرْدَرِ اَنْ صَوْمَعَهُ عِيسَىٰ صَبَاحِ
صبح کو حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر کے دروازے پر
تَابِدَمَ، اَوْشَان رَهَانَدَ از جُنَاحِ
تاکہ دم کر کے اُن کو تکلیف سے نجات دیں
(ص: ۲۳۱) (۳/۲۹۸-۳۰۰) (ت ج ص: ۳/۴۱)

چیزِ دیگر مانند اَمَّا گفتنش
دوسری چیز رہ گئی لیکن اس کا بتانا (میرا) کام نہیں
بَا تَوْرُوْحِ الْقُدُسِ گوید بی مَنْشِ
وہ تجھے روح القدس بتائے گا میں نہیں
(ص: ۲۵۵) (۳/۱۲۹۸) (ت ج ص: ۳/۱۳۱)

عِيسَىٰ قَادِرٌ بُوْدُ كُوْا زِيْكَ دُعَا
حضرت عیسیٰ قادر تھے کہ ایک دعا سے
بِی تَوْقِفِ بَرَجِهَانَ دُمُرْدَه رَا
بغیر رکاوٹ کہ مردے کو زندہ کر دیتے
(ص: ۳۱۰) (۳/۳۵۰۵) (ت ج ص: ۳/۳۳۶)

تَوْمَبِيْنِ زَا فَسُوْنِ عِيسَىٰ حَرْفٌ وَصَوْتٌ
حضرت عیسیٰ کے دم کرنے میں تو دم اور آواز کو نہ دیکھ
اَنْ نِّگَرِ كِه مُرْدَه بَر جَسْتِ وَنَشَسْتِ
تو مبین ز افسونش اُن لہجاتِ پست
یہ دیکھ کر اس سے موت بھاگ گئی ہے
یہ دیکھ کہ مردہ کودا اور بیٹھ گیا
(ص: ۳۲۳) (۳/۲۲۶۲-۲۲۶۳) (ت ج ص: ۳/۴۰۶)

مُردہ زندہ کرد عِيسَىٰ از کَرَمِ
حضرت عیسیٰ نے کرم سے مردہ زندہ کر دیا
مِنْ بَكْفٍ خَالِقِ عِيسَىٰ دَرَمِ
میں حضرت عیسیٰ کے خالق کے ہاتھ میں ہوں
(ص: ۳۵۲) (۴/۱۰۶۵) (ت ج ص: ۴/۱۱۱)

زِنْدَه نَبِی، تَا هَمْدَمِ عِيسَىٰ بُوْدُ
زندہ نبی، تا ہمدم عیسیٰ بود
نہ وہ زندہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا ہم مشرب ہو
مُردہ نَبِی، تَا دَمْگَه عِيسَىٰ شُوْدُ
مردہ بھی نہیں کہ حضرت عیسیٰ کی پھونک کا اہل ہو
(ص: ۳۸۳) (۴/۲۲۰۱) (ت ج ص: ۴/۲۱۳)

اقبال:

”تم باذن اللہ“ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن!
(بال جریں ص: ۱۶۱)

جہاں اگرچہ دگرگوں ہے تم باذن اللہ
کیا نوائے ”انا الحق“ کو آتشیں جس نے
غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا
وہی زمین وہی گردوں ہے تم باذن اللہ
تری رگوں میں وہی خوں ہے تم باذن اللہ
فرنگیوں کا یہ افسوں ہے تم باذن اللہ
(ضرب کلیم ص: ۶۵)

اس سورت کی تیسری آیت کے ایک حصہ کو مولانا اور دوسرے کو علامہ نے بڑی صراحت سے پیش کیا ہے پھر فساد قلب منافقت کے بارے احکام الہی کو علامہ نے مغربی تہذیب کی تقلید قرار دیا اور مولانا نے داستان میں ایک وزیر کی طرف اشارہ کر کے اس تلمیح کا اظہار کیا۔ علامہ نے یہ نکتہ کہ مسلمان مومنوں کے ساتھ نرم اور کفار کے ساتھ سختی سے پیش آنا جاننے ہیں خوب بیان کیا ہے۔ زن اور شراب سے پرہیز کی تلقین، بدرہہ شخص تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا حضرت عیسیٰ کے معجزات کا بیان اس آیت کی تلمیح سے مشترکاً بیان کیا۔

سورہ الانعام (۶)

انعام عربی زبان میں مویشیوں کو کہتے ہیں۔ آیت نمبر ۱۳۶ سے آیت نمبر ۱۵۰ تک بعض مویشیوں کی حرمت اور بعض کی حلت کے متعلق اہل عرب کے توہمات کی تردید کی گئی ہے۔ یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔ ترتیب تلاوت چھٹی، ترتیب نزول ۵۵ ویں، آیات اور ۳۱۰ الفاظ ہر مشتمل مکی سورت ہے، اس سورت کے اہم مضامین میں سے چند اس طرح ہیں، کسی چیز کو حلال اور حرام کہنا صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے، ان حرام چیزوں کا ذکر جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیں ان کو اپنی مرضی سے حلال مت کرو، والدین کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا حکم، افلاس اور تنگ دستی کے خوف سے اولاد کو قتل مت کرو، یتیموں کے مال کی بہتر نگہداشت کرو، ناپ تول میں انصاف سے کام لو، ہمیشہ حق بات کہو، اوامر اور نواہی کی پوری پوری پابندی کرو، اللہ سے کیے ہوئے عہد کو عمل اور اعتقاد دونوں سے پورا کرو، قرآن خدا کی آخری اور مکمل کتاب ہے اس کے کسی حصہ کی خلاف ورزی نہ ہونی چاہیے۔

وَ عِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبُرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ رِيقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلْمَةٍ الْأَرْضِ وَلَا رُطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝ (آیت ۵۹)

اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے۔ درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو۔ زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو۔ خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

مولانا روم:

ہیچ برگگی در نیفتد از درخت بی قضا و حکم آن سلطان تخت
درخت سے کوئی پتا نہیں جھڑتا بغیر عرش کے اس بادشاہ کے فیصلے اور حکم کے

(ص: ۲۶۲) (۳/۱۹۰۰) (ت ج ص: ۱۸۹/۳)

حَقْنِشَانِ اسْتِ وَ كَسَى دَانْدِ رَا زِ غَيْبِ؟ غَيْرِ عَلَامِ بَسْرٍ وَ سَتَّارِ غَيْبِ
(یہ) ان کے لیے مناسب ہے، اور غیب کا راز کون جانتا ہے سوائے راز کے جاننے والے اور عیب کے چھپانے والے کے

(ص: ۲۷۷) (۳/۲۳۶۹) (ت ج ص: ۲۳۰/۳)

ہر چہ در دل داری از مکر و رموز پیش ما رسوا و پیدا همچو روز
تو جو کچھ مکر اور اشارے دل میں رکھنا ہے ہمارے سامنے دن طرح کھلے اور ظاہر ہیں

(ص: ۳۲۲) (۲/۳۲۲) (ت ج ص: ۲۳۱/۳)

كَاصِلِ هَرِّ مَكْرِيٍّ وَ حَيْلَتِ بِيْشِ مَاسْتِ كَاصِلِ هَرِّ مَكْرِيٍّ وَ حَيْلَتِ بِيْشِ مَاسْتِ
تمہارے ہر مکر و فریب کی اصل ہمارے پاس ہے جو کچھ زمین پر ہے اس کی اصل آسمان پر ہے

(ص: ۴۱۹) (۳/۳۵۹۹) (ت ج ص: ۳۲۰/۳)

باز کرد از رطب و یا بس حق نورد روح را من امر ربی مہر کرد
اللہ تعالیٰ خشک و تر سے پیٹ کھول دیا مگر روح پر ”مِن اَمْرِ رَبِّي“ سے مہر لگادی
(ص: ۵۹۵) (۲۸۸۰/۶)

اقبال:

زہر اب ہے اُس قوم کے حق میں مے، افرنگ جس قوم کے بچے نہیں خوددار و ہنر مند
(بال جریل: ص: ۱۷۰)

ما کان و ما یکون: ”ما کان و ما یکون“ کے تمام علوم قرآن کریم اور دین مبین اسلام سکھاتا ہے، ان سے اعراض اور غیروں کی غلامی کرنا زہر کے مترادف ہے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يَنْفَخُ فِي
الصُّورِ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ (آیت ۷۳)

وہی ہے جس نے آسمان و زمین کو برحق پیدا کیا ہے۔ اور جس دن وہ کہے گا کہ حشر ہو جائے اسی دن وہ ہو جائے گا۔ اس کا
ارشاد عین حق ہے۔ اور جس روز صور پھونکا جائے گا۔ اس روز بادشاہی اُسی کی ہوگی۔ وہ غیب اور شہادت ہر چیز کا عالم ہے
اور دانا اور باخبر ہے۔

مولانا روم:

حق قَدَمِ بَرَوَى نَهْدِ اَز لَامَكَانِ آنگہ او ساکن شود از کُن فَكَانِ
اللہ تعالیٰ اس پر لا مکاں سے قدم رکھ دے گا اس وقت وہ ”کُن فَكَانِ“ سے ساکن ہو جائے گا
(ص: ۸۰) (۱۳۸۱/۱) (تج: ص: ۱۶۳/۱)

سازد اسرافیل روزی نالہ را جان دَہدِ پوسیدہ صد سالہ را
حضرت اسرافیل ایک روز نالہ کا ساز و سامان کریں گے سوسال کے پرانے (جسم) کو جان عطا کریں گے
(ص: ۹۳) (۱۹۱۹/۱) (تج: ص: ۲۱۱/۱)

چون حَقَّتْ دَادِ اَنْ رِيَاضَتِ، شَكَرْ كُنْ تونکر دی، او کشیدت ز امر کُنْ
جب اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ ریاضت عطا کر دی تو تونے خود نہیں کی اُسے تجھے ”کُن“ کے حکم کے ذریعہ کھینچا ہے
(ص: ۳۰۷) (۳۳۹۸/۳) (تج: ص: ۳۲۶/۳)

ورنہ قادر بود کز کُنْ فَيَكُونُ صد زمین و چرخ آوردی برون
ورنہ وہ قادر تھا کہ کُنْ فَيَكُونُ کے ذریعہ سینکڑوں زمین اور آسمان پیدا کر دیتا
(ص: ۳۰۷) (۳۵۰۲/۳)

سبیطی آن دم رَوَسُجُودِ اِفْتَادِ وِ گُفْتِ: کایِ خدایِ عالمِ جَہرِ وِ نَهْفَتِ
سبیطی اس دم سجدے میں گر گیا اور کہا کہ اے غیب اور شہادت کے جاننے والے خدا!
(ص: ۲۱۳) (۳۵۰۰/۲)

بعد از آن بر رو بر آن امرود بُن کہ مَبَدَّل گشت و سبز از امرگن
اس کے بعد اس امرود کے درخت پر چڑھ جا کیونکہ گن کے حکم سے تبدیل اور سبز ہو گیا
(ص: ۲۱۶) (۲۵۷۱/۴) (ت ج ص: ۳۲۸/۳)

اقبال:

صح ازل جو حسن ہوا دلستانِ عشق آواز گن ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق
(بانگِ درا: ص ۴۵)

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمٌ لِّاٰبِيْهِ اَزْرَ اَتَّخِذُ اَصْنَامًا الْهٰٓةَ اِنِّىْ اَرَاكَ وَ قَوْمَكَ فِى ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (آیت ۷۴)
ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ یاد کرو جب کہ اُس نے اپنے باپ آزر سے کہا تھا ”کیا تو بتوں کو خدا بناتا ہے؟ میں تو تجھے اور
تیری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں۔“

مولانا روم:

او بصنعت آرزست و من صنم آلتی کو سازدم، من آن شوم
وہ کاریگری میں آزر ہے اور میں بت ہوں وہ مجھے جیسا آلہ بناتا ہے میں بن جاتا ہوں
(ص: ۳۷۷) (۱۶۸۶/۵) (ت ج ص: ۱۷۵/۵)

اقبال:

بت شکن اٹھ گئے، باقی جو رہے بت گرہیں تھا براہیم علیہ السلام پر، اور پسر آزر ہیں
(بانگِ درا: ص ۲۰۰)

آزر کا پیشہ خارا تراشی کارِ خلیاں خارا گدازی!
(بال جریل: ص ۷۲)

فَلَمَّا رَا الْقَمَرَ بَارِعًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَآ كُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضّٰلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَا
الشَّمْسَ بَارِعَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَا اَكْبَرُ فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّيْ وَجَّهْتُ
وَجْهِيَ لِلدِّيْنِ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَحَاجَّهٖ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحٰجُّوْنِيْ
فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰنِ وَاَلَا اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْئًا وَّسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا اَفَلَا
تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (آیت ۸۰-۷۷)

پھر جب چاند چمکتا نظر آیا تو کہا یہ ہے میرا رب۔ مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا اگر میرے رب نے میری رہنمائی نہ کی ہوتی
تو میں بھی گمراہ لوگوں میں شامل ہو گیا ہوتا۔ پھر جب سورج کو روشن دیکھا تو کہا یہ ہے میرا رب۔ یہ سب سے بڑا ہے۔ مگر وہ
جب بھی ڈوبا تو ابراہیم پکار اٹھا ”اے برادران قوم! میں اُن سب سے بیزار ہوں جنہیں تم خدا کا شریک ٹھیراتے ہو۔ میں
نے تو یکسو ہو کر اپنا رخ اسی ہستی کی طرف کر لیا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں
میں سے نہیں ہوں۔“ اس کی قوم اس سے جھگڑنے لگی تو اس نے قوم سے کہا ”کیا تم لوگ اللہ کے معاملہ میں مجھ سے

جھگڑتے ہو؟ حالانکہ اس نے مجھے راہِ راست دکھا دی ہے۔ اور میں تمہارے ٹھیرائے ہوئے شریکوں سے نہیں ڈرتا، ہاں اگر میرا رب کچھ چاہے تو وہ ضرور ہو سکتا ہے۔ میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے، پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے؟

مولانا روم:

گو خلیلی کو برون آمد ز غار کہاں ہے وہ خلیل کہ جو غار سے نکلا؟
گفت: ہذا ربِّ ہان! کو کردگار؟ کہا یہ خدا ہے، ہاں خدا کہاں ہے؟

(ص: ۲۱۱) (۲/۳۰۷۸) (ت ج ص: ۲۹۰/۲)

از برای چارہ این خوفہا از برای اندیشوں کے علاج کے لیے
انہی اندیشوں کے علاج کے لیے
کاین نمازم را میامیزای خدا کاین نمازم را میامیزای خدا
کہ اے خدا! میری اس نماز کو نہ ملا کہ اے خدا! میری اس نماز کو نہ ملا

(ص: ۱۲۵) (۱/۳۳۹۳-۳۳۹۴) (ت ج ص: ۳۵۰/۱)

اقبال:

ذوقِ حاضر ہے تو پھر لازم ہے ایمانِ خلیلؑ
ورنہ خاکستر ہے تیری زندگی کا پیرہن

(بانگِ درا: ص: ۲۳۰)

وہ سکوتِ شام صحرا میں غروبِ آفتاب
جس سے روشن تر ہوئی چشمِ جہاں بینِ خلیلؑ!

(بانگِ درا: ص: ۲۵۸)

براہمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں!

(بانگِ درا: ص: ۲۷۱)

کبھی اے حقیقت منتظر، نظر آلباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

(بانگِ درا: ص: ۲۸۰)

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْنَا بَشَرًا مِّنْ شَيْءٍ قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ
مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُحْفُونَ كَثِيرًا وَعَلَّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا
آبَاؤُكُمْ قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ۝

(آیت ۹۱)

ان لوگوں نے اللہ کا بہت غلط اندازہ لگا یا جب کہا کہ اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا ہے۔ ان سے پوچھو، پھر وہ کتاب جسے موسیٰ لایا تھا، جو تمام انسانوں کے لیے روشنی اور ہدایت تھی، جسے تم پارہ پارہ کر کے رکھتے ہو، کچھ دکھاتے ہو اور بہت کچھ چھپا جاتے ہو، اور جس کے ذریعے سے تم کو وہ علم دیا گیا جو نہ تمہیں حاصل تھا اور نہ تمہارے باپ دادا کو، آخر اُس کا نازل کرنے والا کون تھا؟ بس اتنا کہہ دو کہ اللہ، پھر اُنھیں اپنی دلیل بازیوں سے کھینے کے لیے پھوڑ دو۔

مولانا روم:

علم کان نبود ز ھو بی واسطہ
آن نپاید ہمچو رنگِ ماشطہ
جو علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا واسطہ نہ ہو
وہ پائیدار نہیں ہوتا ہے، آرائشگر کے (لگائے ہوئے) رنگ کی طرح

(ص: ۱۲۷) (۱/۳۳۵۱) (ت ج ص: ۳۵۵/۱)

باچنان انکار کوتہ کُن سُخْنِ احمدا گم گوی با گبر کُھَن
ایسے انکار کے ہوتے ہوئے بات مختصر کر اے احمد! پرانے کافر سے بات نہ کر
(ص: ۵۲۲) (۵/۳۹۲۳) (ت ج ص: ۳۹۵/۵)

اقبال:

یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہر یک دانہ! یک رنگی و آزادی اے ہمتِ مردانہ!
(بال جبریل: ص: ۶۷)

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیلؑ یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لآلہ میں ہے!
(بال جبریل: ص: ۶۸)

سکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خداوندی!
(بال جبریل: ص: ۷۱)

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذَلِكُمْ اللَّهُ فَالِقُ
تُوْفُكُونَ ۝ فَالِقُ الْأَصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذَلِكُمْ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝
(آیت ۹۵-۹۶)

دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا اللہ ہے۔ وہی زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور وہی مردہ کو زندہ سے خارج کرتا ہے۔ یہ سارے کام کرنے والا تو اللہ ہے، پھر تم کدھر بہکے چلے جا رہے ہو؟ پردہ شب کو چاک کر کے وہی صبح نکالتا ہے۔ اسی نے رات کو سکون کا وقت بنایا ہے اسی نے چاند اور سورج کے طلوع و غروب کا حساب مقرر کیا ہے۔ یہ سب اسی زبردست قدرت اور علم رکھنے والے کے ٹھیرائے ہوئے اندازے ہیں۔

مولانا روم:

فَالِقُ الْاِ صَبَاحِ اسرافیل وار جملہ رادر صورت آرد زان دیار
صبح کو پیدا کرنے والا اسرافیل کی طرح ان جگہوں سے سب کو صورت میں لاتا ہے
(ص: ۳۰) (۱/۳۹۸) (ت ج ص: ۷۱/۱)

مردہ شو تا مُخْرِجِ الْحَيِّ الصَّمَدِ مردہ بن جاتا کہ (اللہ) زندہ کو پیدا کرنے والا بے نیاز ہے
زندہ کو، اس مردے سے پیدا کر دے
(ص: ۲۳۳) (۵/۵۵۱) (ت ج ص: ۶۵/۵)

اقبال:

تیرے مستوں میں کوئی جو یائے ہشیاری بھی ہے؟ سونے والوں میں کسی کو ذوقِ بیداری بھی ہے
(بانگِ درا: ص: ۲۳۷)

وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتٍ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا
مُتَرَكَبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ
مُتَشَابِهٍ انظُرُوا إِلَى ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَُمْ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (آیت ۹۹)

اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کے نباتات اگائی، پھر اس سے ہرے ہرے کھیت
اور درخت پیدا کیے، پھر ان سے تہرتہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پید
کیے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں، اور انگور، زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے
بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں۔ یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان میں پھل آنے اور پھر ان کے پکنے کی
کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو، ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔

مولانا روم:

چند باران عطا باران شدہ	تا بدان آن بحر دُرّ افشان شدہ
بخشش کی بہت سی بارشیں برسیں	یہاں تک کہ اُن سے وہ سمندر موتی برسانے والا بنا
چند خورشید کرم افروختہ	تاکہ ابر و بحر جُود آموختہ
کرم کے بہت سے سورج طلوع ہوئے	تب بادل اور سمندر نے سخاوت سیکھی
پرتو دانش زدہ برخاک و طین	تاکہ شد دانہ پذیرندہ زمین
مٹی پر اس کے علم کی روشنی پڑی	تب زمین دانے کو قبول کرنے والی بنی

(ص: ۳۵) (۱/۵۰۶-۵۰۸) (ت ج ۱: ۸۱-۸۲)

اقبال:

نگاہ ہو تو بہائے نظارہ کچھ بھی نہیں کہ بچتی نہیں فطرت جمال و زیبائی!
(ضرب کلیم: ص ۱۰۴)

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝ (آیت ۱۰۳)

نگاہیں اس کو نہیں پاسکتیں اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے، وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے۔

مولانا روم:

نور حق را نیست ضدی در وجود	تا بہ ضدّ او را توان پیدا نمود
اللہ کے نور کی ضد بھی وجود میں نہیں ہے	تاکہ ضد سے اُس کو پہچانا جا سکے
لا جرم أَبْصَارٌ مَا لَا تُدْرِكُهُ	وَهُوَ يُدْرِكُ بَيْنَ تَوَازِ مَوْسَىٰ وَكَه
یقیناً ہماری نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں	اور وہ ادراک کر لیتا ہے حضرت موسیٰ اور پہاڑ کے قصہ کو دیکھ

(ص: ۷۱) (۱/۱۱۳۳-۱۱۳۵) (ت ج ۱: ۱۲۰)

اقبال:

کبھی اے حقیقت منتظر، نظر آ لباس مجاز میں کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں
(بانگ درا: ص ۲۸۰)

وَإِنْ تَطْعُ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝
(آیت ۱۱۶)

اور اے محمد ﷺ! اگر تم اُن لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکادیں گے۔ وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

مولانا روم:

گر ندانی رہ ہر آنچ خربخواست
اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے! تو جو گدھا چاہے
شاوروہن و آنگہ خالفو
اُن (عورتوں) سے مشورہ کرو پھر مخالفت کرو
باہوی و آرزو کم باش دوست
خواہش نفسانی اور آرزو سے دوستی نہ کر
عکس آن گن خود بُود آن راہ راست
اس کے برخلاف کر وہی سیدھا راستہ ہے
إِنَّ مَنْ لَمْ يَعْصِهِنَّ تَالِفُ
جو شخص اُن کے خلاف نہیں کرتا ہے ہلاک ہو جانے والا ہے
چون يُضِلُّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ اوست
کیونکہ وہی ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کرتی ہے
(ص: ۱۱۳) (۱/۲۹۶۲-۲۹۶۱) (ت ج ص: ۳۰۹/۱)

اقبال:

حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی! خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گونا گوں!
(بال جریں: ص ۲۷)

سورہ الانعام کی آیات ۱۱۶ اور ۱۲۸، سورہ یونس آیت ۶۶ وغیرہ میں بھی ایسے اٹکل لگانے والے اور ظن و گمان میں پڑنے والے لوگوں کا ذکر ہے، جو یقین سے محروم ہیں اور جب یقین سے محروم ہیں تو پھر گویا اپنے نظریات کو کسی ایک مرکز خیال پر قائم نہیں کر سکتے۔

أَوْ مَنْ كَانَ مَيِّتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا
كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝
(آیت ۱۲۲)

کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندگی بخشی اور اس کو وہ روشنی عطا کی جس کے اُجالے میں وہ لوگوں کے درمیان زندگی کی راہ طے کرتا ہے اُس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہوا ہو اور کسی طرح اُن سے نہ نکلتا ہو؟ کافروں کے لیے تو اسی طرح ان کے اعمال خوشنما بنا دیے گئے ہیں۔

مولانا روم:

ہین کہ اسرافیل وقتند اولیا خبردار! اولیاء وقت کے اسرافیل ہیں جان های مُردہ اندر گورتن جسم کی قبر میں مردہ جانیں گوید این آواز، ز آواہا جداست وہ کہتی ہے یہ آواز، آوازوں سے جداگانہ ہے ما بمُردیم و بکُلّی کاستیم ہم مر گئے تھے اور بالکل مضحل ہو گئے تھے چون شود جانش محک تقدھا جب اس کی جان نقدوں کی کسوٹی بن جاتی ہے آب وحي حق بدین مُردہ رسید اللہ کے الہام کا پانی اس مردے کو پہنچا عاقل آن باشد کہ او با مشعلہ ست تعلقند وہ ہے جس کے پاس مشعل ہے چون نباشد نور دل، دل نیست آن جب دل میں نور نہ ہو تو وہ دل نہیں

مُردہ را زیشان حیاتست و نما مردے کی اُن سے زندگی اور نشوونما ہے برجھد آواز شان اندر کفن اُن کی آواز سے کفن میں تڑپنے لگتی ہیں زندہ کردن کار آوازِ خداست زندہ کرنا خدا کی آواز کا کام ہے بانگ حق آمد ہمہ برخاستیم خدا کی آواز آئی اور ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے (ص: ۹۳) (۱۹۳۱/۱-۱۹۳۲) (تج: ص: ۲۱۲/۱-۲۱۳)

پس ببیند قلب را و قلب را تو وہ کھرے اور کھوٹے کو سمجھ جاتا ہے (ص: ۱۱۹) (۱۱۹/۱) (۳۱۵۱/۱) (تج: ص: ۳۲۸/۱۳-۳۲۸)

شد ز خاکِ مُردہ ای زندہ پدید مردہ خاک سے زندہ ظاہر ہو گیا (ص: ۳۷۰) (۳۷۰/۳) (۱۶۵۸/۳) (تج: ص: ۱۶۳/۳-۱۶۳)

او دلیل و پیشوای قافلہ ست وہ قافلہ کا رہنما اور پیشوا ہے (ص: ۳۸۳) (۳۸۳/۳) (۲۱۸۹/۳) (تج: ص: ۲۱۲/۳-۲۱۲)

چون نباشد روح جز گل نیست آن جب (اس میں) روح نہ ہو تو مٹی کے سوا کچھ نہیں (ص: ۵۰۵) (۵۰۵/۵) (۲۸۸۰/۵) (تج: ص: ۲۹۳/۵-۲۹۳)

اقبال:

الحدز محکوم کی میت سے سو بار الحدز خودی ہے زندہ تو ہے موت اک مقام حیات

اے سرافیل! اے خدائے کائنات! اے جان پاک! کہ عشق موت سے کرتا ہے امتحانِ ثبات! (ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۲۵، ۲۱)

وَ كَذَلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكْبَرًا مُّجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ (آیت ۱۲۳)

اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرموں کو لگا دیا ہے کہ وہاں اپنے مکر و فریب کا جال

پھیلائیں۔ دراصل وہ اپنے فریب کے جال میں آپ پھنستے ہیں، مگر انھیں اس کا شعور نہیں ہے۔

مولانا روم:

نالہ می کن کای تو غلام الغیوب زیر سنگ مکر بد ما را مکوب
روتا ہے کہ (خدا) تو جو غیب کا جاننے والا ہے ہمیں بُرے مکر کے پتھر کے نیچے نہ کچل
(ص: ۴۳) (۱/۱۱۹۶) (ت ج ص: ۱۳۵/۱)

اقبال:

اس کھیل میں تعین مراتب ہے ضروری شاطر کی عنایت سے تو فرز میں پیادہ
(بال جریل: ص: ۱۵۹)

جمہور کے ابلیس ہیں ارباب سیاست باقی نہیں اب میری ضرورت تہ افلاک!
(بال جریل: ص: ۱۶۲)

سَيَقُولُ الَّذِينَ اشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اشْرَكْنَا وَلَا ابَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّى ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُونَ ۝ (آیت ۱۳۸)

یہ مشرک لوگ (تمہاری ان باتوں کے جواب میں) ضرور کہیں گے کہ ”اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا، اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔“ ایسی ہی باتیں بنا بنا کر ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی حق کو جھٹلایا تھا یہاں تک کہ آخر کار ہمارے عذاب کا مزہ انہوں نے چکھ لیا۔ ان سے کہو ”کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے جسے ہمارے سامنے پیش کر سکو؟ تم تو محض گمان پر چل رہے ہو اور زری قیاس آرائیاں کرتے ہو۔“

مولانا روم:

کان منافق در اگر گفتن بمُرد وز اگر گفتن بجز حسرت نبُرد
کیونکہ منافق اگر مگر میں ہی مر گیا اور اگر مگر کہنے سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہ کیا
(ص: ۱۶۱) (۲/۴۳۸) (ت ج ص: ۸۰/۲)

اقبال:

حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی! خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گونا گوں!
(بال جریل: ص: ۲۷)

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ اَلَا تَشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاٰبَاهُمْ وَّ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَا مَا بَطْنٌ وَّ لَا تَقْتُلُوْا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَاَنْتُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (آیت ۱۵۱)

- اے محمد ﷺ! ان سے کہو کہ آؤ میں تمہیں سناؤں تمہارے رب نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں:
- (۱) یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو،
 - (۲) اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو،
 - (۳) اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی دیں گے،
 - (۴) اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی۔
 - (۵) اور کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔
- یہ باتیں ہیں جن کی ہدایت اس نے تمہیں کی ہے، شاید کہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو۔

مولانا روم:

- اندربین عالم ہزاران جانور
اس دنیا میں ہزاروں جاندار
شکر می گوید خدا را فاختہ
فاختہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتی ہے
- باز دست شاہ را کردہ نوید
باز نے بادشاہ کے ہاتھ کو دعوت نامہ بنا کر
ہمچنین از پیشہ گیری تا بیپیل
اسی طرح مجھ سے لے کر ہاتھی تک
- فَارِغَمِ از طُمَطْرَاقِ و از رِیَا
میں شان و شوکت اور دکھاوے سے خالی ہوں
- قُلْ تَعَالَوْا گفتم از جذبِ کَرَمِ
کرم کے جذبہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”کہدے کہ آؤ“
- ہین رہا کن بدگمانی و ضلال
خبردار بدگمانی اور گمراہی چھوڑ دے
- سَرِ قَدَمِ کُن چونکِ فرمودت تعال
سر کو پاؤں بنا لے جبکہ اس نے تجھے حکم دیا ہے کہ آجا
- بعد از آن رَجَعْتَ نماند از حرص و غم
اس واپسی کے بعد لالچ اور غم باقی نہیں رہے گا
- قُلْ تَعَالَوْا گفتم از جذبِ کَرَمِ
کرم کے جذبہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”کہدے کہ آؤ“
- ہین رہا کن بدگمانی و ضلال
خبردار بدگمانی اور گمراہی چھوڑ دے
- سَرِ قَدَمِ کُن چونکِ فرمودت تعال
سر کو پاؤں بنا لے جبکہ اس نے تجھے حکم دیا ہے کہ آجا
- بعد از آن رَجَعْتَ نماند از حرص و غم
اس واپسی کے بعد لالچ اور غم باقی نہیں رہے گا

چون شدی نومید در جہد از گلال جب محنت میں تھکن کی وجہ سے ناامید ہوتا	از جناب حق شنیدی کہ تعال اللہ تعالیٰ کی جانب سے سنتا کہ: آ جا (ص: ۵۶۸) (۱۸۳۹/۶) (ت ج ص: ۱۸۷/۶)
در درون بیشہ شیران منتظر کچھار میں شیر منتظر ہیں	تا شود امر تعالوا منتشر تا کہ آ جاؤ کا فرمان اعلان ہو (ص: ۵۶۹) (۱۸۷۶/۶) (ت ج ص: ۱۸۹/۶)
شکر می کن مر خدا را در نعم نعمتوں کے بارے میں خدا کا شکر ادا کرتا رہ	نیز می کن شکر و ذکر خواجہ ہم نیز خواجہ کا شکر اور ذکر بھی کر خدمت او ہم فریضہ ست و بیضاست اس کی خدمت بھی فرض اور مناسب ہے (ص: ۶۰۵) (۳۲۵۹-۳۲۵۸/۶) (ت ج ص: ۳۱۳/۶)

اقبال:

پردہ تہذیب میں غارت گری، آدم گشی کل روا رکھی تھی تم نے، میں روا رکھتا ہوں آج!
(ضرب کلیم: ۱۵۰)

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (آیت ۱۶۲)
کہو، میری نماز، میرے مراسم عبادت، میرا جینا اور میرا مرنا، سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

مولانا روم:

تا کہ ابغض لئہ آید نام من تا کہ میرا نام اکب لئہ میں ہو جائے	تا کہ ابغض لئہ آید کام من تا کہ میرا مقصد ابغض لئہ ہو جائے
تا کہ اعطی لئہ آید جو د من تا کہ میری بخشش اعطی لئہ ہو جائے	تا کہ امسک لئہ آید بو د من تا کہ میرا وجود امسک لئہ بن جائے
بُخَل من لئہ عطا لئہ و بس میرا بخل کرنا اللہ کے لیے ہے اور میرا دینا اللہ کے لیے ہے	جملہ لئہ ام نیم من آن کس میں مجسم اللہ کے لیے ہوں کسی کا غلام نہیں ہوں (ص: ۱۳۷) (۳۸۰۸-۳۸۰۵/۱) (ت ج ص: ۳۸۶/۱)
بہر یزدان می زید، نہ بہر گنج وہ خدا کے لیے جیتا ہے نہ کہ خزانہ کے لیے	بہر یزدان می مُرد، نہ از خوف و رنج وہ خدا کے لیے مرتا ہے نہ کہ ڈر اور تکلیف سے (ص: ۲۶۶) (۱۹۱۱/۳) (ت ج ص: ۱۹۰/۳)
عمر و مرگ این ہر دو با حق خوش بو د زندگی اور موت یہ دونوں خدا کے ساتھ اچھی ہیں	بی خدا، آب حیات آتش بو د بغیر خدا کے آب حیات، آگ ہے (ص: ۴۵۰) (۷۷۱/۵) (ت ج ص: ۸۳/۵)

رفت از وی جنبشِ طبع و سکون اس میں سے طبیعت کی حرکت اور سکون جاتا رہا
از چہ از انا الیہ راجعون کیوں ”ہم اُس ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں“ کی وجہ سے
(ص: ۵۳۳) (۲۲/۶) (ت ج ص: ۱۹/۶)

اقبال:

کیا خوب امیر فیصل کو سٹوسی نے پیغام دیا تو نام و نسب کا مجازی ہے پر دل کا مجازی بن نہ سکا
(بانگِ درا: ص ۲۹۱)

(اچھا سا نام رکھ لینے سے کوئی شخص مجازی (مسلمان) نہیں بن سکتا)

بہت دیکھے ہیں میں نے مشرق و مغرب کے میخانے یہاں ساتی نہیں پیدا، وہاں بے ذوق ہے صہبا!
(بال جریل: ص ۲۳)

(مشرق میں دین تو ہے لیکن دین سے محبت پیدا کرانے والے مخلص لوگ اب نہیں ہیں اور مغرب میں جو دین ہے اس میں کوئی کشش نہیں)

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے حور و خیام سے گذر، بادہ و جام سے گذر!
(بال جریل: ص ۲۹)

علم کا مقصود ہے پاک عقل و خرد فقر کا مقصود ہے عقبت قلب و نگاہ
علم فقہیہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم علم ہے جو یائے راہ، فقر ہے دانائے راہ
فقر مقامِ نظر، علم مقامِ خبر فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ!
(بال جریل: ص ۷۷)

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے مسلمانوں میں خون باقی نہیں ہے
(بال جریل: ص ۸۵)

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق!
(ضرب کلیم: ص ۴۴)

ہو حلقہٴ یاراں تو بریشم کی طرح نرم رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن!
(بال جریل: ص ۴۵)

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رُخ دوست زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
(ضرب کلیم: ص ۵۰)

مری خودی بھی سزا کی ہے مستحق لیکن زمانہ دارورسن کی تلاش میں ہے ابھی!
(ضرب کلیم: ص ۱۴۲)

علامہ نے اس آیت کا مفہوم مولانا سے بہتر انداز میں بیان کیا کہ مسلمان کو قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل اور مغربی افکار سے اجتناب کتنا ضروری ہے کن فیکون، حضرت ابراہیم کی خدا شناسی، مسلمان کو یک رنگی ایک خدا کی اطاعت،

آیت ۹۹ کو مولانا نے زیادہ صراحت سے اپنے اشعار میں بیان کیا۔ جس ذات کو نگاہیں نہ دیکھ سکیں علامہ نے اس ذات کو ”حقیقت منتظر“ کی خوبصورت اصطلاح سے بیان کیا۔ آیت ۱۲۲ کے مفہوم کو مولانا نے آٹھ اشعار میں اور علامہ نے ایک ہی شعر میں آزاد اور محکوم مرد کی مثال سے وضاحت کر دی۔ ارباب سیاست کو شیاطین سے مشابہت اور آدم کشی کی ممانعت کو علامہ نے موضوع بنایا۔

سورہ الاعراف (۷)

چونکہ اس سورت کی آیات ۳۶-۴۷ میں اعراف اور اصحاب اعراف کا ذکر آیا ہے۔ اسی لیے اس کا نام اعراف (بلند مقام) رکھا گیا۔ اس سورت کا آغاز حروف مقطعه [= الف، لام، میم، صاد] سے ہوتا ہے اور اس کا دوسرا نام المص ہے۔ ترتیب تلاوت ساتویں، ترتیب نزول ۳۹ ویں، آیات ۳۳۲۵ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن کریم کی چودہ سجدہ والی سورتوں میں سے پہلی سورت ہے جس میں سجدہ مستحب ہے۔ اس سورت کے اصلی مضامین میں سے چند درج ہیں۔ فرشتوں کے لیے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم، شیطان کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار اور قیامت تک لوگوں کو گمراہ کرتے رہنے کا اعلان، آدم علیہ السلام کا جنت سے نکالے جانا اور بارگاہ رب العزت میں آدم علیہ السلام کی توبہ، اللہ تعالیٰ سے انسان کو ظاہری اور معنوی لباس و پوشاک کی تدبیریں بتلا دیں، اہل جنت اور اہل دوزخ کا مکالمہ، تخلیق کائنات کا بیان، چاند، سورج اور ستارے سب اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکم سے حرکت کرتے ہیں، حضرت صالح علیہ السلام کی طرف سے قوم کو دعوت توحید اور حضرت صالح کی اونٹنی کا قصہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت، فرعون کو دعوت حق، عصاء اور ید بیضاء کے معجزوں کا ذکر، قوم موسیٰ علیہ السلام پر من و سلوی اترنے کا ذکر، بنی اسرائیل کو حکم خداوندی کی مخالفت اور ان کی صورتوں کو مسخ کر دیا جانا، خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کو آدم سے پیدا کیا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا آیت نمبر ۱۷۲ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) اور ان سے گواہی لینا۔ درحقیقت یہ اشارہ عالم ذریا میثاق اول یا عہد الست کی جانب ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَ الطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ نَفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ (آیت ۳۲)

اے محمد ﷺ! ان سے کہو کس نے اللہ کی اُس زینت کو حرام کر دیا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا تھا اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں؟ کہو، یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لیے ہیں، اور قیامت کے روز تو خالصہ انہی کے لیے ہوں گی۔ اس طرح ہم اپنی باتیں صاف صاف بیان کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو علم رکھنے والے ہیں۔

مولانا روم:

طیبات از بھر کی لَطِيبِينَ یار را خوش کن مرنجان و ببین
پاک چیزیں کس کے لیے ہیں، پاک لوگوں کے لیے دوست کو خوش رکھ رنجیدہ نہ کر اور دیکھ

(ص: ۸۳) (۱۳۹۵/۱) (ت ج ص: ۱۷۳/۱)

دام آدم خوشه گندم شده تا وجودش خوشه مَرْدُم شده
حضرت آدم کا چال گیہوں کی بالی بنی یہاں تک کہ ان کا وجود انسانوں کا گچھا بن گیا

(ص: ۱۱۱) (۲۷۹۲/۱) (ت ج ص: ۲۹۳/۱)

اقبال:

نگاہ ہو تو بہائے نظارہ کچھ بھی نہیں کہ بیچتی نہیں فطرت جمال و زیبائی!
(ضرب کلیم: ص ۱۰۴)

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشَىٰ اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ مِّمَّ بَأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبْرَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ (آیت ۵۴)

درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا۔ جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔ جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے۔ سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ، سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔

مولانا روم:

بات تائی گشت موجود از خدا
چھ دن میں یہ زمین اور آسمان
(ص ۳۱۰) (۳۱۰/۳) (۳۵۰/۳) (ت ج ص ۳۲۶/۳)

پس لہ الخلق ولہ الامرش بدان
”اس کے لیے خلق ہے اور اسی کے لیے امر ہے“ تو سمجھ لے
(ص ۵۳۳) (۵۳۳/۶) (۷۸/۶) (ت ج ص ۲۲/۶)

پس چرا نیش روز آن را در کشید؟
پھر چھ روز اس کو کیوں کھینچا؟
(ص ۵۵۹) (۵۵۹/۶) (۱۳۱/۶) (ت ج ص ۱۳۱/۶)

اقبال:

گردش تاروں کا ہے مقدر ہر ایک کی راہ ہے مقرر
(بانگ درا: ص ۱۳۸)

ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا وہ خود فراخی افلاک میں ہے خوار و زبوں
(بال جریل: ص ۲۷)

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں غلامِ طغرل و سنجر نہیں میں
(بال جریل: ص ۸۶)

دمِ عارف نسیمِ صمد ہے اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسرِ شبانی سے کلیسی دو قدم ہے
(بال جبریل: ص ۸۸)

أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ (آیت ۵۵)
اپنے رب کو پکارو، گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

مولانا روم:

لیک، گفنی گرچہ می دانم سیرت
لیکن تو نے کہا ہے، اگرچہ میں تیرا بھید جانتا ہوں
زود ہم پیدا گنش برظاہرت
تو بھی اس کو جلد اپنی ظاہری حالت کے مطابق بیان کر دے
(ص: ۲۶۱/۱) (ت ج ص: ۲۸/۱)

تو کہ یوسف نیستی، یعقوب باش
تو جب یوسف نہیں ہے یعقوب بن جا
ہمچو او باگریہ و آشوب باش
اس کی طرح رونے اور مصیبت میں رہ
(ص: ۹۲/۱) (۱۹۰۵/۱) (ت ج ص: ۲۱۰/۱)

تانگرید کودک حلوا فروش
جب تک حلوا فروش کا لڑکا نہ روئے
بحر رحمت درنمی آید بجوش
بخشش کا دریا جوش میں نہ آئے گا
ای برادر، طفل، طفل چشم تست
اے بھائی بچہ تیری آنکھ ہے
گرمی خواہی کہ آن خلعت رسد
اگر تو چاہتا ہے کہ وہ پوشاک تجھے مل جائے
پس بگریان طفل دیدہ برجسد
تو آنکھ کے بچے کو (جسم کی) ضرورت پر رُلا
(ص: ۱۵۵/۲) (۲۳۲-۲۳۳) (ت ج ص: ۵۲/۲-۵۵)

گفت ادعوا للہ بی زاری مباش
اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا اللہ کو پکارو (گریہ و زاری) کے بغیر نہ رہ
تا بجوشد شیرهای مہرہاش
تاکہ اس کی مہربانیوں کے دودھ جوش میں آئیں
(ص: ۱۸۸/۲) (۱۹۵۵/۲) (ت ج ص: ۱۹۱/۲)

آن کشیدن زیر لب آواز را
دبے ہونٹوں آواز نکالنا
یاد کردن مبدأ و آغاز را
مبداء (ہستی) اور آغاز کو یاد کرنا ہے
(ص: ۲۳۰/۳) (۲۰۵/۳) (ت ج ص: ۳۳/۳)

تونمی دانی کہ دایۂ دایگان
تو نہیں جانتا کہ دائیوں کی دایہ
کم دھد بی گریہ شیر او رایگان
خواہ مخواہ بے روئے دودھ نہیں دیتی
(ص: ۲۳۳/۵) (۱۳۶/۵) (ت ج ص: ۲۵/۵)

اقبال:

شام جس کی آشنائے نالہ ”یارب“ نہیں جلوہ پیرا جس کی شب میں اشک کے کوکب نہیں
(بانگ درا: ص ۱۵۶)

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝
(آیت ۵۶)

زمین میں فساد برپا نہ کرو جب کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے اور خدا ہی کو پکارو خوف کے ساتھ اور طمع کے ساتھ، یقیناً اللہ کی
رحمت نیک کردار لوگوں کے قریب ہے۔

مولانا روم:

لیک، گفتنی گرچہ می دانم سیرت لیکن تو نے کہا ہے، اگرچہ میں تیرا بھید جانتا ہوں
زود ہم پیدا گنش بر ظاہرت تو بھی جلد اس کو اپنی ظاہری حالت کے مطابق بیان کر دے
(ص: ۲۶۰/۱) (ت ج ص: ۳۸/۱)

داد خود از کس نیابم جز مگر اپنا انصاف کسی سے نہ حاصل کر سکوں گا سوائے
زانک او از من بمن نزدیکتر اس کے جو خود میری ذات سے زیادہ مجھ سے قریب ہے
(ص: ۹۹/۱) (ت ج ص: ۲۳۸/۱)

اقبال:

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں غلامِ طغرل و سنجر نہیں میں
(بال جریل: ص ۸۶)

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقِنَهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ
الْمَاءَ فَآخَرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذَلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ (آیت ۵۷)

اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے، پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل
اٹھالیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برسا کر (اُسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح
کے پھل نکال لاتا ہے۔ دیکھو، اس طرح ہم مردوں کو حالت موت سے نکالتے ہیں، شاید کہ تم اس مشاہدے سے سبق لو۔

مولانا روم:

لقمہ ای کان نور افزود و کمال آن بُود آورده از کسبِ حلال
جس لقمہ نے نور اور کمال بڑھایا ہے وہ حلال کمائی سے حاصل کیا ہوا ہوتا ہے
(ص: ۸۷/۱) (ت ج ص: ۱۸۷/۱)

پس ہمہ دانستہ اندان را یقین کہ فرستد باد رَبُّ الْعَالَمِينَ
تو اس کو یقین کے ساتھ سب جانتے ہیں کہ دونوں جہانوں کا رب ہوا کو بھیجتا ہے
(ص: ۳۳۰) (۱۵۲/۴) (ت ج ص: ۲۶/۴)

اقبال:

یہ تلاش متصل شیع جہاں افروز ہے تو سن ادراک انساں کو خرام آموز ہے
(بانگ درا: ص ۲۵)

أَبْلَغُكُمْ رَسُولِ رَبِّي وَأَنْصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ (آیت ۶۲)
تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں، تمہارا خیر خواہ ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ کچھ معلوم ہے جو تمہیں معلوم
نہیں ہے۔

مولانا روم:

مطلق آن آواز خود از شہ بُود گرچہ از خُلقوم عبداللہ بُود
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو
(ص: ۹۴) (۱۹۳/۱) (ت ج ص: ۲۱۳/۱)

من بگفتہ پند شد بند از جفا شیر پند از مہر جُوشد و ز صفا
میں نے عرض کیا نصیحت جو رو جفا کی وجہ سے بند ہوئی نصیحت کا دودھ صاف دلی سے جوش میں آتا ہے
(ص: ۱۰۵) (۲۵۵۰/۱) (ت ج ص: ۲۷۱/۱)

من بتبلیغ رسالت آمدم تارہانم مَرشمارا از ندَم
میں پیغام پہنچانے آیا ہوں تاکہ تمہیں شرمندگی سے رہائی دیدوں
(ص: ۲۲۹) (۱۲۱/۳) (ت ج ص: ۲۸/۳)

اقبال:

نہ جدا رہے نو اگر تب و تاب زندگی سے کہ ہلاکی اُمم ہے یہ طریق نے نوازی!
(ضرب کلیم: ص ۷۴)

و نَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بِيْضَاءُ لِلنَّظِيرِينَ ۝ (آیت ۱۰۸)

اس نے اپنی جیب سے ہاتھ نکالا اور سب دیکھنے والوں کے سامنے وہ چمک رہا تھا۔

مولانا روم:

من بجادویان چہ مانم؟ ای جُنُب! کہ ز جانم نور می گیرد کُتُب
اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ میری جان سے کتابیں نور حاصل کرتی ہیں
(ص: ۳۸۷) (۲۳۶۶/۴) (ت ج ص: ۲۲۸/۴)

اقبال:

رہے ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں اب تک مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے پد بیضا!
(بال جبریل: ص ۲۵)

قَالَ فِرْعَوْنُ اَمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اَذِنَ لَكُمْ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكْرُتُمْوُهٗ فِی الْمَدِیْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَا اَهْلَهَا
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ (آیت ۱۲۳)

فرعون نے کہا: ”تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں؟ یقیناً یہ کوئی خفیہ سازش تھی جو تم لوگوں نے اس دارالسلطنت میں کی تاکہ اس کے مالکوں کو اقتدار سے بے دخل کر دو۔ اچھا تو اس کا نتیجہ اب تمہیں معلوم ہوا جاتا ہے۔“

مولانا روم:

جادواں فرعون را گفتند: بیست مست را پروای دست و پای نیست
جادوگروں نے فرعون سے کہہ دیا: ٹھہر جا مست کو ہاتھ اور پاؤں کی پرواہ نہیں
(ص: ۵۰۹) (۳۱۱/۵) (ت ج ص: ۳۱۵/۵)

اقبال:

کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی! گیا دورِ حدیثِ لن ترانی!
ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار وہی مہدی، وہی آخرِ زمانی!
(بال جبریل: ص ۸۹)

وَلَمَّا جَاءَ مُوسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرُ اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرٰنِیْ وَ لٰكِنۡ اَنْظُرُ اِلَی الْجَبَلِ
فَاِنۡ اَسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرٰنِیْ فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَ خَرَّ مُوسٰی صَعِقًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ
سُبْحٰنَكَ تُبُّ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (آیت ۱۲۳)

جب وہ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر پہنچا اور اس کے رب نے اس سے کلام کیا تو اس نے التجا کی کہ ”اے رب، مجھے یار اے نظر دے کہ میں تجھے دیکھوں۔“ فرمایا ”تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں ذرا سامنے کے پہاڑ کی طرف دیکھ، اگر وہ اپنی جگہ قائم رہ جائے تو البتہ تو مجھے دیکھ سکے گا۔“ چنانچہ اس کے رب نے جب پہاڑ پر تجلی کی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو بولا ”پاک ہے تیری ذات، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلا ایمان لانے والا میں ہوں۔“

مولانا روم:

عشق جان طور آمد عاشقا طور مست و خَرَّ مُوسٰی صَاعِقًا!
اے عاشق! عشق طور کی جان بنا طور مست ہوا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گرے
(ص: ۲۳) (۲۶/۱) (ت ج ص: ۳۲/۱)

چیسٹ ہستی؟ پیش او کور و کبود
ہستی کیا ہوتی ہے؟ اس کے سامنے اندھی اور سیاہ پوش ہے
(ص: ۳۷) (۵۱۸/۱) (ت ج ص: ۸۳/۱)

صوفی کامل شد و رست او ز نقص
باکمال صوفی بن گیا اور نقص سے بری ہو گیا
(ص: ۶۶) (۸۶۷/۱) (ت ج ص: ۱۱۵/۱)

نہ ز نامم پارہ پارہ گشت طور؟
کیا میرے نام سے (کوہ) طور ریزہ ریزہ نہیں ہوا؟
(ص: ۱۵۷) (۵۰۸/۲) (ت ج ص: ۶۰/۲)

تا کہ می نوشید و می را برنتافت
یہا تک کہ اس نے شراب پی اور شراب کو برداشت نہ کر سکا
هَل رَأَيْتُمْ مِنْ جَبَلٍ رَقَصَ الْجَمَلِ
کبھی تم نے پہاڑ سے اونٹ جیسا رقص دیکھا
(ص: ۲۲۶) (۱۶-۱۵/۳) (ت ج ص: ۱۶/۳)

کوہ طور از مَقْدَمَش رَقاص گشت
ان کی تشریف آوری سے کوہ طور رقص کرنے لگا
(ص: ۳۲۳) (۳۲۶۸/۳) (ت ج ص: ۴۰۷/۳)

ان مَحَيَّلِ تَابِ تَحْقِيقَتِ نِدَانِ
وہ خیال کرنے والا آپ کی تحقیق کی طاقت نہیں رکھتا ہے
(ص: ۵۲۱) (۳۹۱۶/۵) (ت ج ص: ۳۹۳/۵)

خَرَّ مَغْشِيًّا فَتَادَ اَوْ بَرَقْنَا
وہ غش کھا کر گر گئے، پشت کے بل جا پڑے
(ص: ۵۵۶) (۱۰۶۳/۶) (ت ج ص: ۱۱۶/۶)

مِي سَكُسْتِ اَز هَم، هَمِي نَشْدِ سُو بَسُو
ایک دوسرے سے جدا ہو کر الگ الگ جانب ہو گیا
(ص: ۵۸۳) (۲۳۳۶/۶) (ت ج ص: ۲۳۹/۶)

نَغْمَةُ اَرْنِي بَهْمِ دَرِ سَاخْتِه
مل کر اُرنی کا ترانہ بنائے ہوئے ہیں
(ص: ۵۸۵) (۳۰۶۷/۶) (ت ج ص: ۲۹۶/۶)

پیشِ هستِ او ببايد نيست بود
اس کے وجود کے سامنے نیست ہو جانا چاہیے

کوہ طور از نورِ موسیٰ شد برقص
کوہ طور حضرت موسیٰ کے نور سے رقص میں آ گیا

حقِ همی گوید کہ: ای مَغرورِ کور
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اے دھوکے میں مبتلا اندھے

کوہ طور اَنْدَر تَجَلِّي حَلْقِ يَافِت
کوہ طور نے تجلی میں حلق پا لیا
صَارَ ذَكَا مِّنْهُ وَاَنْشَقَّ الْجَبَلِ
وہ ٹکڑے ہو گیا اور پہاڑ پھٹ گیا

چون بر آمد موسیٰ از اقصای دشت
جب حضرت موسیٰ جنگل کے آخر سے برآمد ہوئے

موسیا! کشفِ لَمَعِ بَرَكُهُ فَرَاشْت
اے موسیٰ! تجلی کا کشف پہاڑ پر پڑا

جب اس بد حال نے حضرت مصطفیٰ کا چہرہ دیکھا

وصفِ هَيَبَتِ چُون تَجَلِّي ز دَبْرُو
بیت کی صفت نے جب اس پر تجلی کی

جملہ کفہا در دُعا افراخته
سارے ہاتھ دعا کے لیے پھیلائے ہوئے ہیں

کوه قاف ار پيش آيد بهر سَد اگر روک کے لیے کوہ قاف سامنے آجائے	همچو کوه طور نورش بر دَرَد نور اس کو کوہ طور کی طرح پھاڑ دے (ص: ۲۰۱/۶) (۳۰۶۷)
بر برون گه چوزد نور صمد جب پھاڑ کے ظاہر پر اللہ تعالیٰ کا نور پڑا	پاره شدت ادر درونش هم زند ٹکڑے ہو گیا، تاکہ اس کے اندر بھی پڑے (ص: ۱۳۲/۶) (۴۷۵۳) (ت ج ص: ۲۹۶/۶)

اقبال:

دید سے تسکین پاتا ہے دلِ مہجور بھی؟	لن ترانی کہہ رہے ہیں یا وہاں کے طور بھی؟ (بانگِ درا: ص: ۴۰)
قصہ دار د رن بازیِ طفلانہ دل	التجائے ارنی سرخی افسانہ دل (بانگِ درا: ص: ۶۱)
مہر کا پرتو ترے حق میں ہے پیغامِ اجل	محو کر دیتا ہے مجھ کو جلوہ حسن ازل (بانگِ درا: ص: ۷۹)
تجھے نظارے کا مثلِ کلیمؑ سودا تھا	اولیں طاقتِ دیدار کو ترستا تھا (بانگِ درا: ص: ۸۱)
کچھ دکھانے دیکھنے کا تھا تقاضا طور پر	کیا خبر ہے تجھ کو اے دل فیصلہ کیونکر ہوا؟ (بانگِ درا: ص: ۱۰۰)
اڑ بیٹھے کیا سمجھ کے بھلا طور پر کلیمؑ	طاقت ہو دید کی تو تقاضا کرے کوئی (بانگِ درا: ص: ۱۰۲)
جلوہ طور میں جیسے یدِ بیضائے کلیمؑ	موجہٴ نکہتِ گلزار میں غنچے کی شمیم (بانگِ درا: ص: ۱۱۶)
اَرِنسی میں بھی کہہ رہا ہوں مگر	یہ حدیثِ کلیمؑ و طور نہیں! (بالِ جبریل: ص: ۴۳)
تھا اَرِنسی گو کلیمؑ، میں اَرِنسی گو نہیں	اس کو تقاضا روا، مجھ پہ تقاضا حرام! (بالِ جبریل: ص: ۶۲)
ایک سرمستی و حیرت ہے سراپا تاریک!	ایک سرمستی و حیرت ہے تمام آگاہی! (بالِ جبریل: ص: ۷۶)

سَأَصْرِفُ عَنْ آيَةِ الْيَسْرِ الَّذِينَ يَتَّكِبُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنْ يَرَوْا كَلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْعِغْيِ يَتَّخِذُوهُ

سَيِّئًا ذَلِكَ بَانْتِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ۝ (آیت ۱۴۶)

میں اپنی نشانیوں سے اُن لوگوں کی نگاہیں پھیر دوں گا جو بغیر کسی حق کے زمین میں بڑے بننے ہیں، وہ خواہ کوئی نشانی دیکھ لیں کبھی اس پر ایمان نہ لائیں گے، اہر سیدھا راستہ اُن کے سامنے آئے تو اسے اختیار نہ کریں گے اور اگر ٹیڑھا راستہ نظر آئے تو اس پر چل پڑیں گے، اس لیے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔

مولانا روم:

چون مُقَلِّبِ حَقِّ بُودِ أَبْصَارِ رَا کہ بگرداند دل و افکار رَا
جب اللہ تعالیٰ بینائیوں کو پلٹنے والا ہے وہ دل اور خیال (بھی) پلٹ دیتا ہے
چاہ رات و خانہ ای بینی لطیف دام رات و دانہ ای بینی طریف
تو کنویں کو ایک عمدہ گھر دیکھتا ہے تو جال کو تازہ دانہ (کی طرح) دیکھتا ہے
این تَسْفِطُ نِیْسْتِ تَقْلِیْبِ خِدَاسْتِ می نماید کہ حقیقتہا کجاست؟
یہ سوفسطائیت نہیں ہے، خدا کا تصرف ہے وہ دکھاتا ہے کہ حقائق کہاں ہیں؟
(ص: ۶۱۵) (۶/۳۶۹۹-۳۶۹۸) (ت ج ص: ۶/۳۵۳)

اقبال:

دل آگاہ جب خوابیدہ ہو جاتے ہیں سینوں میں نو اگر کے لیے زہراب ہوتی ہے شکر خانی
(بانگ درا: ص ۲۴۴)

وَ إِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ
شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ ۝ (آیت ۱۴۲)

اور اے نبی، لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟“ انہوں نے کہا ”ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔“ یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ”ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔“

مولانا روم:

بُدْ عَمْرًا نَامِ اِیْنِجَابُتِ پَرَسْتِ لیک مؤمن بود نامش در آلست
اس جگہ عمر کا نام بت پرست تھا لیکن ازل میں اس کا نام مؤمن تھا
(ص: ۷۵) (۱/۱۲۴۱) (ت ج ص: ۱/۱۵۰)
ہر ذمی از وی ہمی آید آلست جو ہر و اعراض می گردند مست
ہر دم اس کی طرف سے آلت (کی آواز) آتی ہے جس کے جوہر اور عرض مست ہو جاتے ہیں

آمَدَ نَشَانِ از عَدَمِ بَاشِدِ بَلِی
ان کا عدم سے آنا ”بلی“ ہے
(ص: ۹۷) (۲۱۱۲-۲۱۱۱/۱) (ت ج ص: ۱۰/۲۳۰)

دِیدَ رَبِّ خَوِیْشِ وَ شَدَّ بَیْ خَوِیْشِ مَسْت
اپنے رب کو دیکھا اور بے خود اور مست ہوا
(ص: ۱۸۳) (۱۶۶۸/۲) (ت ج ص: ۱۱۵/۲)

ہمچو موسیٰ شیر را تمییز گرد
اس نے موسیٰ کی طرح دودھ کو پہچان لیا
(ص: ۲۰۸) (۲۹۷۱/۲) (ت ج ص: ۲۸۰/۲)

چیست تسبیح؟ آیت روزِ اَلْسَتِ
تسبیح کیا ہے؟ اَلْسَتِ کے دن کی علامت
(ص: ۲۱۴) (۲۹۵/۲) (ت ج ص: ۲۹۵/۲)

ہیچ تحویلی از آن عہدِ کُھُن
پرانے عہد میں کوئی تبدیلی
(ص: ۲۳۳) (۳۵۰/۳) (ت ج ص: ۲۶۱/۳)

دردِ دلِ ہر مؤمنی تا حشرِ ہست
ہر مومن کے دل میں حشر تک کے لیے ہے
(ص: ۲۷۷) (۲۳۲۵/۳) (ت ج ص: ۲۲۸/۳)

عاقلہ جانم تو بودی از اَلْسَتِ
اَلْسَتِ سے تو میری جان کا عاقلہ ہے
(ص: ۲۷۹) (۲۴۷۱/۳) (ت ج ص: ۲۳۰/۳)

دیدہ ام پا بستہ و منگوس و پست
پابہ زنجیر اور اوندھا، اور ذلیل دیکھا
(ص: ۳۲۸) (۲۵۲۲/۳) (ت ج ص: ۲۳۱/۳)

نہ مَیسی، کہ مستی او یکشَبیبست
نہ کہ وہ شراب جس کا نشہ ایک رات کا ہے
(ص: ۳۸۰) (۲۰۹۸/۲) (ت ج ص: ۲۰۳/۲)

بہرِ دَعْوَى اَلْسَتِیْمِ و بَلِی
اَلْسَتِ و بلی کے دعوے کی وجہ سے ہیں

گر نمی آید بلی زیشان، ولی
اگرچہ ان کی جانب سے بلی نہیں نکلتا ہے

روح آنکس کو بہنگامِ اَلْسَتِ
اس شخص کی روح جس نے (عہد) اَلْسَتِ کے وقت

ہر کہ در روزِ اَلْسَتِ آن شیر خورد
جس نے اَلْسَتِ کے دن وہ دودھ پی لیا

او بتسبیح از تنِ ماہی بَجَسْت
انہوں نے تسبیح کے ذریعہ مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی

آن ادب کردن بود یعنی مکن
وہ ادب سکھانا ہوتا ہے یعنی نہ کر

ہمچنانکہ ذوقِ آن بانگِ اَلْسَتِ
جیسے کہ اَلْسَتِ کی آواز کا ذوق

گر خطا گشتیم دیت بر عاقلہ ست
اگر میں نے غلطی سے قتل کیا تو دیت عاقلہ میں ہے

مرشما را وقتِ ذَرَاتِ اَلْسَتِ
میں نے تمہیں اَلْسَتِ کی چیونٹیوں کے وقت

خاصہ این بادہ کہ از حَمِّ بلی است
خصوصاً یہ شراب جو بلی کے منگے کی ہے

مادرینِ دہلیزِ قاضیِ قضا
ہم قضا کے قاضی کی چوکھٹ پر

فعل و قول ما شہودست و بیان
ہمارے قول و فعل گواہ اور بیان ہیں
(ص: ۲۳۵) (۱۷۵-۱۷۳/۵) (ت ج ۵: ۳۰/۵)

تا بدانسی قدر اقلیم آلتست
تا کہ تو آلت کے جہاں کی قدر جان لے
(ص: ۲۳۶) (۶۰۰/۵) (ت ج ۵: ۷۰/۵)

ہستش امسال آفت رنج و خماری
اس کو اس سال رنج اور اعضا شکنی کی مصیبت ہوگی
(ص: ۲۵۱) (۸۳۰/۵) (ت ج ۵: ۹۱/۵)

شاخِ حلم و خشم از عہدِ آلتست
حلم اور غصہ کی شاخ عہدِ آلت (کے وقت) سے
نفی و اثباتست در لفظی قرین
نفی اور اثبات ایک لفظ میں ملا ہوا ہے
لیکن، در وی لفظ لیس شد دفین
لیکن اس میں لیس (حال کی نفی) کا لفظ چھپا ہوا ہے
(ص: ۲۹۰) (۲۱۲۸-۲۱۲۶/۵) (ت ج ۵: ۲۱۷/۵)

زادہ از وی صد آلتست و صد بلی
اس (عشق) سے سیکڑوں سوال و جواب پیدا ہو جاتے ہیں
(ص: ۵۱۳) (۳۲۶۵/۵) (ت ج ۵: ۳۲۹/۵)

در حجابِ نغمہ اسرار آلتست
نغمے کے پردے میں آلت کے اسرار
(ص: ۵۵۰) (۷۰۶/۵) (ت ج ۵: ۸۳/۶)

چون نبود از وافیان در عہدِ خلد
چونکہ وہ عہدِ آلت کے وفاداروں میں سے نہ تھا
(ص: ۵۵۲) (۸۳۳/۶) (ت ج ۵: ۹۵/۶)

خود همی گوید آلتستی و بلی
خود ہی آلت کہتا ہے اور خودی ہی بلی
(ص: ۵۸۱) (۲۳۰۲/۶) (ت ج ۵: ۲۲۸/۶)

ہر دمی می شد بشربِ تازہ مست
وہ ہر لمحہ نئی شراب نوشی سے مست ہو رہا تھا
(ص: ۶۰۸) (۲۳۳۸/۶) (ت ج ۵: ۳۲۹/۶)

کہ بلی گفتیم و آن راز امتحان
کہ ہم نے بلی کہا اور اس کی آزمائش کے لیے

لا جرم دنیا مقدم آمدست
لا محالہ دنیا پہلے آئی ہے

ہر کہ از جام آلتست او خورد پار
جس نے گذشتہ سال جامِ آلت سے پیا ہو

از پی مردم ربایمی ہر دوہست
انسانوں کی کشش کے لیے دونوں ہیں
بہر این لفظ آلتست مستبین
اس لیے واضح لفظ آلتست میں
زانکہ استفہام اثباتست این
کیونکہ استفہام یہ اثبات ہے

نہ بدانجا صورتی، نہ ہیگلی
نہ وہاں کوئی تصویر ہے، نہ بت

مطرب آغازید پیش ترکِ مست
مست ترک کے سامنے قوال نے شروع کیے

در دہانش تلخ آید شہدِ خلد
جنت کا شہد، اس کے منہ میں کڑوا ہے

تا سحر جملہ شب آن شاہِ علی
تمام رات صبح تک وہ بلندی کا شاہ

چون ملایک، او باقلیم آلتست
وہ فرشتوں کی طرح آلت کے ملک میں تھا

اقبال:

سنے کوئی مری غربت کی داستان مجھ سے بھلایا قصہ بیان اولیں میں نے
(بانگ درا: ص ۸۱)

غازہ الفت سے یہ خاک سیہ آئینہ ہے اور آئینے میں عکسِ ہمدَمِ دیرینہ ہے
(بانگ درا: ص ۱۲۰)

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَ لَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَ لَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝ (آیت ۱۷۹)

اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔ ان پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔

مولانا روم:

رو و سردر جامہ ہا پیدچیدہ اید
تم نے منہ اور سر کپڑوں سے لپیٹ رکھا ہے
لا جرم با دیدہ و نسا دیدہ
لا محالہ آنکھ والے ہو کر (بھی) نا بینا بنے ہوئے ہو
(ص: ۸۱) (۱۴۰۵/۱) (ت ج ص: ۱۲۶/۱)

گفت ایزد: یَحْمِلُ أَسْفَارَهُ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اپنی کتابیں لادے ہوئے ہے
بار باشد علم کان نَبود زہو
وہ علم بوجھ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہ ہو
(ص: ۱۲۷) (۳۳۵۰/۱) (ت ج ص: ۳۵۵/۱)

دیدہ حس را خدا اعماش خواند
جسی آنکھ کو خدا نے اندھا کہا
بت پرستش گفت و ضدّ ماش خواند
اس کو بت پرست کہا اور ہمارا دشمن کہا
(ص: ۱۷۹) (۱۲۰۹/۲) (ت ج ص: ۱۶۰/۲)

آنک کالانعام بد، بل ہم أضلّ
وہ جو کھاتے ہیں جو پایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گمراہ
گرچہ پر مکرست، آن گندہ بغل
گرچہ وہ گندے بڑے چالاک ہیں
(ص: ۲۱۱) (۳۰۸۳/۲) (ت ج ص: ۲۹۰/۲)

این قضا می گفت، لیکن گوش نشان
قضا یہ کہہ رہی تھی لیکن ان کے کان
بستہ بود اندر حجابِ جوش نشان
اُن کے جوش کے پردے میں بند تھے

چشمہا و گوشہا را بستہ اند
لوگوں نے آنکھیں اور کان بند کر لیے تھے
جزمر آنہا را کہ از خود رستہ اند
سوائے ان کے جو اپنی ہستی سے آزاد ہو گئے
(ص: ۲۳۳) (۸۳۶-۸۳۷/۳) (ت ج ص: ۱۱۳/۳)

خیرہ ام در چشم بندی خدا
میں اللہ تعالیٰ کی چشم بندی پر حیران ہوں
(ص: ۲۵۱) (۱۱۰۹/۳) (ت ج ص: ۱۱۳/۳)

کین دو دیدہ خلق ازینہا دوختہ است
کہ مخلوق کی دونوں آنکھیں ان سے بند ہیں
(ص: ۲۶۸) (۱۹۸۹/۳)

از کجا یابد جہنم پروری؟
(تو) جہنم کہاں سے پرورش پائے؟
(ص: ۳۵۷) (۱۰۷۵/۳) (ت ج ص: ۱۱۲/۳)

زانک نسبت گو بیقظہ نوم را
کیونکہ بیداری کو نیند سے کیا نسبت ہے؟
(ص: ۳۶۸) (۱۵۲۲/۳) (ت ج ص: ۱۵۲/۳)

ہر ستوری را صطبلی دیگرست
ہر چوپائے کا اصطل جدا ہے
(ص: ۳۷۸) (۲۰۱۴/۲) (ت ج ص: ۱۹۶/۳)

صفدران در محفلش لا یفقهون
اس کی محفل میں بہادر ”وہ نہیں سمجھتے ہیں“ ہیں
(ص: ۳۶۳) (۱۲۹۳/۵) (ت ج ص: ۱۳۷/۵)

پیسہ گاو ان بسملان روز نحر
چمکبرے نیل قربانی کے دن ذبح ہوں گے
(ص: ۵۶۹) (۱۸۷۸/۶) (ت ج ص: ۱۸۹/۶)

تُبصرون این بانگ و در لا تبصرون
تم اس آواز کو دیکھتے ہو اور دروازے کو نہیں دیکھتے ہو
(ص: ۶۰۸) (۳۲۸۵/۶) (ت ج ص: ۳۳۳/۶)

جسے زیبا کہیں آزاد بندے، ہے وہی زیبا!
(بال جریل: ص ۲۴)

وہ خار و خس کے لیے ہے، یہ نیبتاں کے لیے!
(بال جریل: ص ۳۹)

مقام شوق میں کھویا گیا وہ فرزانہ!
(بال جریل: ص ۵۱)

چشم باز و گوش باز و این ذکا
آنکھیں کھلیں ہیں، کان کھلے ہیں اور یہ ذہانت

این چگونہ شمعها افروختہ است
یہ شمعیں کس طرح سے روشن ہیں؟

گر نباشد جاہ فرعون و سری
اگر فرعون کا رتبہ اور سرداری نہ ہو

نام کالانعام کرد آن قوم را
اس (روح سے محروم) قوم کا نام ”جانوروں جیسے“ کر دیا

گوش بعضی، زین تعالواھا کرست
بعض لوگ ان آجاؤ (کی آوازوں سے بہرے ہیں

تا بخارای دگر بینی درون
تاکہ تو باطن میں دوسرا بخارا دیکھ لے

جوہر انسان بگیرد بر و بحر
انسان کا جوہر بر و بحر پر قبضہ کرے گا

بانگ در محسوس و دراز حس برون
دروازے کی آواز محسوس ہے اور دروازہ حس سے خارج ہے

اقبال:

غلامی کیا ہے؟ ذوق حسن و زیبائی سے محرومی

یہ عقل و دل ہیں شرر شعلہ محبت کے

مقام عقل سے آساں گذر گیا اقبال

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے عشق بے چارہ نہ مُلا ہے، نہ زاہد، نہ حکیم!
(بال جبریل: ص ۶۰)

زمانہ عقل کو سمجھا ہوا ہے مشعلِ راہ کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحبِ ادراک!
(بال جبریل: ص ۶۷)

سکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپِ اس نے آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خداوندی!
(بال جبریل: ص ۷۱)

دل ہو غلامِ خرد یا کہ امامِ خرد سالکِ رہ ہو شیار! سخت ہے یہ مرحلہ!
(بال جبریل: ص ۷۲)

گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نور چراغِ راہ ہے، منزل نہیں ہے!
(بال جبریل: ص ۸۴)

زمانہ اپنے حوادث چھپا نہیں سکتا ترا حجاب ہے قلب و نظر کی ناپاکی!
(ضربِ کلیم: ص ۱۱)

آیت ۵۵، اللہ کو پکارتے رہو، اس نکتہ کو علامہ نے بڑے سادہ الفاظ میں بیان کیا اور پھر اس کے بعد والی آیت کو کہ میں غیر اللہ کا غلام نہیں کے الفاظ میں بیان کیا۔ رسول خدا جو پیغام لے کر آئے اس کو اپنے فرض کے طور پر عالم انسانیت تک پہنچایا، جانتے بوجھتے ہوئے اللہ کی نشانیوں پر ایمان نہ لانے والے بیٹھے زہر بن جاتے ہیں۔ آدم کی اولاد سے ”الست بربکم“ کے اقرار کو مولانا ۲۳ اشعار میں اور علامہ اپنی نظم سرگذشت آدم میں دو جگہ پر بڑی خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں اور آیت ۱۷۹ بہت سے جہنمی انسان جو اپنے دل آنکھ کان کے صحیح استعمال سے غافل ہیں مولانا نے ۱۴ اشعار میں اس مفہوم کو بیان کیا۔

سورہ انفال (۸)

اس سورت کی پہلی آیت میں لفظ ”انفال“ آیا ہے، اس سورت کی ابتداء اسی مسئلہ سے ہوتی ہے کہ جنگ بدر میں کفار کی شکست کے بعد ان سے جو مال غنیمت ملا تھا چونکہ وہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف کا سبب بنا، اس اختلاف سے پہلا جو ارشاد ہوا اس سورت میں اسی سوال کا جواب دیا۔ فرمایا! اے رسول ﷺ! لوگ تم سے ”انفال“ کے متعلق پوچھتے ہیں، جنگ میں ہاتھ آئے ہوئے اموال کو ”غنائم“ کی بجائے ”انفال“ کے لفظ سے تعبیر کرنا خود اپنے اندر سوال کا جواب رکھتا ہے، انفال ”نفل“ کی جمع ہے اور نفل عربی زبان میں اس چیز کو کہتے ہیں جو واجب یا حق سے زائد ہو، اس سے وہ عطیہ اور انعام مراد لیا جاتا ہے جو آقا اور مالک اپنے خادم کو خوش ہو کر اس کے حق سے زائد اسے دیتا ہے یہی اس سورت کی وجہ تسمیہ ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام بدر ہے۔ ترتیب تلاوت آٹھویں، ترتیب نزول ۸۸ ویں، ۵۷ آیات اور ۱۲۳۱ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔

اس سورت کے اہم مضامین میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے، مال غنیمت کا حکم اور جہاد میں مال غنیمت سے زیادہ دینی مقاصد پیش نظر رہنے چاہئیں۔ میدان جہاد میں پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے کو عذاب، آپس میں لڑو گے تو بزدل ہو جاؤ گے فرعون اور آل فرعون کی غرقابی، تم اللہ کی راہ میں جو بھی قربانی دو گے اس کا اللہ کی طرف سے پورا پورا اجر ملے گا اور آخر میں مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت اور بھائی چارے کی تائیس کا بیان ہے۔

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَ لَكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَ مَا رَمَيْتْ اِذْ رَمَيْتْ وَ لَكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وَ لِيُبَيِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَاءًا حَسَنًا
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (آیت: ۱۷)

پس حقیقت یہ ہے کہ تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور تو نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا (اور مومنوں کے ہاتھ جو اس کام میں استعمال کیے گئے) تو یہ اس لیے تھا کہ اللہ مومنوں کو ایک بہترین آزمائش سے کامیابی کے ساتھ گزار دے۔ یقیناً اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

مولانا روم:

توز قرآن باز خوان تفسیر بیت
تو قرآن سے (اس) شعر کی تفسیر پڑھ لے
گر پیرانیم تیر، آن نہ زماست
اگر ہم تیر چلائیں تو ہماری وجہ سے کب ہے؟
مطلق آن آواز خود از شہ بود
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے
گفت ایزد ما ز مایت اذ رمایت
اللہ نے فرمایا: تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا
ما کمان و تیر اندازش خداست
ہم تو کمان ہیں اور تیر چلانے والا خدا ہے
(ص: ۵۳) (۱/۲۱۵-۲۱۶) (تج: ص: ۹۱/۱-۹۲)
گرچہ از خلقوم عبد اللہ بود
اگرچہ اللہ کے بندے کے خلق سے ہو
(ص: ۹۳) (۱/۱۹۳) (تج: ص: ۱/۲۱۳)

ما رَمَيْتَ از رَمَيْتِ در حَرَابِ جنگ میں کنکریاں تو نے نہیں پھینکیں جبکہ پھینکیں	من چوتیغم وان زننده آفتاب میں تلوار کی طرح ہوں اور چلانے والا سورج ہے (ص: ۱۳۷) (۱/۳۷۹) (ت ج ص: ۱/۳۸۵)
ما رَمَيْتَ اذ رَمَيْتَ گفت حَقِ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا	کارِ حق برکارِ ہا دارد سبق (اللہ تعالیٰ) کا فعل (بندوں کے) کاموں پر سبقت رکھتا ہے (ص: ۱۷۲) (۲/۱۳۰۷) (ت ج ص: ۲/۲۳۲)
ما رَمَيْتَ اذ رَمَيْتَ راست دان ”تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے“ کو صحیح سمجھ	هر چه کازد جان، بُود از جانِ جان جو کچھ انسانی روح ہوتی ہے حضرت حق کی طرف سے ہوگا (ص: ۲۰۰) (۲/۲۵۳۱) (ت ج ص: ۲/۲۳۲)
آن دعای بی خودان خود دیگرست بے خودوں کی دعا دوسری (ہی چیز) ہے آن دعا حق می کند، چون او فناست جبکہ وہ (بے خود مقام) فنا میں ہے وہ دعا اللہ فرماتا ہے	آن دُعا زو نیست گفت داوَرست وہ دعا ان کی نہیں ہے، خدا کی بات ہے آن دعا و آن اجابت از خداست وہ دعا اور وہ قبولیت خدا کی جانب سے ہے (ص: ۲۷۳) (۳/۲۲۲۰-۲۲۲۱) (ت ج ص: ۳/۲۱۷)
ما رَمَيْتَ اذ رَمَيْتَ از نسبتست ”تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے“ نسبت کے اعتبار سے	نفی و اثباتست و هر دو مُثَبَّتست نفی اور اثبات ہے دونوں درست ہیں (ص: ۳۱۱) (۳/۳۶۶۰) (ت ج ص: ۳/۳۵۱)
ما رَمَيْتَ از رمیت خوانده ای ”تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے“ تو نے پڑھا ہے	لیک جسمی در تجرّی مانده ای لیکن تو جسمانی مرتبے، عالم جزئیات اور کثرات میں پھنسا رہ گیا ہے (ص: ۳۳۹) (۳/۷۶۲) (ت ج ص: ۳/۸۴)
ما رَمَيْتَ اذ رَمَيْتَ ایتلاست ”تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے“ آزمائش ہے	بر نبی کم نہ گنه کان از خداست بنی پر الزام نہ دھر وہ خدا کی جانب سے ہے (ص: ۳۷۲) (۴/۱۷۲۶) (ت ج ص: ۴/۱۷۰)
ما رَمَيْتَ از رمیت گشته ای ”تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے“ بن گیا ہے	خویشتن در موج چون کف هشته ای تو نے اپنے آپ کو جھاگ کی طرح موج کے حوالے کر دیا ہے (ص: ۴۰۰) (۴/۲۹۳۶) (ت ج ص: ۴/۲۸۲)
رفت از وی جنبش طبع و سکون اس میں سے طبیعت کی حرکت اور سکون جاتا رہا	از چہ از اِنَّا اِلَيْهِ راجعون کیوں؟ ”ہم اس ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں“ کی وجہ سے (ص: ۵۳۳) (۶/۲۲) (ت ج ص: ۶/۱۹۶)
چون شدی بی خود، هر آنچه تو گُنی جب تو بے خود ہو گیا تو کچھ تو کرے گا	ما رَمَيْتَ اذ رَمَيْتَ ایمنی ”جب تو نے پھینکا تو نے نہ پھینکا“ تو محفوظ ہے (ص: ۵۶۳) (۶/۱۵۲۶) (ت ج ص: ۶/۱۵۸)

ما رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ بِي وَيَسْت ”تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے“ اس کے بغیر ہے	ہمچنین قال اللہ از صمتش اسی طرح اللہ نے کہا اس کی خاموشی سے مستفاد ہوا (ص: ۵۷۸) (۲۲۳۸/۶) (ت ج ص: ۲۲۳/۶)
گفت حقّش: ای کمند انداز بیت! اسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بیت (معمور) پر گمہ ڈالنے والے	آن زَمَنِ دَانَ مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ میری جانب سے سمجھ ”تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا“ (ص: ۵۹۳) (۲۸۳۵/۶) (ت ج ص: ۲۷۵/۶)
آن سَخَا وَرَحْمِ تُو دَادَيْش وہ سخاوت اور رحم بھی تو نے ہی اس کو دیا	کز سخاوت می فزودی شادیش کیونکہ سخاوت سے اس کی خوشی میں اضافہ ہوتا ہے (ص: ۶۰۲) (۳۱۳۳/۶) (ت ج ص: ۳۰۲/۶)
ما رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ أَحْمَدُ بَدَسْت ”تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے“ احمد ہوئے	دیدن او، دیدن خَالِقِ شَدَسْت ان کا دیکھنا خدا کا دیکھنا بنا ہے (ص: ۶۰۳) (۳۱۹۹/۶) (ت ج ص: ۳۰۷/۶)
ما رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ فِتْنَهْ ”تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ہے“ ایک امتحان ہے	صد ہزاران خرمن اندر خُفْنَهْ ایک مٹھی میں لاکھوں کھلیاں ہیں (ص: ۶۲۷) (۳۵۸۱/۶) (ت ج ص: ۳۴۰/۶)

اقبال:

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تُو، زباں تُو ہے	یقین پیدا کر اے غافل کہ مغلوب گماں تُو ہے (بانگِ درا: ص: ۲۶۹)
خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے	خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے! (بال جبریل: ص: ۵۵)
ہاتھ ہے اللہ کا، بندہ مؤمن کا ہاتھ	غالب و کار آفرین، کارکشہا، کار ساز (بال جبریل: ص: ۹۷)
صفِ جنگاہ میں مردانِ خدا کی تکبیر	جوش کردار سے بنتی ہے خدا کی آواز! (بال جبریل: ص: ۱۵۰)
”قم باذن اللہ“ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے	خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن! (بال جبریل: ص: ۱۶۱)
وَمَا لَهُمْ إِلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يُصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاءَهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝	(آیت: ۳۳)
لیکن اب کیوں نہ وہ ان پر عذاب نازل کرے جب کہ وہ مسجد حرام کا راستہ روک رہے ہیں، حالانکہ وہ اس مسجد کے جائز متولی نہیں ہیں۔ اس کے جائز متولی تو صرف اہل تقویٰ ہی ہو سکتے ہیں، مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔	

مولانا روم:

از پسی این عاقلانِ ذوقنوں گفت ایزد در نُبسی لا یَعْلَمُونَ
انہی ہنر مند ، عقلمندوں کے لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وہ نہیں جانتے“
(ص: ۲۸۳) (۲۶۴۳/۳) (ت ج ص: ۲۵۵/۳)

اقبال:

وہی ہے بندۂ خُر جس کی ضرب ہے کاری نہ وہ کہ حرب ہے جس کی تمام عیاری!
(ضرب کلیم: ص: ۴۳)

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطْرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ
مُعِيطٌ ۝ (آیت: ۴۷)

اور ان لوگوں کے سے رنگ ڈھنگ نہ اختیار کرو جو اپنے گھروں سے اترتے اور لوگوں کو اپنی شان دکھاتے ہوئے نکلے او
رجن کی روش یہ ہے کہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہے۔

مولانا روم:

حق مُحیط جملہ آمد ای پسر وا ندارد کارش از کار دگر
اے بیٹا! اللہ سب پر حاوی ہے اس کو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روک سکتا
(ص: ۸۲) (۱۳۸۷/۱) (ت ج ص: ۱۷۳/۱)

دست اور اِحقِ چو دست خویش خواند تایدُ اللہ فوق ایدیہم براند
جب خدا نے اس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا یہاں تک کہ ”اللہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ پر ہے“ فرمایا ہے
(ص: ۱۱۳) (۲۹۷۴/۱) (ت ج ص: ۳۱۱/۱)

اقبال:

متاع غیر یہ ہوتی ہے جب نظر اس کی تو ہیں ہراول لشکر کلیسیا کے سفیر!
(ضرب کلیم: ص: ۱۵۳)

وَإِذْ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَ آتِ الْفِتْنِ
نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝
(آیت: ۴۸)

ذرا خیال کرو اس وقت کا جب کہ شیطان نے ان لوگوں کے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے تھے اور ان سے
کہا تھا کہ آج کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ مگر جب دونوں گروہوں کا آسنا سامنا ہوا تو وہ
اُلٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا کہ میرا تمہارا ساتھ نہیں ہے، میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھتے، مجھے خدا سے ڈر لگتا ہے
اور خدا بڑی شدت سزا دینے والا ہے۔

مولانا روم:

چون شدی در خوی دیوی استوار
جب تو شیطنت میں پختہ کار ہو گیا
می گریزد از تو دیو، ای نابکار
اے نالائق! تجھ سے شیطان بھاگتا ہے
(ص: ۹۴) (۱۸۷۷/۱) (ت ج ص: ۱۰۷/۱)

همچو شیطان در سپہ شد صدیکم
جب شیطان سپاہیوں میں ایک سوا یک واں بن گیا
خواند افسون کائننی جار لکم
اس نے منتر پڑھا کہ میں تمہیں پناہ دینے والا ہوں
(ص: ۳۱۸) (۳۰۳۷/۳) (ت ج ص: ۳۸۲/۳)

ای آخاف اللہ مالی منہ عون
میں اللہ تعالیٰ سے ڈتا ہوں میری اس کی جانب سے کوئی مدد نہیں ہے
اذهبوا انسی آری مالاترون
بھاگ جاؤ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو
(ص: ۳۱۹) (۳۰۳۷/۳) (ت ج ص: ۳۸۵/۳)

همچنان چون شاه فرمود اصبروا
اسی طرح جب شاہ نے حکم دیا کہ ”تم صبر کرو“
رغبتی باید، کزان تابی تو او
تو رغبت درکار ہے تاکہ تو اس سے منہ موڑے
(ص: ۲۳۵) (۵۸۱/۵) (ت ج ص: ۶۸/۵)

حق پی شیطان بدین سان زد مثل
اللہ تعالیٰ نے شیطان کی اسی طور پر مثل بیان کی ہے
کہ ترا یاری دهم من باتوام
کہ میں تیری مدد کروں گا، میں تیرے ساتھ
اسپرت باشم گہ تیر خدنگ
خدنگ کے تیر کے وقت میں تمہاری ڈھال بنوں گا
کہ ترا در رزم آرد با حیل
کہ وہ تجھے حیلوں سے جنگ میں لے آتا ہے
در خطرہا پیش تو من می دوم
میں خطروں میں تیرے آگے دوڑوں گا
مخلص تو باشم اندر وقت تنگ
میں برے وقت میں تجھے بچانے والا بنوں گا
(ص: ۱۱۴) (۳۱۱۲-۳۱۱۲/۱) (ت ج ص: ۳۲۶/۶)

گفت حق: خود او جدا شد از بھی
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ خود نیکی سے جدا ہوا
فاعل و مفعول در روز شمار
فاعل اور مفعول گنتی (قیامت) کے دن
تو بدین تزویرہا ہم کی رہی؟
تو بھی ان حیلوں سے کب نجات پائے گا؟
رو سیاہند و حریف و سنگسار
ان کے منہ کالے اور سنگسار کیے جائیں گے
(ص: ۶۱۴) (۳۲۲۱-۳۲۲۰/۶) (ت ج ص: ۳۲۶/۶)

اقبال:

گرچہ ہے دلکشا بہت حسن فرنگ کی بہار
طاہرک بلند بال دانہ و دام سے گزرا!
(بال جریں: ۲۹)

نہ کر افرنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے
کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس جوہر کی بڑاتی!
(بال جریں: ۵۸)

وَاعِدُوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخِرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝

(آیت: ۶۰)

اور تم لوگ، جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے اُن کے مقابلہ کے لیے مہیا رکھو تا کہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء کو خوف زدہ کر دو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔ اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدل تمہاری طرف پلٹا یا جائے گا اور تمہارے ساتھ ہرگز ظلم نہ ہوگا۔

مولانا روم:

غازیان حملہ غزا چون کم بُرند
غازی جب جہاد کا حملہ نہیں کرتے ہیں
کافران بر عکس حملہ آورند
تو کافر پلٹ کر حملہ کرتے ہیں
(ص: ۳۹۰) (۲۲۳۳/۴) (ت ج ص: ۳۳۵/۴)

اقبال:

دانه باشی مُرغِ کانت بر چنند!
دانه بنے گا تو پرندے تجھے چگ لیں گے
عُنچہ باشی کو دِ کانت بر گنند!
کلی بنے گا تو بچے تجھے نوچ لیں گے
مثنوی (۱۸۳۳/۱) (بال جریل ص: ۱۲۰)

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات!
(بال جریل ص: ۱۵۷)

”وہ نبوت ہے مسلمان کے لیے برگِ حشیش!
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام!“
(ضرب کلیم ص: ۵۶)

نئی بجلی کہاں اُن بادلوں کے جیب و دامن میں
پرانی بجلیوں سے بھی ہے جن کی آستیں خالی!
(ضرب کلیم ص: ۷۱)

مری نظر میں یہی ہے جمالِ زیبائی
نہ ہو جلال تو حسن و جمال بے تاثیر
کہ جس کا شعلہ نہ ہو تندو سرکش و بیباک!
کہ سربسجدہ ہیں قوت کے سامنے افلاک!
(ضرب کلیم ص: ۱۲۳-۱۲۲)

آن عزمِ بلند اور آن سوزِ جگر اور
وہ بلند ہمت اور سوزِ جگر لا
نشمشیرِ پدر خواہی بازوے پدر اور
اگر باب کی تلوار چاہتا ہے تو والد جیسا بازو لا
(ارمغانِ مجاز (اردو) ص: ۳۶)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (آیت: ۶۴)
 اے نبی ﷺ، تمہارے لیے اور تمہارے پیروا بل ایمان کے لیے تو بس اللہ کافی ہے۔

مولانا روم:

او نیفتد در گمان از طعنشان او نگردد دردمند از طعن نشان
 ان کی طعنہ زنی سے وہ شک میں نہیں پڑتا ہے اس کے کوچ کر جانے سے وہ رنجیدہ نہیں ہوتا ہے
 (ص: ۲۶۱) (۳/۱۵۱۹) (تج: ص: ۱۵۲/۳)

اقبال:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا
 (ضرب کلیم: ص: ۴۴)

علامہ آیت نمبر ۴/۴۸ کے ضمن میں فرنگیوں کی شیطانی صفات کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب وہ دوسری قوموں کو
 ہڑپ کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنے پادریوں کو (عیاری) تبلیغ کے لیے بھیجتے ہیں جبکہ آیت میں اشارہ کیا گیا کہ کفار قریش بدر
 میں اترتے ہوئے اور لوگوں کو فریب دینے کے لیے منصوبے بنا کر آئے تھے اور علامہ نے مزید یورپ میں
 جوا، شراب، بت پرستی وغیرہ ان سب کو ”حسن فرنگ“ اور ایک بلند پرواز مسلمان کے لیے دام و دانہ سے تشبیہ دی ہے جو
 مسلمانوں کے لیے سدراہ کا کام کرتی ہیں آیت نمبر ۶۰ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو ہر وقت اپنے دشمن کے مقابلے کے لیے
 مسلح رہنا چاہیے جسے علامہ نے خوبصورتی سے یوں بیان کیا:

کہ سر بسجده ہیں قوت کے سامنے افلاک

سورہ التوبہ (۹)

اس سورت کی پہلی وجہ تسمیہ لفظ توبہ کا ۷۱ مرتبہ تکرار، اس کے احکام اور خداوند متعال کی جانب سے توبہ کی قبولیت کی دو شہادتوں کا ذکر آیا ہے، اس سورت کو دوسرے نام ”سیف“ اور تیسرے ”برائت“ سے اس لیے موسوم کیا گیا کہ اس کی ابتداء میں مشرکوں سے بری الذمہ ہونے کا اعلان ہے، یہ قرآن کی واحد سورت ہے جس کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی جاتی ہے، ترتیب تلاوت نویں، ترتیب نزول ۱۱۳ ویں، ۱۲۹ آیات اور ۲۳۹۷ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس کے اہم مضامین میں سے چند ایک کا ذکر درج کیا جاتا ہے: صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین مکہ کی صحابہ اور حضور علیہ السلام سے عہد شکنی، کافر اگر عہد کرنے کے بعد قسمیں توڑ دے تو اس سے کھل کر جنگ کرنے کا حکم، مجاہدوں کو اپنی کثرت اور فوجی قوت پر گھمنڈ نہ کرنا چاہیے فتح نصرت اللہ کی مدد سے ہے، بعض یہود کے اس عقیدے کا بیان کہ حضرت عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر رسول خدا کا مسجد خرا کو گرانے اور جلا دینے کا حکم، مسلمانوں کے لیے نیکی اور بدی کے جو حدود اللہ نے معین فرمادیے وہ ان سے تجاوز نہ کریں۔ کافروں سے جہاد فرض عین نہیں فرض کفایہ ہے

الَّذِينَ آمَنُوا وَ هَاجَرُوا وَ جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْبَرًا عِنْدَ اللَّهِ وَ أُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ (آیت: ۲۰)

اللہ کے ہاں تو انہی لوگوں کا درجہ بڑا ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی راہ میں گھریا چھوڑے اور جان و مال سے جہاد کیا وہی کامیاب ہیں۔

مولانا روم:

ہمچنان مرد مجاہد نان دہد چون برو زد نور طاعت، جان دہد
اسی طرح مرد مجاہد روٹی دیتا ہے جب اس پر طاعت کا نور حملہ کرتا ہے، جان دے دیتا ہے
(س: ۶۰۱) (۲/۳۰۸۸) (ت ج ص: ۶/۲۹۷)

اقبال:

خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے مسلمان کو ہے نگ وہ پادشائی!
(بانگ درا: ص: ۲۵۴)

اگر جواں ہوں مری قوم کے جوڑ و غیور قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں!
(ضرب کلیم: ص: ۲۰)

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَا أَنْ يَتِمَّ نُورُهُ وَ لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝

(آیت: ۳۲)

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں۔ مگر اللہ اپنی روشنی کو مکمل کیے بغیر ماننے والا نہیں ہے خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

مولانا روم:

روح صالح قابل آزار نیست نور یزدان سغبه کفار نیست
روح (جو بجزلہ) صالح ہے، تکالیف کو قبول کرنے والی نہیں ہے اللہ کا نور کافروں کا تر لقمہ نہیں ہے
(ص: ۱۰۴) (۲۵۲۰/۱) (ت ج ص: ۲۶۹/۱)

نار شہوت را چہ چارہ نور دین نار شہوت کی آگ کا کیا علاج ہے، دین کا نور (علاج) ہے
(جس طرح) تمہارا نور (ایمان) کافروں کی آگ کا بجا دینا ہے
(ص: ۱۳۵) (۳۷۰۱/۱) (ت ج ص: ۳۷۱/۱)

انبیا با دشمنان برمی تنند انبیا دشمنوں کے ساتھ بھڑتے ہیں
پس مَلایک رَبِّ سَلِّمْ مِی زَنَنْد تو فرشتے خدا سلامت رکھے کا نعرہ لگاتے ہیں
از یُف و دَمَهَای دُزْدَان دُور دار کین چراغی راکہ هست او نور کار
چوروں کو سانس اور پھونک سے دور رکھ کہ اس چراغ کو جس کا کام روشنی ہے
(ص: ۳۳۸) (۲۸-۲۷/۲) (ت ج ص: ۱۵۱/۳)

شمع حق را یُف گنی تو ای عجزو! اے بڑھیا! تو خدائی شمع کو پھونک مار رہی ہو
ہم تو سوزی ہم سرت ای گندہ یوز اے گندے چہرے (والے) تو بھی جل جائے گا اور تیرا سر بھی
(ص: ۵۷۳) (۲۰۸۱/۶) (ت ج ص: ۲۰۸/۶)

درمیان شمس و این روزن رہی درمیان سورج اور اس درتچے کے درمیان راستہ
سورج اور اس درتچے کے درمیان راستہ
تا اگر ابری برآید چرخ پوش تا کہ اگر کوئی بادل آسمان کو چھپا لینے والا آجائے
اس درتچے میں اس کا نور جوش میں رہے اس درتچے میں اس کا نور جوش میں رہے
(ص: ۶۰۳) (۳۲۰۱-۳۲۰۰/۶) (ت ج ص: ۳۰۸/۶)

اقبال:

کیوں ہراساں ہے صہیل فرس اعدا سے نور حق بجھ نہ سکے گا نفس اعدا سے
(بانگ درا: ص: ۲۰۶)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ
اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝
(آیت: ۳۳)

اے ایمان لانے والو، ان اہل کتاب کے اکثر علماء اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال باطل طریقوں سے
کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ دردناک سزا کی خوشخبری دو ان کو جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں
اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

مولانا روم:

در نُبسی انذار اهلِ غفلتست کَانَ همہ انفاقها نشان حسرتست
قرآن میں غافلوں کے لیے دھمکی ہے کہ ان کی یہ سب فضول خرچیاں حسرت (کاسب) ہیں
(ص: ۹۹) (۲۲۳۵/۱) (ت ج ص: ۱/۲۲۲)

اقبال:

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے! خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے!
(بال جبریل: ص: ۳۸)
انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝
(آیت: ۴۱)

نکو، خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

مولانا روم:

نان دہمی از بہر حق، نانت دہند جان دہمی از بہر حق، جاننت دہند
اگر تو خدا کے لیے روٹی دے گا، تجھے روٹی دیں گے تو خدا کے لیے جان دے گا، تو تجھے جان دیں گے
(ص: ۱۰۰) (۲۲۳۷/۱) (ت ج ص: ۱/۲۲۲)

اقبال:

خود آگاہی نے سکھلا دی ہے جس کو تن فراموشی حرام آئی ہے اس مردِ مجاہد پر زرہ پوشی
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۳۶)
إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ۝
(آیت: ۲۵)

ایسی درخواستیں تو صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ اور روزِ آخر پر ایمان نہیں رکھتے، جن کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے شک ہی میں مترّد ہو رہے ہیں۔

مولانا روم:

ناید آن الا کہ بر خاصان پدید باقیان فی لبس من خلقِ جدید
وہ صرف خاصانِ (خدا) پر ظاہر ہوتا ہے باقی لوگ اس نئی مخلوق سے حُبہ میں ہیں
(ص: ۹۶) (۲۰۳۷/۱) (ت ج ص: ۱/۲۸۷)

اقبال:

تڑپ رہا ہے فلاطوں میانِ غیب و حضور ازل سے اہلِ خرد کا مقام ہے اعراف!
(بال جبریل: ص: ۷۸)

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزلِ حرام شورشِ طوفانِ حلال، لذتِ ساحلِ حرام
عشق پہ بجلیِ حلال، عشق پہ حاصلِ حرام علم ہے ابنِ الکتاب، عشق ہے اُمّ الکتاب!
(ضربِ کلیم: ص: ۲۱)

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوشِ تاکر!
ہم پوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے مشرق میں جنگِ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
(ضربِ کلیم: ص: ۲۸)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

(آیت: ۷۳)

اے نبی ﷺ، کفار اور منافقین دونوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔ آخر کار ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بدترین جائے فرار ہے۔

مولانا روم:

رو! برسلطان و کاروبارِ بین جس تجری تحتہا الانہارِ بین
بادشاہ کے پاس جا! اور کاروبارِ دیکھ (اور) ”تجری تحتہا الانہار“ کا احساس دیکھ
(ص: ۱۰۹) (۲۷۲۰/۱) (ت ج ص: ۱۱/۲۸۷)

اقبال:

قبضے میں یہ تلوار بھی آ جائے تو مومن یا خالدِ جانباز ہے یا حیدرِ کرار!
(ضربِ کلیم: ص: ۲۷)

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ (آیت: ۸۲)

اب چاہیے کہ یہ لوگ ہنسنا کم کریں اور روئیں زیادہ، اس لیے کہ جو بدی یہ کماتے رہے ہیں ان کی جزا ایسی ہی ہے (کہ انہیں اس پر رونا چاہیے)

مولانا روم:

چشمتان تر باشد از بعدِ خلاص کہ شوید از بہرِ شہوتِ دیوِ خاص
خلاصی کے بعد (کیا) تمہاری آنکھ نم ہوگی؟ کیونکہ شہوت کی وجہ سے تم خاص شیطان بن جاؤ گے
(ص: ۲۷۳) (۲۱۹۲/۳) (ت ج ص: ۳/۲۱۵)

گفت فلینبکوا کثیراً گوش دار تا بریزد شیر فضلِ کردگار
 ”اور چاہیے وہ بہت روئیں“ کے قول کو یاد رکھ تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دودھ بہا دے
 (ص: ۲۳۳) (۵/۱۳۷) (ت ج ص: ۲۷/۵)

زَامِرِحَقْ وَ اِنْكُوا كَثِيْرًا خواندہ ای چون سربریان چہ خندان ماندہ ای؟
 ”اور زیادہ روؤ“ تو نے خدائی حکم پڑھا ہے
 (ص: ۵۶۳) (۶/۱۵۸۴) (ت ج ص: ۱۶۳/۶)

اقبال:

وہ علم اپنے بتوں کا ہے آپ ابراہیمؑ کیا ہے جس کو خدا نے دل و نظر کا ندیم
 (ضرب کلیم: ص: ۲۶)

وہ علم، کم بصری جس میں ہم کنار نہیں تجلیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم!
 (ضرب کلیم: ص: ۲۶)

لَكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاَوْلِيَّكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاَوْلٰئِكَ هُمُ
 الْمُقْلِحُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
 (آیت: ۸۸-۸۹)

بخلاف اس کے رسول ﷺ نے اور ان لوگوں نے جو رسول ﷺ کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی جان و مال سے جہاد کیا اور اب ساری بھلائیاں انہی کے لیے ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ہے عظیم الشان کامیابی۔

مولانا روم:

ناید آن الّا کہ بر خاصان پدید باقیان فی لبس من خلقِ جدید
 وہ صرف خاصانِ (خدا) پر ظاہر ہوتا ہے باقی لوگ اس نئی مخلوق سے شُبہ میں ہیں
 (ص: ۹۶) (۱/۲۰۳۷) (ت ج ص: ۱۱/۲۲۳)

رو! بر سلطان و کاروبار بین جسّ تجری تحتہا الانہار
 بادشاہ کے پاس جا! اور کاروبار دیکھ (اور) ”تجری تحتہا الانہار“ کا احساس دیکھ
 (ص: ۱۰۹) (۱/۲۷۲۰) (ت ج ص: ۱۱/۲۸۷)

اقبال:

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے پورے ہوئے جو وعدے کیے تھے حضورؐ نے!
 (بانگ درا: ص: ۲۳۷)

وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًا لِلَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (آیت: ۹۹)

اور انہی بدویوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ کے ہاں تقرب کا اور رسول ﷺ کی طرف سے رحمت کی دعائیں لینے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ ہاں! وہ ضروران کے لیے تقرب کا ذریعہ ہے اور اللہ ضروران کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

مولانا روم:

داد خود از کس نیابم جز مگر زانک او از من بمن نزدیکتر
اپنا انصاف کسی سے نہ حاصل کر سکوں گا سوائے اس کے جو خود میری ذات سے زیادہ مجھ سے قریب تر ہے
(ص: ۹۹) (۲۱۹۷/۱) (ت ج ص: ۲۳۸/۱)

اقبال:

مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت کر لے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد
تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد!
(ضرب کلیم: ص: ۶۱)

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
وَاعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ (آیت: ۱۰۰)

وہ مہاجر اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔

مولانا روم:

رو! بر سلطان و کاروبار بین جس تجری تحتہا الانہار بین
بادشاہ کے پاس جا! اور کاروبار دیکھ (اور) ”تجری تحتہا الانہار“ کا احساس دیکھ
(ص: ۱۰۹) (۲۷۲۰/۱) (ت ج ص: ۲۸۷/۱)

اقبال:

خاک اس بستی کی ہو کیونکر نہ ہمدوش ارم جس نے دیکھے جانشینانِ پیمبر کے قدم
(بانگ درا: ص: ۱۳۶)

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
مِن قَبْلُ وَكَانُوا لِيَاكُفِّرُوا وَنَجِيئًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۝ (آیت: ۱۰۷)

کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے ایک مسجد بنائی اس غرض کے لیے کہ (دعوت حق کو) نقصان پہنچائیں اور (خدا کی بندگی کرنے کے بجائے) کفر کریں، اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالیں، اور (اس بظاہر عبادت گاہ کو) اُس شخص کے لیے کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے خدا اور اُس کے رسول کے خلاف برسرِ پیکار ہو چکا ہے۔ وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا کسی دوسری چیز کا نہ تھا۔ مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ قطعی جھوٹے ہیں۔

مولانا روم:

کز برای عزّ دین احمدی مسجدی سازیم و بود آن، مُرتدی
کہ احمدی دین کی عزت کے لیے ہم ایک مسجد بناتے ہیں اور وہ ان کی بے دینی کا حصہ ہے
(ص: ۲۰۳) (۲۸۲۸/۲) (ت ج ص: ۲۶۸/۲)

گفت پیغامبر کہ: سو گند شما راست گیرم، یا کہ سو گند خدا؟
پیغمبر نے فرمایا کہ تمہاری قسم سچ سمجھوں یا خدا کی قسم سمجھوں؟
(ص: ۲۰۵) (۲۸۷۷/۲) (ت ج ص: ۲۷۲/۲)

اقبال:

حرم نہیں ہے، فرنگی کرشمہ بازوں نے تین حرم میں چھپا دی ہے رُوح بت خانہ!
(ضرب کلیم: ص: ۱۰۳)

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَ
يُقْتَلُونَ وَعَدَا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بَبَيْعِكُمْ
الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ (آیت: ۱۱۱)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں۔ ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے توراہ اور انجیل اور قرآن میں۔ اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے خدا سے چکا لیا ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

مولانا روم:

نیم جان بستاند و صد جان دَهد آنچہ در وَهَمَت نیاید، آن دَهد
وہ آدھی جان لیتا ہے تو سو جانیں دیتا ہے (بلکہ) اتنا دیتا ہے جو کہ تیرے خیال میں بھی نہیں آسکتا
(ص: ۳۳) (۲۳۵/۱) (ت ج ص: ۵۶۱/۱)

مطلق آن آواز خود از شہ بُود مطلق آن آواز شاہ کی ہوتی ہے
وہ مطلق آن آواز خود از شہ بُود اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو
(ص: ۹۳) (۱۹۳۷/۱) (ت ج ص: ۲۱۳/۱)

ای خداوند این خُم و کوزہ مرا اے خدا میرے اس مٹکے اور کوزے کو	در پذیر از فضلِ اللّٰہِ اشتری ”اللہ اشتری“ کی مہربانی سے قبول فرما (ص: ۱۰۷) (۲۲۱۱/۱)
مَنْ دَلِيلِم، حَقِّ شَمَا رَا مَشْتَرِي میں رہنما ہوں اور تمہارا خریدار اللہ تعالیٰ ہے	دادِ حَقِّ دَلَالِيمِ هَر دَوَسَرِي اللہ تعالیٰ نے مجھے دونوں طرف کی دلائی دی ہے (ص: ۱۵۸) (۵۷۵/۲) (ت ج ص: ۲۸۷/۱)
مَشْتَرِي مَن خَدَايَسْت، اَو مَرَا میرا خریدار اللہ تعالیٰ ہے اور مجھے	مِي كَشَد بِالَا كِه اللّٰہِ اشْتَرِي وہ (عالم) بالا کی طرف کھینچتا ہے، چنانکہ (ارشاد ہے) اللہ نے خریدا (ص: ۱۹۷) (۲۳۳۹/۲) (ت ج ص: ۲۳۸/۱)
لَب بَبَسْتِه مَسْت دَر بَيْعِ وَ شُرِي منہ بند کیے ہوئے خرید و فروخت میں لگا ہوا ہے	مُشْتَرِي بِي حَد كِه اللّٰہِ اشْتَرِي خریدار لامحدود (ذات) ہے کیونکہ اللہ نے خریدا ہے (ص: ۲۱۳) (۳۲۶۸/۲) (ت ج ص: ۳۰۷/۲)
حَقِّ تَعَالٰی فَخْر آوَرْدِ اَز و فَا اللہ تعالیٰ نے وفاداری پر فخر فرمایا ہے	كُفْت: مَن اَوْفٰی بَعْدَ غَيْرِنَا فرمایا: ہمارے علاوہ عہد کو زیادہ پورا کرنے والا کون ہے؟ (ص: ۲۳۱) (۳۲۲/۳) (ت ج ص: ۲۳۱/۳)
كُفْت اَفزُون رَا تُو بَفْرُوشِ وَ بَخْر زیادہ گفتگو کو بیچ ڈال اور خریدے	بَذَلْ جَانِ وَ بَذَلْ جَاهِ وَ بَذَلْ زَر جان کی قربانی اور رتبہ کی قربانی اور مال کی قربانی (ص: ۲۸۵) (۲۷۲۹/۳) (ت ج ص: ۲۶۳/۳)
مَالِ وَ تَنْ بَرَفِ اَنْدَرِيزَانِ فَنَا مال و جسم برف ہیں، جو فنا سے پگھل رہے ہیں	حَقِّ خَرِيْدِ اَرشِ كِه اللّٰہِ اشْتَرِي اللہ تعالیٰ ان کا خریدار ہے کیونکہ اللہ نے خریدا لیا ہے (ص: ۳۲۰) (۳۱۱۶/۳) (ت ج ص: ۳۹۲/۳)
شَرِبْتِي خُورْدَمِ زِ اللّٰہِ اشْتَرِي میں نے ”اللہ نے خریدا لیا ہے“ کا شربت پی لیا ہے	تَا بِمَحْشَرِ تَشْنُگِي نَايْدِ مَرَا قیامت تک مجھے پیاس نہ لگے گی (ص: ۴۱۵) (۳۵۱۵/۲) (ت ج ص: ۳۳۳/۲)
مَشْتَرِي مَاسْتِ اللّٰہِ اشْتَرِي ہمارا خریدار اللہ تعالیٰ ہے جس نے خریدا لیا ہے	اَز غَمِّ هَرِ مُشْتَرِي هِيْنِ بَرْتَرَا ہر خریدار کے غم سے آگے بڑھ (ص: ۳۶۸) (۱۳۶۲/۵) (ت ج ص: ۱۵۳/۵)
مَشْتَرِي خَوَاهِي كِه اَز وِي زَرِ بَرِي؟ تو خریدار چاہتا ہے جس سے تو مال کمائے؟	بِهِ زَحَقِّ كِي بَا شَدِ اِي دَلِ مَشْتَرِي؟ اے دل! اللہ تعالیٰ سے بہتر کب کوئی خریدار ہوگا؟
مِي خَرْدِ اَز مَالْتِ اَنْبَانِي نَجَسِ وہ تیرے مال میں سے، ناقص تھیلا خریدتا ہے	مِي دَهْدِ نُوْرِ ضَمِيْرِ مُقْتَبَسِ وہ روشنی حاصل کرنے والے قلب کا نور عطا کر دیتا ہے (ص: ۵۵۴) (۸۸۲-۸۸۳) (ت ج ص: ۱۰۰/۶)

تادکان فَضْل كَاللَّهْ اَشْتَرِي ”اللہ نے خریدا“ کی مہربانی کی دکان کی طرف (ص: ۵۵۹) (۱۲۶۵/۶) (ت ج ص: ۱۳۵)	زین دکان با مکاسان برترآ کھینچ تان کرنے والوں کی اس دکان سے آگے بڑھ
يوسفِ مَظْلُومِ دَر زَنَدَانِ تُسْتِ مظلوم یوسف تیرے قید خانے میں ہے (ص: ۵۹۲) (۲۷۹۲/۶) (ت ج ص: ۲۷۱/۶)	ای عزیز مصر! در پیمانِ دُرُسْتِ اے مصر کے شاہ! عہد و پیمان میں درست
شاید ار درماندگان را و آخری مناسب ہوگا اگر تو کچھڑے ہوؤں کو خرید لے (ص: ۵۹۲) (۲۹۰۷/۶) (ت ج ص: ۲۸۱/۶)	غالبی بر جاذبان، ای مشتری! اے خریدار! تو کشوں پر غالب ہے

اقبال:

بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دینِ مصطفیٰ خاک و خون میں مل رہا ہے ترکمان سخت کوش!
(بانگ درا: ص: ۲۵۷)

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝
(آیت: ۱۲۸)

دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔

مولانا روم:

چون دوایت می فزاید درد، پس جب تیری دوا درد بڑھائے تو چونکہ اعمی طالبِ حقِ آمدست جب اندھا حق کا طالب بن کر آتا ہے تو حریصی بر رشادِ مہتران تو بڑوں کی ہدایت کا حریص ہے	قصہ با طالب بگوبر خون عبس طلبگار سے بات کر (سورہ) عبس پڑھ لے بہر فقر اور انشاید سینہ خست اس کے افلاس کی وجہ سے تنگدل نہ ہونا چاہیے تا بیاموزند عام از سروران تا کہ عوام سرداروں سے (دین) سیکھیں (ص: ۱۹۱) (۲۰۶۶-۲۰۶۸) (ت ج ص: ۲۰۱/۲)
رحمتِ عالمِ همی گویند و او اس کو رحمتِ عالم کہتے ہیں، اور وہ	عالمی را می بُرد خلق و گلو ایک جہان کا گلا اور خلق کا ثنا ہے (ص: ۳۲۷) (۲۳۷۸/۳) (ت ج ص: ۲۲۵/۳)

اقبال:

سالارِ کارواں ہے میر ججازاً اپنا اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا
(بانگِ درا: ص: ۱۵۹)

خودی کی جلتوں میں مصطفائی خودی کی خلتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش خودی کی زد میں ہے ساری خدائی
(بال جبریل: ص: ۸۳)

جہانِ مغرب کے بتکدوں میں، کلیسیاؤں میں مدرسوں میں ہوس کی خوزبزیں چھپاتی ہے عقلِ عتیار کی نمائش
(ضربِ کلیم: ص: ۱۳۷)

یہ لوگ حرص و ہوا کو دنیا کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ حرصِ خیر کے لیے ہونی چاہیے۔ حضور پاک کی شان
واضح بیان کی گئی ہے۔ آپ (انسانیت کی) بھلائی کے حریص ہیں۔

☆☆☆

اہل فقر خدا کے سوا کسی کے محتاج نہیں ہوتے وہ ایسی بادشاہت کو کبھی خاطر میں نہیں لاتے جو عوام کے پیسوں سے
چھینا چھٹی سے وجود میں آئی ہو علامہ نے اس آیت کے اس حصہ کو جبکہ مولانا نے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں کو
موضوع بنایا۔ اس کے بعد خدا کی راہ میں مال اور جان کا جہاد، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ ”اقبال اور قرآن“ میں ۷۹۸/۷۹۹،
آیت نمبر ۷۳ اور ۸۲ کی توضیح میں رقم طراز ہیں:

سورہ المؤمن: آیت ۸۳ میں آتا ہے: تو جب اُن کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لائے تو وہ اسی پر خوش رہے جو
ان کے پاس (غلط اور ناقص) علم تھا اور وہ انہی پر الٹ پڑا جس کی ہنسی بناتے تھے مزید:

اور پھر دونوں نے مسجدِ ضرار کے ضمن میں مولانا نے تو مسجد ہی کہا لیکن علامہ نے کیا خوبصورت مصرع کہا

تن حرم میں چھپا دی ہے روح بت خانہ

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

میں جنگ کا حامی نہیں ہوں اور نہ کوئی مسلمان شریعت کے حدود معینہ کے ہوتے ہوئے اس کا حامی ہو سکتا ہے قرآن
کی تعلیم کی رو سے جہاد یا جنگ کی صرف دو صورتیں ہیں محافظانہ اور مسلحانہ، پہلی صورت میں یعنی اس صورت میں جبکہ
مسلمانوں پر ظلم کیا جائے اور ان کو گھروں سے نکالا جائے تو مسلمان کو تلوار اٹھانے کی اجازت ہے (نہ حکم) دوسری صورت
جس میں جہاد کا حکم ہے۔ ۳:۹ بیان ہوئی، ملاحظہ فرمائیں صفحہ نمبر 148۔

ضربِ کلیم: ص: ۲۶ پر ”ہندی مسلمان“ عنوان ہے، اس مسلمان کو برہمن (ہندو) لوگ ”غدار وطن“ کہتے ہیں

کیونکہ وہ پاکستان بنانا چاہتا ہے، انگریز اس کو ”گداگر“ سمجھتا ہے اور غلام احمد قادیانی اس مسلمان کو کافر سمجھتا ہے.....“

سورہ یونس (۱۰)

اس سورت کی آیت ۹۸ میں حضرت یونس اور ان کی قوم کا ذکر وجہ تسمیہ ہے جب کہ مختلف مقامات پر حضرت نوح اور حضرت موسیٰ کی داستاںیں بھی ہیں۔ حروف مقطعه سے شروع ہونے والی ۲۹ سورتوں میں یہ چوتھی سورت ہے جو حروف مقطعه [الـر=الف، لام، را] سے شروع ہوتی ہے۔

ترتیب تلاوت دسویں، ترتیب نزول ۵۱ ویں، ۱۰۹ آیات اور ۱۱۸۳۲ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے جب کہ اس سورت کی فقط تین آیتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں ان تینوں آیتوں کی ابتداء ”فان کنست فی شک“ سے ہوتی ہے۔ اس میں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اختصار کے ساتھ اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی تبلیغ حق، فرعون کے تکبر اور عناد، جادوگروں سے حضرت موسیٰ کا مقابلہ، بنی اسرائیل کی دعا، فرعون اور قوم فرعون کے لیے حضرت موسیٰ کی بدعا، دریائے نیل پر سے عبور اور فرعون کے غرق ہونے کا ذکر ہے۔

مشرکین مکہ پر قحط اور خشک سالی کے عذاب کا مسلط ہونا، اللہ کے یہاں ظلم اور اندھیر نہیں، وہ کسی کو اس کا جرم ثابت کیے بغیر سزا نہیں دے گا، جو لوگ اپنی مرضی سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر لیتے ہیں، قیامت کے دن ان کی سخت پکڑ ہوگی۔ یہ کتاب (قرآن) برحق ہے جو اس پیغام حق سے روگردانی کرے گا وہ اللہ کے قہر و غضب کا نشانہ بنے گا۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ (آیت: ۵)

وہی ہے جس نے سورج کو اجیالا بنایا اور چاند کو چمک دی اور چاند کے گھٹنے بڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تاکہ تم اُس سے برسوں اور تاریخوں کے حساب معلوم کرو۔ اللہ نے یہ سب کچھ (کھیل کے طور پر نہیں بلکہ) با مقصد ہی بنایا ہے۔ وہ اپنی نشانیوں کو کھول کھول کر پیش کر رہا ہے اُن لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔

مولانا روم:

نور از آن ماه باشد، وین ضیا
نور چاند کی ملکیت ہے اور یہ ضیا
شمس را قرآن ضیا خواند، ای پدر
اے بابا! سورج کو قرآن نے روشنی فرمایا ہے
آن خورشید، این فروخوان از نبا
سورج کی ملکیت ہے، اس کو قرآن سے پڑھ لے
وَأَنْ قَمَرًا نورا خواند این نگر
اور اس چاند کو نور فرمایا ہے، اس پر نور کر
(ص: ۳۳۷) (۱۸-۱۹) (ت ج ص: ۱۴-۱۵)

اقبال:

آفرینش میں سراپا نور تو، ظلمت ہوں میں
اس سیہ روزی پہ لیکن تیرا ہم قسمت ہوں میں
(بانگ درا: ص: ۷۹)

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ (آیت: ۴۴)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا، لوگ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

مولانا روم:

گفت آدم کہ ظلمنا نفسنا او ز فعل حق نبذ غافل چوما
آدم نے کہا کہ ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا وہ اپنے فعل سے ہماری طرح غافل نہ تھے
(ص: ۸۲) (۱۳۸۹/۱) (ت ج ص: ۱۷۳/۱)

اقبال:

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا
(ضرب کلیم: ص: ۶۹)

إِنَّا أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَ كَانُوا يَتَّقُونَ ۝

(آیت: ۶۲-۶۳)

جو اللہ کے دوست ہیں، جو ایمان لائے جنہوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔

مولانا روم:

از کرم دان این کہ می ترساندت تا بملک ایمنی بنشاندت
کرم سمجھ کر قضا تجھے ڈراتی ہے تاکہ امن کی سر زمین میں تجھے بٹھا دے
(ص: ۷۶) (۱۳۶۱/۱) (ت ج ص: ۱۵۱/۱)

لا تخافو هست نزل خایفان ڈرنے والوں کی مہمانی کا کھانا ”نہ ڈرو“ ہے
ہست در خور از برای خایفان اور اس سے ڈرنے والوں کے لائق (خوشخبری) ہے
(ص: ۸۱) (۱۳۲۹/۱) (ت ج ص: ۱۶۸/۱)

هر که از خورشید باشد پشت گرم جو سورج کے وجہ سے گرم کمر والا ہو
سخت رو باشد نہ بیم او را، نہ شرم وہ ہیکٹر ہوگا اس کو نہ ڈر ہوگا نہ شرم
(ص: ۳۲۰) (۳۱۳۰/۳) (ت ج ص: ۳۹۳/۳)

عارفان زانند دایم آمنون عارف اسی لیے ہمیشہ امن میں ہیں
کہ گذر کردند از دریای خون کیونکہ وہ خون کے دریا کو پار کر گئے
(ص: ۶۲۳) (۲۳۶۶/۶) (ت ج ص: ۴۱۹/۶)

اقبال:

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی! اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی!
(بال جبریل: ص: ۵۷)

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر شریکِ زمرہ لایہ حـ زُنُونِ کر
خرو کی گتھیاں سلجھا چکا میں مرے مولا مجھے صاحبِ جنوں کر!
(بال جبریل: ص: ۸۷)

علامہ نے آیت ۵ کی تلمیح میں ”اس سیرِ روزی پہ لیکن ترا ہم قسمت ہوں میں“ چاند کو مخاطب کرتے ہوئے کیا خوب مثال دی کہ تخلیقی اعتبار سے تو نور اور میں تیرگی ہوں۔ میں خرابی حالات کی وجہ سے بد قسمتی سے دوچار ہوں اور اس سیرِ روزی میں ہم دونوں ایک جیسے ہیں چونکہ چاند طلوع آفتاب سے غروب تک غائب ہوتا ہے اس لیے اسے سیرِ روز کہا جاتا ہے اور آخر پر دونوں نے ان اللہ کے نیک بندوں کو بڑے اچھے انداز میں اشعار میں بیان کیا وہ لوگ جو اللہ کے بہت قریب ہوتے ہیں اور اس مقام پر پہنچ کر انہیں کسی چیز کا خوف نہیں ہوتا۔ علامہ دعا گو ہیں کہ خدا انہیں صاحبِ جنوں کر دے۔

سورہ ہود (۱۱)

قوم عاد کے پیغمبر حضرت ہود کی داستان کا ذکر ہی اس سورت کی وجہ تسمیہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے نبی ﷺ سے عرض کیا ”میں دیکھتا ہوں کہ آپ بوڑھے ہوئے جارہے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟“ جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا:

شَيْبَتِي هُودٌ وَأَخَوَاتُهَا” مجھ کو سورہ ہود اور اس کے ہم مضمون سورتوں نے بوڑھا کیا“
فی الواقع اس سورت کو پڑھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ایک سیلاب کا بند ٹوٹنے کو ہے۔ اور اس غافل آبادی کی، جو اس سیلاب کی زد میں آنے والی ہے، آخری تنبیہ کی جارہی ہے۔

ترتیب تلاوت گیارہویں، ترتیب نزول ۵۲ ویں، ۱۲۳ آیات اور ۱۹۱۵ الفاظ پر مشتمل کی سورت ہے، قرآن مجید کی پانچویں سورت ہے جو حروف مقطعه [=الر: الف، لام، را] سے شروع ہوتی ہے۔ اس کے اصلی مضامین حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ اور قوم ثمود کے پیغمبران حضرت شعیبؑ اور حضرت لوطؑ کے قصص ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ کا قصہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت اور ان کو توریت دیئے جانے کا ذکر بھی اس سورت میں شامل ہیں۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝

(آیت: ۶)

اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے، سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔

مولانا روم:

همچنین از پشه گیری تا ببیل
اس طرح مچھر سے لے کر ہاتھی تک
شد عیال اللہ وحق نعم الموعیل
سب اللہ (تعالیٰ) کا کنبہ ہے اور اللہ (تعالیٰ) بہترین پالنے والا ہے
(ص: ۱۰۱) (۱/۲۲۹۶) (ت ج ص: ۲۳۸/۱)

جملہ را رزاق روزی می دهد
سب کو رزق دینے والا روزی دیتا ہے
قسمتِ ہریک بہ پیشش می نهد
ہر ایک کا حصہ اس کے سامنے رکھ دیتا ہے
(ص: ۲۹۵) (۵/۲۳۹۳) (ت ج ص: ۳۲۳/۵)

اقبال:

عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا، جس نے
دل لرزتا ہے حریفانہ کشاکش سے ترا
قبض کی روح تری دے کے تجھے فکرِ معاش!
زندگی موت ہے کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش!
(ضرب کلیم: ص: ۸۳)

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (آیت: ۱۱۴)

پس اے محمد ﷺ، تم اور تمہارے وہ ساتھی جو (کفر و بغاوت) سے ایمان و طاعت کی طرف) پلٹ آئے ہیں ٹھیک ٹھیک راہ راست پر ثابت قدم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے اور بندگی کی حد سے تجاوز نہ کرو۔ جو کچھ تم کر رہے ہو اس پر تمہارا رب نگاہ رکھتا ہے۔

مولانا روم:

کہف اندر کثر مَحْسَبِ اِی مُحْتَلِمِ
اے بے غسلے! غار کے اندر ٹیڑھا مت سو
آنچ داری وانما و فاستقم
جو کچھ حالت ہے ظاہر کر دے پھر سیدھا چل
(ص: ۲۳۲) (۷۴۱/۳) (ت ج ص: ۷۹/۳)

مانع آید از سخنهای مُہم
تو وہ ضروری باتوں سے مانع بنے گی
انبیاء فاستقم کی حکم لے کر گئے
انبیاء بُردند امر
(ص: ۲۸۳) (۲۶۶۹/۳) (ت ج ص: ۲۵۷/۳)

کامدش پیغام از وحی مُہم
ان (موسیٰ) کو مہتمم بالشان وحی کے ذریعے پیغام آیا
کہ کئی بگذار، اکنون فاستقم
کہ اب کجی کو چھوڑے دے اور سیدھا ہو جا
(ص: ۲۱۶) (۳۵۷۷/۳) (ت ج ص: ۳۳۸/۳)

اقبال:

وہ دانائے سُبُل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ دادی سینا
نگاہِ عشق و مستی میں ہی اول، وہی آخر
وہی قرآن، وہی فرقاں، وہی یسین وہی طاہا!
(بال جریل: ص: ۲۵)

خدا وند متعال اپنی ہر طرح کی چھوٹی اور بڑی مخلوق کے بارے باخبر ہے اور اس کے رزق کا ضامن ہے جبکہ آج کا جوان اپنی ذاتی اصلاح کی بجائے فقط روزی رزق کے حصول کے لیے تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے حالانکہ تعلیم رزق کے لیے ایک ذریعہ بھی ہے۔ اس سورت کے تعارف میں بتایا گیا ہے کہ رسول پاک نے ارشاد فرمایا: ”سورہ ہود نے مجھے بوڑھا بنادیا، یعنی نبی رحمت و رافت نے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے لیے بہت تکالیف اٹھائی تھیں تو اللہ کا حکم ہوا ”فاستقم کما امرت“ (اے میرے محبوب) قائم رہو جیسا تمہیں حکم دیا گیا اور رسول خدا نے بھی فرمایا ”شذیبتنی سورہ ہودہ (یعنی سورہ ہود میں جو حکم آیا ہے اس کی تعمیل نے مجھے بوڑھا بنادیا)

سورہ یوسف (۱۲)

اس سورہ کی وجہ تسمیہ حضرت یعقوبؑ کے فرزند حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کی مکمل داستان بیان کی گئی ہے جب کہ قرآن مجید میں دوسرے قصص کے حصص مختلف سورتوں میں ان کی تکمیل کرتے ہیں۔ اس سورت کا دوسرا نام احسن القصص ہے۔ ترتیب تلاوت بارہویں، ترتیب نزول ۵۳ ویں، آیات اور ۱۷۷ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی چھٹی سورت جس کا آغاز حروف مقطعه [=ال: الف، لام، را] سے ہوتا ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَاجْمَعُوا أَن يَجْعَلُوهُ فِي غِيَابِ الْجُبِّ وَ أَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَ هُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ (آیت: ۱۵)

اس طرح اصرار کر کے جب وہ اُسے لے گئے اور انہوں نے طے کر لیا کہ اسے ایک اندھے کنویں میں چھوڑ دیں، تو ہم نے یوسف کو وحی کی کہ ”ایک وقت آئے گا جب تو ان لوگوں کو ان کی یہ حرکت بتائے گا۔ یہ اپنے فعل کے نتائج سے بے خبر ہیں۔“

مولانا روم:

ہر کجا کہ یوسفی باشد چوماہ جہاں چاند جیسا یوسف ہو
جنتست ارچہ کہ باشد قعر چاہ وہ تیری جنت ہے خواہ کنویں کی گہرائی ہو
(ص: ۳۱۵) (۳۸۱۲/۳) (ت ج ص: ۳۶۲/۳)

ہمچو یوسفؑ کہ درون قعر چاہ یوسفؑ کی طرح کہ کنویں کی گہرائی میں
کشف شد پایان کارش از الہ ان کے لیے انجام کار اللہ تعالیٰ کی جانب سے کھل گیا تھا
(ص: ۵۲۳) (۴۰۶۲/۵) (ت ج ص: ۴۰۷/۵)

درچہ اُفتی زین تفرج ہمچو او تو اس تفرج کی وجہ سے ان کی طرح کنویں میں گر پڑے گا
مَرْتَرًا لِيَكْ أُنْ عُنَايَتِ يَارْ كُو؟ لیکن تیرے لیے دوست کی وہ مہربانی کہاں ہے؟
(ص: ۶۱۹) (۴۱۱۲/۶) (ت ج ص: ۳۹۳/۶)

اقبال:

کنویں میں تو نے یوسف کو جو دیکھا بھی تو کیا دیکھا ارے غافل! جو مطلق تھا مقید کر دیا تو نے
(ہاتف دراج: ص: ۷۳)

وَ قَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لَا مَرْأَتَهُ أَكْرَمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَن يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَ لَدَا وَ كَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُؤَسِّفَ فِي الْأَرْضِ وَ لِنَعْلَمَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَ اللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَ لَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (آیت: ۲۱)

مصر کے جس شخص نے اسے خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا ”اس کو اچھی طرح رکھنا، بعید نہیں کہ یہ ہمارے لیے مفید ثابت ہو یا ہم اسے بیٹا بنا لیں۔“ اس طرح ہم نے یوسف کے لیے اُس سرزمین میں قدم جمانے کی صورت نکالی اور اسے معاملہ

فہمی کی تعلیم دینے کا انتظام کیا۔ اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے، مگر اکثر لوگ جاننے نہیں ہیں۔

مولانا روم:

از سبب سوزیش من سودایی ام اس کی علت آفرینی سے میں دیوانہ ہوں
در خیالاتش چوسو فسطایی ام اور اس کے خیالوں میں سو فسطائی کی طرح ہوں
(ص: ۵۱) (۵۴۸/۱) (تج: ص: ۸۵/۱)

لیک یوسفؑ رابخود مشغول کرد لیکن حضرت یوسفؑ کو اپنے میں مشغول کر لیا
تا نیاید در دلش زان حبس درد تا کہ اس قید سے ان کے دل میں درد نہ آئے
کہ نہ زندان ماند پیشش نہ غسق کہ نہ ان کے سامنے قید خانہ رہا نہ تاریکی
(ص: ۱۶۷) (۳۳۶-۱۷/۲) (تج: ص: ۳۲۷/۶)

اقبال:

لادینی و لاطینی! کس پیچ میں الجھا تو! دارو ہے ضیعفوں کا لا غالب الٰہو
(ضرب کلیم: ص: ۱۷۲)

یٰۤیْنَیْ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَ اٰخِیْهِ وَ لَا تَابِیْسُوْا مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ اِنَّہٗ لَا یَاۤیْسُ مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا
الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ ۝ (آیت: ۸۷)

میرے بچو، جا کر یوسف اور اس کے بھائی کی کچھ ٹوہ لگاؤ، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اس کی رحمت سے تو بس کافر ہی
مایوس ہوا کرتے ہیں۔

مولانا روم:

نی مشونو مید، خود را شاد کن تو نا مید نہ ہو اپنے آپ کو خوش رکھ
پیش آن فریاد رس فریاد کن اس فریاد سننے والے کے سامنے فریاد کر
ای طبیب رنج ناسور گھن اے پرانے ناسور کے طبیب
(ص: ۱۲۱) (۳۵۵/۱) (تج: ص: ۳۲۸-۳۲۷/۱)

گفت آن یعقوب با اولاد خویش حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد سے کہا
جستن یوسفؑ کنید از حدبیش حد سے زیادہ یوسفؑ کو تلاش کرو
هر طرف را درین جستن بجد ہر طرف را درین جستن بجد
اس جستجو میں کوشش سے اپنی ہر جس کو مستعد شکل میں ہر طرف روانہ کرو
مستعد شکل میں ہر طرف روانہ کرو

گفت از روح خدا لاتیباً سؤا
فرمایا اللہ کی رحمت سے تم مایوس نہ ہو

ہمچو گم کردہ پسر رو سو بسو
بیٹے کو گم کر دینے والے کی طرح ہر طرف جاؤ

(ص: ۲۳۶) (۹۸۲/۳-۹۸۳) (ت ج ص: ۱۰۲/۳)

انبیاء گفتند: نومیدی بدست
انبیاء نے کہا: نا امیدی بُری ہے

افضل و رحمتہای باری بی حدست
اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمتیں بے انتہا ہیں

از چنین مُحسِنِ نشاید نا امید
ایسے مُحسِن سے نا امید نہ ہونا چاہیے

دست در فتراک این رحمت ز نید
اس رحمت کے شکار بند کو دستاویز بنا لے

(ص: ۲۹۳) (۲۹۲۳-۲۹۲۳/۳) (ت ج ص: ۲۸۲/۳)

نیستم او میدوار از ہیچ سو
میں کسی جانب سے امیدوار نہیں ہوں

وان گرم می گویدم لاتیباً سؤا
اور وہ گرم مجھ سے ”تم مایوس نہ ہو“ کہتا ہے

(ص: ۱۶۷) (۴۷۳/۶) (ت ج ص: ۲۵۳/۶)

اقبال:

نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے راز دانوں میں!

(بال جریل: ص: ۱۲۰)

یہ کافری تو نہیں، کافری سے کم بھی نہیں
کہ مردِ حق ہو گرفتارِ حاضر و موجود!

(ضربِ کلیم: ص: ۱۱۰)

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

(آیت: ۱۰۸)

تم ان سے صاف کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں
اور میرے ساتھی بھی، اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔“

مولانا روم:

چون خدا فرمود رہ را: راه من
جبکہ خدا نے فرمایا راستہ میرا راستہ ہے

این خفیر از چیست و آن یک راه زن؟
یہ ایک رہنما اور وہ ایک راہزن کیوں ہے؟

(ص: ۵۶۵) (۱۱۱۳/۶) (ت ج ص: ۱۶۵/۶)

اقبال:

خبر، عقل و خرد کی ناتوانی، نظر، دل کی حیاتِ جاودانی
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۱۸)

”قطفیر بن رحیب“ عزیز مصر، زلیخا نامی خاتون جس کا اصل نام ”راعیل“ اور ایک روایت کے مطابق ”نکا“ کا خاوند تھا۔ جو فرعون مصر ”ریان بن ولید“ کے عہد میں ایک سرکاری افسر تھا۔ وہ کاروان جو یوسف ابن یعقوب کو مصر لایا۔ اور یوسف کو بیچنے کے لیے پیش کیا۔ زلیخا کے اصرار پر انہیں خریدا گیا۔ دونوں، مولانا اور علامہ نے بڑے سادہ انداز میں اس سورت کی ۴ آیات کو مشترک التلمیح کے طور پر اشعار میں جگہ دی ہے علامہ آخری شعر میں بیان کرتے ہیں کہ ناقص علم اور فلسفہ محض ناتواقی ہے کیونکہ یہ دونوں یقین سے دور ہیں جبکہ نظر و بصیرت ہی سے صحیح زندگی ہے۔

سورہ الرعد (۱۳)

رعد بادل کی گرج کو کہتے ہیں۔ اس سورت کی آیت نمبر ۱۳ میں بادل کی گرج کا ذکر آیا ہے اس لیے علامت کے طور پر اس کا نام ”سورہ الرعد“ رکھا گیا۔ ترتیب تلاوت تیرھویں، ترتیب نزول ۹۶ ویں۔ ۲۳ آیات اور ۸۵۵ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ ساتویں سورت جس کا آغاز حروف مقطعه [= المر: الف، لام، میم، را] سے ہوتا ہے۔ اُن چودہ سورتوں میں سے دوسری سورت ہے جس کی آیت نمبر ۱۵ میں مستحب سجدہ ہے۔ اس سورت کے اصل مضامین توحید اور قیامت ہیں۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝ (آیت: ۲۸)

ایسے ہی لوگ ہیں وہ جنہوں نے (اس نبی کی دعوت کو) مان لیا ہے اور اُن کے دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ خبردار رہو! اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہو کرتا ہے۔

مولانا روم:

ہیچ کنجی بی دد و بی دام نیست
کوئی گوشہ درندے ور چرندے کے بغیر نہیں ہے
جزبہ خَلوت گاہ حق آرام نیست
حق کی خلوت گاہ کے سوا کہیں رات نہیں ہے
(ص: ۱۵۸) (۵۹۱/۲) (ت ج ص: ۶۷/۴)

ذکر حق گن بانگ غولان را بسوز
اللہ کا ذکر کر، چھلاووں کی آواز کو پھونک دے
چشم چون نرگس ازین گرگس بدوز
زرگس جیسی آنکھ اس گدھ سے بند کر لے
(ص: ۱۶۱) (۷۵۲/۲) (ت ج ص: ۸۲/۴)

تأمثنا بثنوم من نام تو
تاکہ میں تیرا نام مکرر سنوں
عاشقم برنام جان آرام تو
میں تیرے، جان کو آرام دینے والے نام کا عاشق ہوں
(ص: ۶۱۹) (۱۳۵۰/۳) (ت ج ص: ۱۳۶/۳)

دم بخور در آب ذکر و صبر گن
ذکر (حق) کے پانی میں سانس گھونٹ لے اور صبر کر
تأرہسی از فکر و وسواس گھن
تاکہ تو فکر اور پرانے خیالات سے نجات پالے
(ص: ۳۲۳) (۲۳۸/۳) (ت ج ص: ۵۲/۳)

اقبال:

دل کی آزادی شہنشاہی، شکم سامان موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم؟
(بال جریں: ص: ۳۳)

نہ چھوڑ اے دل نغان صبح گاہی
اماں شاید لے آئے ہوں میں
(بال جریں: ص: ۸۳)

تجھ سے گریباں مرا مطلع صبح نشور
تجھ سے مرے سینے میں آتش آئے ہوں
(بال جریں: ص: ۹۱)

دیکھا بھی دکھایا بھی، سُنایا بھی سُنا بھی ہے دل کی تسلی نہ نظر میں نہ خبر میں!
(بال جبریل: ص: ۱۰۴)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَّهُمْ وَحَسُنَ مَاۤ اَبٰى ۝ (آیت: ۲۹)
پھر جن لوگوں نے دعوت حق کو مانا اور نیک عمل کیے وہ خوش نصیب ہیں اور ان کے لیے اچھا انجام ہے۔

مولانا روم:

طیبات از بھر کی لَطِیْبِیْنَ یار را خوش کن مرنجان و ببین
پاک چیزیں کس کے لیے ہیں، پاک لوگوں کے لیے دوست کو خوش رکھ، رنجیدہ نہ کر اور دیکھ
(ص: ۸۲) (۱۳۹۵/۱) (ت ج ص: ۲۳۲/۱)

نان دہی از بہرِ حق، نانت دَہند جان دہی از بہرِ حق، جانِ ت دَہند
اگر تو خدا کے لیے روٹی دے گا، تجھے روٹی دیں گے تو خدا کے لیے جان دے گا، تو تجھے جان دیں گے
(ص: ۱۰۰) (۲۳۲/۱) (ت ج ص: ۲۳۲/۱)

اقبال:

خورشید جہاں تاب کی ضو تیرے شر میں آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہنر میں
چتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں جنت تیری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گلِ کوششِ پیہم کی جزا دیکھ!

(بال جبریل: ص: ۱۱۳)

وہ مرد مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستی کردار!
(ضربِ کلیم: ص: ۴۰)

اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے، اس ضمن میں علامہ سب سے پہلے دل کی آزادی کو بادشاہی اور پیٹ کی خاطر دوسروں کی غلامی اختیار کرنا کتنا مذموم ہے اور دل کی آزادی دل کا اطمینان ہے اور آخری شعران کی نظم ہسپانیہ سے ہے۔ علامہ ہسپانیہ میں مسلمانوں کی عظمت رفتہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ میں نے وہاں کے اسلامی دور کے قدیمی آثار دیکھے۔ دوسروں کو سنائے اور خود لوگوں سے سنے، لیکن اس سارے عمل میں دل کو کسی طور بھی قرار نہ ملا۔ پس دل کو سکون فقط اللہ کی یاد میں ہے اور دعوت حق کو قبول کرنے اور نیک اعمال کرنے والوں کے لیے خوشخبری، جبکہ ایسے باکردار مرد مجاہد کہیں نظر نہیں آئے۔

سورہ ابراہیم (۱۴)

اس سورت کی آیت ۳۵ میں حضرت ابراہیمؑ کی سوانح عمری بیان ہوئی یہی ذکر وجہ تسمیہ ہے۔ ترتیب تلاوت چودھویں، ترتیب نزول ۲۷ ویں، ۵۲ آیات، ۸۳۱ الفاظ پر مشتمل کمی سورت ہے۔ آٹھویں سورت جس کا آغاز حروف مقطعه [=ال: الف، لام، راء] سے ہوتا ہے۔ اس سورت کے مضامین میں حضرت ابراہیمؑ کا قصہ قیامت کا ذکر، شرح حساب کتاب اور جزاء و سزا، حضرت ابراہیمؑ کی دعا کہ ”اے اللہ! مکہ کو حرم امن بنا دے“ ابراہیمؑ کی متفرق دعائیں، اسماعیلؑ کی پیدائش پر اللہ کے حضور میں ابراہیمؑ کا نذرانہ شکر شامل ہیں۔

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۝ (آیت: ۲۷)

ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت، دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے۔ اللہ کو اختیار ہے جو چاہے کرے۔

مولانا روم:

حَاكَمَسْتَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ
وہ حاکم ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہے وہ کرتا ہے
(ص: ۱۸۰) (۱۶۲۰/۲) (تج: ص: ۱۶۱/۲)

اى مُعَافِ اَيِّفَعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ
بی، محابا زوزبان را برگشا
جاء، بے تامل زبان کھول
(ص: ۱۸۴) (۱۷۸۷/۲) (تج: ص: ۱۷۶/۲)

گوش بی گوشى درین دم برگشا
بے گوشى کے کان، اس بات میں کھول
(ص: ۳۳۲) (۲۶۸۷/۳) (تج: ص: ۳۲۳/۳)

هين! طَلَبُ كُنْ خَوْشِ دَمِي عُقْدَةَ كُنْشَا
راز دانِ يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ
جو يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ کارازدان ہو
(ص: ۳) (۳۱۹۹/۴) (تج: ص: ۳۰۵/۴)

اين قضا را گونه گون تصريحها ست
اس قضاء (خداوندی) کے طرح طرح تصرف ہیں
چشم بندش يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ
”اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کی چشم بندی ہے۔
(ص: ۵۹۲) (۲۷۰۶/۶) (تج: ص: ۲۶۹/۶)

اقبال:

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی!
(بال جبریل: ص: ۱۱)

نمود جس کی فرازِ خودی سے ہو، وہ جمیل جو ہو نشیب میں پیدا، فتح و نا محبوب!

(ضرب کلیم: ص: ۸۰)

عشق اب پیرویِ عقلِ خدا داد کرے آبرو کوچہ جاناں میں نہ برباد کرے

(ضرب کلیم: ص: ۱۰۳)

گھل تو جاتا ہے معنی کے بم و زیر سے دل نہ رہا زندہ و پایندہ تو کیا دل کی کشود!
ہے ابھی سینہ افلاک میں پنہاں وہ نوا جس کی گرمی سے پگھل جائے ستاروں کا وجود!

(ضرب کلیم: ص: ۱۲۵)

تاثرِ غلامی سے خودی جس کی ہوئی نرم اچھی نہیں اس قوم کے حق میں عجمی لے!
شیشے کی صراحی ہو کہ مٹی کا سبُو ہو شمشیر کی مانند ہو تیزی میں تری لے!

(ضرب کلیم: ص: ۱۲۷)

ہے شعرِ عجم گرچہ طربناک و دل آویز اس شعر سے ہوتی نہیں شمشیرِ خودی تیز

(ضرب کلیم: ص: ۱۲۸)

وہ شعر کہ پیغامِ حیاتِ ابدی ہے یا نعمۂ جبریل ہے یا بانگِ سرفیل!

(ضرب کلیم: ص: ۱۳۳)

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ وَ
سَخَّرَ لَكُمْ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَ سَخَّرَ لَكُمْ الْأَنْهَارَ ۝ وَ سَخَّرَ لَكُمْ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
ذَاتَيْنِ وَ سَخَّرَ لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝ وَ اتَّكُم مِّنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۝ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا
إِنَّ الْإِنْسَانَ لَطَلُومٌ كَفَّارٌ ۝ (آیت: ۳۲، ۳۳)

اللہ وہی تو ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے سے تمہاری رزق رسانی کے لیے طرح طرح کے پھل پیدا کیے جس نے کشتی کو تمہارے لیے مسخر کیا کہ سمندر میں اُس کے حکم سے چلے اور دریاؤں کو تمہارے لیے مسخر کیا جس نے سورج اور چاند کو تمہارے لیے مسخر کیا کہ لگا تار چلے جا رہے ہیں اور رات اور دن کو تمہارے لیے مسخر کیا۔ جس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو کر نہیں سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

مولانا روم:

لا يُعَدُّ آيِن دَاد وَلَا يُحْصَى زَتُو مِنْ كَلِيمِ اَز بِيَانِش شَرْمُ
تیری عطا لا تعداد اور بے شمار ہے میں اس کے بیان سے عاجز اور شرمندہ ہوں

(ص: ۵۶۸) (۱۸۴/۶) (تج: ص: ۱۸۷/۶)

اقبال:

وہ خدایا! یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں! تیرے آبا کی نہیں، تیری نہیں، میری نہیں!
(بال جبریل: ص: ۱۱۹)

يَوْمَ تَبْدَلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوٰتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (آیت: ۲۸)
ڈراؤ، انھیں اُس دن سے جبکہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے اور سب کے سب اللہ واحد قہار کے سامنے بے نقاب حاضر ہو جائیں گے۔

مولانا روم:

یوم دین کہ زلزلت زلزلہا ایمن زمین باشد گواہ
قیامت کے دن جبکہ زمین کو زلزلہ آ جائے گا اس وقت وہ حالتوں کی گواہ ہوگی
(ص: ۱۲۲) (۳۲۷۸/۱) (ت ج ص: ۳۳۹/۱)

حق برای آن کند ای زرگزین روز محشر ایمن زمین رانقرہ گین
اے سونے کو پسند کرنے والے اللہ تعالیٰ اسی لیے اس زمین کو محشر کے دن چاندی جیسی کر دے گا
(ص: ۳۳۷) (۶۵۷/۲) (ت ج ص: ۷۲/۳)

پس قیامت نقد حال تو بؤد پیش تو چرخ و زمین مُبَدَّل شؤد
پھر قیامت تیری نظر کے سامنے ہو تیرے آسمان اور زمین بدل جائیں
(ص: ۳۰۸) (۳۲۶۳/۲) (ت ج ص: ۳۱۱/۳)

اقبال:

کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحب ہوش اک جہاں اور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش!
(بال جبریل: ص: ۷۴)

مولانا نے دوسرے، تیسرے، چوتھے اور چھٹے دفتر کے چھ اشعار میں آیت نمبر ۲۷ کو صراحتاً جگہ دی اور فقط اس موضوع کو تکراراً بیان کیا کہ ”اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے“ جبکہ علامہ نے کچھ مختلف پیرایوں میں بات کی۔ مسلمان کے لیے فلاح اور نجات کی بشارت، قوت نفس اور روح انسانی کی رفعت کے لیے جو بھی تخیل ہو وہ صحیح ہے، شعر و شاعری کو اللہ کی باتوں کے لیے استعمال کیا جائے جس سے ملک و ملت کو فائدہ پہنچے۔ ایسی شاعری جو زندگی میں ثابت قدمی پیدا کرے اور غفلت میں نہ ڈالے، انسان کو بیداری کی طرف لے جائے وہی روا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہے سب خدا کا اور اسی کا خلق کیا ہوا ہے، روز قیامت اور جہان ملکوتی کی علامات اشعار میں بیان کی گئیں۔

سورہ النحل (۱۶)

عربی زبان میں شہد کی مکھی کو ”نحل“ کہتے ہیں۔ اس سورت کا نام آیت ۶۸ کے فقرے ”وَ اَوْحِيَ رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ“ سے ماخوذ ہے۔ ترتیب تلاوت ۱۶ویں، ترتیب نزول ۷۰ ویں آیات اور ۲۸ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام نَعِم ہے۔ قرآن مجید کی آٹھویں سورت جس کا حروف مقطعه [الر: الف، لام، راء] سے آغاز ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی چودہ سورتوں میں سے تیسری سجدے والی سورت ہے۔ اس کی آیت ۴۸ میں سجدہ مستحب ہے۔ اس کے اصلی مضامین میں ایمان مقام خدا، وحی، مردوں کا زندہ کیا جانا اور روز قیامت اہل فکر و نظر کے لیے اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت کی زبردست نشانیاں، کسی چیز کو پیدا کرنے کے لیے فقط اللہ تعالیٰ کے ارادے کی دیر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے ”كُنْ“ (ہو جا) کہا اور وہ ہو گئی۔ شہد بہت سی بیماریوں کے لیے شفا ہے، قرآن کریم میں تمام علوم، ہدایت، اصول دین اور فلاح دارین سے متعلق ضروری امور کا مکمل بیان موجود ہے، قرآن لوگوں کو سب سے بڑی بھلائی کی طرف بلاتا ہے اور ہدی کے برے نتائج سے آگاہ کرتا ہے۔

وَ عَلَيَّ اللَّهُ قَسْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَ لَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ (آیت: ۹)

اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ بتانا جب کہ رستے ٹیڑھے بھی موجود ہیں اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔

مولانا روم:

ہر کردار جان خدا بنھد محک
خدا جس کے دل میں کسوٹی رکھ دیتا ہے
مریقین را باز داند او ز شک
بلاشبہ وہ یقین کو شک سے جدا کر لیتا ہے
(ص: ۳۷) (۱/۳۰۰) (تج ص: ۶۱/۱)

اقبال:

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآن، وہی فرقاں، وہی یسین، وہی طاہا
(بال جبریل: ص: ۲۵)

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَن هَدَى اللَّهُ وَ مِنْهُمْ مَن حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْذِبِينَ ۝ (آیت: ۳۶)

اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا کہ ”اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔“ اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہو گئی۔ پھر ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہو چکا ہے۔

مولانا روم:

مطلق آن آواز خود از شہ بُود وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے
گرچہ از خلقوم عبد اللہ بُود اگرچہ اللہ کے بندے کے خلق سے ہو
(ص: ۹۳) (۱/۱۹۳) (تج ص: ۱/۲۱۳)

استخوانہا نشان ببین و مویشان عبرتی گیر و مَران خَر سویشان
ان کی ہڈیاں اور بال دیکھ کے عبرت حاصل کر اور اُن کا راستہ نہ اختیار کر
(ص: ۱۱۳) (۱/۲۹۵۲) (تج ص: ۱/۳۰۹)

گفت سیروا می طلب اند رجھان بخت و روزی را ہمی کن امتحان
‘سیروا’ فرمایا ہے دنیا میں طلب کر نصیب اور رزق کو آزماتا رہ
(ص: ۵۸۷) (۶/۲۶۱۸) (تج ص: ۶/۲۵۵)

اقبال:

تو رازِ کن فکان ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا خودی کا رازداں ہو جا، خدا کا ترجمان ہو جا
(بال جریل: ص: ۲۷۳)

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ (آیت: ۴۰)

(رہا اس کا امکان، تو) ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ کرنا نہیں ہوتا کہ اسے حکم دیں ”ہو جا“ اور
بس وہ ہو جاتی ہے۔

مولانا روم:

با چنان قادر خدایی کز عَدَم صد چو عالم هست گرداند بدم
ایسے قادر خدا سے جو عدم سے اس عالم جیسے سو عالم ایک دم میں پیدا کر دیتا ہے
(ص: ۲۸) (۱/۵۲۲) (تج ص: ۱/۸۳)

حق قدم بروی نہد از لا مکان آنگہ او ساکن شود از گن فکان
اللہ تعالیٰ اس پر لامکان سے قدم رکھ دے گا اس وقت وہ ”کن فکان“ سے ساکن ہو جائے گا
(ص: ۸۰) (۱/۱۳۸۱) (تج ص: ۱/۱۶۲)

وَرَنَّهُ قَادِرٌ بُوْدَ كُزْ كُنْ فَيَكُونُ صد زمین و چرخ آوردی برون
ورنہ وہ قادر تھا کہ کن فیکون کے ذریعہ سینکڑوں زمین اور آسمان پیدا کر دیتا
(ص: ۳۱۰) (۳/۳۵۰۲) (تج ص: ۳/۳۳۶)

مُلک زان دادست ما را کُن فَکَان (خدا کی قدرت) کُن فَکَان نے ہمیں ملک اسی لیے دیا ہے
تَانِنَا لِدَخْلِقِ سَوَى آسْمَانِ تا کہ مخلوق آسمان کی جانب فریاد نہ کرے
(ص: ۲۱۵) (۳/۲۶۲۰) (ت ج ص: ۳۳۹/۳)

بعد از آن بر رو بر آن امرود بُن اس کے بعد اس امرود کے درخت پر چڑھ جا
کہ مَبْدَلٌ گشت و سب از امرِ کُن کیونکہ کُن کے حکم سے تبدیل اور سبز ہو گیا ہے
(ص: ۲۱۵) (۲/۳۵۷۱) (ت ج ص: ۳۳۸/۳)

تَرَکْ آن کن کہ درازست آن سخن اس کو چھوڑ، کیونکہ یہ بات دراز ہے
نہی کر دست از درازی امرِ کُن حکم کُن کرنے والے نے درازی سے منع کیا ہے
(ص: ۵۴۹) (۶/۶۸۸) (ت ج ص: ۱۳۱/۶)

حق نہ قادر بود بر خَلْقِ فَلک؟ کیا اللہ تعالیٰ آسمان کے پیدا کرنے پر قادر نہ تھا؟
در یکی لحظه بہ کُن بی ہیچ شک کُن کے ذریعہ بغیر کسی شک کے ایک لفظ میں
(ص: ۵۵۸) (۶/۱۲۱۶) (ت ج ص: ۱۳۱/۶)

باز گفتی جان مادر قبض کُن پھر آپ نے فرمایا ماں کی جان قبض کرے
طفل را بگذار تنہا ز امرِ کُن ”امرِ کُن“ کی وجہ سے بچہ کو تنہا چھوڑ دے
(ص: ۶۳۳) (۶/۲۸۰۲) (ت ج ص: ۳۶۱/۶)

اقبال:

صِحِّ ازل جو حسن ہوا دستانِ عشق آوازِ کن ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق
(بانگِ در: ص: ۲۵)

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلٰی شَيْءٍ وَّ مِنْ رَزَقْنٰهُ مِمَّا رَزَقْنَا حَسَنًا فَهُوَ يَنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا
هَلْ يَسْتَوِيْنَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (آیت: ۷۵)

اللہ ایک مثال دیتا ہے۔ ایک تو بے غلام، جو دوسرے کا مملوک ہے اور خود کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ دوسرا شخص ایسا ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھا رزق عطا کیا ہے اور وہ اس میں کھلے اور چھپے خوب خرچ کرتا ہے۔ بتاؤ، کیا یہ دونوں برابر ہیں؟
۔۔۔ الحمد للہ، مگر اکثر لوگ (اس سیدھی بات کو) نہیں جانتے۔

مولانا روم:

نان دہی از بھر حق، نانت دہند اگر تو خدا کے لیے روٹی دے گا تجھے روٹی دیں گے
جان دہی از بھر حق، جاننت دہند تو خدا کے لیے جان دے گا تو تجھے جان دیں گے
(ص: ۱۰۰) (۱/۲۲۷) (ت ج ص: ۲۲۲/۱)

اقبال:

محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے دیکھیے ہوتا ہے کس کس کی تمناؤں کا خون
(ہاتف در: ص: ۲۸۹)

نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق ان کو آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور
(ضرب کلیم: ص: ۶۹)

”شاہ“ ہے برطانوی مندر میں اک مٹی کا بت جس کو کر سکتے ہیں جب چاہیں پجاری پاش پاش
(ارمغان حجاز (اردو): ص: ۲۲)

وَ اَوْفُوا بَعْهَدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُمْ وَا لَا تَنْفُضُوا الْاٰیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَا قَدْ جَعَلْتُمْ اللّٰهَ عَلٰیكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (آیت: ۹۱)

اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم نے اس سے کوئی عہد باندھا ہو، اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ ڈالو جبکہ تم اللہ کو اپنے
اوپر گواہ بنا چکے ہو۔ اللہ تمہارے سب افعال سے باخبر ہے۔

مولانا روم:

ای عجب! آن عہد و آن سو گند کو؟ وعدہ ہای آن لب چون قند کو؟
ہائے تعجب! وہ عہد اور قسمیں کہاں گئیں؟ اس شکر جیسے ہونٹ کے وعدے کہاں گئے؟
(ص: ۸۳) (۱۵۶۳/۱) (ت ج ص: ۱۸۰/۱)

اقبال:

شاعر کی نوا ہو کہ معنی کا نفس ہو جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا!
(ضرب کلیم: ص: ۱۱۹)

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلْنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوَةً طَيِّبَةً وَا لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (آیت: ۹۷)

جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ ہومومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور
(آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔

مولانا روم:

طیبات از بھر کی لطیبتیں یار را خوش کن مرنجان و ببین
پاک چیزیں کس کے لیے ہیں، پاک لوگوں کے لیے دوست کو خوش رکھ، رنجیدہ نہ کر اور دیکھ
(ص: ۸۳) (۱۳۹۵/۱) (ت ج ص: ۱۷۴/۱)

گفت پیغامبر قناعت چیست؟ گنج
پیغمبر نے فرمایا قناعت کیا ہے؟ خزانہ ہے
گنج راتو وانمی دانسی زرنج
تو رنج اور گنج میں فرق نہیں سمجھتا ہے
(ص: ۱۰۱) (۲۳۲۲/۱) (ت ج ص: ۲۵۱/۱)

جز مگر پیری کہ از حَقَّست مست
بخیر اس بوڑھے کے جو خدا کا مست ہے
در درون او حیاتِ طیبہ است
اس کے باطن میں پاکیزہ زندگی ہے
(ص: ۲۱۱) (۳۱۰۱/۲) (ت ج ص: ۲۹۲/۲)

گر تو کردی شکر و سعی مُجْتَهَد
اگر تو نے شکر کیا اور پوری کوشش
غم مخور کہ صد چُنان بآزت دَهْد
تو غم نہ کر وہ اس جیسے سینکڑوں (حُسن) پھر دے گا
(ص: ۳۵۴) (۹۹۴/۵) (ت ج ص: ۱۰۶/۵)

اقبال:

فطرت کو دکھایا بھی ہے، دیکھا بھی ہے تُو نے
آئینہ فطرت میں دکھا اپنی خودی بھی!
(خرب کلیم: ص: ۱۲۳)

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مِنْ اَكْرَهٍ وَّ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَّلٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا
فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝
(آیت: ۱۰۶)

جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے (وہ اگر) مجبور کیا گیا ہو اور دل اس کا ایمان پر مطمئن ہو (تب تو خیر) مگر جس نے دل
کی رضامندی سے کفر کو قبول کر لیا اس پر اللہ کا غضب ہے اور ایسے سب لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔

مولانا روم:

ور بگوید کفر دارد بوی دین
اگر وہ کفر کی بات کہتا ہے، اس میں دین کی خوشبو ہے
آید از گفت شگش بوی یقین
اس کے شک کی بات سے بھی یقین کی خوشبو آتی ہے
(ص: ۳۰۳) (۲۸۸۶/۱) (ت ج ص: ۳۰۳/۱)

اقبال:

اس پیکرِ خاکی میں اک شے ہے، سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اس شے کی نگہبانی
(بال جریل: ص: ۱۹)

من کی دنیا؟ من کی دنیا سوز و مستی، جذب و شوق
تن کی دنیا؟ تن کی دنیا سُود و سودا، مکر و فن
(بال جریل: ص: ۳۱)

مولانا کہتے ہیں کہ خدا وند انسان کی رہنمائی اس کے دل کے ذریعہ کرتا ہے جبکہ علامہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ
کام رسول پاک سے لیا۔ مولانا نے متعدد مقامات پر کن فیکون کے امر کو بیان کیا جبکہ علامہ کا فقط ایک شعر مل سکا۔ آیت نمبر

۷۵ کے ضمن میں مولانا کا خیال ہے کہ اللہ کے نزدیک انسان کے ہر چھوٹے بڑے عمل کی پاداش موجود ہے۔ چاہے وہ عمل آقا کا ہو یا غلام کا۔ اور ساتھ ہی علامہ کی نظر میں اشتراکیت اور سرمایہ داری کی جنگ جاری ہے۔ اشتراکیت غلامی ہی کا دوسرا نام ہے۔ غلام مادیت کو روحانیت پر ترجیح دیتا ہے اور غلام انسان جب بردگی کا عادی ہو جائے تو وہ عزت نفس کی رفعت کی تعلیم سے بیزار نظر آتا ہے اور آخر میں آیت نمبر ۱۰۶ کے ضمن میں مولانا شیطیات و طامات (صوفیوں اور عارفوں کی اصطلاح) بیان کرتے ہوئے اس آیت کی تشریح بیان کرتے ہیں لیکن علامہ نے بڑی سادگی سے یہ بات اس طرح کہی کہ مومن کا دل ایمان کے ساتھ ہی اطمینان حاصل کرتا ہے اور عمل کے لیے جوش و جذبات دل ہی میں جنم لیتے ہیں۔

سورہ بنی اسرائیل (۱۷)

اس سورت کی آیت ۴ کے فقرے ”وَقَصَّيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ“ وجہ تسمیہ ہے۔ اور اس کی پہلی آیت سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ کی مناسبت سے سورہ سبحان اور سورہ الاسراء بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن حکیم کی سات مسجات سورتوں میں پہلی سورت ہے۔

ترتیب تلاوت ۷ اوں، ترتیب نزول ۵۰ ویں، آیات اور ۱۱۵۳۳ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ اس سورت کے مضامین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شب معراج میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانے کا ذکر، رسول خدا کے فضل و شرف کا بیان، حضرت موسیٰ پر توریت کے نزول کے علاوہ تنبیہ، تفہیم اور تعلیم تینوں ایک مناسب انداز میں جمع کر دی گئی ہیں۔ تنبیہ کفار مکہ کو کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل اور دوسری قوموں کے انجام سے سبق لو اور خدا کی دی ہوئی مہلت میں سنبھل جاؤ۔ تفہیم کے پہلو میں بڑے دلنشین انداز میں سمجھایا گیا ہے کہ انسانی سعادت، شقاوت اور فلاح و خسران کا مدار دراصل کن چیزوں پر ہے۔ توحید، معاد، نبوت اور قرآن کے برحق ہونے کی دلیلیں دی گئی ہیں اور تعلیم کے پہلو میں اخلاق اور تمدن کے وہ بڑے بڑے اصول بیان کیے گئے ہیں جن پر زندگی کے نظام کو قائم کرنا دعوت محمدی کے پیش نظر تھا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلا موقع ہے جب پنج وقتہ نماز پابندی اوقات کے ساتھ مسلمانوں پر فرض کی گئی۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ الْإِنبَاءِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ (آیت: ۱)

پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرے۔ حقیقت میں وہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔

مولانا روم:

ہست تمییزش، سَمِيعَسْت و بَصِير
اس کو تمیز ہے (وہ) سننے والا اور دیکھنے والا ہے
(ص: ۲۹۹) (۲۵۳۸/۵) (تج ص: ۲۶۰/۵)

نیست شاہ شہر ما بیہودہ گیر
ہمارے شہر کا بادشاہ خواہ مخواہ پکڑنے والا نہیں ہے

بر زمین رفتن چہ دشوارش بود
اس کو زمین پر کیا دشوار ہوگا
(نیکسون ص: ۲۳۵) (۱۲۸۲/۲) (تج ص: ۱۲۸/۲)

آنکہ بر افلاک رفتارش بود
جس کی گزر آسمانوں پر ہو

تا کمندش بُرد سوی آسمانش
یہاں تک کہ وہ کمند ان کو آسمان کی جانب لے گئی
(ص: ۵۹۳) (۲۸۳۶/۶) (تج ص: ۲۷۵/۶)

ہمچو احمد کہ کمند انداخت جانش
احمد کی طرح کہ ان کی روح نے کمند ڈالی

اقبال:

کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات
(بانگ درا: ص: ۲۳۹)

رہ یک گام ہے ہمت کے لیے عرش بریں

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزلِ مسلمان کی ستارے جس کی گردِ راہ ہوں، وہ کارواں تو ہے

(بانگِ درا: ص: ۲۶۹)

دے ولولہ شوق جسے لذتِ پرواز کر سکتا ہے وہ ذرہ مہ و مہر کو تاراج!
ناوک ہے مسلمان! ہدف اس کا ہے ثریا ہے سرِّ سرا پردہ جاں نکتہٴ معراج
(ضربِ کلیم: ص: ۱۷)

بالائے سر رہا تو ہے نام اس کا آسمان زیر پر آگیا تو یہی آسمان زمیں!
(ضربِ کلیم: ص: ۱۷۶)

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ سے مجھے کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں
(بالِ جبریل: ص: ۲۷)

إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءَ وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا
الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيَلْبِسُوا مَا عَلَوُا تَتَبِيرًا ۝ (آیت: ۷)

دیکھو! تم نے بھلائی کی تو وہ تمہارے اپنے ہی لیے بھلائی تھی، اور برائی کی تو وہ تمہاری اپنی ذات کے لیے برائی ثابت
ہوئی۔ پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا تو ہم نے دوسرے دشمنوں کو تم پر مسلط کیا تاکہ وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور
مسجد (بیت المقدس) میں اسی طرح گھس جائیں جس طرح پہلے دشمن گھسے تھے اور جس چیز پر ان کا ہاتھ پڑے اُسے تباہ
کر کے رکھ دیں۔

مولانا روم:

جان دہمی از بھر حق، ناننت دہند
تو خدا کے لیے جان دے گا تو تجھے جان دیں گے

(س: ۱۰۰) (۲۲۲/۱) (ت ج ص: ۲۲۲/۱)

بَلْ جَفَا رَاهِمَ جَفَا جَفَّ الْقَلَمِ
بلکہ ظلم کے لیے (بدلہ) ظلم ہے قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے

(س: ۵۱۰) (۳۱۵۲/۵) (ت ج ص: ۳۱۹/۵)

اقبال:

”تن بہ تقدیر“ ہے آج اُن کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر
تھا جو نا خوب، بتدرج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر
(ضربِ کلیم: ص: ۱۶)

”ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی
بڑاں صفتِ تیغِ دو پیکرِ نظر اس کی!“
(ضربِ کلیم: ص: ۲۵)

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات مؤمن فقط احکام الہی کا ہے پابند
(ضرب کلیم: ص: ۶۳)

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝
(آیت: ۹)

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔ جو لوگ اسے مان کر بھلے کام کرنے لگیں انہیں یہ بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے، اور جو لوگ آخرت کو نہ مانیں انہیں یہ خبر دیتا ہے کہ ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

مولانا روم:

بوقلا ووزست ورہبر مرترا می بزد تا خلد و کوثر مرترا
خوشبو تیری راہنما اور رہبر ہے تجھے جنت اور کوثر تک لے جائے گی
(ص: ۹۲) (۱۹۰۳/۱) (ت ج ص: ۲۰۹/۱)

اقبال:

مجر بھی ترا، جبریل بھی، قرآن بھی تیرا مگر یہ حرف شیریں تر جہاں تیرا ہے یا میرا؟
(بال جبریل: ص: ۶)

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے، وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روح قرآنی
خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سلطانی
(ضرب کلیم: ص: ۳۲-۳۱)

وَ كَلَّ إِنْسَانٌ أَلْزَمَهُ طَئِرُهُ فِي عُنُقِهِ وَ نُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝ اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَى
بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝ (آیت: ۱۳-۱۲)

ہر انسان کا شگون ہم نے اُس کے اپنے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے روز ہم ایک نوشتہ اُس کے لیے نکالیں گے جسے
وہ کھلی کتاب کی طرح پائے گا۔ پڑھا اپنا نامہ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔

مولانا روم:

لِيسَ مِنْ مُسْتَقْذِرِ مُسْتَنْقِهٍ قَطُّ إِلَّا طَايِرُهُ فِى عُنُقِهِ
نہیں ہے کوئی بھی گنہگار یا پاک ہرگز، مگر اُس کا اعمال نامہ اس کی گردن میں ہے
(ص: ۳۵۹) (۱۱۳۱/۳) (ت ج ص: ۱۱۶/۳)

آنچنانکہ جان بپرد سوی طین جس طرح روح (جسم کی) مٹی کی طرف پرواز کرتی ہے
نامہ پرد تا یسار و تا یمین اعمال نامہ بائیں اور دائیں جانب سے پرواز کرے گا
(ص: ۲۷۹) (۱۷۸۲/۵) (ت ج ص: ۱۸۳/۵)

اقبال:

پر سش اعمال سے مقصد تھا رسوائی مری ورنہ ظاہر تھا سبھی کچھ کیا ہوا، کیونکر ہوا؟
(بانگ درا: ص: ۱۷)

وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝
(آیت: ۵۳)

اور اے محمدؐ، میرے بندوں سے کہہ دو کہ زبان سے وہ بات نکالا کریں جو بہترین ہو، دراصل یہ شیطان ہے جو انسانوں کے درمیان فساد ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

مولانا روم:

بندہ خود خواند احمد در رشاد جملہ عالم را بخوان قل یا عباد
قرآن میں احمدؐ نے اپنا بندہ کہہ کر پکارا ہے تمام جہان کو ”قل یا عباد“ پڑھ لے
(ص: ۱۰۳) (۱/۲۳۹۸) (ت ج ص: ۲۱/۳)

اقبال:

رہے نہ ایک و غوری کے معر کے باقی ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمہ خسرو!
(بال جریں: ص: ۷۴)

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ
خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝ (آیت: ۷۰)

یہ تو ہماری عنایت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی و تری میں سواریاں عطا کیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔

مولانا روم:

پس بنی آدم مکرّم گئی بُدی؟ کسی بحسّ مشترک محرم شدی؟
تو بنی آدم کب مکرّم ہوتے ہیں؟ مشترک جس کی وجہ سے محرم (راز) کب ہوتے؟
(ص: ۱۳۷) (۱/۶۷) (ت ج ص: ۳۵۳/۲)

تو زکرمنا بنی آدم شہی تو ”کر منا بنی آدم کی وجہ سے شاہ ہے
کہ حملناہم علی البحر بجان تو روح کی وجہ سے ”حملناہم علی البحر“ (کا صدق) ہے
ہم بخشکی ہم بدریا پانہی خشکی میں بھی اور سمندر میں بھی قدم دھرتا ہے
از حملناہم علی البر پیش ران حملناہم علی لبر سے آگے چل
(ص: ۲۲۱) (۲/۳۷۷-۳۷۷) (ت ج ص: ۳۵۳/۲)

چون شدی سر، پشت پائیت چون زخم؟
جب تو سردار ہو گیا تو میں ٹھوکر کیسے ماروں؟
(ص: ۲۳۳) (۳۳۲/۳) (ت ج ص: ۴۵/۳)

نورِ این دانی کہ: حیوان دید ہم
تو اس کو نور سمجھتا ہے جس کو حیوان بھی دیکھتا ہے
(ص: ۲۷۸) (۲۴۰۸/۳) (ت ج ص: ۲۳۳/۳)

زآنکہ کر مناشد آدم ز اختیار
اختیار کی وجہ سے (بنی) آدم گرنا (کا مصداق) بنا
(ص: ۳۰۵) (۳۲۹۲/۳) (ت ج ص: ۳۱۷/۳)

این کہ کر مناست و بالا می رود
یہ جو کہ ”ہم نے عزت بخشی“ ہے اونچا جاتا ہے
(ص: ۵۳۶) (۱۳۹/۵) (ت ج ص: ۱۲۸/۵)

او حملنا ہم بُود فی البر و بس
وہ صرف ”ان کو ہم نے خشکی میں چلایا“ ہے
(ص: ۳۶۵) (۱۲۹۶/۵) (ت ج ص: ۱۳۸/۵)

تاج کر مناست برفرق سرت
تیرے سر پر ”ہم نے مکرم بنایا“ کا تاج ہے
(ص: ۵۱۲) (۳۵۷۶/۵) (ت ج ص: ۳۵۹/۵)

کیہ شنید این آدمی پُر غمان
جو اس غموں کے بھرے ہوئے آدمی نے سنا ہے
(ص: ۵۳۶) (۱۳۹/۶) (ت ج ص: ۲۷۶/۶)

اقبال:

تُو راز کن نکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا راز داں ہو جا، خدا کا ترجمان ہو جا
(بانگ درا: ص: ۲۷۳)

وہ فریب خور وہ شاہیں جو پلا ہو کر گسوں میں
اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی
(بال جریل: ص: ۱۷)

شکایت ہے مجھے یا رب! خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاک بازی کا!
(بال جریل: ص: ۳۲)

اور اگر باخبر اپنی شرافت سے ہو
تیری سپہ انس و جن! تُو ہے امیر جنود!
(ضرب کلیم: ص: ۱۱۳)

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝

(آیت: ۸۵)

یہ لوگ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہو یہ روح میرے رب کے حکم سے آتی ہے، مگر تم لوگوں نے زعلم سے کم ہی بہرہ پایا ہے۔

مولانا روم:

تن ز جان و جان ز تن مستور نسیت لیکن کسی کے لیے روح کو دیکھنے کا دستور نہیں ہے
بدن روح اور بدن روح سے چھپی ہوئی نہیں ہے

بلکہ از دجلہ اگر واقف بُدی آن سبورا برسرسنگی زدی
بلکہ اگر دجلہ سے واقف ہوتا تو وہ ٹھلیا کو پتھر پر مار دیتا

عشقِ ربّا نیست خورشیدِ کمال (عالم) امر اس کا نور ہے (عالم) خلق سانیوں کی طرح ہے
خدائی عشق کا کمال سورج ہے

کمترین لُعبتِ او جان تُست این چگونہ و چون جان کی شد دُرست
تیری جان اس کا چھوٹا سا کھلونا ہے جان کے لیے چون و چگون کب درست ہیں؟

باز کرد از رطب و یابس حق نورد روح را من امرِ ربّی مہر کرد
اللہ تعالیٰ نے رطب و یابس سے لپیٹ کھول دیا روح پر من امرِ ربّی سے مہر لگادی

روح چون من امرِ ربّی مُختلفیست ہر مثالی کہ بگویم مُنتفیست
روح چونکہ ”میرے رب کے امر میں سے ہے“ پوشیدہ ہے میں جو مثال بھی کہوں وہ جداگانہ ہے

اقبال:

یہ نکتہ میں نے سیکھا بولحسن سے کہ جاں مرتی نہیں مرگِ بدن سے

(بال جبریل: ص: ۸۷)

اس سورت کی پہلی آیت کو مولانا نے دو اشعار اور علامہ نے پانچ اشعار میں تلخیص کیا ہے اور پھر دوسرا موضوع جیسا کردگے ویسا بھرو گے پر دونوں نے قلم اٹھایا ہے روز آخر پر ایمان ضروری ہے۔ ناماننے والے کے لیے سخت عذاب اور اس دن ہر شخص کا اعمال نامہ اس کے گلے میں آویزاں ہوگا آیت ۷۰ کے ضمن میں مولانا اور علامہ دونوں نے انسان کا اشرف المخلوقات اور اللہ کی جانب سے اس کی ترفیع رتبہ کو خوبصورتی سے بیان کیا۔ پھر روح کے بارے میں دونوں نے بیان کیا علامہ روح کو لافانی قرار دیتے ہیں۔

سورہ الکہف (۱۸)

اس سورہ کا نام پہلے رُکوع کی نویں آیت ”اِذَا وَاى السِّفِيَةِ اِلَى لِكْهَفٍ“ سے ماخوذ ہے یعنی وہ سورت جس میں کہف کا لفظ آیا ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام حائلہ بھی ہے۔ ترتیب تلاوت ۱۸ اویں، ترتیب نزول ۶۹ ویں، ۱۱۰ آیات اور ۱۵۷ الفاظ پر مشتمل کی سورت ہے۔ یہ سورت قرآن مجید کے عین درمیان میں ہے۔ اس سورت میں چند داستانیں بیان کی گئیں: (۱) مضبوط دلوں کے مالک اور ہدایت یافتہ اصحاب کہف کا قصہ، جب کسی کام کی نسبت یہ کہو کہ ”میں اسے کل کروں گا“ تو اس کے ساتھ ان شاء اللہ بھی ملا لو، (۲) ایسے دو آدمیوں کا قصہ جن کو اللہ نے اپنی نعمتوں سے نوازا۔ ایک نے اللہ کی ناشکری کی اور دوسرا اللہ کا شکر بجالایا (۳) آدم و ابلیس کا قصہ، گنہگار دوزخ کو دیکھیں گے تو سمجھ لیں گے کہ یہ ہمارا ٹھکانہ ہے، مجرم اور گنہگار دوزخ سے بچنے کا کوئی راستہ نہ پائیں گے۔ (۴) حضرت موسیٰ اور خضر علیہ السلام کا قصہ، موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق پیش آنے والے واقعات پر خاموش رہنا، موسیٰ اور خضر علیہ السلام کی آپس میں جدائی۔ (۵) ذوالقرنین فرمانروا کا قصہ جو زبردست فاتح اور اس قدر عظیم الشان ذرائع کا مالک ہو کر بھی اپنی حقیقت کو نہ بھولا تھا اور اپنے خالق حقیقی کے آگے ہمیشہ سر تسلیم خم رکھتا تھا۔ (۶) یاجوج ماجوج کا ذکر جب ان کا خروج ہوگا تو یہ سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتے ہوئے نکلیں گے اور ایک ذکر خاص حضرت محمد ﷺ صلعم لوگوں کی طرح انسان اور بشر ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے علوم کھد اور معارف قدسیہ سے وحی کے ذریعے نوازا ہے۔

فَيَسْمًا لِيَسْنُدِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ۝
مَا كَثِيرٌ فِيهِ اِبْدَاءٌ ۝ (آیت: ۳-۲)

ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی کتاب، تاکہ وہ لوگوں کو خدا کے سخت عذاب سے خبردار کر دے، اور ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبری دیدے کہ ان کے لیے اچھا اجر ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

مولانا روم:

نان دھمی از بہر حق ناننت دھند جان دھمی از بہر حق جاننت دھند
(ص: ۱۰۰) (۱/۲۲۳۷) (ت ج ص: ۱۶۷/۶)

اگر تو خدا کے لیے روٹی دے گا، تجھے روٹی دیں گے تو خدا کے لیے جان دے گا، تو تجھے جان دیں گے

اقبال:

ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے!

(ضرب کلیم: ص: ۳۱)

(اگر انسان خود کو پہچانے، خود کو بنائے اور خود کی گرفت (محاسبہ) کرے تو وہ ایسے کام سرانجام دے سکتا ہے جس کی بدولت اسے حیات ابدی حاصل ہو سکتی ہے)

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعَدَاوَةِ وَالْعِشْيِ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ
زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تَطْعَمَنْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝

(آیت: ۲۸)

اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح و شام اُسے پکارتے ہیں، اور ان سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو۔ کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو؟ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور جس کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہے۔

مولانا روم:

گر ندانی رہ ہر آنچہ خربخواست
اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے، تو جو گدھا چاہے
شا وروہن و آنگہ خالفو
ان (عورتوں) سے مشورہ کرو پھر خلاف کرو
ان (عورتوں) سے مشورہ کرو پھر خلاف کرو
باہوی و آرزو کم باش دوست
خواہش نفسانی اور آرزو سے دوستی نہ کر
چون یضلک عن سبیل اللہ اوست
کیونکہ وہی ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کرتی ہے
(س: ۱۱۳) (۳۳۵۹-۳۳۵۷) (ت ج: ۱/۳۰۹)

مشتري را صابران دريافتند
صابر لوگوں نے خریدار پا لیا ہے
چون سوی هر مشتري نشتا فتند
کیونکہ وہ ہر خریدار کی طرف نہیں دوڑے ہیں
(س: ۳۶۹) (۱۴۲۱/۵) (ت ج: ۵/۱۵۳)

اقبال:

صحبت اہل صفا، نور و حضور و سرور
سر خوش و پر سوز ہے لالہ لب آسجوا!
(بال جبریل: ص: ۹۱)

رکھنے لگا مڑھائے ہوئے پھول قفس میں
شاید کہ اسیروں کو گوارا ہو اسیری!
(ضرب کلیم: ص: ۱۶۱)

الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَلِيَّةُ الصُّلْحَةُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ۝

(آیت: ۴۶)

یہ مال اور یہ اولاد محض دنیوی زندگی کی ایک ہنگامی آرائش ہے۔ اصل میں تو باقی رہ جانے والی نیکیاں ہی تیرے رب کے نزدیک نتیجے کے لحاظ سے بہتر ہیں اور انہی سے اچھی امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔

مولانا روم:

باقیات الصّالحات آمد کریم رستہ از صد آفت و اخطار و بیم
بھلا (بزرگ) باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے جو سینکڑوں آفتوں اور خطروں اور خوف سے نجات پا گیا ہو
(ص: ۲۲۶) (۳۳/۳) (ت ج ص: ۱۸/۳)

اقبال:

یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند بتان وہم و گماں! لا الہ الا اللہ
(ضرب کلیم: ص: ۱۵)

وَ اِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَبْتِهٖ لَا اَبْرٰحَ حَتّٰى اَبْلُغَ مَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِیْ حَقْبًا (آیت: ۶۰)
(ذرا ان کو وہ قصہ سناؤ جو موسیٰ کو پیش آیا تھا) جبکہ موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا تھا کہ ”میں اپنا سفر ختم نہ کروں گا جب تک کہ دونوں
دریاؤں کے سنگم پر نہ پہنچ جاؤں، ورنہ میں ایک زمانہ دراز تک چلتا ہی رہوں گا۔“

مولانا روم:

می روم تا مجمع البحرین من تا شوم مصحوب سلطان زمن
میں مجمع البحرین تک جاؤں گا تاکہ شاہ زمانہ کا ساتھی بنوں
(ص: ۲۶۷) (۱۹۶۹/۳) (ت ج ص: ۱۹۵/۳)

گرم رو چون جسم موسیٰ کلیم تا بحرینش چو پھنای گلیم
حضرت موسیٰ کلیم (اللہ) کے جسم کی طرح تیز رفتار بن مجمع البحرین تک جو ان کے لیے چٹائی کی چوڑائی کی طرح تھا
ہست ہفصد سالہ راہ آن حُقب کہ بگرد او عزم در سیران حُقب
وہ حُقب سات سو سالہ راستہ ہے سفر عشق میں جس کا انہوں نے عزم کیا
(ص: ۵۵۷) (۱۱۳۰-۱۱۳۱) (ت ج ص: ۱۲۲/۶)

اقبال:

تر آنکھیں تو ہو جاتی ہیں، پر کیا لذت اس رونے میں جب خونِ جگر کی آمیزش سے اشکِ پیازی بن نہ سکا
(بانگِ درا: ص: ۲۹۱)

(بظاہر احساس ہے لیکن اگر عمل کے لیے آمادگی نہ ہو سکی تو سب بیکار ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام کے عمل سے مستعدی اور سخت
کوشی کا بہت بڑا سبق ملتا ہے)

نگاہِ گرم کہ شیروں کے جس سے ہوش اُڑ جائیں نہ آہِ سرد کہ ہے گوسفندی و میشی!
(بال جریل: ص: ۳۰)

(سخت کوشی اور مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہی کامیابی کا پیش خیمہ ہے۔ کمزوری اور حسرت ویسا ایک مسلمان کا شیوہ
نہیں)

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لاتخف
(بال جبریل: ص: ۴۰)

(موسیٰ علیہ السلام کی شان بھی یہی تھی کہ وہ ڈٹ کر اپنے کام میں لگ جاتے تھے)

نہ ہو طغیانِ مشتاقی تو میں رہتا نہیں باقی کہ میری زندگی کیا ہے؟ یہی طغیانِ مشتاقی!
(بال جبریل: ص: ۵۸)

(صرف مشکلات کو لبیک کہنا زندگی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے کردار میں پیہم کوشش اور مشکل پسندی اس شعر اور

آیت سے واضح ہے)

ہے گراں سیرِ غمِ راحلہ و زاد سے تُو کوہ و دریا سے گزر سکتے ہیں مانند نسیم
(بال جبریل: ص: ۶۱)

بڑی سے بڑی مشکل (عشق کی وجہ سے) آسان ہو جاتی ہے

رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم عصا نہ ہو تو کلیسیا ہے کارِ بے بنیاد!
(بال جبریل: ص: ۷۰)

(گاندھی (رشی) نے مرن بھرت رکھا کہ اچھوتوں کو ان کے غضب شدہ حقوق برہمنوں سے مل جائیں لیکن اس طرح کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام کی شان عمل کی وجہ سے نمایاں ہے کہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا)

نے مہرہ باقی، نے مہرہ بازی جیتا ہے رومی، ہارا ہے رازی!
(بال جبریل: ص: ۷۱)

فلسفہ و حکمت کے امام فخر الدین رازی کا کھیل ختم ہو گیا۔ رازی ہار گئے رومی جیت گیا۔ حقیقی زندگی گزارنے اور صاحبِ بقا بننے کے لیے انسان کے دل میں عشقِ حقیقی کا ہونا ضروری ہے۔ فلسفہ و حکمت اس سلسلہ میں بیکار ہیں۔

ظلامِ بحر میں کھو کر سنبھل جا تڑپ جا پیچ کھا کھا کر بدل جا
نہیں ساحلِ تری قسمت میں اے موج! ابھر کر جس طرف چاہے نکل جا!
(بال جبریل: ص: ۸۰)

مسلمان ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ اسے ہر وقت متحرک رہنا چاہیے۔ وہ سخت کوشی اور متواتر جہتو کے لیے وجود میں آیا۔ مندرجہ بالا آیت میں مسلمان کے لیے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ پیغام ہے۔

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر! نیا زمانہ، نئے صبح و شام پیدا کر!
(بال جبریل: ص: ۱۳۷)

عشق کے ذریعے بڑے بڑے کام انجام دیئے جاسکتے ہیں۔

خودی ہو زندہ تو دریائے بیکراں پایاب خودی ہو زندہ تو کہسار پر نیاں و حریر!
(ضربِ کلیم: ص: ۷۶)

خودی کی تربیت سے ایسی سخت کوشی کی عادت پیدا ہو جاتی ہے کہ کسی مشکل کو مشکل نہیں سمجھا جاتا۔ اور اس آیت کے ذریعہ موسیٰ علیہ السلام کے عزم و ہمت کا اظہار ہوتا ہے۔

خودی میں ڈوبنے والوں کے عزم و ہمت نے اس آجیو سے کیے بحرِ نیکراں پیدا!
 ہوائے دشت سے بوئے رفاقت آتی ہے عجب نہیں ہے کہ ہوں میرے ہم عنماں پیدا!
 (ضرب کلیم: ص: ۱۰۱)

دریا میں موتی! اے موجِ بے باک! ساحل کی سوغات؟ خار و خس و خاک!
 (ضرب کلیم: ص: ۱۱۳)

بے محنت پیہم کوئی جوہر نہیں کھلتا روشن شرریتشہ سے ہے خانہ فرہاد!
 (ضرب کلیم: ص: ۱۱۳)

چھوڑ یورپ کے لیے رقصِ بدن کے خم و پیچ روح کے رقص میں ہے ضرب کلیم اللہی!
 (ضرب کلیم: ص: ۱۱۳)

فرہاد کی خارا شکنی زندہ ہے اب تک باقی نہیں دنیا میں ملوکیتِ پرویز!
 (ضرب کلیم: ص: ۱۱۸)

بے جراتِ ریدانہ ہر عشق ہے روباہی بازو ہے قوی جس کا وہ عشق ید اللہی!
 جو سختی منزل کو سامانِ سفر سمجھے اے وائے تن آسانی! ناپید ہے وہ راہی!
 (ضرب کلیم: ص: ۱۲۳)

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی یا بندہ صحرائی یا مردِ گہستانی!
 (ضرب کلیم: ص: ۱۲۸)

عدا مسجد کی دیواروں سے آئی فرنگی بتلے میں کھو گیا کون؟
 (ارمغانِ حجاز: ص: ۳۱)

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اتَّبِعَهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ اتَّبَعَكَ عَلَىٰ
 أَنْ تَعْلَمَ مِمَّا عَلَّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ
 خُبْرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۝ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْتَلْنِي عَنْ
 شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحَدِّثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ
 أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ۝ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ
 وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ۝ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَفَتَلَهُ قَالَ اقْنِطْ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ
 جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا ۝ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ إِنْ سَأَلْتكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا
 فَلَا تُصَحِّبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا ۝ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا اتَّيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ نَاسِطَعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ
 يُضَيِّقُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَاقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ۝ قَالَ هَذَا فِرَاقُ
 بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝ أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسْكِينٍ يَعْمَلُونَ فِي
 الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ
 مُؤْمِنَيْنِ فَحَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝ فَأَرَدْنَا أَنْ يُبَدِّلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ۝

وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَسْلُبَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ وَ مَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝ (آیت ۶۵-۸۲)

چنانچہ وہ دونوں اپنے نقش قدم پر پھر واپس ہوئے اور وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا اور اپنی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا تھا۔

موسیٰ نے اس سے کہا ”کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے بھی اُس دانش کی تعلیم دیں جو آپ کو سکھائی گئی ہے؟“ اس نے جواب دیا ”آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے، اور جس چیز کی آپ کو خبر نہ ہو، آخر آپ اس پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں۔“ موسیٰ نے کہا ”ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملے میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا۔“ اس نے کہا ”اچھا، اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھیں جب تک کہ میں خود اس کا آپ سے ذکر نہ کروں۔“

اب وہ دونوں روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب وہ ایک کشتی میں سوار ہو گئے تو اس شخص نے کشتی میں شگاف ڈال دیا۔ موسیٰ نے کہا ”آپ نے اس میں شگاف ڈال دیا تاکہ سب کشتی والوں کو ڈوب دیں؟ یہ تو آپ نے ایک سخت حرکت کر ڈالی۔“ اس نے کہا ”میں نے تم سے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے؟“ موسیٰ نے کہا ”بھول چوک پر مجھے نہ پکڑیے۔ میرے معاملے میں آپ ذرا سختی سے کام نہ لیں۔“

پھر وہ دونوں چلے، یہاں تک کہ ان کو ایک لڑکا ملا اور اس شخص نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ نے کہا ”آپ نے ایک بے گناہ کی جان لے لی حالانکہ اُس نے کسی کا خون نہ کیا تھا؟ یہ کام تو آپ نے بہت ہی برا کیا۔“ اُس نے کہا ”میں نے تم سے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے؟“ موسیٰ نے کہا ”اس کے بعد اگر میں آپ سے کچھ پوچھوں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں۔ لیجیے، اب تو میری طرف سے آپ کو عذر مل گیا۔“

پھر وہ آگے چلے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا۔ مگر انہوں نے ان دونوں کی ضیافت سے انکار کر دیا۔ وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو گر اچا ہتی تھی اُس شخص نے اس دیوار کو پھر قائم کر دیا۔ موسیٰ نے کہا: ”اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے۔“ اُس نے کہا ”بس میرا تمہارا ساتھ تم ہوا۔ اب میں تمہیں ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہ کر سکتے۔ اُس کشتی کا معاملہ یہ ہے کہ وہ چند غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے۔ میں نے چاہا کہ اُسے عیب دار کر دوں، کیونکہ آگے ایک ایسے بادشاہ کا علاقہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔ رہا وہ لڑکا، تو اس کے والدین مومن تھے، ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ لڑکا اپنی سرکشی اور کفر سے ان کو تنگ کرے گا، اس لیے ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلے ان کو ایسی اولاد دے جو اخلاق میں بھی اس سے بہتر ہو اور جس سے صلہ رحمی بھی زیادہ متوقع ہو۔ اور اس دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ یہ دو یتیم لڑکوں کی ہے جو اس شہر میں رہتے ہیں۔ اس دیوار کے نیچے ان بچوں کے لیے ایک خزانہ مدفون ہے اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔ اس لیے تمہارے رب نے چاہا کہ یہ دونوں بچے

بالغ ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔ یہ تمہارے رب کی رحمت کی بنا پر کیا گیا ہے، میں نے کچھ اپنے اختیار سے نہیں کر دیا ہے۔ یہ ہے حقیقت اُن باتوں کی جن پر تم صبر نہ کر سکتے۔“

مولانا روم:

باز آمد کای محمد عفوکن
واپس آیا کہ اے محمد معاف کر دیجیے
ای ترا اللطاف و علم من لدن
اے (حضرت) آپ کو مہربانیاں اور علم لَدُنِی حاصل ہے
(ص: ۶۳) (۸۱۳/۱) (ت ج ص: ۱۱۰/۱)

آدمِ خاکی ز حق آموخت علم
مٹی کے آدم نے اللہ سے علم سیکھا
تا بہفتم آسمان افروخت علم
علم نے ساتواں آسمان تک روشن کر دیا
(ص: ۷۰) (۱۰۱۲/۱) (ت ج ص: ۱۴۹/۱)

علم کان نبود ز ہوبی واسطہ
جو علم اللہ تعالیٰ کی جانب سے بلا واسطہ نہ ہو
آن نپاید ہمچو رنگ ماشطہ
وہ پائیدار نہیں ہوتا مشاطہ کے (لگائے ہوئے) رنگ کی طرح
(ص: ۱۲۷) (۳۲۵۱/۱) (ت ج ص: ۳۵۵/۱)

ای برادر دست وادار از سُخَن
اے بھائی بات کہنے سے دستبردار ہو جا
خود خدا پیدا کند علم لَدُن
وہ اللہ تعالیٰ خود علم وہی پیدا کر دے گا
(ص: ۱۳۲) (۳۶۲۲/۱) (ت ج ص: ۳۷۱/۱)

هر پیری بر عرض دریاگی پَرَد
ہر بازو دریا کی چوڑائی تک کب پرواز کر سکتا ہے؟
تالَدُن علم لَدُنْی می بَرَد
اللہ کے قرب تک علم لَدُنْی لے جاتا ہے
(ص: ۲۵۲) (۱۱۲۵/۳) (ت ج ص: ۱۱۵/۳)

با سیاستهای جاہل صبر کن
جاہل کی تکالیف پر صبر کر
خوش مدارا کن بعقل من لدن
خدائی عقل کی ذریعہ اچھی خاطر تواضع کر
(ص: ۵۷۲) (۲۰۲۳/۶) (ت ج ص: ۲۰۵/۶)

گرچہ آسانت نمود آن سان سُخَن
اگرچہ تجھے اس قسم کا کلام آسان معلوم ہوتا ہے
لَدُنْیہ رموز کب آسان ہوتے ہیں؟
مندرجہ بالا اشعار آیت نمبر ۲۵ کی طرف اشارہ کرتے ہیں
(ص: ۵۸۰) (۲۲۹۶/۶) (ت ج ص: ۲۲۷/۶)

باچنین جاہ وچنین پیغامبری
ایسے رتبے اور ایسی پیغمبری کے ہوتے ہیں
در پسی نیکو پیبی سرگشتہ ای
ایک نیک خصلت کے پیچھے حیران ہو
(ص: ۲۶۷) (۱۹۶۲/۳) (ت ج ص: ۱۹۳/۱)

ان دونوں اشعار میں آیت نمبر ۲۶ کی تلمیح ہے

همچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
موسیٰ کی طرح حضرت خضرؑ کے حکم کے ماتحت چل
(ص: ۱۱۳) (۱/۲۹۷) (تج: ص: ۳۱۱/۱)

صد درستی در شکست خضر هست
(لیکن) خضرؑ کے (کشتی) توڑنے میں سو درستیاں تھیں
(ص: ۳۳) (۱/۲۳۶) (تج: ص: ۵۵/۱)

سیر آن را در نیابد عام خلق
اس کا بھیجید عام مخلوق نہیں سمجھ سکتی
(ص: ۳۲) (۱/۲۲۳) (تج: ص: ۵۴/۱)

تا نگوید خضر: رو هذا فراق
تا کہ خضرؑ یہ نہ کہہ دے کہ جا یہ جدائی ہے
(ص: ۱۱۳) (۱/۲۹۷) (تج: ص: ۳۱۱/۱)

گفت: رو تو مکتبری هذا فراق
انہوں نے کہہ دیا تو زیادہ بات کرتا ہے اب جدائی ہوگی
(ص: ۲۱۷) (۲/۳۵۷) (تج: ص: ۳۳۰/۲)

تا تو اند کشتی از فجار رست
تا کہ کشتی ظالموں سے بچ جائے
(ص: ۳۹۵) (۳/۲۷۵) (تج: ص: ۲۶۳/۳)

تا کہ آن کشتی ز غاصب باز رست
کہ وہ غاصب (بادشاہ) سے بچ گئی
(ص: ۴۳۷) (۵/۷۱۳) (تج: ص: ۸۰/۵)

چون گرفتت پیر، هین! تسلیم شو
جب (کسی کو) پیر بنا لے، خبردار! سراطعت رکھ دے
یہ شعر آیت نمبر ۷۰ کی طرف اشارہ کرتا ہے

گر خضر در بحر کشتی را شکست
اگرچہ خضرؑ نے دریا میں کشتی توڑ دی
اس شعر میں آیت نمبر ۷۱ کا مفہوم دیا گیا

آن پس را کش خضر بربید خلق
وہ لڑکا خضرؑ نے جس کا گلا کاٹا تھا
یہاں آیت نمبر ۷۲ کی طرف اشارہ ہے

صبر کن بر کار خضر ای بی نفاق
اے مخلص! خضرؑ کے کام پر صبر کر

آن فزونی با خضر آمد نفاق
وہ بڑھوتری (حضرت) خضرؑ سے جدائی بن گئی
درج بالا دونوں اشعار آیت نمبر ۷۸ کو بیان کر رہے ہیں

خضر کشتی را برای آن شکست
(حضرت) خضرؑ نے کشتی اس لیے توڑی
دونوں اشعار آیت نمبر ۷۹ کی طرف اشارہ کرتے ہیں

پس خضر کشتی برای این شکست
خضرؑ نے کشتی اس لیے توڑی

اقبال:

علمِ موسیٰ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش!
(بانگِ درا: ص: ۲۵۶)

”کشتی مسکین“ و ”جانِ پاک“ و ”دیوارِ یتیم“!

اس شعر میں موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے ان تمام واقعات کی طرف اشارہ موجود ہے جو سورہ

الکہف کی آیات ۶۵ تا ۸۲ میں بیان ہوئے۔

مانگنے والا گدا ہے! صدقہ مانگے یا خراج!
کوئی مانے یا نہ مانے میر و سلطان سب گدا!
(بالِ جبریل: ص: ۱۱۷)

ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی ہوں کی امیری، ہوں کی وزیری!

(بال جریں: ص: ۱۱۸)

مندرجہ بالا دونوں اشعار سورہ الکہف کی آیت نمبر ۹ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس میں ایک غاصب بادشاہ کا ذکر

ہے جو ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا ہے عام بادشاہوں کا یہی حال ہے جو دوسروں کے مال کی بدولت بادشاہ بنتے ہیں

میں نے دکھلایا فرنگی کو ملوکیت کا خواب میں نے توڑا مسجد و دیر و کلیسا کا فسوں

(ارمغان حجاز: ص: ۵)

ابلیس کی مجلس شوریٰ میں ابلیس کہتا ہے میں نے یورپ کے حکمرانوں کو (دنیا کے وسائل پر قبضہ کر کے حکومت کی

وسعت کا خواب دیکھایا۔ نئے فلسفوں کی بدولت مسجد مندر چرچ یعنی (مذہب) کا زور توڑا۔ فرنگی نے غصب پر زور

دے رکھا ہے جیسا کہ آیت نمبر ۹ میں غاصب بادشاہ کا ذکر ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَّهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ (آیت: ۱۰۵-۱۰۳)

اے محمد، ان سے کہو، کیا تم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ کہ دنیا کی زندگی

میں جن کی ساری سعی و جہد راہ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں

جنہوں نے اپنے رب کی آیات سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا۔ اس لیے اُس کے سارے اعمال ضائع

ہو گئے، قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔

مولانا روم:

ہمچو آن کر کوہمی پنداشتست کونکویبی کرد و آن برعکس جست

اس بہرے کی طرح جس نے یقین کیا کہ اس نے بھلائی کی اور دوسرا اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا

(ص: ۱۲۴) (۱/۳۳۸) (ت ج ص: ۱/۳۲۹)

اقبال:

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا، نا پائیدار ہوگا

(بانگ درا: ص: ۱۴۱)

آزاد کا ہر لفظ پیامِ ابدیت محکوم کا ہر لفظ نئی مرگِ مفاجات

آزاد کا اندیشہ حقیقت سے منور محکوم کا اندیشہ گرفتارِ خرافات

محکوم کے حق میں ہے یہی تربیت اچھی موسیقی و صورت گری و علم نباتات!

(ضرب کلیم: ص: ۷۸)

خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی پختہ ہو جاتے ہیں جب خوائے غلامی میں غلام!

(ضرب کلیم: ص: ۱۳۳)

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لَكَلِمَتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝

(آیت: ۱۰۹)

اے محمد! کہو کہ اگر سمندر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے روشنائی بن جائے تو وہ ختم ہو جائے مگر میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں، بلکہ اتنی ہی روشنائی ہم اور لے آئیں تو وہ بھی کفایت نہ کرے۔

مولانا روم:

ذرہ ہا را کسی تَوَاند کس شَمْرُد
ذروں کوئی کب گن سکتا ہے
می شَمارم بَرگھای باغ را
می شمارم بانگ کبک و زاغ را
میں چکور اور کوئے کی آواز کو شمار کرتا ہوں!
در شَمار اندر نیاید، لیک من
وہ گنتی میں نہیں آتے، لیکن میں
بتلا کی رہنمائی کے لیے گنتا ہوں
(ص: ۱۸۳) (۲/۱۷۰۷-۱۷۰۹) (ت ج ص: ۳۲۹/۱)

یا قلم را زہرہ باشد کہ بسر
یا قلم کی یہ مجال ہو کہ نوک سے
بر نویسد بر صحایف زان خَبر
وہ صحیفوں میں اس کی بابت لکھ دے
(ص: ۲۲۲) (۲/۳۷۵) (ت ج ص: ۳۵۳/۴)

گر شود، بیشہ قلم دریا مدید
اگر جنگل قلم اور سمندر روشنائی بن جائے
مثنوی را نیست پایانی امید
مثنوی کے ختم کی توقع نہیں ہے
(ص: ۵۷۹) (۶/۲۲۵) (ت ج ص: ۲۲۳/۶)

اقبال:

مخفل ہستی میں جب ایسا تک جلوہ تھا حُسن
پھر تخیل کس لیے لا انتہا رکھتا ہوں میں
(بانگ درا: ص: ۱۲۳)

مولانا نے آیت ۲۸ کو سمجھانے کا انداز مختلف اختیار کیا۔ وہ کہتے ہیں اگر راستہ نہیں جانتا تو بے وقوف کے عمل کے خلاف یا عورت سے مشورہ کر کے اس کے الٹ چل، نفسانی خواہشات کو عزیز نہ رکھ۔ جبکہ اسی بات کو علامہ کہتے ہیں کہ نیک لوگوں کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑ اور اگر غلام میں بصیرت پیدا ہو جائے تو حاکم کی عیاری بھانپ لیتا ہے۔ آیت نمبر ۶۰ کی مناسبت سے اشعار کے ساتھ ہی متن میں اضافے دیئے گئے ہیں۔ اور پھر آیات ۶۵ تا ۸۲ کے متعلقہ علامہ کے اشعار کی کچھ توضیحات جہاں ضروری تھا شعروں کے ذیل میں تحریر کر دی گئیں اور پھر آیت نمبر ۱۰۹ کے ضمن میں مولانا نے خدا کی آیات کو بے شمار ذروں سے تشبیہ دی ہے جبکہ علامہ نے اسے تخیل کی انتہا پر اختتام کیا۔

سورہ مریم (۱۹)

اس سورت کا نام آیت ”وَإِذْ كُفِرَ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ“ سے ماخوذ ہے۔ یہ سورت ہجرت حبشہ سے پہلے نازل ہوئی۔ مہاجرین اسلام نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں یہی سورت تلاوت فرمائی۔ اس سورت کا دوسرا نام بھیعص ہے۔ قرآن مجید کی دسویں سورت جو حروف مقطعه [=کھیعص: کاف، ہاء، یاء، عین، صاد سے شروع ہوتی ہے۔ ترتیب تلاوت ۱۹ ویں، ترتیب نزول ۴۴ ویں، ۹۸ آیات اور ۹۶۲ الفاظ پر مشتمل کی سورت ہے۔ اس سورت کے مضامین میں سے چند ایک درج ذیل ہیں، (۱) زکریا علیہ السلام کی بڑھاپے میں بیٹے کے لیے دعا، بارگاہ ایزدی سے زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اس بیٹے کی خوشخبری ملی جس کا نام حق تعالیٰ نے ولادت سے پہلے ہی ”یحییٰ“ تجویز کر رکھا تھا۔ (۲) مریم علیہ السلام کا تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خرق عادت طریق سے پیدائش کا ذکر، مریم علیہ السلام کی گود میں حضرت عیسیٰ کا بولنا کہ میں اللہ کا بندہ اور نبی ہوں۔ (۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ کہ انہوں نے کس طرح اپنے باپ کو شرک اور بت پرستی سے روکا اور حضرت ابراہیم کا اپنی قوم کی بد اعمالیوں سے تنگ آکر ہجرت کا ذکر (۴) تمام انبیاء علیہم السلام وہی دین لے کر آئے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔

مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحٰنَهُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ (آیت: ۳۵)

اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ وہ پاک ذات ہے۔ وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا، اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

مولانا روم:

باچنان قادر خدایی کز عَدَمِ صد چو عالم هست گرداند بدم

ایسے قادر خدا سے جو عدم سے اس عالم جیسے سو (۱۰۰) عالم ایک دم میں پیدا کر دیتا ہے

(ص: ۳۸) (۵۲۲/۱) (تج ص: ۱/۸۳)

حق قدم بروی نهد از لا مکان آنگہ او ساکن شود از گن فکان

اللہ تعالیٰ اس پر لامکان سے قدم رکھ دے گا اس وقت وہ ”کن فکان“ سے ساکن ہو جائے گا

(ص: ۸۰) (۱۳۸۱/۱) (تج ص: ۱/۱۶۴)

وَرَنَّهُ قَادِرٌ بُوَد كَزْ كُنْ فَيَكُونُ صد زمین و چرخ آوردی برون

ورنہ وہ قادر تھا کہ کن فیکون کے ذریعہ سینکڑوں زمین اور آسمان پیدا کر دیتا

(ص: ۳۱۰) (۳۵۰۲/۳) (تج ص: ۳/۳۳۶)

مُلْكُ زان دادست ما را گن فکان تا ننالد خلق سوی آسمان

(خدا کی قدرت) کن فکان نے ہمیں ملک اسی لیے دیا ہے تا کہ مخلوق آسمان کی جانب فریاد نہ کرے

(ص: ۳۳۰) (۳۶۲۰/۳) (تج ص: ۳/۳۳۹)

بعد از آن بر رو بر آن امرود بُن اس کے بعد اس امرود کے درخت پر چڑھ جا
کہ مَبْدَلٌ گشت و سبز از امرِ گُن کیونکہ گُن کے حکم سے تبدیل اور سبز ہو گیا ہے
(ص: ۲۱۶) (۳۵۷۱/۳) (ت ج ص: ۳۳۸/۳)

تَرَكَ آن کن کہ درازست آن سخن اس کو چھوڑ، کیونکہ یہ بات دراز ہے
نہی کر دست از درازی امرِ گُن حکم گُن کرنے والے نے درازی سے منع کیا ہے
(ص: ۵۴۹) (۶۸۸/۶) (۸۱/۱۶)

حق نہ قادر بود بر خلقِ فلک؟ کیا اللہ تعالیٰ آسمان کے پیدا کرنے پر قادر نہ تھا؟
در یکی لحظہ بہ گُن بی ہیچ شک گُن کے ذریعہ بغیر کسی شک کے ایک لفظ میں
(ص: ۵۵۸) (۱۲۱۶/۶) (ت ج ص: ۱۳۱/۶)

باز گفتی جان مادر قبض گُن پھر آپ نے فرمایا ماں کی جان قبض کرے
طفل را بگذار تنہا ز امرِ گُن ”امرِ گُن“ کی وجہ سے بچہ کو تنہا چھوڑ دے
(ص: ۶۳۳) (۶۸۰۲/۶) (ت ج ص: ۳۶۱/۶)

اقبال:

صبحِ ازل جو حسن ہوا دلستانِ عشق آوازِ گُن ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق
(بانگِ درا: ص: ۴۵)

اس سورت کی فقط ایک آیت نمبر ۳۵ کو مولانا اور علامہ نے مشترکاً اپنے اشعار میں جگہ دی ہے جس کا مرکزی موضوع ”کن وکال“ ہے

سورہ طہ (۲۰)

قرآن مجید کی گیارھویں سورت جس کا آغاز حروف مقفی [ط: طا، ہا] سے ہوتا ہے اور یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔ اس کا دوسرا نام کلیم ہے جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ (خدا متعال سے ہم کلام ہونے والا) کا لقب ہے۔ ترتیب تلاوت ۲۰ ویں، ترتیب نزول ۴۵ ویں، ۱۳۵ آیات اور ۱۳۴ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ یہ امر یقینی ہے کہ اس سورت کا نزول حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے پہلے ہو چکا تھا۔ ان کے قبول اسلام کی مشہور اور معتبر روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی نیت سے گھر سے نکلے تو راستے میں اپنی بہن فاطمہ بنت خطاب کے گھر گئے جہاں وہ اپنے شوہر سعید بن زید کے ساتھ بیٹھی حضرت خبابؓ بن ارت سے دونوں ایک صحیفہ کی تعلیم حاصل کر رہے تھے جس میں یہی سورت طہ لکھی ہوئی تھی اور وہ اسی سورت کی تلاوت سے مائل بہ اسلام ہوئے۔ آپ عمرؓ چنچنوت میں ایمان لائے۔ اس سورت کے مضامین میں سے چند مختصر اُمندرجہ ذیل ہیں۔ سب کے باپ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ جن غذاؤں سے آدمی کا بدن پرورش پاتا ہے وہ بھی مٹی سے نکلتی ہیں اور مرنے کے بعد بھی عام آدمیوں کو مٹی میں مل جانا ہے۔ حضرت موسیٰ کا مفصل قصہ، اُن کے معجزات جادوگروں سے مقابلہ، فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اور ابلیس کا انکار، ہیبت آدم و حوا کا ذکر بھی شامل ہے۔

قَالَ خَذَهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى ۝ (آیت: ۲۱)

فرمایا ”پکڑ لے اس کو اور ڈر نہیں، ہم اسے پھر ویسا ہی کر دیں گے جیسی یہ تھی۔“

مولانا روم:

چون بقوم خود رسید آن مَجْتَبَىٰ شِدْقِ او بگرفت باز او شد عَصَا
جب وہ برگزیدہ اپنی قوم میں پہنچے اس کی باجھ پکڑی وہ پھر لاٹھی بن گیا
(ص: ۲۵۱) (۱۱۰۶/۳) (ت ج ص: ۱۱۳/۳)

اقبال:

مِثْلِ كَلِيمٍ هُوَ اِذَا مَعْرَكَهَ آزما کوئی اب بھی درختِ طُور سے آتی ہے بانگِ لَا تَخَفْ
(بال جریل: ص: ۴۰)

وَاضْمُمُ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجَ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةٌ أُخْرَىٰ ۝ (آیت: ۲۲)

اور ذرا اپنا ہاتھ اپنی نعل میں دبا، چمکتا ہوا نکلے گا بغیر کسی تکلیف کے۔ یہ دوسری نشانی ہے۔

مولانا روم:

من بجاد و بیان چہ مانم؟ ای جُنُب! کہ ز جانم نور می گیرد کُتُب
اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت؟ کیونکہ خدا کی جانب سے مجھ پر قرآن نازل ہوتا ہے
(ص: ۳۸۷) (۳۵۶/۳) (ت ج ص: ۲۲۸/۴)

اینک موسیٰ را عَصَا تُعْبَانُ شُودِ ہمچو خورشیدی گَفَشِ رَخْشَانِ شُودِ
یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اڑدھا بنے ان کی ہتھیلی سورج کی طرح چمکدار بنے
(ص: ۲۷۳) (۵/۱۵۳۹) (ت ج ص: ۱۶۱/۵)

اقبال:

کبھی میں ذوقِ تکلم میں طور پر پہنچا چھپایا نورِ ازل زیرِ آستین میں نے
(بانگِ دار: ص: ۸۲)

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ۝ (آیت: ۶۸)

ہم نے کہا ”مت ڈر، تو ہی غالب رہے گا۔“

مولانا روم:

نہ زدریا ترس نہ از موج و کف چون شنیدی تو خطاب لا تخف
نہ دریا سے ڈر، نہ موج سے، نہ جھاگ سے جب تو نے ”ڈر“ کا خطاب سن لیا
لا تخف دان چونک خوفت داد حق نان فرستد چون فرستادت طبق
جبکہ تجھے اللہ نے خوف دیا تو اپنے آپ کو لا تخف کا مصداق سمجھ وہ روٹی بھیج دے گا جبکہ اس نے تجھے طباق دیا ہے
(ص: ۲۲۰) (۳/۲۹۹۵-۲۹۹۴) (ت ج ص: ۵۸/۲)

اقبال:

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لا تَخَفْ
(بال جریل: ص: ۴۰)

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَىٰ ۝ (آیت: ۱۲۴)

اور جو میرے ”ذکر“ (درسِ نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔

مولانا روم:

نُعْطُ مَنْ أَعْرَضَ هُنَا عَن ذِكْرِنَا عَيْشَةً ضَنْكًا وَنَجْزِي بِالْعَمَىٰ
جس شخص نے یہاں ہمارے ذکر سے اعراض کیا ہم اس کو دینگے تنگ زندگی اور (قیامت میں اندھا) اٹھائیں گے
(ص: ۲۲۲) (۳/۲۵۳)

اقبال:

لبالب شیشہ تہذیب حاضر ہے مے لا سے مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیانہِ اِلَّا
(بال جریل: ص: ۲۳)

تہذیب حاضر اللہ کی منکر ہے صرف لا ہی کہتی ہے اس لیے تباہی کی طرف جا رہی ہے۔

وَلَا تُمَدَّنْ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنُفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَ
أَبْقَىٰ ۝ (آیت: ۱۳۱)

اور نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو دنیوی زندگی کی اُس شان و شوکت کو جو ہم نے ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کے دے رکھی ہے، وہ تو ہم نے انھیں آزمائش میں ڈالنے کے لیے دی ہے، اور تیرے رب کا دیا ہوا رزق حلال ہی بہتر اور پائندہ تر ہے۔

مولانا روم:

بر دل خود کم نہ اندیشہ معاش عیش کم ناید، تو بر در گاہ باش
اپنے دل پر معاش کی فکر کم کر معاش کم نہ رہے گی تو دربار میں حاضر رہ
(ص: ۱۵۶) (۲/۳۵۴) (ت ج ص: ۵۶/۶)

اقبال:

یارب! یہ جہان گزراں خوب ہے لیکن کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہنر مند؟
(بال جبریل: ص: ۲۰)
فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ
(بال جبریل: ص: ۷۷)
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ نہیں ممکن امیری بے فقیری!
(بال جبریل: ص: ۸۳)
تجھے گُر فقر و شاہی کا بتا دوں غریبی میں نگہبانی خودی کی!
(بال جبریل: ص: ۸۹)
دنیا کو ہے پھر معرکہ روح و بدن پیش تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا!
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۱۶)

اس سورت سے فقط پانچ آیات کو مولانا اور علامہ نے اپنے اپنے کلام میں تمبیجا جگہ دی۔ ابتدائی تین سورتیں حضرت موسیٰ اور آخری آیت میں رزق حلال کے حصول کو بہتر اور پابند قرار دیا گیا۔

سورہ الانبیاء (۲۱)

اس سورت میں مسلسل بہت سے انبیاء کا ذکر آیا ہے اس لیے اس کا نام ”الانبیاء“ رکھ دیا گیا۔ یہ نام کسی آیت یا موضوع کی نسبت سے نہیں ہے بلکہ محض پہچاننے کے لیے ایک علامت ہے۔ ترتیب تلاوت ۲۱ ویں، ترتیب نزول ۷۳ ویں، آیات ۱۱۲ اور ۱۱۶۸ الفاظ پر مشتمل کی سورت ہے۔ قرآن مجید میں کل ۲۵ پیغمبروں کے نام ہیں جبکہ ان میں سے ۱۶ پیغمبروں کا ذکر اسی سورت میں آیا ہے۔ علاوہ ازیں توحید، حضرت ابراہیمؑ کی بت شکنی کا قصہ اور ان کے لیے آگ کے ٹھنڈا ہوجانے، قوم لوط کی نافرمانی اور ناشکری، قوم نوحؑ کی غرقابی، حضرت سلیمانؑ کی فرمانروائی، حضرت یونسؑ کا قصہ، قیامت کے قریب یا جوج ماجوج کے نکلنے کے ذکر کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کو پوری کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا جانے کا قصہ ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَ نَبَلُّوْكُمْ بِالْشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً وَ اَلَيْسَا تَرْجَعُوْنَ ۝ (آیت: ۳۵)

ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور ہم اچھے اور بُرے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں۔ آخر کار تمہیں ہماری ہی طرف پلٹنا ہے۔

مولانا روم:

در سرا عدل سلیمان در دوید
اور حضرت سلیمان کی عدالت میں دوڑا
پس سلیمان گفت: ای خواجه چہ بود؟
(حضرت) سلیمان نے پوچھا اے صاحب کیا ہوا؟
یک نظر انداخت پُر از خشم و کین
ایک نظر ڈالی جو غصہ اور کینہ سے بھری ہوئی تھی
گفت فرما باد را ای جان پناہ
اس نے کہا اے جان پناہ! ہوا کو حکم دیجیے
بوک بندہ کان طرف شد جان بَرَد
ہوسکتا ہے کہ بندہ اس طرف چلا جائے تو جان بچالے
(ص: ۶۹) (۱/۹۵۶-۹۶۰) (ت ج ۱: ۱۳۳)

مصطفیٰ فرمود دنیا ساعتیست
آنحضرت ﷺ نے فرمایا دنیا ایک پل ہے
(ص: ۷۲) (۱/۱۱۲۲) (ت ج ۱: ۱۳۱)

از برای ابتلائی خیر و شر
خیر اور شر میں آزمانے کے لیے
(ص: ۳۷۳) (۵/۱۵۵۷) (ت ج ۱: ۱۳۳)

راد مردی چاشتگاہی در رسید
ایک نیک آزاد شخص دن چڑھے آیا
رویش از غم زرد و ہر دولب کبود
غم سے اس کا چہرہ زرد اور دونوں ہونٹ نیلے تھے
گفت: عزرائیل در من این چنین
اس نے کہا (حضرت) عزرائیل نے مجھ پر ایسی
گفت هین اکنون چہ می خواہی بخواہ
گفت ہین اکنون چہ می خواہی بخواہ
انہوں نے کہا اب جو کچھ چاہتا ہے بیان کر
تا مرا زینجا بہ ہندستان بَرَد
تاکہ مجھے اس جگہ سے ہندوستان لے جائے

پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتیست
پس تیرے لیے ہر لحظہ موت اور واپسی ہے

چونک صانع خواست ایجاد بشر
جب بنانے والے نے انسان کی پیدائش چاہی

اقبال:

ٹھہر سکا نہ ہوئے چمن میں نیمہ گل! یہی ہے فصلِ بہاری؟ یہی ہے باؤ مُراد؟
(بال جبریل: ص: ۸)

میری بساط کیا ہے؟ تب و تاب یک نفس! شعلہ سے بے محل ہے الجھنا شرار کا
(بال جبریل: ص: ۹)

فَالْوَا حَرِّقُوهُ وَ انصُرُوا الْهَيْكَلُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فَعَلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ ۝ وَاَرَادُوْا بِهٖ
كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمْ الْاٰخِسْرِيْنَ ۝ (آیت: ۷۰-۶۸)

انہوں نے کہا ”جلا ڈالو اس کو اور حمایت کرو اپنے خداؤں کی اگر تمہیں کچھ کرنا ہے۔“ ہم نے کہا: ”اے آگ ٹھنڈی
ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیم پر۔“ وہ چاہتے تھے کہ ابراہیم کے ساتھ برائی کریں۔ مگر ہم نے ان کو بری طرح ناکام کر دیا۔

مولانا روم:

ضدّ ابراہیم گشت و خصم او
وہ (حضرت) ابراہیم کی ضد اور دشمن ہوا
چون درازی جنگ آمد نا خوشش
جب اس کو جنگ کا طول ناگوار ہوا
وآن دولشکر کین گزار و جنگ جُو
اور وہ دونوں لشکر کینہ کش اور جنگجو رہے
فِيصَلْ اَنْ هَرْدُو اَمَد آتَشَش
ان دونوں کا فیصلہ کرنے والی اس کی آگ آگئی
(ص: ۵۷۶) (۶/۲۱۶۲-۲۱۶۳) (تج: ص: ۶/۲۱۵)

پرورد در آتش ابراہیم را
حضرت ابراہیم کو آگ میں پال دیتا ہے
ایمنی روح سازد بیم را
اور خوف کو روح کے اطمینان کا ذریعہ بنا دیتا ہے
(ص: ۵۱) (۱/۵۳۷) (تج: ص: ۱/۸۵)

اندر آ! اسرار ابراہیم بین
اندر آ! حضرت ابراہیم کے راز دیکھ
کہ اس نے آگ میں سرو اور چینیلی کے پھول پائے
(ص: ۶۳) (۱/۷۹۰) (تج: ص: ۱/۱۰۸)

آتش ابراہیم را دندان نَزَد
آگ نے حضرت ابراہیم کو تکلیف نہیں پہنچائی
چون گزیدہ حق بود چونش گزَد
جبکہ اللہ کا برگزیدہ ہو وہ کس طرح گزند پہنچائے
(ص: ۶۵) (۱/۸۶۱) (تج: ص: ۱/۱۱۳)

آتش ابراہیم را نہ قلعه بود
آگ حضرت ابراہیم کے لیے قلعه نہیں بنی؟
تبا بر آورد از دل نمرود دود
یہا تک کہ نمرود کے دل سے دھواں اٹھا دیا
(ص: ۹۱) (۱/۱۸۳۳) (تج: ص: ۱/۲۰۳)

جان ابراہیم از آن انوار زفت
انہی عالیقدر نوروں کی وجہ سے حضرت ابراہیم کی جان
بلا جھک آگ کے شعلوں میں گھس گئی
(ص: ۱۲۵) (۲/۹۱۳) (تج: ص: ۲/۹۵)

بیند اندر نارِ فردوس و قُصور
آگ میں بجّات اور محلات دیکھ لے
(ص: ۱۷۸) (۱۵۵۸/۲) (ت ج ص: ۱۵۶/۲)

گویم آتش را کہ زو گلزار شو
میں آگ سے کہہ دوں کہ جا گلشن بن جا
(ص: ۱۸۱) (۱۶۲۹/۲) (ت ج ص: ۱۶۲/۲)

ز آتش امراض بگذر، چُون خلیل
حضرت خلیل کی طرح نمود کی آگ سے گذر جا
ای عَناصِر مَرْمَزاجت را غلام
اے وہ کہ عناصر (اربعہ) تیرے غلام ہیں
(ص: ۲۲۶) (۱۰۹/۳) (ت ج ص: ۲۵۳/۳)

لَا تَكُونِ النَّارُ حَرًّا شَارِدًا
آگ گرم اور سرکش نہ ہوگی
(ص: ۲۳۵) (۹۵۲/۳) (ت ج ص: ۹۹/۳)

نار، ابراہیم را نسیرین شود
آگ حضرت ابراہیم کے لیے نسیر بن جاتی ہے
(ص: ۲۳۸) (۱۰۱۶/۳) (ت ج ص: ۱۰۵/۳)

گلشن و بزمی، چو آتش بر خلیل
گلشن اور محفل، جیسا کہ خلیل پر آگ
(ص: ۲۴۶) (۲۳۲۳/۳) (ت ج ص: ۲۲۸/۳)

بحر آن را رام، شد حَمَالُ شُد
سمندر، بوجھ اٹھانے والے کی طرح ان کا فرمانبردار
(ص: ۳۰۰) (۳۱۰۳/۳) (ت ج ص: ۲۹۹/۳)

آتش آبِ تَسْتِ و تو پَروانہ ای
آگ تیرا پانی ہے اور تو پروانہ ہے
(ص: ۳۳۱) (۲۳۸/۵) (ت ج ص: ۵۳/۵)

عصمتِ جانِ تو گشت ای مُقْتَدَا
اے مقتدا! آپ کی جان کی حفاظت بن گیا ہے
(ص: ۵۷۲) (۲۰۱۲/۶) (ت ج ص: ۴۰۲/۶)

باز بر نمودیان مَرگست و ذرد
اور نمودوں کے لیے موت اور درد ہے
(ص: ۶۲۱) (۲۲۹۳/۶) (ت ج ص: ۴۱۲/۶)

جانِ ابراہیمؑ باید، تا بنور
حضرت ابراہیمؑ کی جان چاہیے تاکہ نور کے ذریعہ

بَحْر را گویم کہ هین! پُر نارِ شو
میں سمندر سے کہہ دوں کہ ہاں آگ سے بھر جا

چونکہ موصوفی باوصافِ جلیل
چونکہ تو بڑے وصفوں سے موصوف ہے
گرد آتش بر تو ہم برد و سلام
آگ بھی تجھ پر سلامتی اور ٹھنڈک بن جائے گی

عصمتِ یانارِ گونی بازدا
”اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا“ کی حفاظت کی وجہ سے

ماہ با احمد اشارتِ بین شود
چاند حضرت احمدؑ کے اشارے کو دیکھنے والا بن جاتا ہے

چاہ شد برویِ بدان بانگِ جلیل
اس عظیم آواز سے ان پر کنواں بن گیا

آتش آن را رام چون خَلخالِ شُد
ان کے لیے آگ پازیب کی طرح فرمانبردار بنی

چون خلیلِ حق اگر فرزانه ای
اگر تو اللہ کے خلیل کی طرح عقلمند ہے

نعرہ یانارِ گونی باردا
”اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا“ کا نعرہ

با خلیلِ آتش گل و ریحان و ورد
آگ حضرت خلیلؑ پر خوشبودار بوٹا اور گلاب کا پھول ہے

آن یهودی شد سیہ رُو و خَجَل وہ یہودی سیہ رو اور شرمندہ ہو گیا
 شد پشیمان زین سبب بیمارِ دل دل کا بیمار، اس وجہ سے پشیمان ہو گیا
 (ص: ۶۳) (۱/۸۰۷) (تج: ص: ۱۱۰/۱)

زان بُود جنس بَشَر پیغامبرانؑ اس لیے پیغمبر انسان کی جنس سے ہوتے ہیں
 تا کہ جنسیت کہ وجہ سے پر نالہ سے نجات پا جائیں
 (ص: ۳۹۳) (۳/۲۶۷۰) (تج: ص: ۲۵۷/۳)

اقبال:

بے خطر کُود پڑا آتشِ نمرود میں عشق عقل ہے جو تماشا لپ بام ابھی
 (بانگِ درا: ص: ۲۷۸)

رقابتِ علم و عرفان میں غلط بینی ہے منبر کی کہ وہ حلاج کی سولی کو سمجھا ہے رقیب اپنا
 (بال جبریل: ص: ۸۱)

یقین مثلِ خلیں آتشِ نشینی! یقین اللہ مستی ، خود گزینی!
 (ضربِ کلیم: ص: ۱۷۳)

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ (آیت: ۱۰۵)

اور زبور میں ہم نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ اس میں ایک بڑی خبر ہے عبادت گزار لوگوں کے لیے۔“

مولانا روم:

بندۂ خود خواند احمد در رشاد قرآن میں احمد نے (جہان کو) اپنا بندہ کہہ کر پکارا ہے
 (ص: ۱۰۳) (۱/۲۳۹۸) (تج: ص: ۳۵۳/۳)

جملہ عالم را بخوان قُل یا عباد تمام جہان کو ”قُل یا عباد“ پڑھ لے
 (ص: ۳۷۰) (۵/۱۵۰۰) (تج: ص: ۱۵۷/۵)

این دم اوراخوان و باقی را بمان اس وقت اس کو پکار اور باقی کو چھوڑ دو
 (ص: ۳۷۰) (۵/۱۵۰۰) (تج: ص: ۱۵۷/۵)

اقبال:

عالم ہے فقط مومنِ جانباز کی میراث مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے!
 (بال جبریل: ص: ۳۳)

جہاں تمام ہے میراثِ مردِ مومن کی مرے کلام پہ حُجّت ہے نکتۂ لولاک!
 (بال جبریل: ص: ۶۷)

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے تری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شائینی ہے تیری تری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے
(بال جبریل: ص: ۸۲)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (آیت: ۱۰۷)

اے محمد ﷺ، ہم نے جو تم کو بھیجا ہے تو یہ دراصل دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے۔

مولانا روم:

جملہ دانایان ہمیں گفتہ، ہمیں سب سمجھداروں نے یہی کہا ہے
ہست دانارحمة للعالمین کہ عقلمند دونوں جہان کے لیے رحمت ہے
(ص: ۵۸) (۱/۷۱) (ت ج ص: ۱۰۰/۱)

زان بیآورد اولیا را بر زمین اس لیے اللہ تعالیٰ نے زمین پر اولیا لائے
تا کُنْدشان رحمة للعالمین تاکہ اُن کو جہان والوں کے لیے رحمت بنائے
(ص: ۲۳۵) (۳/۱۸۰۵) (ت ج ص: ۱۸۰/۳)

رَحْمَتِ عَالَمِ هَمِي گویند و او اس کو رحمت عالم کہتے ہیں، اور وہ
عالمی رامی بُرد حَلَقِ و گلو ایک جہاں کا گلا اور حلق کا ثنا ہے
(ص: ۳۲۷) (۳/۲۲۸۰) (ت ج ص: ۲۲۵/۳)

تاکہ نورش کامل آمد در زمین یہاں تک کہ اس کی مکمل روشنی زمین پر آتی ہے
تاجران راحمة للعالمین تاجروں کے لیے رحمت للعالمین بن کر
(ص: ۳۳۸) (۲/۲۲) (ت ج ص: ۱۵/۳)

کہ چنن کردست مہمانت ببین کہ دیکھیے آپ کے مہمان نے ایسا کیا ہے
خندہ ای زد رحمة للعالمین جہانوں کی رحمت مسکرا دیئے
(ص: ۲۳۱) (۵/۱۰۸) (ت ج ص: ۲۲/۵)

اقبال:

تجھ میں راحت اُس شہنشاہ معظم کو ملی جس کے دامن میں اماں اقوام عالم کو ملی
(بانگ درا: ص: ۱۳۶)

فرشتے بزم رسالت میں لے گئے مجھ کو حضورِ آئیہ رحمت میں لے گئے مجھ کو
(بانگ درا: ص: ۱۹۷)

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش خودی کی زد میں ہے ساری خدائی
(بال جبریل: ص: ۸۳)

سرخ و کبود بدلیاں چھوڑ گیا سحابِ شب! کوہِ انجم کو دے گیا رنگِ برنگِ طیلساں!
گرد سے پاک ہے ہوا، برگِ نخیل دُھل گئے ریگِ نواحِ کاظمہ نرم ہے مثلِ پرنیاں!
(بال جبریل: ص: ۱۱۱)

ابتدا میں ذکر ہے حیات و ممات کا، کہ ہر ذی روح کو آخر کار موت کا مزہ چکھنا ہوگا۔ مولانا نے ایک طویل حکایت کی طرف اشارہ کیا جو حضرت سلیمان کے دربارِ فلسطین میں حضرت عزرائیل کا ایک ایسے شخص کو دیکھ کر حیران رہ جانا جس کی روح قبض کرنے کے لیے عزرائیل کو ہندوستان میں جانا تھا اور پھر اس شخص کا مشیت ایزدی سے ہندوستان پہنچنا اور روح کا قبض ہونا..... جبکہ علامہ نے زندگی کو چمن میں پھول کی چند روزہ تروتازگی بیان کیا ہے۔ آیات ۶۸ تا ۷۰ مولانا نے مختلف دفاتر میں ۲۰ مقامات پر ان آیات کو اشعار میں بیان کیا جبکہ علامہ نے دو اشعار میں اس آیت کی شرح اس طرح بیان کیا کہ عقل انسانی، دنیوی علوم جو انسان کو سوچ تک محدود اور عمل سے دور کر دیں بے کار ہیں جبکہ عشق الہی جان نثاری کا درس دیتا ہے اور جان نثاری کے لیے حضرت ابراہیمؑ جیسا یقین ہونا چاہیے اللہ کے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے۔ ایسے جن کے خیالات افلاکی اور شاہین صفات ہوں گے اور آخر میں جو رباعی ہے وہ جناب امام شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن حسن البوصیری (متوفی ۶۹۴ھ بمطابق ۱۲۹۶ء) کے مشہور زمانہ قصیدہ بردہ شریف کے ابتدائی دو اشعار کا ترجمہ ہے۔

سورہ الحج (۲۲)

اس سورت کی (۲۵ تا ۳۷) آیات میں احکام حج کی طرف اشارہ اور خصوصاً ۲۷ ویں آیت ”وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ“ میں مسلمانوں کے لیے حج کی عام اجازت کا اعلان وجہ تسمیہ ہے۔ اس کا ایک حصہ مکی دور کے آخر میں اور دوسرا حصہ مدنی دور کے آغاز میں نازل ہوا ہے۔ اس لیے دونوں ادوار کی خصوصیات اس میں جمع ہو گئی ہیں۔ ترتیب تلاوت ۲۲ ویں، ترتیب نزول ۱۰۳ ویں، ۸۷ آیات اور ۱۲۹۱ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس کی ۱۸ ویں اور ۷۷ ویں آیات پر سجدہ مستحب ہے۔ اس سورت میں دو سجدوں کے باعث اس سورت کو قرآن کی باقی سبھی سورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اس میں چند فقہی احکامات ہیں مثلاً حج کے واجبات، حج میں قربانی، حیوانات کے گوشت کے حلال و حرام کے بیان کے علاوہ حج میں ایمان لانے کے باوجود لوگ شک، تردید اور تذبذب کی کیفیت میں مبتلا تھے اور اس صورت میں مشرکین مکہ، مذہب اور متروک مسلمان اور مؤمنین صادقین تینوں طبقوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔

ذَلِكَ وَمَنْ يُعِظْكُمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ (آیت: ۳۲)

یہ ہے اصل معاملہ (اسے سمجھ لو)، اور جو اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

مولانا روم:

عاشق آیینہ باشد روی خوب صیقل جان آمد و تقویٰ القلوب
خوبصورت چہرہ ہی آئینہ کا عاشق ہوتا ہے روح کی چمک دلوں کی تقویت سے حاصل ہوتی ہے
(ص: ۱۱۹) (۱/۳۱۵۸) (ت ج ص: ۱/۳۲۹)

کسی سیہ گرد ز آتش روی خوب کونہد گلگونہ از تقویٰ القلوب
خوبصورت چہرہ آگ سے کب سیاہ ہوتا ہے اس لیے کہ اس نے دلوں کی پرہیزگاری کا غاذہ لگا لیا ہے
(ص: ۱۳۵) (۱/۳۷۰۸) (ت ج ص: ۱/۳۷۷)

غفلت و نسیان بد آموختہ ز آتش تعظیم گردد سُوختہ
سیکھی ہوئی بُری غفلت اور بھول تعظیم کی آگ سے جل جاتی ہے
(ص: ۵۲۳) (۵/۳۱۰۱) (ت ج ص: ۵/۳۱۱)

اقبال:

عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم عشق سے مٹی کی تصویروں میں سوزِ دمبدم
(بال جریں: ص: ۳۲)

دل سوز سے خالی ہے، نگہ پاک نہیں ہے پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے!
(بال جریں: ص: ۳۳)

اگر ہو عشق، تو ہے کفر بھی مسلمانی نہ ہو، تو مردِ مسلمان بھی کافر و زندیق
(بال جریں: ص: ۳۵)

ناصروری ہے زندگی دل کی! آہ! وہ دل کہ ناصروری نہیں
(بال جریل: ص: ۴۳)

حد ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے، دُوری!
(بال جریل: ص: ۶۰)

عشق ہے اصل حیات، موت ہے اُس پر حرام تند و سبک سیر ہے گرچہ زمانے کی رو
(بال جریل: ص: ۹۴)

جوہر زندگی ہے عشق، جوہر عشق ہے خودی آہ کہ ہے یہ تیغ تیز پر دگی نیام ابھی!
(بال جریل: ص: ۱۰۹)

صدق خلیلؑ بھی ہے عشق صبر حسینؑ بھی ہے عشق! معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق!
(بال جریل: ص: ۱۱۳)

تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست! دل فراز عرش باشد نے بہ پست!
تو کہتا ہے میرے بھی دل ہے دل عرش کی بلندی پر ہوتا ہے نہ کہ پستی میں
(بال جریل: ص: ۱۴۱) (مثنوی: ۲۲۴۶/۳) (ت ج: ص: ۲۱۹/۳)

دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر نیا زمانہ، نئے صبح و شام پیدا کر
(بال جریل: ص: ۱۴۷)

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارَ وَ
لَكِن تَعْمَى الْقُلُوبَ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝ (آیت: ۴۶)

کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے اور ان کے کان سننے والے ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ
آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

مولانا روم:

بانگِ در محسوس و دراز جس برون تبصرون این بانگ و در لا تبصرون
تم اس آواز کو دیکھتے ہو اور دروازہ اس جس سے خارج ہے تم اس آواز کو دیکھتے ہو اور دروازے کو نہیں دیکھتے
(ص: ۶۰۸) (۳۲۸۵/۶) (ت ج: ص: ۳۳۳/۶)

اقبال:

صحبت پیر روم سے مجھ پہ ہوا یہ راز فاش لاکھ حکیم سر بجیب، ایک کلیم سر بہ کف!
(بال جریل: ص: ۳۹)

عقل گو آستاں سے دور نہیں اُس کی تقدیر میں حضور نہیں
(بال جریل: ص: ۴۳)

يَأْتِيهَا النَّاسُ ضَرْبَ مَثَلٍ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَ
إِنَّ يَسْلُبُهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَفِيدُوهُ مِنْهُ ضَعْفَ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوبِ ۝ (آیت: ۷۳)

لوگو، ایک مثال دی جاتی ہے، غور سے سُنو۔ جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اُسے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور۔

مولانا روم:

چند دعویٰ و دم و بادِ بروت ای تورا خانہ چو بیتُ العنکبوت
یہ جھگڑے فریب اور موچھوں کا تاؤ کب تک؟ جبکہ تیرا گھر مکڑی کے جالے کی طرح ہے
(ص: ۱۰۱) (۲۳۲۰/۱) (ت ج ص: ۱۰/۱: ۲۵۰)

آن مَثَلِ آوَرْدِنِ آن حَضْرَتِ سَت کہ بعلمِ سِرِّ و جہرِ او آیتست
مثال دنیا اس دربار کا (حق) ہے کہ جس کا غیب اور شہادت کا علم واضح ہے
(ص: ۲۸۷) (۲۸۷/۳) (ت ج ص: ۳/۳: ۲۶۸)

اقبال:

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟
(بال جریں: ص: ۴۸)

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ
سَمَّكُمْ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ
فَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝

(آیت: ۷۸)

اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اُس نے تمہیں اپنے کام کے لیے چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام ”مسلم“ رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام ہے)۔ تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔ پس نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو۔ اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہ ہے تمہارا مولیٰ، بہت ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور بہت ہی اچھا اور مددگار ہے۔

مولانا روم:

گفت تَأْيِيدِ خدَا بُدِ اِي مَهَان ورنہ خرگوشی کہ باشد در جہان؟
اس نے کہا اے بزرگو خدا کی تائید تھی ورنہ خرگوش دنیا میں کیا چیز ہے؟
قُوَّتَم بِخَشْيِدِ و دِل رَا نُوْر دَاد نور دل مَر دست و پارا زور داد
اس نے مجھے قوت عطا فرمائی اور دل کو نور دیا دل کے نور نے ہاتھ اور پاؤں کو طاقت دے دی
(ص: ۷۹) (۱۳۶۵-۱۳۶۶) (ت ج ص: ۱/۱: ۱۶۲)

اقبال:

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں، تم بھی نہیں جذبِ باہم جو نہیں، محفلِ انجم بھی نہیں
(بانگِ درا: ص: ۲۰۱)

تری نسبت برائیمی ہے معمارِ جہاں تو ہے! تری فطرت امین ہے ممکناتِ زندگانی کی
(بانگِ درا: ص: ۲۶۹)

مرے خاک و خون سے تُو نے یہ جہاں کیا ہے پیدا صلہٴ شہید کیا ہے؟ تب و تابِ جاودانہ!
(بالِ جبریل: ص: ۱۵)

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم نہایت اس کی حسینؑ، ابتدا ہے اسماعیلؑ
(بالِ جبریل: ص: ۶۳)

دے ولولہٴ شوق جسے لذتِ پرواز کر سکتا ہے وہ ذرہٴ مہ و مہر کو تاراج!
ناوک ہے مسلمان! ہدف اس کا ثریا ہے سرِّ سرا پردہٴ جاں نکتہٴ معراج!
(ضربِ کلیم: ص: ۱۷)

الفاظ کے بیچوں میں الجھتے نہیں دانا غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے؟
(ضربِ کلیم: ص: ۴۲)

آیت ۳۲، جن دلوں میں تقویٰ (عشقِ الہی) ہوگا وہی اللہ کے شعائر (فرائض اور نشانیوں) کا احترام کرتے ہیں مولانا نے (۳) اور علامہ نے (۹) مختلف اشعار میں اس آیت کو اشارتاً بیان کیا ہے۔ علامہ کہتے ہیں کہ مولانا کے کلام کے مطالعہ سے مجھ پر یہ راز فاش ہوا کہ وہ لاتعداد فلسفی جن کی تعلیمات میں فقط سوچنا سکھائے وہ ایک باعمل کلیم جو عشق سکھائے اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں علامہ کے بقول عقلِ محبوب کے آستانے پر تو لے جاتی ہے لیکن محبوب تک پہنچنے کے لیے عشقِ درکار ہے۔

سورہ المومنون (۲۳)

اس سورت کا نام پہلی آیت ”قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ“ سے ماخوذ ہے۔ اتباع رسول کی دعوت اس کا مرکزی مضمون ہے۔ ترتیب تلاوت ۲۳ ویں، ترتیب نزول ۷۲ ویں، ۱۱۸ آیات اور ۱۱۸ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ اس میں اطاعت رسول کے علاوہ مومنوں کے اوصاف، انسان کی خلقت، موت اور اس کے بعد اٹھائے جانا، بارش کا برسنا اور اس کے آثار و فوائد، حضرت نوح اور اس کی قوم کا قصہ اور حضرت موسیٰ کی داستان شامل ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ ۝ (آیت: ۱۲)

ہم نے انسان کو مٹی کے ست (نچوڑ) سے بنایا۔

مولانا روم:

جسم خاکت را ازینجا بافتند نور پاکت را درینجا یافتند
تیرے خاکی جسمکو اس جگہ شکل دی گئی اور تیرے پاک نور کا اس جگہ حصول ہوا
(ص: ۱۰۸) (۲۶۶۶/۱) (ت ج ص: ۱۰۸/۱)

آب را و خاک را برہم زدی ز آب و گل نقش تن آدم زدی
تو نے پانی اور مٹی کو ملا دیا پانی اور مٹی سے آدم کی صورت بنا دی
(ص: ۱۶۰) (۶۹۶/۲) (ت ج ص: ۷۷/۳)

آمدہ اول باقلیم جماد وز جمادی در نباتی اوفتاد
پہلے وہ (روح) بے جان جماد کی اقلیم (بے جان خٹے) میں آئی اور جمادی در نباتی اقلیم میں آئی
(ص: ۲۲۰) (۳۶۳۹/۲) (ت ج ص: ۳۳۳/۳)

جرعہ ای چون ریخت ساقی آلت بر سر این شورہ خاک زبردست
الست کے ساقی نے جب ایک گھونٹ بہایا اس نچلی (پوشیدہ) بنجر زمین پر
(ص: ۲۳۰) (۳۹۰/۵) (ت ج ص: ۵۰/۵)

رنگ طین پیدا و نور دین نہان ہر پیمبر این چنین بُد در جہان
مٹی کا رنگ ظاہر ہے اور دین کا نور چھپا ہوا دنیا میں ہر پیغمبر اس طرح ہوا ہے
(ص: ۵۵۸) (۱۱۳۹/۶) (ت ج ص: ۱۲۳/۶)

ہم ز خاکی بخیہ برگل می زند جملہ را ہم باز خاکی می گند
(خالق متعال) خاک ہی سے مٹی بخیہ کرتا ہے اور پھر سب کو خاک کر دیتا ہے
(ص: ۶۳۱) (۲۷۰۷/۶) (ت ج ص: ۲۵۱/۶)

اقبال:

آفرینش میں سراپا نور تو، ظلمت ہوں میں اس سیہ روزی پہ لیکن تیرا ہم قسمت ہوں میں
(بانگ درا: ص: ۷۹)

إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ (آیت: ۳۷)

زندگی کچھ نہیں ہے مگر بس یہی دنیا کی زندگی، یہیں ہم کو مرنا اور جینا ہے اور ہم ہرگز اٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔

مولانا روم:

مُنْكَرَانِ گویند خود هست این قدیم این چرا بندیم بر ربّ کریم
منکر کہتے ہیں! یہ قدیم ہیں اس کا تعلق رب کریم سے کیوں باندھیں؟
(ص: ۹۶) (۲۰۲۲/۱) (ت ج ص: ۲۲۱/۱)

اقبال:

تری نجات غم مرگ سے نہیں ممکن کہ تو خودی کو سمجھتا ہے پیکرِ خاکی!
(ضرب کلیم: ص: ۱۱)

مولانا اور علامہ کے کلام میں اس سورت کے ذیل میں بارہویں آیت کا اشتراک ہے جس کا نچوڑ یہ ہے کہ تمام جمادات اور نباتات کو پانی اور مٹی سے پیدا کیا اور مٹی میں ہی واپس چلی جائیں گی۔ اس سورت کی آیت نمبر ۳۷ بھی دونوں کے کلام میں مناسبت کی حامل ہے۔ مولانا اس کی یوں شرح کرتے ہیں۔

منکرین کہتے ہیں کہ یہ تحول و تبدل قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ یعنی زندگی اور طبیعت کا فنا بہار اور خزاں کے اثرات سے ہے جبکہ موسم گردشِ افلاک سے وجود میں آتے ہیں تو پھر ہمیں کس وجہ سے ان سب کو خدا سے نسبت دیں؟ اور علامہ کہتے ہیں کہ مر جانے یا مر جانے کے غم سے چھکارہ ممکن نہیں۔

سورہ النور (۲۴)

اس سورت میں قرآن مجید کی خوبصورت ترین اور عمیق ترین آیات میں سے ایک آیت نور السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ "۳۵ ویں آیت کے علاوہ ۶ مرتبہ لفظ نور استعمال ہوا اور یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔ ترتیب تلاوت ۲۴ ویں، ترتیب نزول ۱۰۲ ویں، آیات ۱۳۱۶ اور ۱۳۱۶ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس سورت میں بہت سے فقہی مسائل میں جملہ، حد، زنا، زنا کے ثبوت کے لیے چار گواہوں کی شہادت کی ضرورت، واقعہ افاک، عورتوں کے لیے پردے کا لازمی قرار پانا، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر ناشائستہ تہمت اور ان کی پاکیزہ دامنی کا بیان ہے، ازواج مطہرات کے لیے پردے کے احکام اور غیر مردوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہو تو دھیمالہجہ اختیار کرنے کا حکم، رسول خدا کے گھر غیر مردوں کی آمد و رفت پر امتناع، غیر محرم مردوں اور محرم مردوں کے درمیان فرق، مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف بہتان طرازی غیبت اور دوسرے اخلاقی الزامات لگانے پر امتناع، جھوٹی تہمت کی سزا، بدکردار مردوں اور عورتوں سے معاشرتی مقاطعہ جیسے احکامات اس سورت کے اہم موضوعات ہیں۔

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِثْلُ نُورِهِ كَمِشْكُوتٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبْرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ (آیت: ۳۵)

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ (کائنات میں) اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو، چراغ ایک فانوس میں ہو، فانوس کا حال یہ ہو کہ جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا، اور وہ چراغ زیتوں کے ایک ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی ہو نہ غربی، جس کا تیل آپ ہی آپ بھڑکا پڑتا ہو چاہے آگ اس کو نہ لگے، (اس طرح) روشنی پر روشنی (بڑھنے کے تمام اسباب جمع ہو گئے ہوں)۔ اللہ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے رہنمائی فرماتا ہے، وہ لوگوں کو مثالوں سے بات سمجھاتا ہے، وہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔

مولانا روم:

او چو جانست و جهان چون کالبَد
وہ جان کی طرح ہے اور دنیا جسم کی طرح

کالبَد از جان پذیرد نیک و بد
جسم، جان سے نیکی اور بدی قبول کرتا ہے

(ص: ۸۹) (۱۷۶۵/۱) (تج: ص: ۱۹۸/۱)

بو قلا و وزست و رہبر مرترا
خوشبو تیری رہنما اور رہبر ہے

می برد تا خلد و کوثر مرترا
تجے جنت اور کوثر تک لے جائے گی

(ص: ۹۴) (۱۹۰۴/۱) (تج: ص: ۱۹۸/۱)

وانکہ زین قنذیل کم مشکات ماست اور جو اس قنذیل سے کم (درجہ کا) ہے وہ ہمارا طاقچہ ہے
نور را در مرتبہ ترتیبہ است مرتبہ میں نور کی ترتیبیں ہیں
(ص: ۱۶۳) (۲/۸۲۱) (ت ج ص: ۱۸۸/۱)

حقّ آن نور و حقّ نورانیان قسم ہے اس حق کی اور قسم ہے اُن نور والوں کی
کاندر آن بحرند همچون ماهیان جو اس (نور کے) سمندر میں مچھلیوں کی طرح ہیں
(ص: ۱۶۷) (۲/۹۳۲) (ت ج ص: ۹۹/۲)

مشرق خورشید برج قیروگون سورج کی مشرق (تارکول جیسی) سیاہ برج ہے
آفتاب ما از مشرقھا برون ہمارا سورج مشرقوں سے بلند ہے
(ص: ۱۷۰) (۲/۱۱۰۸) (ت ج ص: ۱۱۳/۲)

نور جس را نور حق تزیین بُود جسی نور کے لیے اللہ کا نور زینت ہے
معنی نور علی نور این بُود نور بالائے نور کے یہی معنی ہیں
(ص: ۱۷۲) (۲/۱۲۹۲) (ت ج ص: ۱۳۲/۲)

نور های چرخ ببریده پیست آسمان کے نوروں کے پیر کٹے ہوئے ہیں
آن چولا شرقی ولا غربی کیست؟ وہ لاشرقی اور لا مشرقی کی طرح کب ہیں؟
(ص: ۱۷۷) (۲/۱۵۳۵) (ت ج ص: ۱۵۵/۲)

گوشه بی گوشه دل شه رهیست دل کی بے گوشہ خلوت گاہ ایک عظیم شاہراہ ہے
تاب لا شرقی ولا غرب از مہیست نہ مشرقی ہے نہ مغربی کی روشنی ایک عظیم چاند کی جانب سے ہے
(ص: ۲۵۲) (۳/۱۱۳۸) (ت ج ص: ۱۱۶/۳)

یانمی دانی کہ نور آفتاب یا تو نہیں جانتا کہ سورج کا نور
عکس خورشید برونست از حجاب اس سورج کا عکس ہے جو پردے سے باہر ہے
(ص: ۲۷۸) (۳/۲۲۰۷) (ت ج ص: ۲۳۳/۳)

چہ مہ و چہ آفتاب و چہ فلک کیا چاند کے سورج کا سورج ہے
کیا عقول و چہ نفوس و چہ ملک کیا عقلیں اور کیا جانیں اور کیا فرشتے
آفتاب آفتاب آفتاب سورج کے سورج کا سورج ہے
این چہ می گویم مگر ہستم بہ خواب میں یہ کیا کہہ رہا ہوں شاید میں نیند میں ہوں
(ص: ۲۸۹) (۳/۲۸۱۲-۲۸۱۳) (ت ج ص: ۲۷۲/۳)

ورنہ لا عین رأت چہ جای باغ ورنہ باغ کے ذکر کا کیا موقع ہے وہ تو ایسا ہے کہ کسی آنکھ نے اس کو نہیں دیکھا ہے
گفت نور غیب را یزدان چراغ اللہ تعالیٰ نے غیبی نور کو چراغ فرمایا ہے
(ص: ۳۰۷) (۳/۳۲۰۷) (ت ج ص: ۳۲۷/۳)

شاہ عادل چون قرین او شود / نام آن نور علی نور این بود
منصف بادشاہ جب اس کا ساتھی ہو / تو اس کا نام نور علی نور ہو
(ص: ۳۶۳) (۱۲۵۱/۴) (ت ج ص: ۱۲۷/۴)

بی ز تغیری کہ لا شرقیۃ / بی ز تبدیلی کہ لا غربیۃ
(روح) بغیر تغیر کے ہے کیونکہ وہ نہ مشرقی ہے / (وہ) بغیر تبدیلی کے ہے کیونکہ وہ نہ مغربی ہے
(ص: ۴۲۴) (۳۷۹۱/۴) (ت ج ص: ۳۵۷/۴)

چون نباشد نور دل نیست آن / چون نباشد روح جز گل نیست آن
جب دل میں نور نہ ہو تو وہ دل نہیں ہے / (اور) جب روح نہ ہو تو مٹی کے سوا کچھ نہیں ہے
(ص: ۵۰۵) (۲۸۸۰/۵) (ت ج ص: ۲۹۳/۵)

آن زجاجی کو ندارد نور جان / بول و قار و رہ ست قندیلش مخوان
وہ شیشہ جو جان کا نور نہیں رکھتا / اس کو قندیل نہ کہہ وہ پیشاب کی شیشی ہے
(ص: ۵۰۶) (۲۸۸۱/۵) (ت ج ص: ۲۹۳/۵)

زانک لا شرقیست ولا غربیست او / با منجم روز و شب حربیست او
کیونکہ وہ شرقی ہے نہ غربی ہے / وہ شب و روز منجم سے لڑائی میں ہے
(ص: ۵۳۵) (۹۳/۶) (ت ج ص: ۲۳/۶)

آنچ طورش برنتابد ذرہ ای / قدرتش جاسازد از قار و رہ ای
جس کے ذرے کو طور نہ برداشت کرے / قدرت ایک شیشے میں اس کی جگہ بنا دیتی ہے
گشت مشکات و زجاجی جای نور / کہ ہمی ذرد ز نور آن قاف و طور
شیشے والا طاقچہ نور کی جگہ بن گیا / کہ جس کے نور سے کوہ قاف اور طور ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے
(ص: ۶۰۱) (۳۰۶۲-۳۰۶۵/۶) (ت ج ص: ۲۹۶/۶)

اقبال:

طلسمِ ظلمتِ شب سورہ و التور سے توڑا / اندھیرے میں اڑایا تاج زر شمع شبستان کا
(بانگ درا: ص: ۵۶)

خاص انسان سے کچھ حسن کا احساس نہیں / صورتِ دل ہے یہ ہر چیز کے باطن میں مکیں
(بانگ درا: ص: ۱۱۷)

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَّامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَيُنزِلُ مِنَ
السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنِ مَنْ يَشَاءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ
بِالْأَبْصَارِ (آیت: ۲۳)

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ بادل کو آہستہ آہستہ چلاتا ہے، پھر اس کے ٹکڑوں کو باہم جوڑتا ہے، پھر اسے سمیٹ کر ایک کثیف ابر بنا دیتا ہے، پھر تم دیکھتے ہو کہ اس کے خول میں سے بارش کے قطرے ٹپکتے چلے آتے ہیں۔ اور وہ آسمان سے، اُن پہاڑوں کی بدولت جو اس میں بلند ہیں، اوالے برساتا ہے، پھر جسے چاہتا ہے ان کا نقصان پہنچاتا ہے اور جسے چاہتا ہے ان سے بچا لیتا ہے اُس کی بجلی کی چمک نگاہوں کو خیرہ کیے دیتی ہے۔ رات اور دن کا اُلٹ پھیر وہی کر رہا ہے۔ اس میں ایک سبق ہے آنکھوں والوں کے لیے۔

مولانا روم:

آن سنا برقی کہ بر ارواح تافت
وہ روشن برق جو روحوں پر چمکی
تا کہ آدم معرفت زان نور یافت
یہاں تک کہ (حضرت) آدم نے اس نور سے معرفت حاصل کر لی
(ص: ۱۶۳) (۹۱۱/۲) (ت ج ص: ۹۵/۳)

تا کجا آنجا کہ جا را راہ نیست
وہاں تک ہے جہاں مقام کے لیے راستہ نہیں
جز سنا برق مہ اللہ نیست
سوائے اللہ تعالیٰ کے چاند کے نور کی چمک نہیں ہے
(ص: ۵۷۵) (۲۱۳۸/۶) (ت ج ص: ۲۱۳/۶)

اقبال:

ہے بلندی سے فلک بوس نشین میرا
کبھی صحرا، کبھی گلزار ہے مسکن میرا
اب کہسار ہوں گل پاش ہے دامن میرا
شہر ویرانہ مرا، بحر مرا، بن میرا
(بانگ درا: ص: ۲۷)

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (آیت: ۵۱)

ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ رسول ان کے مقدمے کا فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

مولانا روم:

چون قبول حق بُود آن مردِ راست
سچا انسان چونکہ اللہ کا مقبول ہوتا ہے اس لیے
دست او در کار ہا دستِ خداست
کاموں میں اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے
(ص: ۸۵) (۱۶۱۱/۱) (ت ج ص: ۱۱۸۳/۱)

چون گرفتت پیر، هین! تسلیم شو
جب (کسی کو) پیر بنا لے، خبردار، سرِ اطاعت رکھ دے
همچو موسیٰ زیر حکمِ خضر رو
موسیٰ کی طرح حضرت خضرؑ کے حکم کے ماتحت چل
(ص: ۱۱۳) (۲۹۷۱/۱) (ت ج ص: ۳۱۱/۱)

اقبال:

ہے وہی شعر و تصوف اس کے حق میں خوب تر جو چھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات!
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۱۳۰)

(جو شعر اور تصوف انسان کو سلا دے اور زندگی (بیداری) سے دور کر دے ابلیس کے نزدیک پسندیدہ ہے)
اس سورت کی آیت نمبر ۳۵ کو مولانا نے ہر چھ دفاتر کے مختلف ۱۱۹ شعرا میں بطور تلخیص استعمال کیا علامہ کے مشاہدے کے مطابق اس آیت کا ترجمہ درحقیقت ”اللہ نور السموات والارض“ کا مفہوم ہے جبکہ اس سورہ میں بہت سارے شرعی احکامات کا بھی ذکر ہے جو مشترک آیات میں شامل نہیں ہیں۔ آیت ۴۳ کی مناسبت سے بانگ درا میں علامہ کی نظم ابر کو ہسار کے کئی شعر مطابقت کرتے ہیں۔ اس نظم کا ایک بند دیا گیا ہے اور پھر آیت ۵۱ کے ضمن میں مولانا نے حضرت موسیٰ اور خضرؑ کی مثال دی جبکہ علامہ کہتے ہیں کہ مسلمان کا شیوہ یہی ہے کہ وہ اپنی تمام باتوں میں خدا اور رسولؐ کی طرف رجوع کرے لیکن ایسی شاعری اور تصوف جو انسان کو سلا دے اور اسے بیداری سے دور کر دے شیطان کو بہت اچھی لگتی ہے۔

سورہ الفرقان (۲۵)

فرقان کے معنی، حق و باطل کو جدا کرنا، قرآن مجید، تورات، معجزہ، وہ نور جس سے حق و باطل جدا ہو جائے، جنگ بدر کا وہ دن جو حق و باطل میں فیصلہ کر دینے کا دن تھا۔ سورہ کا نام پہلی ہی آیت میں لفظ الفرقان سے ماخوذ ہے۔ اکثر سورتوں کے ناموں کی طرح علامت کے طور پر ہے نہ کہ عنوان مضمون کے طور پر تاہم مضمون سورہ کے ساتھ یہ نام قرآنی مناسبت رکھتا ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام تبارک بھی ہے۔

ترتیب تلاوت پچیسویں، ترتیب نزولی ۴۲ ویں، ۷۷ آیات اور ۱۸۹۲ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ اس سورت کے مضامین میں، مجرموں اور بدکرداروں کے انجام، ہر ایک کو اس کے کئے کا پھل ملے گا، ایک نبی کو جھٹلانا سب نبیوں کے جھٹلانے کے مترادف ہے* اُن چودہ سورتوں میں سے آٹھویں سورت ہے جس کی آیت نمبر ۶۰ میں مستحب سجدہ ہے۔ آسمانوں اور زمین کی چھ دن میں تخلیق کا ذکر ہے۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِنَفْسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نَشُورًا (آیت: ۳)

لوگوں نے اُسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں نہ مرے ہوئے کو پھراٹھا سکتے ہیں۔

مولانا روم:

ما چو شطرنجیم اندر برد و مات بُرد و مات ما ز تست ای خوش صفات
ہار جیت میں ہم شطرنج کی طرح ہیں اے خوش صفات! ہماری ہار جیت تیری طرف سے ہے
(ص: ۵۲) (۱/۶۰۰) (ت ج ص: ۹۰/۱)

اقبال:

لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تُو نے جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضا مند!
(ضرب کلیم: ص: ۲۳)

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۝

(آیت: ۶۳)

رحمان کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔

مولانا روم:

نفس از بس مدحها فرعون شد گُن ذلیل النفسِ هوناً لا تسُد
نفس تعریفوں سے فرعون بن گیا تو منکسر مزاج خاکسار بن جا، سرداری نہ چاہ
(ص: ۹۱) (۱/۱۸۶۸) (ت ج ص: ۲۰۶/۱)

گفت حق کہ بندگان جُفت عَوْن اے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مدد (الٰہی) کے ساتھی بندے	بر زمین آہستہ می رانند و ہون زمین پر خاکساری سے آہستہ چلتے ہیں
اندر افتم از کمال اعتماد کچے اعتماد کی وجہ سے اندر گھس جاؤں	از عباد اللہ دارم بس امید اور اللہ کے بندے سے امید رکھتا ہوں
ای مسلمان خود ادب اندر طلب اے مسلمان! راہ طلب میں خود ادب	نیست الا حَمَل از ہر بی ادب نہیں ہے، پر بے ادب کو برداشت کرنے کے علاوہ

اقبال:

میں نے کہا نہیں ہے یہ موٹر یہ منحصر ہے جادہ حیات میں ہر تیز پانچوش
(بانگ درا: ص: ۱۷۸)

(جو لوگ عزم و ہمت والے ہوتے ہیں ان میں سنجیدگی اور ثابت قدمی ہوتی ہے)

سورہ الشعراء (۲۶)

اس سورت کی آیت نمبر ۲۲۴ میں شاعروں کا ذکر ہے اور ان کے بارے میں کہا گیا ہے ”وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنُ“ کہ ان کی پیروی کرنے والے لوگ بہکے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ یہی اس سورت کی وجہ تسمیہ ہے۔ اس کے علاوہ اس سورت کو طسم اور جامعہ بھی کہا جاتا ہے۔

ترتیب تلاوت ۲۶ ویں، ترتیب نزول ۴۷ ویں، ۲۲۷ آیات اور ۱۲۹ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ بارہویں سورت جس کا آغاز حروف مقطعه [طسم: ط، سین، میم] سے ہوتا ہے۔ اس سورت کے مضامین میں بعض پیغمبروں حضرت ابراہیم، موسیٰ، صالح، لوط اور شعیب کے احوال و قصص بیان کیے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ کیوں لوگ جلدی جلدی آپ پر ایمان نہیں لارہے ہیں نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اپنے نزدیک رشتہ داروں کو دعوت اسلام دیں۔ اس سورت کے آخر میں انکار کرنے والوں کے لیے قرآن حکیم کو بہترین اور عظیم الشان کتاب کی شکل میں نشانی بیان کیا گیا ہے اور یہ عظیم کتاب انتہائی شگفتہ اور فصیح و بلیغ عربی زبان میں نازل کی گئی ہے۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ (آیت: ۸۹-۸۸)

جبکہ نہ مال کوئی فائدہ دے گا نہ اولاد، سوائے اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو۔

مولانا روم:

احمدًا اينجا ندارد مالِ سود سينه بايد پُر ز عشق و دَرْد و دُود
اے احمد! یہاں مال مفید نہیں ہے ایسا سینہ چاہیے جو عشق اور درد اور دھوئیں سے بھرا ہو
(ص: ۱۹۲) (۲۰۸۰/۲) (ت ج ۳: ص ۲۰۲/۲)

چون بماند از خلق گردد او یتیم انس حق را قلب می باید سلیم
جب مخلوق سے جدا ہو جائے تو وہ یتیم ہو جائے اللہ تعالیٰ سے محبت کے لیے قلب سلیم چاہیے
(ص: ۱۹۷) (۲۳۷۵/۲) (ت ج ۳: ص ۲۲۸/۲)

اقبال:

ہوئی جو چشمِ مظاہر پرست و آخر تو پایا خانہ دل میں اُسے مکیں میں نے
(بانگ درا: ص: ۸۲)

فقرِ جگہ میں بے ساز و یراق آتا ہے ضرب کاری ہے اگر سینے میں ہے قلب سلیم!
(ضرب کلیم: ص: ۳۰)

آیت ۸۸-۸۹ روز قیامت کی طرف اشارہ ہے مولانا کہتے ہیں کہ اس دن مال دولت اور اولاد کچھ بھی تمہیں فائدہ نہ پہنچا سکیں گے وہاں وہی لوگ نجات پائیں گے جن کا دل عشق اور سوز سے بھرپور ہو۔ علامہ کے نزدیک ایسا قلب جس میں خدا موجود ہو وہ قلب سلیم ہے اور وہی اس دنیا میں باعثِ فلاح ہے۔

سورہ النمل (۲۷)

اس سورت کی اٹھارویں آیت میں ”وَإِذِالنَّمْلُ“ کا ذکر آیا ہے۔ [لفظ نمل (چیونٹیاں) نملہ چیونٹی کی جمع ہے] سورت کا نام اسی سے ماخوذ ہے، اور یہ اشارہ حضرت سلیمانؑ اور چیونٹی کی داستان کی طرف ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ اس سورت کا آغاز حروف مقطعه [= طس: طاسین] سے ہوتا ہے۔ اس لیے یہ طاسین اور سلیمان کے ناموں سے بھی موسوم ہے، ترتیب تلاوت ۲۷ ویں، ترتیب نزول ۳۸ ویں، ۹۳ آیات اور ۱۱۴۹ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

اس سورت میں دو بار بسم اللہ الرحمن الرحیم، پہلی بار آغاز میں اور دوسری بار ۳۰ ویں آیت میں وارد ہے، اُن چودہ سورتوں میں سے نویں سورت ہے جس کی آیت نمبر ۲۵ میں مستحب سجدہ ہے۔ اس سورہ کے مضامین میں حضرت سلیمانؑ اور بلقیس (ملکہ سبا) کے تفصیلی ذکر کے علاوہ حضرت صالحؑ اور لوطؑ کا مختصر اور روزِ حشر و معاد کا بیان ہے۔

یہ سورت دو خطبوں پر مشتمل ہے پہلا خطبہ آغاز سے آیت نمبر ۵۸ اور دوسرا خطبہ آیت نمبر ۵۹ سے آخری آیت نمبر ۹۳ تک ہے۔ پہلے خطبے میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کی رہنمائی سے صرف وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو ان حقیقتوں کو تسلیم کریں جنہیں یہ کتاب اصول اور اساسیات کے طور پر پیش کرتی ہے۔ اور ان حقائق کو تسلیم کر لینے کے بعد ان پر عمل کریں۔ اس کے بعد تین قسم کی سیرتوں کے نمونے، پہلا نمونہ فرعون، قوم ثمود اور لوط کے سرکشوں کا ہے۔ دوسرا نمونہ حضرت سلیمانؑ کی سیرت کا ہے جو تمام تر قوت و اقتدار اور جاہ و حشم کو خداوند متعال کی عطا اور اس کی اتباع کی برکت جانتے تھے۔ تیسرا نمونہ دولت مند قوم کی حکمران اور سردار ملکہ سبا کی سیرت و کردار کا ہے۔

دوسرے خطبے میں مشرکین مکہ سے پے در پے سوالات ہیں کہ بتاؤ قرآنی حقائق کفر و شرک کی شہادت دیتے ہیں جس میں تم لوگ مبتلا ہو یا اس توحید کی گواہی دیتے ہیں جس کی مسلسل دعوت تمہیں ہمارے پیغمبر ﷺ کی طرف سے مل رہی ہے؟ کافروں کی اصل مرض کی نشان دہی اور وہ آخرت کا حدود و انکار ہے۔

وَإِنَّكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۝ (آیت: ۶)

اور (اے محمد) بلاشبہ تم یہ قرآن ایک حکیم و علیم ہستی کی طرف سے پارہے ہو۔

مولانا روم:

خود قوی ترمی شَوْدَ خَمْرِ كَهَن
پرائی شراب خود زیادہ طاقتور ہوتی ہے

(ص: ۳۱۵/۱) (۲۹۳۲/۱)

گرچہ نشنید آن مُوَكَّلَ آن سَخَن
اگرچہ اس مامور شخص نے وہ بات نہ سنی

(ص: ۳۲۸/۳) (۲۵۲۹/۳)

اقبال:

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تُو کتاب خواں ہے، مگر صاحب کتاب نہیں!
(ضرب کلیم: ص: ۸۲)

وَالْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاَهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَمُوسَى لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَى الْمُرْسَلُونَ ۝ (آیت: ۱۰)

اور بھینک تو ذرا اپنی لاٹھی۔ جو نبی موسیٰ نے دیکھا لاٹھی سانپ کی طرح بل کھا رہی ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ اے موسیٰ، ڈرو نہیں۔ میرے حضور رسول ڈرا نہیں کرتے۔

مولانا روم:

معجزہ موسیٰ و احمدؑ را نگہ
حضرت موسیٰ اور حضرت احمدؑ کے معجزے پر غور کر
چون عصا شد مار و اُسْتَن باخبر
لاٹھی سانپ کیسے بنی اور ستون کیسے باخبر ہوا؟
(س: ۹۸) (۲۱۳۲/۱) (ت ج ص: ۲۳۳/۱)

من عصا ام در کف موسیٰ خویش
میں اپنے موسیٰ کے ہاتھ میں لاٹھی ہوں
میرا موسیٰ پوشیدہ ہے اور میں سامنے ظاہر ہوں
باز بر فرعون اژدرھا نشوم
پھر فرعون پر اژدھا بن جاتا ہوں
(س: ۳۵۷) (۱۰۷۹-۱۰۷۹/۲) (ت ج ص: ۱۱۱/۳)

اقبال:

مِثْلِ كَلِمَةٍ هُوَ اِذَا مَرَّ مَعْرَكَةً اَزْمَا كَوْنِي
اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لائتِ خَفِّ
(بال جریل: ص: ۴۰)

حَتَّىٰ إِذَا اتَّوَا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمَلَةٌ يَأْتِيهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطَمَنَّكُمْ سُلَيْمَنُ وَجُنُودُهُ
وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ (آیت: ۱۸)

یہاں تک کہ جب یہ سب چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا ”اے چیونٹیو، اپنے بلوں میں گھس جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر تمہیں کچل ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔“

مولانا روم:

آنک گوید رازِ قَالَتْ نَمَلَةٌ
جو چیونٹی نے کہا کہ راز بتا دے
ہم بدانند راز این طاقِ کُھَن
اس پرانی محراب کا راز بھی جان لے
(س: ۳۵۳) (۸۷۲/۲) (ت ج ص: ۹۴/۳)

اقبال:

مومیائی کی گدائی سے تو بہتر ہے شکست
مورِ بے پر! حاجتِ پیشِ سلیمانے مبر
(بانگِ درا: ص: ۲۶۵)

وَجَدْتَهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ
فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ وَجَدْتَهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ
فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝ (آیت: ۲۳)

میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے بجائے سورج کے آگے سجدہ کرتی ہے۔ شیطان نے ان کے اعمال ان کے لیے خوشنما بنا دیے اور انہیں شاہراہ سے روک دیا، اس وجہ سے وہ یہ سیدھا راستہ نہیں پاتے۔

مولانا روم:

می پرستید آفتاب چرخ را خوار کردہ جان عالی نرخ را
تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو تم نے گرانقدر جان کو ذلیل کر دیا
(ص: ۳۳۵) (۳/۵۷۷) (ت ج ص: ۲۶/۳)

اقبال:

گرچہ ہے دلکشا بہت حُسنِ فرنگ کی بہار طائرکِ بلند بالِ دانہ و دام سے گزرا!
(بال جریل: ص: ۲۹)

یہ حوریاں فرنگی، دل و نظر کا حجاب بہشتِ مغربیاں، جلوہ ہائے پا برکاب!
(بال جریل: ص: ۳۶)

نہ کر افرنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس جوہر کی برآقی!
(بال جریل: ص: ۵۸)

کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ بلبلِ فقط آواز ہے ، طاؤسِ فقط رنگ!
(بال جریل: ص: ۷۶)

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعْرَآةَ اَهْلِهَا اَذْلَةً وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝

(آیت: ۳۳)

ملکہ نے کہا کہ ”بادشاہ جب کسی ملک میں گھس آتے ہیں تو اسے خراب اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ یہی کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔“

مولانا روم:

صد ہزاران شہر را خشمِ شہان سرنگون کرد دست ای بدگم زہان
شاہوں کے غصہ نے، لاکھوں شہر اے گمراہو! اوندھے کر دیئے ہیں
(ص: ۲۸۹) (۳/۲۸۱۵) (ت ج ص: ۲۷۲/۳)

اقبال:

آبتاؤں تجھ کو رمز آیینِ الملوک سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اک جادوگری
(بانگِ درا: ص: ۲۶۰)

کرتی ہے ملوکیت آثارِ جنوں پیدا اللہ کے نشتر ہیں تیور ہو یا چنگیز!
(بالِ جبریل: ص: ۲۶)

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ أَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ
تَنْبِتُوا شَجَرَهَا ۗ اللَّهُ مَعَ اللَّهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ۝ (آیت: ۶۰)

بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے وہ خوشنما
باغ اگائے جن کے درختوں کا اگانا تمہارے بس میں نہ تھا؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا بھی (ان کاموں میں
شریک) ہے؟ نہیں بلکہ یہی لوگ راہِ راست سے ہٹ کر چلے جا رہے ہیں۔

مولانا روم:

ما چو شطرنجیم اندر بُرد و مات بُرد و ماتِ ما ز نُسْتِ ای خوش صفات
بارجیت میں ہم شطرنج کی طرح ہیں اے خوش صفات! ہماری بارجیت تمہاری طرف سے ہے
(ص: ۵۲) (۶۰۳/۱) (تج: ص: ۹۰/۱)

اقبال:

خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر!
(بالِ جبریل: ص: ۱۴۷)

أَمَّنْ يَسُدُّوا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ اللَّهُ مَعَ اللَّهِ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ
كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ (آیت: ۶۲)

کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جبکہ وہ اُسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور (کون ہے جو) تمہیں
زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (یہ کام کرنے والا) ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔

مولانا روم:

لیک گفنتی گر چہ می دانم سیرت زود ہم پیدا گنش بر ظاہرت
لیکن تو نے کہا اگرچہ میں تیرا بھید جانتا ہوں تو بھی جلد اس کو اپنی ظاہری حالت کے مطابق بیان کر دے
(ص: ۲۶) (۶۰/۱) (تج: ص: ۳۸/۱)

اقبال:

گر می آرزو فراق! شورشِ ہائے و ہو فراق! موج کی جستجو فراق! قطرہ کی آبرو فراق!
(بالِ جبریل: ص: ۱۱۳)

وہ علم جو کسی کو خدا کی طرف سے براہ راست بغیر کسی استاد کے ملے اسے ”علم لدنی“ کہتے ہیں مولانا نے اپنے اشعار میں علم لدنی کو تمبیحاُ استفادہ کیا جبکہ علامہ نے اپنے اشعار میں قرآن خوان نہ کہ صاحب قرآن کی اصطلاح میں اپنے والد کی نصیحت کی طرف اشارہ کیا کہ ”قرآن ایسے پڑھو جیسے کہ وہ تم پر نازل ہو رہا ہو تو پھر انسان اس کے حقائق و مقاصد کو جلد پالیتا ہے۔ آیت نمبر ۱۰ میں حضرت موسیٰ کے معجزہ کا ذکر ہے جبکہ مولانا نے یہاں رسول خدا کے معجزے ”ستون حنانہ“ کا ذکر کیا۔ مشہور ہے کہ رسول خدا اپنی مسجد میں ایک لکڑی کے ستون کے ساتھ تکیہ کر کے وعظ فرماتے تھے یہاں تک کہ جوشہ سے آپ کے لیے لکڑی کا سہ پایا منبر تحفہ میں لائے۔ جب رسول پاک وعظ کے لیے منبر پر پہنچے تو ”ستون حنانہ“ نے آپ کی جدائی میں آہ و فریاد شروع کر دی۔ اور اسی وجہ سے اس ستون کو ”حنانہ“ (یعنی رونے والا) کے نام سے پکارتے ہیں۔ آیت نمبر ۱۸ میں حضرت سلیمان اور چیونٹی کے قصہ کا ذکر ہے جو تورات اور قرآن کریم دونوں کتب میں کچھ اختلاف کے ساتھ موجود ہے جسے دونوں کے اشعار میں بیان کیا گیا۔ علامہ نے اپنے شعر میں مسلمان کو چیونٹی اور ترقی یافتہ ممالک کو سلیمان کے استعارہ سے بیان کیا ہے۔

آیت ۲۴ قوم سبا کا ذکر ہے جو سورج کی پوجا کرتی تھی جبکہ زرتشت کے ظہور سے قبل آریائی لوگ بھی سورج کی پوجا اس لیے کرتے کہ وہ سورج کو روشنی اور حرارت کا لازوال سرچشمہ سمجھتے تھے چونکہ اسی کی روشنی اور حرارت سے پودوں درختوں کی نشوونما ہوتی ہے۔

سورہ الْقَصَص (۲۸)

اس سورت کا نام پچیسویں آیت کے اس فقرے ”وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ“ سے ماخوذ ہے۔ لغت کے اعتبار سے قصص کے معنی ترتیب وار واقعات بیان کرنے کے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ لفظ باعتبار معنی بھی اس سورت کا عنوان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس سورت میں (آیت ۳ سے ۴۶ تک) حضرت موسیٰ کا حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح، حضرت موسیٰ کو ”عصا“ اور ”ید بیضا“ کا معجزہ دینے جانے اور کچھ اور واقعات کا مفصل قصہ بیان ہوا ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام موسیٰ اور فرعون بھی ہے۔

ترتیب تلاوت ۲۸ ویں، ترتیب نزول ۴۹ ویں، ۸۸ آیات اور ۱۱۴۴ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ سورت کا مرکزی موضوع اس شبہات اور اعتراضات کو دور کرنا ہے جو حضور علیہ السلام کی نبوت اور رسالت پر کئے جاتے ہیں اسی غرض سے حضرت موسیٰ کا قصہ بیان کیا جو چند حقائق کی نشاندہی کرتا ہے۔
مومن اور کافر دونوں انجام کے اعتبار سے ہرگز برابر نہیں ہو سکتے، آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی بے ثباتی اور حقارت کو ثابت کرنے کے لیے قارون کا قصہ اور بھلائی کی جزاء کم سے کم دس گنا ملے گی برائی کی سزا برابر ملے گی یہ اس سورت کے اہم موضوعات ہیں۔

وَ أَنْ أَلْقَىٰ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدَبِّرًا ۖ لَمْ يَعْقِبْ يَمُوسَىٰ أَقْبَلُ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْأَمِينِينَ ۝ (آیت: ۳۱)

اور (حکم دیا گیا کہ) پھینک دے اپنی لاٹھی۔ جو نبی کہ موسیٰ نے دیکھا کہ وہ لاٹھی سانپ کی طرح بل کھا رہی ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

مولانا روم:

معجزہ موسیٰ و احمدؑ را نگر
حضرت موسیٰ اور حضرت احمدؑ کے معجزے پر غور کر
چون عصا شد مار و استن باخبر
لاٹھی سانپ کیسے بنی اور ستون کیسے باخبر ہوا؟
(ص: ۹۸) (۲۱۳۲/۱) (ت ج ص: ۹۰/۱)

من عصام در کف موسیٰ خویش
میں اپنے موسیٰ کے ہاتھ میں لاٹھی ہوں
میرا موسیٰ پوشیدہ ہے اور میں سامنے ظاہر ہوں
باز برفرعون اژدرھا شوم
پھر فرعون پر اژدھا بن جاتا ہوں
میں مسلمانوں کے لیے دریا کا پل ہو جاتا ہوں
(ص: ۳۵۷) (۱۰۶۹/۴) (۱۰۷۰) (ت ج ص: ۱۱۱/۴)

این درخت تن عصای موسیٰست
یہ جسم کا درخت حضرت موسیٰ کی لاٹھی ہے
کامر ش آمد کہ بیندازش ز دست
اس کا حکم آگیا کہ تو اس کو ہاتھ سے زمین پر ڈال دے
(ص: ۴۱۷) (۳۵۷۸/۴) (ت ج ص: ۳۳۹/۴)

اقبال:

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لا تَحْفَ (بال جبریل: ص: ۳۰)

وَ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرِيْبِمٍ بَطَرَتْ مَعِيْشَتَهَا فَيَلِكُ مَسْكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيْلًا وَ كُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِيْنَ ۝ (آیت: ۵۸)

اور کتنی ہی ایسی بستیاں ہم تباہ کر چکے ہیں جن کے لوگ اپنی معیشت پر ترا گئے تھے۔ سو دیکھ لو، وہ ان کے مسکن پڑے ہوئے ہیں جن میں ان کے بعد کم ہی کوئی بسا ہے، آخر کار ہم ہی وارث ہو کر رہے۔

مولانا روم:

جور و احسان رنج و شادی حادثست حادثان می رند حَقَشَان و ارثست
ظلم اور احسان رنج اور خوشی سب نو پیدا ہیں نو پیدا چیزیں فنا ہو جاتی ہیں اور اللہ ان کا وارث ہے
(ص: ۸۹) (۱۸۰۹/۱) (ت ج ص: ۲۰/۱)

اقبال:

کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟ دنیا ہے تری منظرِ روزِ مکافات
(بال جبریل: ص: ۱۰۸)

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہیں روزی اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو
(بال جبریل: ص: ۱۱۰)

وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ الْاٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ لَهٗ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (آیت: ۸۸)

اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اُس کی ذات کے۔ فرماں روائی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔

مولانا روم:

جملہ معشوقست و عاشق پردہ ای زندہ معشوقست و عاشق مُردہ ای
تمام کائنات معشوق ہے اور عاشق پردہ ہے معشوق زندہ ہے اور عاشق مُردہ ہے
(ص: ۳۰) (۳۰/۱) (ت ج ص: ۳۲/۱)

کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ جَزْوَجِهٍ اَوْ چُون نہ ای در وجہ او، ہستی مَجْوُ
سوائے اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہو جانے والی ہیں جب تو اس کی ذات میں نہیں (سایا) تو ہستی کی امید نہ رکھ

<p>كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ نَبْوَدَ جِزَا اس کی سزا کُل شئی هَالِكٌ نہیں ہوتی ہر کہ در الّاست او فانی ننگشت جو شخص الّا میں داخل ہے فانی نہ ہوا (ص: ۱۱۶) (۳۰۵۶-۳۰۵۲/۱) (ت ج ص: ۳۱۹/۱)</p>	<p>ہر کہ اندر وجہ ما باشد فنا جو ہماری ذات میں فنا ہو جائے زانک در الّاست او ز لا گذشت اس لیے کہ وہ الّا میں ہے لا سے گذر گیا</p>
<p>جَزَّ خَدَايَ وَاحِدٍ حَيٍّ وَدَوْدٍ ایک خدا کی (زندہ) اور دود (مہربان) کے علاوہ (ص: ۲۹۳) (۱۰۳۶/۳) (ت ج ص: ۱۰۹/۴)</p>	<p>نہ سما بینی نہ اختر نہ وجود تو نہ آسمان دیکھے گا نہ ستارے نہ وجود</p>
<p>كُلُّ شَيْءٍ غَيْرِ وَجْهِ اللّٰهِ فَنَاسِت اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے (ص: ۲۱۳) (۳۳۲۲/۲) (ت ج ص: ۳۱۲/۴)</p>	<p>پیش بی حدہر چہ محدودست لّاست لا محدود کے سامنے محدود، معدوم ہے</p>
<p>كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ (کیونکہ) اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے (ص: ۳۱۹) (۳۹۰۵/۳) (ت ج ص: ۳۲۲/۳)</p>	<p>وز مَلَكِ هَمَّ بَايَدَمِ جَسْتَن زَجُو فرشتے سے بھی مجھے نہر کو کودنا چاہیے</p>
<p>كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست عدم میں وجود، خود عجیب بات ہے (ص: ۳۳۱) (۳۶۶۲-۳۶۶۳/۳) (ت ج ص: ۳۳۲-۳۳۱/۳)</p>	<p>عقل گئی ماند؟ چو باشد سریدہ او عقل کہاں ٹھہری ہے جب اس کو وجود میں لانے والا موجود ہو ہالک آید پیش وجہش هست و نیست اس کی ذات کے سامنے یہ فانی، فانی اور باقی ہے</p>
<p>در نگرزان پس کہ بعد لا چہ ماند؟ غور کر لے ”لا“ کے بعد کیا رہ گیا؟ شاد باش ای عشقِ شرکت سوز زفت اے عشقِ شرکت کو جلانے والے زبردست، تو خوش رہے (ص: ۲۳۵) (۵۸۹-۵۹۰/۵) (ت ج ص: ۶۹/۵)</p>	<p>تیغ لا در قتل غیر حق براند اس نے ”لا“ کی تلوار اللہ تعالیٰ کے سوا پر چلا دی ماند الّا اللّٰہ باقی جملہ رفت الا اللہ رہ گیا، باقی سب فنا ہو گیا</p>
<p>كُلُّ آتٍ بَعْدَ حِينٍ فَهَوَات تھوڑی دیر بعد ہر آنے والا پہنچنے والا ہے (ص: ۵۳۵) (۲۸۶/۶) (ت ج ص: ۶۱/۶)</p>	<p>زانک غیر حق ہمہ گردد رُفات اللہ تعالیٰ کے سوا سب ریزہ ریزہ ہو جائے گا</p>
<p>كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے (ص: ۵۷۸) (۲۲۳۰/۶) (ت ج ص: ۲۲۲/۶)</p>	<p>خِصَمِ بَرِّ شِيرِ اَمْدٍ وَهَرُّ رُوبَهْ اَوْ وہ شیر اور ہر لومڑی پر غالب آگیا</p>

اقبال:

- نہی ہستی اک کرشمہ ہے دل آگاہ کا لا کے دریا میں نہاں موتی ہے الا اللہ کا
(بانگ درا: ص: ۱۱۳)
- شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گر باطل بھی تو
(بانگ درا: ص: ۱۹۳)
- خودی کا سر نہاں، لا اللہ الا اللہ خودی ہے تیغ، فساں لا اللہ الا اللہ
(ضربِ کلیم: ص: ۱۵)
- آہ! اے مردِ مسلمان تجھے کیا یاد نہیں؟ حرفِ لا تدع مع اللہ الہا آخر!
(ضربِ کلیم: ص: ۵۶)
- غیرت ہے طریقتِ حقیقی غیرت سے ہے فقر کی غلامی
(ضربِ کلیم: ص: ۸۸)
- مومن کی اسی میں ہے امیری اللہ سے مانگ یہ فقیری
(ضربِ کلیم: ص: ۸۹)
- یہ ہماری سعی پیہم کی کرامت ہے کہ آج صوفی و ملا ملوکیت کے بندے ہیں تمام!
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۶)
- غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں پہناتی ہے درویش کو تاجِ سردارا
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۱۵)
- حذر اُس فقر و درویشی سے، جس نے مسلمان کو سکھا دی سر بزیری!
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۳۰)
- خودگیری و خودداری و گلبانگِ انالِحق آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اس کے مقامات
محلوم ہو سالک تو یہی اس کا 'ہمہ اوست' خود مردہ و خود مرقد و خود مرگِ مفاجات!
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۳۸)
- ممکن نہیں محلوم ہو آزاد کا ہم دوش وہ بندۂ افلاک ہے، یہ خواجہ افلاک
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۴۱)
- اس سورت کی فقط تین آیات مولانا اور علامہ کے کلام میں مشترک پائی گئیں ابتدا میں حضرت موسیٰ کے معجزات کا ذکر
اور اس دنیا میں خوشی غمی احسان اور ظلم یہ سب حادثاتی ہیں اور آخر میں جو موضوع دونوں نے بیان کیا وہ ہے اس دنیا کی فنا
پذیری یعنی بقا فقط ذات باری تعالیٰ کو ہے اور باقی ہر چیز فانی ہے۔

سورہ العنکبوت (۲۹)

سورت کی اکتالیسویں آیت میں عنکبوت کا ذکر آیا ہے۔ اسی پر سورت کا نام رکھ دیا گیا، عنکبوت عربی زبان میں مکڑی کو کہتے ہیں کافروں کے اعتقادات کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی ہے۔ مکڑی کا جالا کمزوری اور ناپائیداری میں مشہور ہے۔ آیت ۴۱ کا ترجمہ اس طرح ہے: ”جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست بنائے ہیں ان کی مثال مکڑی جیسی ہے جو اپنا ایک گھر بناتی ہے اور سب گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے کاش یہ لوگ علم رکھتے۔“

ترتیب تلاوت ۲۹ ویں اور ترتیب نزول ۸۵ ویں، ۶۹ آیات اور ۹۸۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی حروف مقطوعہ [الم: الف، لام، میم] سے شروع ہونے والی پندرہویں سورت ہے۔

حضرت نوحؑ کی تبلیغ اور وعظ و نصیحت کا ذکر، مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کے دلائل، حضرت ابراہیمؑ کے بعد سوائے ان کی اولاد کے کسی کو آسمانی کتاب اور پیغمبری عطا نہیں کی گئی۔ لوطؑ کی دعا پر فرشتوں کو سدوم بستی کو تباہ کرنے کا حکم، عاد ثمود اور فرعون و قارون کے واقعات کی طرف اجمالی اشاروں سے اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا ہے کہ نیک بندوں کو آزمائشوں سے گزارنا اللہ کی سنت و عادت رہی ہے۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (آیت: ۲۰)

یقیناً یہ (اعادہ تو) اللہ کے لیے آسان تر ہے۔ ان سے کہو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اُس نے کس طرح خلق کی ابتدا کی ہے، پھر اللہ بار دیگر بھی زندگی بخشنے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مولانا روم:

استخوانها نشان ببین و مویشان
ان کی ہڈیاں اور بال دیکھ لے
عبرتی گیر و مَران خَر سویشان
عبرت حاصل کر اور اُن کا راستہ اختیار نہ کر
(ص: ۱۱۳) (۲۹۵۲/۱) (ت ج ص: ۳۰۹/۱)

گفت: سیرُوا می طلب اندر جہان
سیرُوا فرمایا ہے دنیا میں طلب کر
بخت و روزی را ہمی کن امتحان
نصیبہ اور رزق کو آزماتے رہ
(ص: ۵۸۷) (۲۶۱۸/۶) (ت ج ص: ۲۵۵/۶)

اقبال:

دما دم رواں ہے یم زندگی
اسی سے ہوئی ہے بدن کی نمود
ہر اک شے سے پیدا رم زندگی
کہ شعلے میں پوشیدہ ہے موج دودا!
گراں گرچہ ہے صحبت آب و گل
خوش آئی اسے محبت آب و گل
(بال جریل: ص: ۱۲۵)

أَتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ۝ (آیت: ۳۵)

(اے نبی!) تلاوت کرو اس کتاب کی جو تمہاری طرف وحی کے ذریعہ سے بھیجی گئی ہے اور نماز قائم کرو، یقیناً نماز فحش اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر اس سے بھی زیادہ بڑی چیز ہے۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

مولانا روم:

بادِ خشم و بادِ شہوتِ بادِ آرز
غصہ کی ہوا اور شہوت کی ہوا لالچ کی ہوا
بُرد اور اکہ نبود اہلِ نماز
اس کو اڑا لے گئی جو دیدار نہ ہو
(ص: ۵۱) (۳۷۹۸/۱) (ت ج ص: ۳۸۶/۱)

جوشش و افزونی زر در زکات
زکوٰۃ میں مال کا جوش اور بڑھاؤ ہے
عصمت از فحشا و مُنکر در صلوات
نمازیں بری باتوں اور فحش سے بچاؤ ہے
(ص: ۶۱۱) (۳۵۷۶/۶) (ت ج ص: ۳۳۱/۶)

اقبال:

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصافِ حجازی نہ رہے
(بانگِ درا: ص: ۲۰۳)

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (آیت: ۶۹)

جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے اور یقیناً اللہ نیکو کاروں ہی کے ساتھ ہے۔

مولانا روم:

ہر کرا در جانِ خدا بنهد محک
خدا جس کی جان میں کسوٹی رکھ دیتا ہے
مریقین را باز داند از شک
بلاشبہ وہ یقین کو شک سے جدا کر لیتا ہے
(ص: ۳۷) (۳۰۰/۱) (ت ج ص: ۶۱/۱)

بُوقلاً ووزست و رہبر مَرْترا
خوشبو تیری راہنما اور رہبر ہے
می بَرَد تا خلد و کوثر مَرْترا
تجے جنت اور کوثر تک لے جائے گی
(ص: ۹۳) (۱۹۰۲/۱) (ت ج ص: ۲۰۹/۱)

چون شود جاننش محک نقدھا
جب اس کی جان نقدوں کی کسوٹی بن جاتی ہے
پس ببینند نقد را و قلب را
وہ کھرے اور کھوٹے کو جان لیتا ہے
(ص: ۱۱۹) (۳۱۵۱/۱) (ت ج ص: ۳۲۸/۱)

از برای چارهٔ این خوفها
انہی اندیشوں کے علاج کے لیے
کاین نمازم را میامیزای خدا
اے اللہ! میری اس نماز کو نہ ملا
آمد اندر ہر نمازی اہدنا
ہر نماز میں اے اللہ ہماری رہنمائی فرما آیا ہے
بانماز ضالین و اہل ریا
گمراہوں اور ریاکاروں کی نماز کے ساتھ
(ص: ۱۲۵) (۳۳۹۳-۳۳۹۳/۱) (ت ج ص: ۱/۱: ۳۵۰)

شرط تعظیمست تا این نور خوش
تعظیم شرط ہے تاکہ وہ عمدہ نور
نور یابد مستعد تیز کوش
سخت کوشش کرنے والا مستعد نور حاصل کرتا ہے
گرد این بی دیدگان را سرمہ کش
ان اندھوں کے لیے سرمہ لگائے والا بن جائے
کو نباشد عاشق ظلمت چو موش
جو چوہے کی طرح اندیشے کا عاشق نہ ہو
(ص: ۲۲۹) (۲۲۹/۵) (ت ج ص: ۱۷/۵)

اصل خود جذبست لیک ای خواجہ تاش
اصل خود کشش ہے، لیکن اے محترم بھائی
کار کن موقوف آن جذبہ مباش
کام کر اس کشش پر موقوف نہ رہ
(ص: ۵۶۳) (۵۶۳/۶) (ت ج ص: ۱۵۳/۶)

جاہد و افینا بگفت آن شہریار
اس شاہ نے جاہد و فینا کہا ہے
اے بے قرار اس نے جاہد و عنائیں کہا ہے
جاہد و عنائیں گفت ای بی قرار!
(ص: ۵۸۳) (۵۸۳/۶) (ت ج ص: ۲۳۳/۶)

اقبال:

جمال عشق و مستی نوازی
جمال عشق و مستی طرف حیدر
جلال عشق و مستی بے نیازی
زوال عشق و مستی حرف رازی!
(بال جبریل: ص: ۸۳)

کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق
کبھی سرمایہ محراب و منبر
کبھی سوز و سرور و انجمن عشق
کبھی مولا علیٰ خیر شکن عشق!
(بال جبریل: ص: ۸۷)

مٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلمان، کہ ہے
اُس کی اذانوں سے فاش سرِّ کلیمؐ و خلیلؑ
(بال جبریل: ص: ۹۶)

اک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نچیری!
اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دلگیری!
اک فقر ہے شبیری، اس فقر میں ہے میری!
اک فقر سے کھلتے ہیں اسرارِ جہانگیری!
اک فقر سے مٹی میں خاصیتِ اکیسری!
میراثِ مسلمانی، سرمایہٴ شبیری!
(بال جبریل: ص: ۱۶۰)

بلند بال تھا، لیکن نہ تھا غیور و جسور حکیم سرّ محبت سے بے نصیب رہا
(بال جبریل: ص: ۱۶۳)

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ!
(بال جبریل: ص: ۱۶۵)

جرات ہے تو افکار کی دنیا سے گزر جا ہیں بحرِ خودی میں ابھی پوشیدہ جزیرے!
(بال جبریل: ص: ۱۶۷)

ادھر نہ دیکھ، ادھر دیکھ اے جوانِ عزیز بلند زورِ دروں سے ہوا ہے فوارہ!
(ضرب کلیم: ص: ۱۲۷)

جس خاک کے ضمیر میں ہے آتش چنار ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۳۹)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم میں نماز قائم کرنے کے احکامات بار بار آئے اور اس کے فوائد کا ذکر کہ نماز یقیناً
برائیوں سے بچاتی ہے کی تلقین کو مولانا اور علامہ نے بڑی سادگی سے اپنے اپنے اشعار میں تبلیغ کی اور اللہ کی راہ میں جہاد
کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سے اپنی حمایت کا یقین دلانا بیان کیا ہے۔

مولانا مرید اور مراد کے درمیان تعظیم کا رشتہ استوار کرنا بہت ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر مرید کا نور حق سے
اپنے دل کو منور کرنا ممکن نہیں۔ اس نور کے حصول کے لیے مرید کے پاس سننے والے کان، جتو کے جذبہ کا ہونا اور چوہے کی
طرح تاریکی کا عاشق نہ ہونا ضروری ہے اور علامہ، جہانگیری، دلگیری، جیسی صفات کے حصول کے لیے امام حسینؑ کے
جیسی نماز کے قیام کو ضروری جانتے ہیں۔

سورہ الروم (۳۰)

سورت کے پہلے ہی فقرے میں ”روم“ کے مغلوب ہونے کا ذکر ہے۔ ”غَلِبَةُ الرُّومِ“ اسی کی طرف سورت کو منسوب کر دیا۔ اس سورت میں کلام کا آغاز اس بات سے کیا گیا ہے کہ آج رومی (ایران سے) مغلوب ہو گئے ہیں اور ساری دنیا یہ سمجھ رہی ہے کہ اس سلطنت کا خاتمہ قریب ہے۔ مگر چند سال گزرنے نہ پائیں گے کہ پانسہ پلٹ جائے گا۔ اور جو (رومی) مغلوب ہیں وہ (ایران پر) غالب ہو جائیں گے۔

ترتیب تلاوت ۳۰ ویں اور ترتیب نزول ۸۴ ویں، ۶۰ آیات اور الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ حروف مقطعه [الم: الف، لام، میم] سے شروع ہونے والی سولہویں سورت ہے۔ جب قیامت قائم ہوگی تو نیک و بد ہر طرح کے لوگ الگ الگ کر دیئے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے پہلے آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اسی کے اندر سے اس کا جوڑا نکالا تاکہ چین اور انس سے رہ سکیں، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل، اللہ کی طرف سے روز جزاء کا آنا اٹل ہے اسے کوئی طاقت ملتی یا موخر نہیں کر سکتی، انسان کا بچپن جوانی اور بڑھاپا سب اللہ کے اختیار میں ہے یہ سب مضامین اس سورت کا حصہ ہیں۔

صَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ فِيْ مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نَّاصِرِينَ ۝ (آیت: ۲۹-۲۸)

وہ تمہیں خود تمہاری اپنی ہی ذات سے ایک مثال دیتا ہے۔ کیا تمہارے اُن غلاموں میں سے جو تمہاری ملکیت میں ہیں کچھ غلام ایسے بھی ہیں جو ہمارے دیے ہوئے مال و دولت میں تمہارے ساتھ برابر کے شریک ہوں اور تم اُن سے اُس طرح ڈرتے ہو جس طرح آپس میں اپنے ہمسروں سے ڈرتے ہو؟۔۔۔ اس طرح ہم آیات کھول کر پیش کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ مگر یہ ظالم بے سمجھے بوجھے اپنے خیالات کے پیچھے چل پڑے ہیں۔ اب کون اُس شخص کو راستہ دکھا سکتا ہے جسے اللہ نے بھٹکا دیا ہو۔ ایسے لوگوں کا تو کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔

مولانا روم:

سوی اضلالِ ازل پیغامِ گرد کہ بر آراز قعر بحرِ فتنہ گرد
اس نے ازلی (صفت) گمراہی کا پیغام دیا کہ فتنہ کے سمندر کی گہرائی سے گرد نکال لا
(ص: ۲۵۳) (۹۵۳/۵) (ت ج: ص: ۱۰۳/۵)

اقبال:

کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو!
(ضرب کلیم: ص: ۸۴)

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا
كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ (آیت: ۳۱-۳۲)

(قائم ہو جاؤ اس بات پر) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے، اور ڈرو اُس سے اور نماز قائم کرو، اور نہ ہو جاؤ اُن مشرکین میں سے جنہوں نے اپنا اپنا دین الگ بنا لیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ہر ایک گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔

مولانا روم:

راہمہای مختلف آسان شدست
مختلف راستے آسان ہو گئے ہیں
ہر ایک کی راہ ملتی چون جان شدست
ہر ایک کے لیے ایک ملت (مذہب) جان کی طرح بن گئی
(ص: ۳۳) (۲۸۳/۱) (ت ج ص: ۷۹/۱)

تگ مران، درگش عنان مستور بہ
تیز نہ دوڑا، باگ کھینچ (راز کا) چھپا ہوا ہونا بہتر ہے
ہر کس از پندار خود مسرور بہ
ہر شخص کا اپنے خیال کے مطابق خوش رہنا بہتر ہے
(ص: ۱۳۱) (۳۶۱۳/۱) (ت ج ص: ۳۶۹/۱)

این در آن حیران شدہ کان بر چہیست
یہ اس میں حیران ہے کہ یہ (خیالات) کس بنا پر ہیں
ہر چشنندہ آن دگر راننا فیست
ہر چکھنے والا دوسرے کا منکر ہے
(ص: ۲۳۸) (۳۲۶/۵) (ت ج ص: ۲۳/۵)

صدق ہر دو ضدّ ببیند در روش
روش میں ہر دو ضدوں کی سچائی خیال کرتا ہے
ہر فریقی در رہ خود خوش منش
ہر فریق اپنی راہ پر خوش طبع ہے
(ص: ۵۱۲) (۳۲۲۹/۵) (ت ج ص: ۳۲۶/۱۵)

اقبال:

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا
مسائل نظری میں الجھ گیا ہے خطیب
(بال جریل: ص: ۷۹)

نہیں فردوس مقامِ جدل و قال و اقوال
بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت
(بال جریل: ص: ۱۱۷)

فَانظُرْ إِلَىٰ اثْرِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ ذَلِكَ لَمُحِي الْمَوْتِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (آیت: ۵۰)

دیکھو اللہ کی رحمت کے اثرات کہ مردہ پڑی ہوئی زمین کو وہ کس طرح جلا اٹھاتا ہے۔ یقیناً وہ مردوں کو زندگی بخشنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مولانا روم:

تانشان حق بیارد نوبہار
جب تک موسم بہار اللہ کا حکم بن کر نہیں آتا
آن جوادى کہ جمادى را بداد
وہ سخی جس نے جمادات کو دیئے
خاکِ بسرہارا نکرده آشکار
مٹی رازوں کو ظاہر نہیں کرتی
این خبرها و این امانت وین سداد
یہ پیغامات، یہ امانت اور یہ راست روی
(ص: ۳۶۰) (۱/۵۱۱-۵۱۲) (ت ج ص: ۸۲/۱)

در زمستان نشان اگر چه داد مرگ
جاڑوں میں اگرچہ اُن کو مارا
زندہ شان کرد از بہار و داد برگ
ان کو بہار سے زندہ کر دیا اور پتے دے دیئے
(ص: ۹۵) (۱/۲۰۰) (ت ج ص: ۲۲۱/۱)

امر حق بيشنو کہ گفتست انظرُوا
اللہ تعالیٰ کا حکم سن اس نے فرمایا ہے کہ دیکھ
سوی این آثار رحمت آررُو
رحمت کے اُن آثار کی جانب رخ کر
(ص: ۳۶۵) (۳/۱۳۶۱) (ت ج ص: ۱۳۷/۳)

در بہار آن بسرہا پیدا شود
بہاروں میں یہ راز ظاہر ہو جاتے ہیں
هر چه خورد دست این زمین رسوا شود
اس زمین نے جو کھایا ہے ظاہر ہوا زمین رسوا ہو جاتی ہے
(ص: ۵۲۳) (۵/۳۹۷۲) (ت ج ص: ۳۹۸/۵)

خالدین شد نعمت و منعم عالیہ
نعمت اور جس پر نعمت ہوئی ہمیشہ رہنے والے بن گئے
مُحییء المَوْتِ است فاجتازوا الیہ
وہ مردے کو زندہ کرنے والا ہے اس سے التجا کرو
(ص: ۶۰۳) (۶/۳۱۶۷) (ت ج ص: ۳۰۵/۶)

اقبال:

مردہ عالم زندہ جن کی شورشِ قُوم سے ہوا
آدمی آزاد زنجیرِ توہم سے ہوا
(بانگِ درا: ص: ۱۳۳)

اس سورت کی مشترک آیات میں مولانا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہی وقت میں ہادی اور مفضل دونوں صفات کی حامل ہے اور شیطان اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہے کہ مجھے لوگوں کو گمراہ کرنے میں قوی تر کر دے کیونکہ اس کے چیلے اس سے مدد کے خواہاں رہتے ہیں اور علامہ معاملہ کو اس طرح الٹا اور الجھا ہوا جانتے ہیں کہ مرید پیر اور پیر مرید بن چکے ہیں۔ آیت ۳۲-۳۱ کے ضمن میں دونوں نے انسان کا مختلف گروہوں میں بٹ جانا کے نکتے سے آیات کی بہتر تشریح کی ہے اور آیت ۵۰ میں دونوں نے اللہ کے اس فرمان کو کہ وہ کس طرح مردوں کو دوبارہ زندہ کر سکتا ہے نشانیاں بیان کیں اور اشعار میں جگہ دی۔

باب چہارم

سورہ لقمان (۳۱)

تا

سورہ الحشر (۵۹)

سورہ لقمان (۳۱)

لقمان کا نام عرب میں بڑے احترام سے لیا جاتا تھا۔ بہت سی حکایتیں اُن کی طرف منسوب تھیں، وہ اپنی خدا داد عقل سے انسانی زندگی کے لیے مفید اور کارآمد نتیجے نکالتے۔ ان کے دانش مندانہ اقوال اور نصیحتیں عرب میں قصے کہانیوں کی طرح مشہور ہو گئیں۔ اس سورت میں ان کا اور ان کی بعض نصیحتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام ’سورت لقمان‘ رکھا گیا۔

ترتیب تلاوت ۳۱ ویں، ترتیب نزول ۵۷ ویں، ۳۴ آیات اور ۵۴۸ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی اُن ۲۹ سورتوں میں سے سترھویں سورت جس کا آغاز حروف مقطوعہ [الم: الف، لام، میم] سے ہوتا ہے۔ اس سورت میں متعدد اخلاقی احکامات، کافروں کی ناشکری کے ذکر کے علاوہ روز قیامت کو باپ بیٹا بھی ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکیں گے، کوئی شخص نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی اور نہ ہی اپنی موت کے زمان و مکان سے آگاہ ہے۔

حضرت لقمان کا قصہ، ان کے اپنے بیٹے کو نصیحت، ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے، دین کے خلاف ماں باپ کا کہنا نہ ماننا چاہیے، خدا انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے مزید اس سورت میں لوگوں کو شرک کی تعویث (گمراہیت) و نامعقولیت اور توحید کی صداقت و معقولیت سمجھائی گئی ہے۔

وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةَ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (آیت: ۲۷)

زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر (دوات بن جائے) جسے سات مزید سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کی باتیں (لکھنے سے) ختم نہ ہوں گی۔ بے شک اللہ زبردست اور حکیم ہے۔

مولانا روم:

ذرّہ ہا را گئی تو اند کس شُمر د
ذروں کو کوئی کب گن سکتا ہے؟
می شمارم برگھای باغ را
میں باغ کے پتوں کو گنتا ہوں
در شمار اندر نیاید لیک من
وہ گنتی میں نہیں آتے لیکن میں
(ص: ۱۸۳) (۲/۱۷۰۷-۱۷۰۹) (ت ج ص: ۱۶۸/۱)

ہفت دریا گر شود گلی مدید
پورے سات سمندر اگر روشنائی نہیں
نیست مرپایان شدن را ہیچ امید
(تب بھی) ختم ہونے کی کوئی امید نہیں ہے
(ص: ۲۱۸) (۲/۳۵۲۵) (ت ج ص: ۳۳۲/۲)

یا قلم را زہرہ باشد کہ بسر بر نویسد بر صحایف زان خبر
یا تم کی یہ مجال ہو کہ نوک سے وہ صحیفوں میں اس کی بابت لکھ دے
(ص: ۲۲۲) (۲۷۵/۲) (ت ج ص: ۳۵۳/۴)

گر شود، بیشہ قلم دریا مدید مثنوی را نیست پایانی امید
اگر جنگل قلم اور سمندر روشنائی بن جائے مثنوی کے ختم ہونے کی توقع نہیں ہے
(ص: ۵۷۹) (۲۷۵/۶) (ت ج ص: ۲۲۳/۶)

اقبال:

مخفل ہستی میں جب ایسا تک جلوہ تھا حسن پھر تخیل کس لیے لا انتہا رکھتا ہوں میں
(ہائگ در: ص: ۱۲۳)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَأَخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنِ وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ
وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا فَلَا تُغْرَنَكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَكُم بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۝ (آیت: ۳۳)
لوگو، بچو اپنے رب کے غضب سے اور ڈرو اُس دن سے جب کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا اور نہ کوئی بیٹا
ہی اپنے باپ کی طرف سے کچھ بدلہ دینے والا ہوگا۔ فی الواقع اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پس یہ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے
اور نہ دھوکہ باز تم کو اللہ کے معاملے میں دھوکا دینے پائے۔

مولانا روم:

گفت حق: نہ بلکہ لا انساب شد زهد و تقویٰ فضل را محراب شد
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں بلکہ نسبت کچھ نہیں، طے ہو گیا ہے پرہیزگاری اور تقویٰ بزرگی کا مقام بن گیا ہے
(ص: ۱۲۵) (۳۳۰/۱) (ت ج ص: ۳۵۱/۱)

عفوہا گفتہ ثنای عفو تو نیست کفوش ائہا الناس اتقوا
تمام معافیوں نے تیری معافی کی تعریف کی ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے اے لوگو ڈرو
(ص: ۲۵) (۳۱۵/۵) (ت ج ص: ۳۱۲/۵)

اقبال:

یہ ”لسان العصر“ کا پیغام ہے اِنَّ وَعَدَ اللّٰهُ حَقًّا یٰدُرکھ
(ہائگ در: ص: ۲۸۲)

اس سورت کی پہلی مناسبات آیت نمبر ۲۷ کی توضیح میں مولانا اس بات کو سمجھانے کے لیے کہ اللہ کی باتیں بے شمار
ہیں وہ ذروں کی مثال دیتے ہیں کہ وہ بے شمار ہیں اور علامہ ان کے مقابلہ میں خیالات کو بے انتہا کہہ کر بیان کر رہے ہیں
اور پھر آیت ۳۳ کے ضمن میں کہ تقویٰ ہی راہ ترویج ہے اور اللہ معاف کرنے والا ہے یہ فرمان قرآن کریم میں بہت جگہوں
پر تکرار ہوا۔ علامہ اس زمانے کے شاعر اکبر الہ آبادی جن کا لقب ”لسان العصر“ یعنی زمانہ کی زبان تھا کی طرف
اشارہ کر کے بتاتے ہیں کہ انہوں نے بھی یہ کچھ کہا تھا اللہ جو وعدہ کرتا ہے اسے پورا کرتا ہے۔

سورہ السجدہ (۳۲)

اس سورت کی ۱۵ آیت میں سجدہ کا جو مضمون آیا ہے اسی کو سورت کا نام اور عنوان قرار دیا گیا ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام مضاجع ہے۔

ترتیب تلاوت ۳۲ ویں، ترتیب نزول ۷۵ ویں، ۳۰ آیات اور ۳۸ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی ۱۸ ویں سورت جس کا آغاز حروف مقطعه [الم: الف، لام، میم] سے ہوتا ہے۔

اس سورت کا مرکزی موضوع توحید، نبوت، رسالت اور آخرت کے متعلق لوگوں کے شکوک و شبہات دور کرنا ہے اور تینوں حقیقتوں پر ایمان کی دعوت دینا ہے۔

لوگوں سے خطاب ہے کہ قرآن کی پیش کردہ حقیقتوں پر عقل سے کام لیتے ہوئے غور کرو، سورت میں اللہ کی رحمت و مغفرت اور عدل و انصاف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

مشرکین مکہ سے کہا گیا کہ کچھل بناہ شدہ قوموں کے آثار و انجام سے درس عبرت حاصل کریں اور اگر آپ ایسے انجام سے بچنا چاہتے ہو تو اس پیغام پر لبیک کہو جو محمد ﷺ تمہیں بار بار پہنچا رہے ہیں۔

الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَ بَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ وَ نَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوحِهِ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْأَبْصَارَ وَ الْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝

(آیت: ۹-۷)

جو چیز بھی اس نے بنائی خوب ہی بنائی۔ اس نے انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی، پھر اس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے، پھر اس کو نیک سگ سے درست کی اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دی، اور تم کو کان دیے، آنکھیں دیں اور دل دیے۔ تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے

مولانا روم:

بشنو از نی چون حکایت می کند
از جدا بیہا شکایت می کند
بانری سے سن کیا بیان کرتی ہے
اور جدائیوں کی کیا شکایت کرتی ہے
(ص: ۲۱) (۱/۱) (ت ج ص: ۳۱/۱)

جسم خاکت را ز اینجا بافتند
نور پاکت را درینجا یافتند
تمہارے خاکی جسم کو اس جگہ بنایا گیا
تیرے نور پاک کو یہاں حاصل کیا گیا
(ص: ۱۰۸) (۱/۱) (۲۶۶۶/۱) (ت ج ص: ۲۸۳/۱)

بیشہ ای آمد وجود آدمی
انسان کا وجود ایک بن (جنگل) ہے
بر حذر شوزین وجود ارزان دمی
اگر تو انسان ہے تو اس وجود سے احتیاط برت
(ص: ۱۴۵) (۱۴۱۷/۲) (ت ج ص: ۱۳۲/۲)

آمدہ اول باقلیم جماد
پہلے وہ (روح) جماد کی اقلیم میں آئی
وز جمادی در نباتی او فتاد
اور (پھر) جمادی (اقلیم) سے نباتی (اقلیم) میں آئی
(ص: ۲۴۰) (۳۶۳۹/۲) (ت ج ص: ۳۲۳/۲)

جرعہ ای چون ریخت ساقی آست الست کے ساقی نے جب ایک گھونٹ بہایا	برسرایین شوره خاک زبردست اس سچلی نجر زمین پر (ص: ۲۴۰) (۳۹۰/۵) (ت ج ص: ۵۰/۵)
نطق عیسیٰ از فرم مریم بود حضرت عیسیٰ کی گویائی حضرت مریم کے نور سے ہے	نطق آدم پرتو آن دم بود حضرت آدم کی گویائی اس نفع کے پر تو سے ہے (ص: ۲۲۶) (۲۵۵۱/۶) (ت ج ص: ۲۳۷/۶)
هم ز خاکی بخیہ برگل می زند خاک ہی سے مٹی پر بخجہ کرتے ہیں	جملہ راہم باز خاکی می کند اور پھر سب کو خاک کر دیتے ہیں (ص: ۲۳۱) (۲۷۱۰/۶) (ت ج ص: ۲۵۱/۶)

اقبال:

دما دم رواں ہے یم زندگی اسی سے ہوئی ہے بدن کی نمود گراں گرچہ ہے صحبت آب و گل	ہر اک شے سے پیدا رم زندگی کہ شعلے میں پوشیدہ ہے موج دود! خوش آئی اسے محبت آب و گل (بال جریل: ص: ۱۲۵)
--	---

قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝ (آیت: ۱۱)

ان سے کہو، ”موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تم کو پورا کا پورا اپنے قبضے میں لے لے گا اور پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔“

مولانا روم:

راد مردی چاشتگاہی در رسید ایک آزاد مرد دن چڑھے آیا رویش از غم زرد و ہر دو لب کبود غم سے اس کا چہرہ زرد اور دونوں ہونٹ نیلے تھے گفت عزرائیل در من این چنین اس نے کہا حضرت عزرائیل نے مجھ پر ایسی گفت هین اکنون چه می خواهی بخواه گفت هین اکنون چه می خواہی بخواہ انہوں نے کہا اب جو کچھ چاہتا ہے بیان کر	در سرا عدل سلیمان در دوید اور حضرت سلیمان کی عدالت میں دوڑا پس سلیمان گفت: ای خواجه چه بود؟ حضرت سلیمان نے پوچھا اے صاحب کیا ہوا؟ یک نظر انداخت پر از خشم و کین ایک نظر ڈالی جو غصہ اور کینہ سے بھری تھی گفت فرما باد را ای جان پناه اس نے کہا اے جہاں پناہ ہوا کو حکم دیجیے
---	---

تا مرا زینجا بہندستان بَرَدِ بُوکِ بندہ کان طَرَفِ شد جان بَرَدِ

(ص: ۶۹) (۱/۹۵۶-۹۶۰) (ت ج ص: ۱۳۳/۱)

تا کہ مجھے اس جگہ سے ہندوستان لے جائے ہو سکتا ہے بندہ اس طرف چلا جائے تو جان بچ جائے

نہ طریق و نہ رفیق و نہ امان دست کردہ آن فرشتہ سوی جان

(ص: ۳۳۰) (۳/۱۷۵) (ت ج ص: ۲۸/۳)

نہ راستہ اور نہ ساتھی اور نہ امان اس فرشتہ نے جان کی طرف ہاتھ بڑھا دیا

اقبال:

پوشیدہ ہے کافر کی نظر سے ملک الموت لیکن نہیں پوشیدہ مسلمان کی نظر سے!

(بال جبریل: ص: ۱۶۷)

اللہ پاک نے جس انسان کو مٹی اور پانی سے تخلیق کر کے اس میں روح پھونکی انسانی جسم ہی اس کی نمود کی اساس ہے جبکہ یہ جسم روح کے وجود سے ہر طرف رواں دواں ہے۔ انسان کی حرکت و محنت اللہ کو پسند ہے۔ مولانا نے حضرت سلیمان کے دربار کا واقعہ بیان کر کے موت کے اٹل ہونے کا ذکر کیا جبکہ علامہ نے حقیقت ممات کو یوں بیان کیا کہ رسول خدا کے توسط مسلمان کو جو پیغام ملا، کہ (موت کا فرشتہ مقرر ہے) مسلمان اس پیغام کو ذہن میں رکھتے ہیں لیکن کافر غور نہیں کرتے۔

سورہ الاحزاب (۳۳)

اس سورت کا نام آیت نمبر ۲۰ کے ایک فقرے ’یحسبون الاحزاب لہم یذہبوا‘ سے ماخوذ ہے۔ احزاب لفظ حزب کی جمع یعنی گروہ، ٹولیاں یا جماعتیں ہے۔ اس سورت میں احزاب دو مختلف حوالوں سے استعمال ہوا۔ اول غزوہ احزاب (جنگ خندق) شوال ۵ھ اور دوم شریک جرم مشرکین کے ٹولے کا قصہ۔ ترتیب تلاوت ۳۳ ویں، ترتیب نزول ۹۰ ویں، ۳ آیت اور ۱۲۸ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس سورت کے مضامین غزوہ احزاب کے علاوہ دو اور اہم واقعات غزوہ بنی قریظہ جو ذی القعدہ ۵ھ میں پیش آیا اور حضرت زینبؓ سے بنی قریظہ کا نکاح جو اسی سال ذی القعدہ میں ہوا سے متعلق بحث کرتے ہیں:

۱۔ جنگ احدا اور جنگ احزاب کے درمیان دو سال کا عرصہ اگر چہ امن و اطمینان کا زمانہ نہ تھا۔ لیکن اس پوری مدت میں نئے مسلم معاشرے کی تعمیر اور ہر پہلو میں زندگی کی اصلاح کا کام برابر جاری رہا۔ اس مدت میں مسلمانوں کے قوانین نکاح و طلاق قریب قریب مکمل ہو گئے، وراثت کا قانون بنا، شراب اور جوئے کو حرام کیا گیا، بہت سے معاشی اور معاشرتی نئے ضابطے نافذ ہوئے۔

۲۔ اس سلسلے کا ایک اہم مسئلہ جو اصلاح کا تقاضا کر رہا تھا تنہا (گود لینے یا بیٹا بنانے) کا مسئلہ تھا۔ کیونکہ رسم کے طور پر منہ بولے رشتے میں خواہ کتنا ہی تقدس پیدا کر دیا جائے۔ بہر حال منہ بولی ماں، منہ بولی بہن، منہ بولی بیٹی، حقیقی ماں، بہن اور بیٹی کی طرح نہیں ہو سکتی۔ ان مصنوعی رشتوں کے رسمی تقدس پر بھروسہ کر کے مردوں اور عورتوں کے درمیان جب حقیقی رشتہ داروں کا خلا ملا ہو تو وہ برے نتائج پیدا کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان وجوہ سے اسلامی قانون نکاح و طلاق، قانون وراثت اور قانون حرمت زنا کا یہ تقاضا تھا کہ متنبی کو حقیقی اولاد کی طرح سمجھنے کے تخیل کا قطعی استیصال کر دیا جائے۔ اسی بنا پر جنگ احزاب سے کچھ پہلے رسول خدا ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا کہ آپ اپنے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ کی مطلقہ بیوی سے خود نکاح کر لیں اور اس حکم کی تعمیل آپ نے محاصرہ بنی قریظہ کے زمانے میں فرمائی۔

اس سورت میں اسلامی معاشرے میں ان اصلاحی احکام کے نفاذ کا آغاز ہوا جو ’حجاب‘ (پردے) کے عنوان سے بیان کیے جاتے ہیں اور ان اصلاحات کی تکمیل ایک سال بعد سورہ نور میں کی گئی۔ ازواج مطہرات کی حیثیت عام عورتوں کی طرح نہیں۔ وہ مسلمانوں کے لیے ماں کی طرح حرام ہیں اور حضور ﷺ کے بعد بھی ان میں سے کسی کے ساتھ کسی مسلمان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ پیغمبر اکرم ﷺ کے اہل بیت سے متعلق آیت تطہیر آیت نمبر ۳۳ اور آیت امانت، آیت نمبر ۷۲ اسی سورت کا حصہ ہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

(آیت: ۴۰)

(لوگو) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

مولانا روم:

مطلق آن آواز خود از شہ بود
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے

گرچہ از خلقوم عبداللہ بود
اگرچہ اللہ کے بندے کے خلق سے ہو

(ص: ۹۳) (۱/۱۹۳) (ت ج ص: ۱/۲۱۳)

بہر این خاتم شد دست او کہ بچود
اسی لیے وہ خاتم بنے، کیونکہ سخاوت میں

مثل او نہ بود و نہ خواہند بود
ان جیسا نہ تھا اور نہ ہوں گے

(ص: ۵۳۸) (۱/۱۷۱) (ت ج ص: ۱/۳۰)

اقبال:

بیخبر! تو جوہر آئینہ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے!

(بانگ درا: ص: ۱۹۳)

وہ دانائے سب، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر

غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا
وہی قرآن، وہی فرقاں، وہی یسین، وہی طاہا

(بال جبریل: ص: ۲۵)

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

(بال جبریل: ص: ۸۳)

آئیے کائنات کا معنی دیریاب تو!
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو!

(بال جبریل: ص: ۱۱۳)

ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا نبی اللذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیماً (آیت: ۵۶)

اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

مولانا روم:

زین سبب فرمود حق صلوا علیہ
اس لیے اللہ نے فرمایا ان پر درود بھیجو

کہ محمد بود محتال الیہ
کیونکہ محمد سب کے چارہ ساز ہیں

(ص: ۶۰۵) (۱/۳۲۶) (ت ج ص: ۱/۳۱۳)

اقبال:

وہ دانائے سب، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر

غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا
وہی قرآن، وہی فرقاں، وہی یسین، وہی طاہا

(بال جبریل: ص: ۵۷۰)

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا
الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (آیت: ۷۲)

ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے۔ مگر انسان نے اسے اٹھالیا، بے شک وہ وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

مولانا روم:

قطرہ دل را یکی گو بر فتاد کان بدریاها و گردونہا نداد
قطرہ دل کو ایسا گوہر عطا ہوا جو دریاؤں اور آسمانوں کو نہ دیا
(ص: ۷۱) (۱۰۱۷/۱) (تج ص: ۱۲۹/۱)

خود ز بیم این دم بی مُنتہا باز خوان فابین ان یحملنہا
اس بے انتہا ہوا کے خوف سے پھر پڑھ ”فابین ان یحملنہا“
ورنہ خود ”أَشْفَقْنَ مِنْهَا“ چون بُدی گرنہ از بیمش دل گہ خون شدی
ورنہ ”أَشْفَقْنَ مِنْهَا“ کیوں ہوتا؟ اگر اس کے خوف سے پہاڑ کا دل خون نہ بنتا
(ص: ۹۵) (۱۹۵۹/۱) (تج ص: ۲۱۶/۱)

در کف داود کاهن گشت موم موم چہ بود در کف او ای ظلوم؟
حضرت داؤد کے ہاتھ میں لوہا موم ہو گیا اے ظالم! اُن کے ہاتھ میں موم کیا ہوگا!
(ص: ۱۷۷) (۱۳۸۳/۲) (تج ص: ۱۳۸/۲)

لا جرم أَشْفَقْنَ مِنْهَا جُمْلہ شان گند شد ز آمیز حیوان حمله شان
یقیناً وہ تمام (کائنات) اس (بار امانت) سے ڈر گئی اُن کا حملہ حیوان کی (صفات کی) آمیزش سے ست ہو گیا
(ص: ۱۹۶) (۲۳۷۳/۲) (تج ص: ۲۲۷/۲)

کرد فضل عشق انسان ر افضول زمین فزون جو بی ظلوم است و جہول
عشق کی بڑائی کے انسان کو بیہودہ بنا دیا اسی بڑھی ہوئی جتو کی وجہ سے وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے
(ص: ۳۳۲) (۲۶۷۳/۳) (تج ص: ۲۳۳/۳)

آن ضعیف زالِ ظالم را بیاب مشت خاکی ہین بیاور باشتاب
اس کمزور ظالم بڑھیا کے پاس پہنچ خبردار! جلد اس میں سے ایک مٹھی مٹی لے آ
(ص: ۳۷۵) (۱۶۵۱/۵) (تج ص: ۱۷۱/۵)

خُم کہ از دریا درو راہی نشود پیش او جیحوںہا زانو زند
وہ مڑکا جس میں دریا کی جانب سے راستہ ہو جائے اس کے سامنے بہت سے جیحوں ادب کرنے لگیں

خاصہ این دریا کہ دریا ہا ہمہ
خصوصاً یہ دریا بلکہ تمام دریا
شد دھان نشان تلخ ازین شرم و خَجَل
اس شرم اور خجالت سے اُن کا منہ کڑوا ہو گیا
چون شنیدند این مثال و دمدمہ
جب انہوں نے یہ مثال اور شہرت سُنی
کہ قرین شد نام اعظم با اقل
کہ (دریائے) اعظم کا نام (دریائے) احقر کا ساتھی ہو گیا
(ص: ۵۳۲) (۵/۲۳-۲۵) (ت ج ص: ۱۷/۶)

بر زمین و چرخ عرضه کرد کس
کسی نے زمین اور آسمان پر پیش کیا ہے
خوبی و عقل و عبارات و ہوس
حُسن اور عقل اور عبارتیں اور تمنا؟
(ص: ۵۳۶) (۶/۱۴۰) (ت ج ص: ۲۷/۶)

من کہ باشم چرخ با صد کاروبار
میں کون ہوں؟ آسمان نے بھی سیکڑوں کاروبار کئے ہوئے ہیں
زین کمین فریاد کرد از اختیار
اختیار کی وجہ سے اس گھات کی جگہ سے فریاد کی ہے
(ص: ۵۳۹) (۶/۲۰۲)

اقبال:

میرے بگڑے ہوئے کاموں کو بنایا تو نے
بار جو مجھ سے نہ اٹھا، وہ اٹھایا تُو نے
(بانگ درا: ص: ۵۵)

سختیاں کرتا ہوں دل پر، غیر سے غافل ہوں میں
ہائے کیا اچھی کہی ظالم ہوں میں، جاہل ہوں میں
(بانگ درا: ص: ۱۰۶)

سینہ ہے تیرا امیں اس کے پیام ناز کا
جو نظام دہر میں پیدا بھی ہے، پنہاں بھی ہے
(بانگ درا: ص: ۱۹۳)

تری فطرت امیں ہے ممکناتِ زندگانی کی
جہاں کے جوہر مضمحل کا گویا امتحاں تو ہے!
(بانگ درا: ص: ۲۶۹)

آیت ۴۰ کے ضمن میں مولانا رسول خدا کے بارے کہتے ہیں کہ ان جیسا نہ کوئی تھا نہ ہوگا اور علامہ نے تو کمال کر دیا

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل

کہہ کر بیان کیا اور پھر آیت ۲ کی تلمیح کو علامہ نے مولانا سے زیادہ خوبصورت انداز میں دو اشعار میں بیان ایک

شعر میں خدا بندے سے مخاطب ہے اور دوسرے شعر میں بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور شکوہ کنان اپنی حالت بیان کرتا ہے۔

سورہ فاطر (۳۵)

پہلی آیت ہی میں لفظ ”فاطر“ اس سورت کا عنوان قرار دیا گیا۔ جس کے معنی صرف یہ ہیں کہ یہ وہ سورت ہے جس میں فاطر کا لفظ آیا ہے فاطر کی معنی پیدا کرنے والا اور چیرنے والا ہیں اس سورت کا دوسرا نام صلاح تکہ بھی ہے کیونکہ پہلی ہی آیت میں فرشتوں، رسالت اور ان کی تخلیق کا ذکر ہے۔

ترتیب تلاوت ۳۵ ویں، ترتیب نزول ۴۳ ویں، ۴۵ آیات اور ۷۷ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

زمین و آسمان اور فرشتوں کی تخلیق، ہر ذی روح کو روزی بہم پہنچا کر زندہ رکھنا سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کی مثالیں اور لیلیں۔ سب لوگ اس اللہ کے محتاج ہیں جس کو کسی سے احتیاج نہیں۔ نیک بندوں کے اوصاف، جنت کی نعمتوں کا ذکر، تم شیطان کے دھوکے میں مت آنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس سورت میں متذکرہ بالا مضامین ہیں۔

وَ اللّٰهُ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیْحَ فَتَنْبِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّيْمٰتٍ فَاَحْيٰیْنَا بِهٖ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَذٰلِكَ
النُّشُوْرُ (آیت: ۹)

وہ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے، پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں، پھر ہم اسے ایک اجاز علاقے کی طرف لے جاتے ہیں اور اسی زمین کو جلا اٹھاتے ہیں جو مری پڑی تھی۔ مرے ہوئے انسانوں کا جی اٹھنا بھی اسی طرح ہوگا۔

مولانا روم:

پس ہمہ دانستہ اند آن را یقین کہ فرستد باذ رب العالمین
تو اس کو یقین کے ساتھ سب جانتے ہیں کہ دونوں جہانوں کا رب ہوا کو بھیجتا ہے
(ص: ۳۲۰) (۱۵۲/۲) (تج: ص: ۲۶/۴)

اقبال:

ہے بلندی سے فلک بوس نشین میرا ابر کھسار ہوں گل پاش ہے دامن میرا
کبھی صحرا، کبھی گلزار ہے مسکن میرا شہر و ویرانہ مرا، بحر مرا، بن میرا
کسی وادی میں جو منظور ہو سونا مجھ کو
سبزہ کوہ ہے مخمل کا بچھونا مجھ کو
مجھ کو قدرت نے سکھایا ہے دُرافشان ہونا ناقہ شہدِ رحمت کا حُدی خواں ہونا
غم زدائے دلِ افسردہ دہقان ہونا رونقِ بزمِ جوانانِ گلستان ہونا
بن کے گیسو رخ ہستی پہ بکھر جاتا ہوں
شانہ موجہ صرصر سے سنور جاتا ہوں

دور سے دیدہ امید کو ترساتا ہوں کسی بستی سے جو خاموش گذر جاتا ہوں
سیر کرتا ہوا جس دم لب جو آتا ہوں بالیاں نہر کو گرداب کی پہناتا ہوں
سبزہ مزرع نوخیز کی امید ہوں میں
زادہ بحر ہوں، پروردہ خورشید ہوں میں
چشمہ کوہ کو دی شورشِ قلزم میں نے اور پرندوں کو کیا محورِ ترنم میں نے
سر پہ سبزہ کے کھڑے ہو کے کہا تم میں نے غنچہ گل کو دیا ذوقِ تبسم میں نے
فیض سے میرے نمونے ہیں شبستانوں کے
جھونپڑے دامنِ کہسار میں دہقانوں کے

(بانگِ درا: ص: ۲۷)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ (آیت: ۱۵)
لوگو، تم ہی اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تو غنی و حمید ہے۔

مولانا روم:

زانک محتا جند این خَلقانِ ہمہ از گدایی گیر، تا سلطانِ ہمہ
کیونکہ سب مخلوق محتاج ہے سب فقیر سے لے کر بادشاہ تک
(ص: ۶۰۶) (۶/۳۳۹۰) (تج: ص: ۶/۳۲۵)

اقبال:

متاع بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی مقامِ بندگی دیکر نہ لوں شانِ خداوندی
(بالِ جبریل: ص: ۱۴)
مرا طریقِ امیری نہیں، فقیری ہے خودی نہ بیچ، غربی میں نام پیدا کر
(بالِ جبریل: ص: ۱۴)

اللہ تعالیٰ کا اس سورت کی آیت ۹ میں جو فرمان ہے وہ وہی عمل ہے جسے سائنس نے باقاعدہ اس کی تائید کی ہے یعنی
ہواؤں کا چلنا بادلوں کا وجود میں آنا، برسنا اور پھر اس بارش سے مردہ نباتات میں زندگی ڈالنا علامت ہے خدا کس طرح
مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور دوسری جگہ مولانا اور علامہ دونوں نے انسان کو تو صبح کی کہ وہ صرف اللہ کی ذات سے مانگے وہی
سب کا پروردگار ہے۔

سورہ یسین (۳۶)

آغاز ہی کے دو حرفوں ”یا“ اور ”سین“ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا۔ قرآن مجید کی اُن ۲۹ سورتوں میں سے ۱۹ ویں سورت ہے جو حروف مقطوعہ [= یسین: یا اور سین] سے شروع ہوتی ہے۔ اس سورت کے دوسرے نام حبیب —————
نہجار جس کا ذکر آیت ۱۳ تا ۳۰ میں ہے وہ عیسائی مومنوں اور صالحوں میں سے تھا۔ علاوہ ازیں رافعه، مُعَمَّمہ اور رسولؐ
خدا نے فرمایا یسین قلب القرآن یعنی یہ سورت قرآن کا دل ہے۔

ترتیب تلاوت ۳۶ ویں، ترتیب نزول ۴۱ ویں، ۸۳ آیات اور ۲۹ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔
منکرین توحید اور رسالت کی عبرت کے لیے ایک ہستی کی مثال جس کے لوگوں نے اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا اور پھر ہستی
والوں پر عذاب الہی کا نزول، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کے دلائل، تمام پھل اور میوے قدرت الہی سے پیدا
ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نباتات میں، انسانوں میں اور دوسری تمام مخلوقات میں جوڑے بنائے ہیں۔ طوفان نوح کا ذکر، قیامت
اچانک اور ناگہانی آجائے گی۔ صور پھونکے جانے کا ذکر سب اس سورت کے مضامین ہیں۔
سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

(آیت: ۳۶)

پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خواہ ان کی اپنی
جنس (یعنی نوع انسانی) میں سے یا اُن اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔

مولانا روم:

همچنین کشت و دم و دام و جماع آن موالید است حق را مُسْتَطَاع
اسی طرح کھیتی، تدبیر اور جال اور ہمبستری وہ سب کام اللہ کے پیدا کردہ اور مقدر ہیں
(ص: ۸۷) (۱۶۶۹/۱) (ت ج ص: ۱۸۹/۱)

اقبال:

مذاقِ دوئی سے بنی زَوجِ زَوجِ اٹھی دشت و کہسار سے فُوجِ فُوجِ
(بال جبریل: ص: ۱۲۷)

یہ سورہ جو قرآن حکیم کا دل کہلاتی ہے اس میں بہت سارے موضوعات ہونے کے باوجود، راقم کو فقط ایک ایسی آیت
مل سکی جو دونوں میں مشترک طور پر اشعار میں جگہ پاسکی اور اس کا موضوع بہت واضح ہے کہ دنیا میں انسانوں اور نباتات
کے علاوہ بہت سی دوسری اشیاء جن کا انسان کو علم نہ بھی ہو اس کے جوڑے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیے۔

سورہ الصَّفَّت (۳۷)

اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے لفظ الصَّفَّت سے ماخوذ ہے ترتیب تلاوت ۳۷ میں، ترتیب نزول ۵۶ میں ۱۸۲ آیات اور ۸۶۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے، اس سورت میں مشرکین کو تنبیہ کے ساتھ ساتھ تعلیم و ترغیب کا حق بھی پورے توازن کے ساتھ ادا کیا گیا ہے اس سورت کے مضامین میں توحید و آخرت کے عقیدے کی صحت پر مختصر و دل نشین دلائل، ستارے آسمان کی زیب و زینت کا سامان، ستاروں کے ٹوٹنے کی حقیقت، مرنے کے بعد دوبارہ زندگی عطا کئے جانے کا عمل، نیک اور فرمانبردار بندوں کیلئے بہشت میں طرح طرح کی نعمتوں سے نوازے جانا، حضرت نوحؑ کا مختصر قصہ، حضرت ابراہیمؑ کا اپنے فرزند اسمعیل کو ذبح کرنے کے سچے خواب، حضرت ابراہیمؑ کی امتحان میں کامیابی، حضرت موسیٰؑ، ہارونؑ، الیاسؑ، جنیس (ال یا سین) بھی کہتے ہیں، لوطؑ اور یونسؑ کے متعلق اشارات شامل ہیں۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَئِي إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا بَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۝ (آیت: ۱۰۲)

وہ لڑکا جب اس کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچ گیا تو (ایک روز) ابراہیمؑ نے اس سے کہا، ”بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، اب تو بتا، تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا، ابا جان، جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر ڈالیے، آپ ان شاء اللہ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔“

مولانا روم:

شاد و خندان پیش تیغش جان بدہ
اور ہنسی خوشی اس کی تلوار سے قتل ہو جا
(ص: ۳۲) (۲۲۷/۱) (ت ج ص: ۵۳/۱)

ہمچو اسماعیل پیشش سرِ بینہ
حضرت اسمعیلؑ کی طرح اس کے سامنے سر جھکا دے

کارد بر حلقش نیارد کردگار
خدا اس کے گلے پر چھری نہ چلائے گا
(ص: ۱۵۴) (۳۸۳/۲) (ت ج ص: ۵۰/۲)

حلق پیش آورد اسماعیل وار
حضرت اسمعیلؑ کی طرح اس نے گلا پیش کر دیا

بل چو اسماعیل آزادم ز سر
بلکہ حضرت اسمعیلؑ کی طرح سر سے بے نیاز ہوں
(ص: ۳۱۹) (۲۱۰۲/۳) (ت ج ص: ۳۹۰/۳)

من چو اسماعیل انم بی حذر
میں اسمعیلوں کی طرح بڈر ہوں

سر بنہ انی ارانی اذبحک
سر رکھ دے میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں
(ص: ۳۲۱) (۲۱۷۵/۳) (ت ج ص: ۳۹۷/۳)

من خلیل تو پسر پیش بچک
میں خلیل (اللہ) ہوں تو فرزند ہے چھری کے سامنے

گفت فُجّ مَرَجٍ من اندر آن عھود باقچ قربان اسمعیل بود
 ذنبہ نے کہا میری چراگاہ اُن دنوں حضرت اسمعیل کی قربانی کے دنبہ کے ساتھ تھی
 (ص: ۵۸۵) (۲۴۷۸/۶) (تج ص: ۲۴۳/۶)

ما چو اسمعیل ز ابراہیم خود سر نیچیم ار چہ قربان می کند
 ہم حضرت اسمعیل کی طرح اپنے ابراہیم سے سر نہ موڑیں گے اگر وہ قربان کر دے
 (ص: ۶۳۳) (۲۸۸۵/۶) (تج ص: ۲۸۸۵/۶)

اقبال:

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ کتب کی کرامت تھی سکھائے کس نے اسمعیل کو آدابِ فرزندگی؟
 (بال جبریل: ص: ۱۳)

اس سورت کے آیت ۱۰۲ کو مولانا اور علامہ نے بڑی صراحت سے بیان کیا جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ اور والدین کی اطاعت کے ساتھ ساتھ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنے کا درس ملتا ہے۔

سورہ الزمر (۳۹)

اس سورت کا نام آیت نمبر ۱ اور ۳۷ (وَسِيْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلِّمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝) سے ماخوذ ہے۔ ان آیات میں لفظ زمر (جس کے معنی گروہ درگروہ) آیا ہے اشارہ آیا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا جہنم کی طرف گروہ درگروہ ہانکے جائیں گے اور جو لوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے انہیں گروہ درگروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ اس سورت کے دوسرے ناموں میں ایک ”عُورَف“ آیت ۲۰ میں جنت کی عمارتوں اور دوسرا ”سورة العرب“ کیوں کہ اسی سورت کی آیت نمبر ۲۸ میں قُرَانًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ اس طرف اشارہ کیا گیا۔ ترتیب تلاوت ۳۹ ویں، ترتیب نزول ۵۹ ویں، ۵۷ آیات ۱۱۹۲ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

یہ پوری سورت ایک انتہائی موثر اور بلیغ خطبہ ہے۔ جو ہجرت حبشہ سے پہلے مکہ مکرمہ کی ظلم و ستم اور عناد و مخالفت سے بھرپور فضاء میں دیا گیا قریش مکہ کے سامنے ایسا بھرپور اور بلند پایہ وعظ ہے جس کی اثر پذیری سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس سورت کے دیگر مضامین میں اللہ تعالیٰ کی پاکی یعنی پاک ہے وہ اس سے (کہ کوئی اس کا بیٹا ہو) وہ اللہ ہے، مگر وہ کسی کو بر گزیدہ کرے، اللہ کے حکم سے سورج اور چاند کی تسخیر، مویشیوں میں سے آٹھ تراور مادہ کے جوڑے پیدا کرنا، اور مختصر آدونوں جہانوں میں مومنوں اور کفار کے احوال و اذکار شامل ہیں۔

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (آیت: ۱۰)

اے نبیؐ کہو کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو، اپنے رب سے ڈرو۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک رویہ اختیار کیا ہے ان کے لیے بھلائی ہے۔ اور خدا کی زمین وسیع ہے، صبر کرنے والوں کو تو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔

مولانا روم:

هر كه آرد حُرمت او حُرمت بَرَدِ هر كه آرد قنَد لَو زینہ خورَدِ
جو شخص تعظیم کرتا ہے عزت پاتا ہے جو شکر لاتا ہے وہ بادامی حلوہ کھاتا ہے
(ص: ۸۳) (۱/۱۳۹۷) (ت ج ۱: ۱۷۴)

نان دہی از بھر حق ناننت دَہند جان دہی از بھر حق جاننت دَہند
اگر تو خدا کے لیے روٹی دے گا تجھے روٹی دیں گے تو خدا کے لیے جان دے گا تو تجھے جان دیں گے
(ص: ۱۰۰) (۱/۲۲۳۷) (ت ج ۱: ۲۲۲)

توبگُردی او بگُردی مُودَعَه زانک اَرْضُ اللّٰه اَمَد وَاَسَعَه
تو ایک کیاری میں اور وہ دوسری کیاری میں رکھا ہوا ہے
(ص: ۳۵۷) (۱۰۸۸/۲) (ت ج ص: ۱۱۳/۴)

گر نروید خوشہ از روضات ہو پس چہ واسع باشد ارض اللّٰه بگو!
اگر اللہ تعالیٰ کے باغوں سے کوئی خوشہ نہ پیدا ہو تو بتا اللہ تعالیٰ کی زمین کیا وسیع ہوئی؟
چونک این ارض فنا بی ریع نیست جبکہ یہ فانی زمین بغیر پیداوار کے نہیں ہے
(ص: ۳۷۳) (۱۷۶۱، ۱۷۶۱/۲) (ت ج ص: ۱۷۳/۴)

وان فضای خرق اسباب و علل ہست اَرْضُ اللّٰه ای صدر اجل
اسباب اور علتوں کی شکست کی فضا اے صدر اعظم، اللہ کی زمین ہے
(ص: ۳۸۸) (۲۳۸۲/۲) (ت ج ص: ۲۲۹/۴)

گفت صبری کن برین رنج و حرَض صابران را فضل حق بخشد عَوْض
اس نے کہا اس رنج اور غم پر صبر کر اللہ کی مہربانی صبر کرنے والوں کو انعام عطا کرتی ہے
(ص: ۴۲۱) (۲۸۳/۵) (ت ج ص: ۵۹/۵)

صحن اَرْضُ اللّٰه واسع آمدہ ہر درختی از زمینی سرزده
اللہ تعالیٰ کی زمین کا صحن وسیع ہے ہر درخت ایک زمین سے اُگا ہے
(ص: ۴۹۹) (۲۵۶۲/۵) (ت ج ص: ۲۶۱/۵)

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ (آیت: ۳۶)
(اے نبی) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ یہ لوگ اس کے سوا دوسروں سے تم کو ڈراتے ہیں۔ حالانکہ اللہ جسے
گمراہی میں ڈال دے اسے کوئی راستہ دکھانے والا نہیں۔

مولانا روم:

کاف کافی آمد او بہر عباد کف کاف کا کافی آیا ہے
بندوں کے لیے کافی کا کافی آیا ہے
(ص: ۴۱۵) (۳۵۱۸/۲) (ت ج ص: ۳۳۳/۴)

اقبال:

تو اگر خود دار ہے منت کش ساقی نہ ہو عین دریا میں حباب آسا نگوں پیمانہ کر
(بانگ درا: ج ۱: ۱۹۱)

قلندر جز دو حرفِ لالہ کچھ بھی نہیں رکھتا فقیر شہرِ قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا
(بال جبریل: ص: ۳۲)

تو عرب ہو یا عجم ہوتا لا الہ الا! لغتِ غریب، جب تک ترا دل نہ دے گواہی!
(بال جبریل: ص: ۳۵)

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیلؑ یہ نکتہ وہ ہے کو پوشیدہ لا الہ میں ہے!
(بال جبریل: ص: ۶۸)

عارف کا ٹھکانا نہیں وہ خطہ کہ جس میں پیدا کلمہ فقر سے ہو طرہ دستار
(بال جبریل: ص: ۱۵۹)

روح اسلام کی ہے نورِ خودی، نارِ خودی کے لیے نارِ خودی، نور و حضور!
یہی ہر چیز کی تقویم، یہی اصل نمود گرچہ اس روح کو فطرت نے رکھا ہے مستور
لفظِ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر دوسرا نام اسی دین کا ہے فقرِ غیور!
(ضربِ کلیم: ص: ۳۰-۳۱)

محرورِ خودی سے جس دم ہوا فقر تو بھی شہنشاہ، میں بھی شہنشاہ!
(ضربِ کلیم: ص: ۱۶۶)

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ
الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (آیت: ۵۳)

(اے نبی!) کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ
سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور رحیم ہے۔

مولانا روم:

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا كَفْت وَاہ! یعنی آمدِ ظلمت و گم گشتِ راہ
ہمارے رب ہم نے ظلم کیا! کہا اور آہ بھری یعنی اندھیرا چھا گیا اور راستہ گم ہو گیا
(ص: ۷۶) (۱۲۵۳/۱) (تج: ص: ۱۵۱/۱)

بندۂ خود خواند احمد در رشاد جملہ عالم را بخوان قُلْ يٰعِبَاد
قرآن میں احمدؑ نے اپنا بندہ کہہ کر پکارا تمام جہانوں کو کل یاعباد پڑھ لے
(ص: ۱۰۳) (۲۳۹۸/۱) (تج: ص: ۲۶۷/۱)

نی مشونومید خود را شاد کن پیش آن فریاد رس فریاد گن
نا امید نہ ہو اپنے آپ کو خوش رکھ اس فریاد سننے والے کے سامنے فریاد کر

کای محبّ عفواز ما عفوکن
اے معافی کو پسند کرنے والے ہمیں معاف کر دے

ای طیبب رنج ناسور کهن
اے پرانے ناسور کی تکلیف کے طیب

(ص: ۱۲۱) (۳۲۵۵-۳۲۵۴/۱) (ت ج ص: ۱/۳۲۸-۳۲۷)

ناامیدی را خدا گردن زدست
ناامیدی کو خدا نے فتا کر دیا

چون گناہ معصیت طاعت شدست
جبکہ گناہ اور معصیت طاعت بن گئی

(ص: ۱۳۸) (۳۸۳۸/۱) (ت ج ص: ۱/۳۸۹)

انبیا گفتند نومیدی بدست
انبیا نے کہا کہ ناامیدی بُری ہے

از چنین مُحسِن نشاید ناامید
از چنین مُحسِن سے ناامید نہ ہونا چاہیے

افضل و رحمتہای باری بی حدست
اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمتیں لا انتہا ہیں

دست در فتراک این رحمت زنید
اس رحمت کے شکار بند کو دستاویز بنا لو

(ص: ۲۹۴) (۲۹۴۳-۲۹۴۲/۳) (ت ج ص: ۳/۲۸۲)

این زمان قایم مقام حق توی
اس وقت آپ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں

اگر آپ مجھے منع کریں گے تو مجھے مایوسی ہوگی

(ص: ۳۰۴) (۳۲۷۶/۳) (ت ج ص: ۳/۳۱۶)

ای شهنشہ مست تخصیص تواند
اے شہنشاہ! وہ تیرے خاص کر دینے کی وجہ سے مست ہیں

لذت تخصیص تو وقت خطاب
خطاب کے وقت تیرے خاص کرنے کی لذت

غفوکن از مست خود، ای عفومند
اے معافی دینے والے اپنے مست کو معاف کر دے

آن گند کہ ناید از صد خم شراب
وہ کرتی ہے جو شراب کے سینکڑوں منکوں سے نہیں ہوتا

(ص: ۵۲۷) (۲۲۰۵-۲۲۰۴/۵) (ت ج ص: ۵/۲۲۰)

ورگشداں دیر، ہان زنہار! تو
اگر اس میں دیر لگے خبردار، تو

مغز را پس چون بسوزد دور آزو
مغز عمدہ ہے اور اس کی وجہ سے چھلکے بجستے ہوئے ہیں

تو وہ مغز کیسے جلا دے گا؟ اس سے بعید ہے

(ص: ۵۷۱) (۱۹۱۸/۶) (ت ج ص: ۶/۱۹۳)

دایما خاقان ما کردست طو
ہمارے شہنشاہ نے ہمیشہ جشن منایا ہے

مغز را پس چون بسوزد دور آزو
مغز عمدہ ہے اور اس کی وجہ سے چھلکے بجستے ہوئے ہیں

تو وہ مغز کیسے جلا دے گا؟ اس سے بعید ہے

(ص: ۶۱۷) (۳۹۳۲/۶) (ت ج ص: ۶/۳۷۶)

گوشمان را می کشد لا تقنطوا
”تم مایوس نہ ہو“ ہمارا کان کھینچتا ہے

دایما خاقان ما کردست طو
ہمارے شہنشاہ نے ہمیشہ جشن منایا ہے

تو وہ مغز کیسے جلا دے گا؟ اس سے بعید ہے

(ص: ۶۳۳) (۶۲۳۳/۶) (ت ج ص: ۶/۲۵۳)

اقبال:

شامِ عمّ لیکن خبر دیتی ہے صبحِ عید کی ظلمتِ شب میں نظر آئی کرنِ امید کی
(بانگِ درا: ص: ۱۸۸)

مسلمِ استی سینہ را از آرزو آباد دار ہر زمان پیش نظر 'لا ینخلف المیعاد' دار
(بانگِ درا: ص: ۲۶۶)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں
(بانگِ درا: ص: ۲۸۱)

جس کی نو میدی سے ہو سوزِ درونِ کائنات اس کے حق میں تقنطوا اچھا ہے یا لاتقنطوا؟
(بالِ جبریل: ص: ۱۴۴)

اللہ کی اس وسیع و عریض دنیا میں انسان جس طرح کے اعمال انجام دے گا اسے ویسا ہی اجر ملے گا اور بہر حال صبر کرنے والوں کے لیے بہتر اجر کی بشارت دی گئی اور علامہ کے بقول قوت و تسلط پیدا کرنے والی قوم کا ہر قول و فعل اس کے اعمال کا مظہر ہوتا ہے۔ بندہ مومن کے لیے اللہ کی ذات ہی بس ہے اور جس شخص میں خودی کا عنصر موجود ہے وہ اپنی ذات میں خود بادشاہ ہے۔ مولانا آخر میں مایوسی کو گناہ کہتے ہیں جبکہ علامہ کے بقول ہر رات کے بعد سویرا ہوتا ہے۔

سورہ المومن (۴۰)

اس سورت کا نام ۲۸ ویں آیت کے فقرے میں ’وقال رجل مومن آل فرعون‘ سے ماخوذ ہے یعنی وہ سورت جس میں آل فرعون کے ایک خاص مومن کا ذکر آیا ہے اس کے علاوہ اس سورت کا دوسرا نام غافر (چونکہ تیسری آیت میں اول ’غافر الذنب‘ گناہ معاف کرنے والا) تیسرا نام طول (اسی تیسری آیت میں ذی الطول یعنی اللہ بڑا صاحب فضل، کشادہ دست، غنی اور فیاض ہے) چوتھا نام حم اولیٰ (کیونکہ سورت کا آغاز حروف مقطعه [حم: حا، میم] سے ہوتا ہے) ترتیب تلاوت ۴۰ ویں اور ترتیب نزول ۶۰ ویں، ۸۵ آیات اور ۱۱۹۹ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ سورت کے موضوع و مباحث میں اول کفار کو وضع کیا گیا کہ جو کچھ تم رسول خدا کے ساتھ کرنا چاہتے ہو، یہی فرعون نے حضرت موسیٰ کے ساتھ کرنا چاہا اور انجام دنیا کے سامنے ہے۔

دوم؛ اہل ایمان کو خدا سے پناہ مانگنے اور اس پر بھروسہ کرنے کا درس دیا گیا جس کے نتیجے میں خدا تم کو ان سب پر غالب کرے گا۔

سوم؛ ایک گروہ یہ سمجھنے کے باوجود کہ حق محمد کے ساتھ ہے، قریش غلطی پر ہیں اور پھر بھی خاموش تماشائی بنا ہوا تھا ان کو اس کردار کے ادا کرنے کی تلقین کی جو فرعون کے دربار میں ایک راست باز درباری نے اس وقت انجام دیا جب فرعون نے حضرت موسیٰ کو قتل کرنا چاہا تھا۔

اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے، کافروں کو کفر کی سزا ملے گی، رسولوں کو جھٹلا کر اور مخالفت کر کے کوئی قوم آخرت کی ہلاکت اور رسوائی سے نہ بچ سکے گی۔

خدا کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں، حق پرستوں کی قربانیاں کبھی رائیگاں نہ جائیں گی، آخرت کی زندگی میں صرف اللہ اور اس کے رسولوں کی فرمانبرداری کام آئے گی، اس سورت میں سبھی فوق الذکر موضوعات شامل ہیں۔

یَوْمَ هُمْ بَرْزُورٌ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ (آیت: ۱۶)

وہ دن جب کہ سب لوگ بے پردہ ہوں گے، اللہ سے ان کی کوئی بات بھی چھپی ہوئی نہ ہوگی۔ (اس روز پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہی کس کی ہے؟ (سارا عالم پکاراٹھے گا) اللہ واحد قہار کی۔

مولانا روم:

سجدہ می کرد او کہ ہم فرمان تراست
غیر حق بر مملک حق فرمان کراست؟
وہ سجدے کرتا کہ تیرا ہی حکم ہے
اللہ کی سلطنت میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کس کا حکم ہے؟
(ص: ۴۰۳) (۳۱۵۶/۳) (ت ج ص: ۳۰۱/۳)

اقبال:

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندہ مومن کی ازاں سے پیدا
(ضرب کلیم: ص: ۱۳)

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تَرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشَدَّكُمْ ثُمَّ لِيََتَّكُونَ شَيْوًا وَ مِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى وَ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ (آیت: ۶۷)

وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، نطفے سے پھر خون کے لوٹھڑے سے، پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے، پھر تمہیں بڑھاتا ہے تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچ جاؤ، پھر اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بڑھاپے کو پہنچو۔ اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ تم اپنے مقررہ وقت تک پہنچ جاؤ، اور اس لیے کہ تم حقیقت کو سمجھو۔

مولانا روم:

ور زمین و آب را علوی گند راہ گردون را بپا مطوی گند
اگر مٹی اور پانی کو علوی کر دے آسمان کے راستوں کو پیروی سے طے کرا دے
(ص: ۱۸۰) (۱۶۲۲/۲) (ت ج ص: ۱۶۱/۳)

أستن من عصمت و حفظ تو است جملہ مطوی یمین آن دو دست
میرا ستون تیرا بچاؤ اور حفاظت ہے سب چیزیں اُن دونوں دائیں ہاتھوں میں لپٹی ہوئی ہیں
(ص: ۳۶۱) (۱۱۷۸/۲) (ت ج ص: ۱۶۱/۳)

اقبال:

ہر شے مسافر ہر چیز راہی! کیا چاند تارے، کیا مرغ و ماہی!
(بال جریں: ص: ۵۳)

اس سورت کی آیت ۱۶ کو مولانا مسلمان کا دوران سجدہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اقرار بیان کرتے ہیں جبکہ علامہ کے بقول مسلمان کی ہر صبح اس اعلان سے شروع ہوتی ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے اور آیت ۷۶ میں مولانا کے بقول اللہ تعالیٰ اس مٹی کے پتلے کو چاہے تو ملکوتی عناصر میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اور وہ ہر طرح سے قادر ہے۔ دائیں ہاتھ قدرت کی علامت ہے اور علامہ تو کہتے ہیں اس دنیا میں اور کائنات میں جو کچھ ہے اللہ کے حکم سے مسافر ہیں یعنی فانی ہیں اور یہ سب اسی کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

سورہ حم السجده (۴۱)

اس سورت کا نام دو لفظوں ”حم“ اور ”سجده“ سے مرکب ہے یعنی وہ سورت جس کی ابتداء ”حم“ سے ہوتی ہے اور اس کی ۳۸/۳۷ ویں آیت میں سجده واجب ہے۔ اس کے علاوہ اس سورت کا دوسرا نام فُصِّلَتْ (تیسری آیت میں کِتَابُ فُصِّلَتْ آيَتُهُ اِیْسٰی کِتَابِ جِس کی آیات کھول کر بیان کی گئی ہوں) تیسرا نام مصابیح (یعنی قندیلیں، چراغ، ۱۲ ویں آیت میں ”دنیا کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ اور خوب محفوظ کر دیا“۔)

ترتیب تلاوت ۴۱ ویں، اور ترتیب نزول ۶۱ ویں، ۵۴ آیات اور ۹۶ لفظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ اس سورت میں اس مخالفت کو موضوع بنایا گیا جو قرآن مجید کی دعوت کو نقصان پہنچانے کے لئے کفار مکہ کی طرف سے کی جارہی تھی۔ قرآن جیسی بے مثل کتاب کا نزول اللہ کی رحمت اور مہربانی ہے۔ اللہ کی نشانیوں کو دیکھنے اور سننے کے بعد بھی نصیحت قبول نہ کرنے والوں کا انجام بھی عاوشمود جیسا ہوگا۔ قیامت کے روز انسان کے کان، آنکھ اور ہاتھ ہر چیز اسکے اعمال کے گواہ ہونگے۔ قیامت کی خبر صرف اللہ کو ہے۔

آلَا اِنَّهُمْ فِیْ مِرْبٰیۃٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۝ (آیت: ۵۴)
آگاہ رہو، یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات میں شک رکھتے ہیں۔ سن رکھو، وہ ہر چیز پر محیط ہے۔

مولانا روم:

حق مُحِیْطِ جملہ آمدای پسر
اے بیٹا! اللہ سب پر حاوی ہے
واندارد کارش از کار دگر
اس کو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روکتا
(ص: ۸۲) (۱/۱۳۸۷) (ت ج ص: ۱۷۳/۱۷۳)
تایدُ اللّٰه فوق ایدیهم براند
دست اور احق چو دست خویش خواند
یہاں تک کہ اللہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ پر ہے فرمایا ہے
جب خدا نے اس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا
(ص: ۱۱۳) (۱/۲۹۷۴) (ت ج ص: ۳۱۱/۱۷۳)

اقبال:

چشمہ کہسار میں، دریا کی آزادی میں حُسن
شہر میں، صحرا میں، ویرانے میں آبادی میں حُسن
(بانگ درا: جس: ۹۳)
تارے میں وہ، قمر میں وہ، جلوہ گر سحر میں وہ
چشمِ نظارہ میں نہ تو سرمہ امتیاز دے!
(بانگ درا: جس: ۱۱۳)
چمک تیری عیاں بجلی میں، آتش میں، شرارے میں
جھلک تیری ہو پدا چاند میں، سورج میں، تارے میں
(بانگ درا: جس: ۱۳۸)

آیت ۵۴ میں روشنی میں مولانا اور علامہ نے خداوند کا تمام مخلوقات پر محیط ہونا اور ہر عیاں شی میں اس کے حسن، صنعت گری اور نور کی جھلک کا بہت نمایاں ہونا بیان کیا ہے۔

سورہ الشوریٰ (۴۲)

اس سورت کا نام ۳۸ ویں آیت کے فقرے وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ سے ماخوذ ہے جس کے معنی (مسلمان) اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں چونکہ اس سورت کا آغاز حروف مُقَطَّع [حم عسق: حا، میم، عین، سین، قاف] سے ہوتا ہے اس لئے اس کا دوسرا نام حم عسق ہے۔ ترتیب تلاوت ۴۲ ویں، اور ترتیب نزول ۶۲ ویں ۵۳ آیات اور ۱۸۶۶ الفاظ پر مشتمل کی سورت ہے۔

اس سورت میں حضرت محمدؐ جو دین لائے اس کی بنیادی اساس کتاب ہدایت، رسولؐ کی صحبت اور قرآن کی رہنمائی کا آپؐ کے اصحاب پر اثر کا ذکر ہے۔ جو کوئی اللہ کے دین اور اس کی کتاب اور اس کی سچائی کو جھٹلائے گا وہ اللہ کے غضب کا نشانہ بنے گا۔ قرآن ابدی نجات اور فلاح کا راستہ بتاتا ہے۔ اللہ بہترین رازق ہے۔ اللہ کی نعمتیں اور مصیبتیں خاص اسباب اور ضوابط کے تحت نازل کی جاتی ہے۔ اللہ ظلم اور زیادتی کو ناپسند کرتا ہے۔ اولاد کا ہونا نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔

وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتَجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةً عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ (آیت: ۱۶)

اللہ کی دعوت پر لبیک کہے جانے کے بعد جو لوگ (لبیک کہنے والوں سے) اللہ کے دین کے معاملہ میں جھگڑے کرتے ہیں، ان کی حجت بازی ان کے رب کے نزدیک باطل ہے، اور ان پر اس کا غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

مولانا روم:

در مری اش آنک حلو و حامض است حجت ایشان بر حق داحض است
اس سے جھگڑے میں جو شخص کھٹا اور بیٹھا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی دلیل لچر ہے
(ص: ۵۸۸) (۶/۲۶۲۶) (ت ج ص: ۶/۲۵۶)

اقبال:

اک دانش نوری، اک دانش بُرہانی ہے دانش بُرہانی، حیرت کی فراوانی
(بال جریل: ص: ۱۹)

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَإِنْ يَشَأِ اللَّهُ يُخَيِّمِ عَلَى قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ (آیت: ۲۴)

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اللہ پر جھوٹا بہتان گھڑ لیا ہے؟ اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر کر دے۔ وہ باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنے فرمانوں سے حق کر دکھاتا ہے۔ وہ سینوں کے چھپے ہوئے راز جانتا ہے۔

مولانا روم:

پیش سُبْحانِ پس نگہ دارِید دل تا نگرِدی از گمانِ بدِ خجل
 (اللہ) پاک ذات کے سامنے دل کی حفاظت رکھو تاکہ بدگمانی کر کے شرمندہ نہ ہونا پڑے
 (ص: ۱۱۹/۱) (۳۱۳۶/۱) (ت ج ص: ۳۲۸/۱)

اقبال:

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
 (بانگِ درا: ص: ۱۵۹)

اس سورت میں راقم کو دو آیات ایسی مل سکیں جو مشترک ہیں۔ آیت نمبر ۱۶ مولانا جس چیز کو ”حلو اور حامض“ بیٹھا اور کٹھا کہہ رہے ہیں علامہ اسی بات کو دانش نورانی اور دانش برہانی کا نام دے رہے ہیں۔ دانش نورانی ایسی عقل جو انسان کے دل و ماخ کو منور کر دے وہ بیٹھا ہے اور دانش برہانی ایسا علم یا عقل ہے جو انسان کو حیرانی میں ڈال دے پھر آیت نمبر ۲۴ کے ضمن میں مولانا کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کسی صورت اپنے دلوں کی خوب حفاظت کرو تاکہ نفسانی اور شیطانی خیالات کا ادھر گزرنہ ہو اور علامہ یہی بات یوں کہہ رہے ہیں کہ ہم باطل سے دبنے والے نہیں ہیں۔

سورہ الزُّخْرُفِ (۴۳)

اس سورت کی وجہ تسمیہ ۳۰ ویں آیات میں لفظ ”وَزُّخْرُفًا“ آیا ہے جس کے معنی ملح سنہری، آراستہ اور کسی چیز کے کمال حسن کو زخرف کہتے ہیں۔

آیت ۳۳-۳۵ میں سونے چاندی سے مزین گھروں میں پر تعیش زندگی کو محض حیات دنیا کی متاع اور تیرے رب کے ہاں صرف مُتَّقِین کے لیے ہے، بیان کیا گیا ہے۔

ترتیب تلاوت ۴۳ ویں اور ترتیب نزول ۶۳ ویں، ۸۹ آیات اور ۸۳۳ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

اس سورت میں قریش اور اہل عرب کے اُن جاہلانہ عقائد اور اوہام کو بڑی سختی سے رد کیا گیا ہے جن پر وہ برابر اصرار کیے چلے جا رہے تھے۔ قرآن حکیم اُن کی نہایت بلند مرتبہ اور تبدیل و تحریف سے محفوظ ہونے کی وجہ سے انتہائی مستحکم ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی اپنے والد اور قوم کو نصیحت، سچی نصیحت اور یاد الہی سے منہ موڑنے والوں پر شیطان مسلط کر دیا جاتا ہے۔ رسول اکرمؐ کا راستہ وہی ہے جو دوسرے نبیوں کا تھا۔ شرک کی تعلیم کسی نبی نے نہیں دی حضرت موسیٰؑ کے معجزات کا ذکر، حضرت عیسیٰؑ کا دوبارہ آنا قیامت کی نشانی ہوگا۔ نبی ﷺ کی فرمانبرداری کا حکم، یہ سب نکات اس سورت کے مضامین کا حصہ ہیں۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ (آیت: ۱۰)

وہی ہے جس نے تمہارے لیے اس زمین کو گہوارہ بنایا اور اس میں تمہاری خاطر راستے بنا دیے تاکہ تم اپنی منزل مقصود کی راہ پاسکو۔

مولانا روم:

این زمین چون گاہوارہ طفلکان
باین زمین بچوں کے پالنے کی طرح ہے
بالغان را تنگ می دارد مکان
بالغوں کے لیے تنگ جگہ رکھتی ہے
(ص: ۶۳۲) (۶/۲۷۵۷) (ت ج ص: ۶/۲۵۵)

اقبال:

بے ذوقِ نمودِ زندگی موت تعمیرِ خودی میں ہے خدائی!
رائی زورِ خودی سے پر بت پر بتِ ضعفِ خودی سے رائی!
(بال جبریل: ص: ۵۳)

عیشِ منزل ہے غریبانِ محبت پہ حرام
سب مسافر ہیں بظاہر، نظر آتے ہیں مقیم!
(بال جبریل: ص: ۶۱)

تو شاخ سے کیوں پھوٹا، میں شاخ سے کیوں ٹوٹا
اک جذبہٴ پیدائی، اک لذتِ یکتائی!
(بال جبریل: ص: ۱۲۱)

فریب نظر ہے سکون و ثبات تڑپتا ہے ہر ذرہ کائنات
 ٹھہرتا نہیں کاروان وجود کہ ہر لحظہ ہے تازہ شان وجود
 سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی فقط ذوق پرواز ہے زندگی
 (بال جبریل: ص: ۱۲۶)

ہر شاخ سے یہ نکتہ پیچیدہ ہے پیدا پودوں کو بھی احساس ہے پہنائے فضا کا!
 جرات ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے اے مردِ خدا ملک خدا تنگ نہیں ہے
 (ضرب کلیم: ص: ۵۲-۵۳)

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ
 دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝ (آیت: ۳۲)

کیا تیرے رب کی رحمت یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؟ دنیا کی زندگی میں ان کی گزر بسر کے ذرائع تو ہم نے ان کے درمیان
 تقسیم کیے ہیں، اور ان میں سے کچھ لوگوں کو کچھ دوسرے لوگوں پر ہم نے بدرجہا فوقیت دی ہے تاکہ یہ ایک دوسرے سے
 خدمت لیں۔ اور تیرے رب کی رحمت اس دولت سے زیادہ قیمتی ہے جو (ان کے رئیس) سمیٹ رہے ہیں۔

مولانا روم:

عدل قسّامست و قسمت کر دنیست
 تقسیم کرنے والے کا انصاف ہے اور اُس کی تقسیم ہے
 این عجب کہ جبر نیّ و ظلم نیست
 یہ عجیب ہے نہ کوئی جبر ہے نہ کوئی ظلم ہے
 (ص: ۳۶۹) (۱۶۴۴/۴) (ت ج ص: ۱۶۳/۳)

چونک قسّام او ست کفر آمد گله
 جبکہ وہ تقسیم کرنے والا ہے تو شکوہ کفر ہے
 صبر باید صبر مفتاح الصلّه
 صبر کرنا چاہیے صبر عطیہ کہ کنجی ہے
 (ص: ۴۹۴) (۲۳۶۰/۵) (ت ج ص: ۲۴۰/۵)

خوی آن را عاشق نان کردہ ایم
 ہم نے اُس کی عادت کو روٹی کا عاشق بنا دیا
 خوی این را مست جانان کردہ ایم
 اس کی جان کو جانان کا مست کر دیا
 (ص: ۵۷۱) (۱۹۰۷/۶) (ت ج ص: ۱۹۲/۶)

اقبال:

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں
 (بال جبریل: ص: ۴۷)

اس سورت کی آیت نمبر ۱۰ کا تمہیجا ذکر راقم کو فقط مثنوی کے چھٹے دفتر میں مل سکا جبکہ علامہ نے بال جبریل اور ضرب کلیم
 کے ۹ مختلف اشعار میں اس موضوع کو مولانا سے مختلف انداز میں بیان کیا جبکہ مولانا نے اس آیت کے الفاظ کو ہی اپنے شعر
 میں بیان کیا اور آیت نمبر ۳۲ کو یوں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ قسام (روزی تقسیم کرنے والا) کسی کو روٹی کا عادی اور کسی کو جاناناں کا
 عاشق بنا دیتا ہے اور علامہ کا کہنا ہے کہ اللہ کی تقسیمات میں انسان کو خصوصاً عمل کرنے والے کا مقام زندوں میں کر دیا ہے۔

سورہ الجاثیہ (۴۵)

اس سورت کی وجہ تسمیہ آیت نمبر ۲۸ میں لفظ ”جاثیہ“ جس کے معنی ہر وہ امت جو قیامت کے دن اپنا نام نہ اعمال لینے کے لئے زانو (گھٹنے) کے بل بیٹھے گی۔ اس سورت کا دوسرا نام شریعت ہے۔

ترتیب تلاوت ۴۵ ویں، ترتیب نزول ۶۵ ویں، ۳۷ آیات اور ۴۸۸ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی ۲۶ ویں سورت جس کا آغاز حروف مقطعه حم، حا، میم سے ہوتا ہے۔ اس سورت میں توحید، مشرکوں کے شک و شبہہ کی مخالفت اور مختصر آروز قیامت کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ سورہ دھخان اور اس سورت کے مضامین میں کافی مشابہت معلوم ہوتی ہے۔

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً
فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدَ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ (آیت: ۲۳)

پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہی میں پھینک دیا اور اس کے دل اور کانوں پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا؟ اللہ کے بعد اب اور کون ہے جو اسے ہدایت دے؟ کیا تم لوگ کوئی سبق نہیں لیتے؟

مولانا روم:

مہر بر چشمست و بر گوشت چہ سود
لیکن تیری آنکھ اور کان پر تو مہر ہے کیا فائدہ
(ص: ۴۰) (۴۰۶/۱) (ت ج ص: ۲۱/۱)

یار با او غار با او ہم سُرو
یار اور غار دونوں اس کے ہمساز ہیں

از بت نفسش بتی دیگر بزد
اس کے نفس کے بت سے ایک دوسرا بت پیدا ہو گیا
(ص: ۶۲) (۷۷۱/۱) (ت ج ص: ۱۰۶/۱)

چون سزای این بت نفس او نداد
چونکہ اس نے اپنے نفس کے بت کو سزا نہ دی تھی

عکس آن کن خود بود آن راہ راست
اس کے برخلاف کر وہی سیدھا راستہ ہے
إِنَّ مَنْ لَمْ يَعْصِهِنَّ تَالِفٌ
جو شخص اس کے خلاف نہیں کرتا ہلاک ہو جانے والا ہے
چون يُضِلُّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَوْسَتْ
کیونکہ وہی ہے جو تجھے اللہ کے راستہ سے گمراہ کرتی ہے
(ص: ۱۱۳) (۱۱۳/۱) (۲۹۵۹-۹۲۵۷/۱) (ت ج ص: ۳۰۹/۱)

گردانی رہ ہر آنچہ خر بخواست
اگر تو راستہ نہیں جانتا تو جو گدھا چاہے
شاور و هُنَّ وَأَنْگَه خَالِفُو
ان عورتوں سے مشورہ کرو پھر خلاف کرو
با هوی و آرزو کم باش دوست
خواہش نفسانی اور آرزو سے دوستی نہ کر

مُہر بر گوش شما بنهاد حق تا با آواز خدا نارد سبق
اللہ تعالیٰ نے تمہارے کان پر مہر لگا دی تاکہ خدا کی آواز سے سبق نہ سیکھے
(ص: ۲۰۶) (۲۸۸۲/۲) (ت ج ص: ۳۲۰/۲)

گوش کنعان کسی پذیرد این کلام کہ برو مہر خدا یست و ختام
اس بات کو کنعان کا کان کب قبول کرتا ہے کیونکہ اس پر خدا کی مہر لگی ہوئی ہے
(ص: ۴۱۱) (۳۳۶۸/۳) (ت ج ص: ۳۲۰/۵)

کردہ ذوق نقد را معبود خلق لاجرم زین لعب مغبون بود خلق
لوگوں نے نقد فائدے کو محبوب بنا لیا لا محالہ اس سے لوگ دھوکے میں ہیں
(ص: ۴۲۰) (۴۳۲/۵) (ت ج ص: ۵۳/۵)

گفت: آری، گر خدا یاری دہد بردل او از غمی مہری نہد
اس نے کہا اگر خدا مدد کرے گا تو تمہارے دل پر اندھے پن کی مہر لگا دے گا
(ص: ۵۰۰) (۳۵۷۸/۵) (ت ج ص: ۲۶۳/۵)

از نصیحتہای تو کربودہ ام بت شکن دعوی و بت گربودہ ام
میں تیری نصیحتوں سے بہرہ ہو گیا ہوں دعویٰ بت شکنی کا اور میں بت گر ہو گیا ہوں
(ص: ۵۵۱) (۷۷۴/۶) (ت ج ص: ۸۹/۶)

اقبال:

نہ مشرق اس سے بری ہے، نہ مغرب اس سے بری جہاں میں عام ہے قلب و نظر کی رنجوری!
(ضرب کلیم: ص: ۱۶۰)

رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا اتر گیا جو ترے دل میں لاشعریک لہ
(ضرب کلیم: ص: ۱۶۵)

وہ علم نہیں، زہر ہے احرار کے حق میں جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کف جو!
(ضرب کلیم: ص: ۱۶۷)

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے مردہ ہے! مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس!
پروش دل کی اگر مد نظر ہے تجھ کو مرد مومن کی نگاہ غلط انداز ہے بس!
(ضرب کلیم: ص: ۱۷۱)

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُم بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ (آیت: ۲۴)

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ”زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے، یہیں ہمارا مرنا اور جینا ہے اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں

جو ہمیں ہلاک کرتی ہو۔“ درحقیقت اس معاملہ میں ان کے پاس کوئی علم نہیں ہے۔ یہ محض گمان کی بنا پر یہ باتیں کرتے ہیں۔

مولانا روم:

آنچنان مُعمُور و باقی داشتت تا کہ دھری از ازل پنداشتت
تجھے اس قدر آباد اور باقی رکھا کہ دھر نے تجھے ازلی سمجھا
(ص: ۱۹۶) (۲۳۱۹/۲) (ت ج ص: ۲۳۳/۲)

اقبال:

حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی! خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گونا گوں!
(بال جریں: ص: ۲۷)

اس سورت کی آیت نمبر ۲۳ مولانا نے اشعار میں یہ موضوع باندھا کہ جب مسلمان صراطِ مستقیم سے ہٹ جاتا ہے تو خدا اس کے دل اور کانوں پر مہر لگا دیتا ہے کیونکہ اللہ ہی انسان کو صحیح راستے پر لے جانے والا ہے۔ بت شکنی کا دعویٰ اربت گریں گیا ہے۔ علامہ اپنے اشعار میں نصیحت کرتے ہیں کہ اگر تیرے دل میں ایک خدا کا یقین گھر کر گیا تو پھر تو بے مشل ہو جائے گا۔ استعمار کے زمانے میں انگریز نے بڑی کوشش کی کہ (پٹھان) مسلمان بک جائے اور غلامی کی حالت میں خوش رہے لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے بعد والی آیت کے ضمن میں مولانا کہتے ہیں اسے فلک دہری عقائد کے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کائنات یہ زمین ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ زندگی فقط اس دنیا کی زندگی ہے اور ہم مرتے ہیں جیتے ہیں ہلاک نہیں کرتا ہمیں مگر زمانہ۔

سورہ الاحقاف (۴۶)

اس سورت کا نام آیت نمبر ۲۱ کے فقرے اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْاَحْقَافِ سے ماخوذ ہے۔ احقاف یعنی ریت کے لمبے لمبے اور بلند لیکن ذرا مڑے ہوئے ٹیلے۔ عہد قدیم میں **حضر الموت** اور نجران کا درمیانی حصہ جو ریتلا صحرائے اعظم ہے اس جگہ ’’عادارم‘‘ کا مشہور قبیلہ آباد تھا جسے خدا نے اس کی نافرمانی کی پاداش میں نیست و نابود کر دیا۔ ترتیب تلاوت ۴۶ ویں، ترتیب نزول ۶۶ ویں، ۳۵ آیات اور ۶۴۴ الفاظ پر مشتمل کی سورت ہے قرآن حکیم کی ۲۹ سورتیں حروف مقطع سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ حروف مقطع سے شروع ہونے والی ۲۸ ویں سورت ہے جس کا حروف مقطع **حم، حا، میم** سے آغاز ہوتا ہے۔ یہ حایمات یعنی (ح، م، میم) سے آغاز ہونے والی آخری سورت ہے اور یہ ساتویں سورت ہے جس کا آغاز سو گند (فسم) سے ہوتا ہے۔

خداوند متعال کی مخلوق جنوں کے حضور علیہ السلام کے پاس آنے اور قرآن سن کر واپس جانے کا واقعہ اس سورت کی آیت نمبر ۲۹-۳۲ میں مذکور ہے۔ سورت کا مرکزی موضوع کفار کو ان کی گمراہیوں کے نتائج سے آگاہ کرنا ہے نبی کا کام یہ ہے کہ بندوں کو وحی الہی سے آگاہ کر دے اور کفر اور شرک کے برے نتائج بتلا دے ماں باپ سے نیکی اور بھلائی کرنے کا حکم حضرت ہوڈ کا ذکر۔ قوم ہوڈ پر عذاب آنے کا ذکر۔ یہود کے اس عقیدے کا رد کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان چھ دن میں کیسے پیدا کئے اس سورت کے دیگر موضوعات ہیں۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهُ وَبَلَغَ اَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى الْوَالِدَيْنِ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

(آیت: ۱۵)

ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔ اُس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر ہی اس کو جنما، اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری طاقت کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا ’’اے میرے رب، مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کو شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں، اور ایسا نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو، اور میری اولاد کو بھی نیک بنا کر مجھے سکھ دے، میں تیرے حضور تو بہ کرتا ہوں اور تابع فرمان (مسلم) بندوں میں سے ہوں۔‘‘

مولانا روم:

آدمی را اندک اندک آن ہمام تا چہل سالش کند مرد تمام
وہ شہنشاہ آدمی کو رفتہ رفتہ اس کے چالیس سال میں پورا مرد بناتا ہے
(ص: ۳۱۰) (۳۵۰۳/۳) (تج: ۳۳۶/۳)

رَبِّ أَوْزَعْنِي لِشُكْرِ مَا آزَى لَا تُعَقِّبْ حَسْرَةً لِي إِنْ مَضَى
 اے رب میرے دل میں ڈال کہ میں جو دیکھتا ہوں اور اگر وہ چلا جائے تو اس کے بعد حسرت پیدا نہ فرما
 اس کا شکر ادا کروں
 (ص: ۵۱۸) (۵/۳۶۹۷) (ت ج ص: ۳۷۱/۵)

اقبال:

مکالماتِ فلاطون نہ لکھ سکی لیکن اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطون!
 (ضربِ کلیم: ص: ۹۳)

مولانا نے تو اس سورت کی آیت نمبر ۱۵ کے اقتباس کو بطور تلخیص کہ اللہ تعالیٰ انسان کو چالیس سال کی عمر تک پورا مرد بنا دیتا ہے لیکن علامہ نے اسی آیت کے اقتباس کی شرح کو عورت کی عظمت سے نسبت دیتے ہوئے بیان کیا کہ عورت افلاطون کے مقابلہ میں ویسا فلسفہ تو پیش نہ کر سکی لیکن افلاطون اور اس جیسے کتنے بڑے بڑے انسان اسی کی آغوش میں پرورش پا کر اعلیٰ مقامات پر فائز ہوئے۔

سورہ الفتح (۴۸)

اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے الفاظ ’انا فتحنا لک فتحا مبینا‘ سے ماخوذ ہے اور یہ صرف اس کا نام ہی نہیں بلکہ مضمون کے لحاظ سے بھی اس کا عنوان ہے۔ کیونکہ اس میں اس فتح عظیم کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کی صورت میں نبی کریم کو عطا فرمائی تھی۔

ترتیب تلاوت ۴۸ ویں، ترتیب نزول ۱۱۱ ویں ۲۹ آیات اور ۵۶۰ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے رسول کریم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح و نصرت کی بشارت، رسول خدا کی تعریف اور درجات کا بیان نبی کے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنا ہے ’بیعت رضوان‘ کا قصہ، فتح خیبر کا ذکر، صلح حدیبیہ کے فوائد و برکات کا تذکرہ، اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور ثواب کا وعدہ اس سورت کے مضامین ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَتْ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَسِيئَةٌ يَسِيئُهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ (آیت: ۱۰)

اے نبی، جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا اب جو اس عہد کو توڑے گا اس کی عہد شکنی کا وبال اس کی اپنی ہی ذات پر ہوگا، اور جو اس عہد کو وفا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے اللہ عنقریب اس کو بڑا اجر فرمائے گا۔

مولانا روم:

مطلق آن آواز خود از شہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو
ص: ۹۴ (۱/۱۹۳۷) (ت ج ۱: ۲۱۳)

اقبال:

ہاتھ ہے اللہ کا، بندہ مؤمن کا ہاتھ غالب و کار آفرین، کار کشا کار ساز
(بال جریں ص: ۹۷)

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ
وَآتَاهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ (آیت: ۱۸)

اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا اس لئے اس سے ان پر سکینت نازل فرمائی ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی

مولانا روم:

مطلق آن آواز خود از شہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو
ص: ۹۴ (۱/۱۹۳۷) (ت ج ۱: ۲۱۳)

اقبال:

خود ی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے
(بال جبریل ص: ۵۵)

تم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن!
(بال جبریل ص: ۱۶۱)

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْئَهُ فَازْرَعَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوْقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ (آیت: ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں تم جب دیکھو گے انہیں رکوع و سجود، اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ہے ان کی صفت توراہ میں اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے جس نے پہلے کوئیل نکالی پھر اس کو تقویت دی، پھر وہ گدرائی، پھر اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی۔ کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے تاکہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں۔ اس گروہ کے لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں اللہ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔

مولانا روم:

بازبان شطہاہ شکر خدا
”شطہاہ“ کی زبان سے خدا کا شکر
کہ پپروراصل مارا ذوالعطا
عطا کرنے والے نے ہماری جڑ کی پرورش کی
می سراید ہر بربرو برگسی جدا
ہر برگ و بار الگ الگ ادا کر رہا ہے
تادرخت استغلاظ آمدواستوی
یہا تک کہ درخت موٹا ہو گیا پھر سیدھا ہو گیا
ص: ۷۸ (۱۳۲۳/۱-۱۳۲۵) (ت ج ص: ۳۱۶/۳)

آن دوسہ تار عنایت ہمچو کوہ
وہ دو تین عنایت کے تار پہاڑ کی طرح
سد شد چوں فرسیما در وجود
آڑ ہو گئے، جیسا کہ چہروں پر عظمت کا نشان
ص: ۶۱۲ (۳۸۷۷/۶) (ت ج ص: ۳۷۱/۶)

کہ اشداء علی الکفار شد
کیونکہ وہ کفار پر سخت ہیں، بن گیا
دوست کے ساتھ پھول اور دشمن کے ساتھ کاٹا
ص: ۵۰۲ (۲۹۲۵/۵) (ت ج ص: ۳۱۶/۳)

گفت سیمما ہم وجوه کردگار
اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں پر علامتیں ہیں، فرمایا ہے
کہ بود غماز باران سبزه زار
کیونکہ سبزہ زار بارش کا مخبر ہے
ص: ۵۹۱ (۲۷۲۵/۶)

برگ سیما ہم... وجوہم اخضر است
سبز پتے ”ان کے چہروں پر نشان ہے“ کہ (مصدق) ہیں
ص: ۲۸۷ (۵/۲۰۸۴)

کہ بحق زندہ ست آن پاکیزہ پوست
کیونکہ وہ پاکیزہ کھال، باقی باللہ (زندہ بخت) ہے
ص: ۵۶۴ (۶/۱۵۵۳)

چشم عارف سوی سیما ماندہ است
پچپانے والے کی نگاہ، پیشانی پر پڑتی ہے
ص: ۷۶ (۱/۱۲۶۷)

یعجب الزراع آمد بعد کشت
تو وہ کاشت کے بعد کسانوں کو حیرت میں ڈالنے والی ہے
ص: ۱۱۹ (۱/۳۱۷۰)

عالمی رامی بُرد حلق و گلو
ایک جہان کا گلا اور حلق کا ٹاٹا ہے
ص: ۳۲۷ (۳/۳۲۸۰) تکرار

گرچہ پنہان بیخ ہر بیخ آور است
اگرچہ ہر جڑ دار درخت، کی جڑ پوشیدہ ہے

خشم احیا خشم حق و زخم اوست
زندوں کا غصہ اللہ کا غصہ اور مار ہے

حق چو سیما معرف خواندہ است
جب اللہ نے پیشانی کو حال بتانے والا فرمایا ہے

باز آن جان چونک محو عشق گشت
پھر وہ جان جو عشق میں فنا ہوئی

رحمت عالم ہمی گویند و او
اس کو رحمت عالم کہتے ہیں اور وہ

اقبال:

تم خطا کار و خطائیں، وہ خطا پوش و کریم
(بانگ درا: ص: ۲۰۴)

ہو گئی ہے اس سے اب نا آشنا تیری جبیں!
(بانگ درا: ص: ۲۲۱)

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا
(بانگ درا: ص: ۲۷۰)

مروت حسن عالمگیر ہے مردان غازی کا
(بال جبریل: ص: ۳۱)

آہ! وہ تیر نیم کش، جس کا نہ ہو کوئی حدف
(بال جبریل: ص: ۳۹)

کیا چاند تارے، کیا مرغ و ماہی
(بال جبریل: ص: ۵۳)

گفتار دلیرانہ، کردار قاہرانہ
(بال جبریل: ص: ۵۴)

خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی!
(ضرب کلیم: ص: ۳۲)

تم ہو آپس میں غضب ناک وہ آپس میں رحیم

وہ نشانِ سجدہ جو روشن تھا کوکب کی طرح

سبق پڑھ پھر صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا

مسلمان کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا

میر سپاہ نا سزا، لشکریاں شکستہ صف

ہر شے مسافر ہر چیز راہی

اے لا الہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں

مثال ماہ چمکتا تھا جس کا داغ سجود

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن !

(ضربِ کلیم: ص: ۴۵)

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

(ضربِ کلیم: ص: ۶۰)

اسی نگاہ میں قاہری و جباری اسی نگاہ میں دلبری و رعنائی !

(ضربِ کلیم: ص: ۱۱۱)

انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو شمع محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق

(ضربِ کلیم: ص: ۱۲۹)

اگر ہو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر اگر ہو صلح تو رعنا غزالِ تاناری !

(ضربِ کلیم: ص: ۱۷۱)

آیت نمبر ۲۹ کچھ طویل ہے اور اس کے موضوع کو مولانا اور علامہ دونوں نے بھرپور انداز سے اشعار میں جگہ دی ہے مولانا

کی مثنوی میں چوتھے دفتر کے علاوہ باقی پانچوں دفاتر میں راقم کو دس (۱۰) اشعار ایسے ملے جن میں یہ آیت مشترک ہے۔

سورہ ق (۵۰)

اس سورت کا آغاز اس عبارت ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ (ق قسم ہے قرآن مجید کی) سے ہوتا ہے اور اسی سے سورت کو منسوب کر دیا گیا۔ اس سورت کا دوسرا نام باسقات (بلند، لمبی لمبی) مراد بلند و بالا کھجور کے درخت ہے۔ ترتیب تلاوت ۵۰ ویں، ترتیب نزول ۳۳ ویں، ۳۵ آیات اور ۳۷ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن حکیم کی اُن ۲۹ سورتوں میں سے ایک ہے جو حروف مقطوعہ سے شروع ہوتی ہیں جیسا کہ سورت کا آغاز ق = قاف سے ہوتا ہے۔ رسول خدا ﷺ اکثر عیدین جمعہ اور صبح کی نمازوں میں اس سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے سورت کا مرکزی موضوع آخرت ہے، انسان کا موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا، اعمال و افعال کا حساب دینا، قرآن کی عظمت، لوح محفوظ اور عجاibat قدرت کا بیان، دعا کی قبولیت اور دوسری بارصور کے پھونکنے جانے کا ذکر، اللہ تعالیٰ انسان کی شاہ رگ سے بھی نزدیک تر ہے۔ اس سورت کے دیگر موضوعات ہیں۔

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبْرَكًا فَأَنْبَتْنَا بِهِ جَنَّتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ ۝ وَالنَّخْلَ بَسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ ۝ رِزْقًا لِلْعِبَادِ ۝ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيِّتًا كَذَلِكَ الْخُرُوجُ ۝ (آیت: ۱۱-۹)

اور آسمان سے ہم نے برکت والا پانی نازل کیا، پھر اس سے باغ اور فصل کے غلے اور بلند و بالا کھجور کے درخت پیدا کر دیے جن پر پھولوں سے لدے ہوئے خوشے تہ برتہ لگتے ہیں۔ یہ انتظام ہے بندوں کو رزق دینے کا۔ اس پانی سے ہم ایک مردہ زمین کو زندگی بخش دیتے ہیں۔ (مرے ہوئے انسان کا زمین سے) نکلتا بھی اسی طرح ہوگا۔

مولانا روم:

پس بدان کابِ مبارک ز آسمان	وَحیِ دلہا باشد و صدق بیان
پھر جان لے کہ آسمان سے با برکت پانی	دلوں کی وحی اور بیان کی سچائی بنتا ہے
(ص: ۳۲۳) (۳/۳۳۱۸) (ت ج ص: ۳۱۱/۳)	
آبِ وَحیِ حقِ بدینِ مُردہ رسید	شد ز خاکِ مردہ ای زندہ پدید
اللہ کے الہام کا پانی اس مردے کو پہنچا	مردہ خاک سے ایک زندہ پیدا ہوگا
(ص: ۳۷۰) (۳/۱۶۵۸) (ت ج ص: ۱۶۳/۳)	

اقبال:

یہ کائنات چھپاتی نہیں ضمیر اپنا کہ ذرہ ذرہ میں ہے ذوق آشکارائی!
(ضرب کلیم: ص: ۱۱۱)

أَفَعَيَّنَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ (آیت: ۱۵)

کیا پہلی بار کی تخلیق سے ہم عاجز تھے؟ مگر ایک نئی تخلیق کی طرف سے یہ لوگ شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

مولانا روم:

ہر نفسِ نومی شود دنیا و ما	ہی خبر از نوشدن اندر بقا
ہر دم دنیا نئی ہو جاتی ہے اور ہم	زندگی میں اس کے نئے ہونے سے بے خبر ہیں

عمر ہمچون جوی نونو می رسد
تری عمر نہر کی طرح نئی نئی آتی رہتی ہے

مستمری می نماید در جسد
جو جسم میں لگاتار نظر آتی ہے

(ص: ۷۲) (۱۱۳۴/۱-۱۱۳۵) (ت ج ص: ۱۳۱/۱)

ناید آن الا کہ بر خاصان پدید
وہ صرف خاصان (خدا) پر ظاہر ہوتا ہے

باقیان فی لبس من خلق جدید
باقی لوگ اس نئی مخلوق سے شبہ میں ہیں

(ص: ۹۶) (۲۰۳۷/۱) (ت ج ص: ۲۲۳/۱)

ایہا العُشاق اقبال جدید
اے عاشقو! نیا نصیب

از جہان کهنه نو در رسید
پرانے جہان سے تازہ بہ تازہ آ پہنچا ہے

(ص: ۵۵۷) (۱۰۹۸/۶) (ت ج ص: ۳۲۶/۶)

در نظر ہا چرخ بس کهنه و قدید
آسمان اس کی نظر میں بہت پرانا اور سوکھا ہوا گوشت تھا

پیش چشمش ہر دمی خلق جدید
اس کی آنکھ کے سامنے ہر وقت ایک نئی مخلوق تھی

(ص: ۲۲۸) (۳۶۳۵/۶) (ت ج ص: ۱۶۴/۳)

اقبال:

کریں گے اہل نظر تازہ بستیاں آباد مری نگاہ نہیں سوئے کوفہ و بغداد!
(بال جریل: ص: ۷۰)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعَلْمُ مَا تُوَسَّوْسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝ (آیت: ۱۶)

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں۔ ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اُس سے قریب ہیں۔

مولانا روم:

کای کمینہ بخششت ملک جہان
اے وہ کہ دنیا کی سلطنت تیری معمولی بخشش ہے

من چہ گویم؟ چون تو می دانسی نہان
میں کیا کہوں؟ تو خود پوشیدہ بات جانتا ہے

(ص: ۲۵) (۵۸/۱) (ت ج ص: ۳۷/۱)

داد خود از کس نیابم جز مگر
اپنا انصاف کسی سے نہ حاصل کر سکوں گا سوائے

زانک او از من بمن نزدیکتر
اس کے جو خود میری ذات سے زیادہ مجھ سے قریب ہے

(ص: ۹۹) (۲۱۹۷/۱) (ت ج ص: ۲۳۳/۱)

ما ز خود سوی تو گردانیم سر
ہم اپنی جانب سے تیری جانب رخ کرتے ہیں

چون توی از ما بہ ما نزدیکتر
چونکہ تو ہم سے ہمارے اعتبار سے بھی نزدیکتر ہے

(ص: ۱۹۷) (۲۳۳۹/۲) (ت ج ص: ۸۴/۳)

اتصالی بی تکلیف بی قیاس
نا قابل بیان عقل میں نہ آنے والا اتصال ہے

ہست رب الناس را با جان ناس
لوگوں کو رب کا لوگوں کی جان سے

(ص: ۳۲۸) (۷۶۰/۳) (ت ج ص: ۸۴/۳)

خفته می بیند عطشهای شدید
سویا ہوا سخت پیاسیں محسوس کرتا ہے

أَبْ أَقْرَبِ مَنْهُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ
پانی اس کی شاہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے

(ص: ۳۰۷) (۳۲۲۲/۴) (ت ج ص: ۳۰۹/۴)

کان شہی کہ می ندید ندیش فاش
کیونکہ وہ شاہ جس کو وہ ظاہر میں نہیں دیکھتے

چون خرد با تست مُشرف بر تننت
جیسا کہ عقل تیرے ساتھ تیرے جسم کی نگران ہے

نیست قاصر دیدن او ای فلان
اے فلاں اس (عقل) کا دیکھنا قاصر نہیں ہے

پیش شاہی کہ سمیعست و بصیر
اسی بادشاہ کے سامنے جو سمیع و بصیر ہے

آنچه حَقِّست اَقْرَبِ از حَبْلِ الْوَرِيدِ
جو حق ہے شہ رگ سے بھی قریب ہے

(ص: ۳۲۲) (۳۶۸۱-۳۶۷۹/۴) (ت ج ص: ۳۲۷/۴)

گفت غمّازان نباشد جای گیر
چغل خوروں کی بات نہیں ٹھہرتی ہے

(ص: ۵۱۰) (۳۱۵۰/۵) (ت ج ص: ۳۱۹/۵)

توفکندہ تیر فکرت رابعید
تو نے سوچ کے تیر کو دور پھینک دیا

(ص: ۵۸۲) (۲۳۵۵/۶) (ت ج ص: ۲۳۲/۶)

ایں بدست تست بشنو ای پسر
اے بیٹا تو سن لے یہ تیرے ہاتھ میں ہے

دور گن ادراک غیر اندیش را
دوسرے کو سوچنے والے احساس کو دور کر دے

(ص: ۶۰۱) (۳۰۹۹-۳۱۰۰/۶) (ت ج ص: ۲۹۹/۶)

اقبال:

تو اے اسیر مکاں، لا مکاں سے دُور نہیں
وہ جلوہ گاہ ترے خاکداں سے دُور نہیں

(بال جریں: ص: ۵۰)

اس سورت کی آیت ۹ میں آسمان سے بارش کا برسننا نباتات کا اگنا اور پھر اسی عمل کو انسان کے زندہ کرنے کے عمل سے مشابہت دی گئی ہے مولانا نے بارش کو آب الہام کہا ہے اور فقط آیت نمبر ۹ کو تلمیحاً شعر میں جگہ دی جبکہ علامہ نے نباتات کے زمین سے سر نکالنے کو مخلوقات کا ذوق نمود قرار دیا ہے اور آیات نمبر ۱۰ اور ۱۱ کو احاطہ کیا۔ آیت نمبر ۱۶ کو مولانا نے ۱۱ اشعار میں مختلف پیرایہ سے بیان کیا اور علامہ نے انسان کو اس دنیا کا اسیر کہتے ہوئے واضح کیا کہ خداوند متعال تمہاری دنیا سے دور نہیں بلکہ وہ تو تمہاری شاہ رگ کے نزدیک ہے۔

سورہ الذاریت (۵۱)

اس سورت کا نام اس کے پہلے لفظ 'وَالذَّارِيَاتِ' سے ماخوذ ہے۔ جس کے لغوی معنی بکھیرنے والیاں یا پراگندہ کرنے والیاں ہے۔ بعض مفسر اسے ہواؤں اور کچھ فرشتوں کی جانب اشارہ بیان کرتے ہیں۔

ترتیب تلاوت ۵۱ ویں، ترتیب نزول ۶۷ ویں، ۶۰ آیات اور ۳۶۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ سوگند (قسم) والی سورتوں میں ساتویں سورت ہے جس کا آغاز ایک کے بعد دوسری متواتر پانچ قسموں سے ہوتا ہے۔

انسان کے دنیاوی اعمال کی بنیاد تین اصولوں پر ہونی چاہیے جن پر اسلام کا دارومدار ہے۔ یعنی توحید، رسالت اور آخرت۔ سارے جہانوں کا خالق اور روزی رساں ایک اللہ ہے اور اس نے ہر چیز کا ایک جوڑا پیدا کیا۔

توحید، عقیدہ آخرت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولاد کی خوشخبری، قوم لوط پر عذاب بھیجے جانے کا ذکر، قوم نوح کی تباہی، فرعون کا حضرت موسیٰ پر ایمان نہ لانا اور غرق ہو جانے کا ذکر اس سورت کے موضوعات ہیں۔

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝

اور ان کے مالوں میں حق تھا سائل اور محروم کے لیے۔ (آیت: ۱۹)

مولانا روم:

جان دھمی از بہر حق، جان دھند
تو خدا کے لیے جان دے گا تو تجھے جان دیں گے
(ص: ۱۰۰) (۲۲۷/۱) (تج: ص: ۲۲۲/۱)

اقبال:

تو قادر و عادل ہے، مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات
(بال جریل: ص: ۱۰۸)

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو
(بال جریل: ص: ۱۱۰)

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ۝ وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝

زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے لیے، اور تمہارے اپنے وجود میں ہیں۔ تم کو سوچتا نہیں؟

(آیت: ۲۱-۲۰)

مولانا روم:

چشمہ شیرست در توی کنار
تو چرامی شیرجویی از تغاز
تیرے اندر دودھ کا لامحدود چشمہ ہے
تو گڑھے سے دودھ کا جویاں کیوں ہے؟
(ص: ۲۵۷) (۱۰۶۹/۵) (تج: ص: ۱۱۳/۵)

درنگ در شرح دل در اندرون تا نیاید طعنے لا تُبصرون
دل کی شرح کو باطن میں دیکھ لے تاکہ ”آپ نہیں دیکھتے ہیں“ کا طعنہ نہ دیا جائے
(ص: ۲۵۷) (۱۰۷۲/۵) (ت ج ص: ۱۱۳/۵)

اقبال:

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے!
(بال جبریل: ص: ۴۸)

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی کہ دل کو حق نے کیا ہے نگاہ کا پیرو
(بال جبریل: ص: ۷۴)

ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکیں دل اسی جلوت میں ہے خلوت نشیں دل
(بال جبریل: ص: ۸۲)

اگر نہ سہل ہوں تجھ پر زمیں کے ہنگامے بُری ہے مستی اندیشہ ہائے افلاکی!
(ضرب کلیم: ص: ۱۱)

ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی یہ بھی ممکن ہے کہ تُو موت سے بھی مر نہ سکے!
(ضرب کلیم: ص: ۳۱)

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا زندگی کی شبِ تاریک، سحر کر نہ سکا
(ضرب کلیم: ص: ۶۹)

نگاہِ شوق میسر نہیں اگر تجھ کو ترا وجود ہے قلب و نظر کی رسوائی!
(ضرب کلیم: ص: ۱۱۱)

کھینچیں نہ اگر تجھ کو چمن کے خس و خاشاک گلشن بھی ہے اک ہیرِ سرا پردہٴ افلاک!
(ضرب کلیم: ص: ۱۱۲)

یہ دنیا دعوتِ دیدار ہے فرزندِ آدم کو کہ ہر مستور کو بخشا گیا ہے ذوقِ عربانی
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۵۰)

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝

میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔ (آیت: ۵۶)

مولانا روم:

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝
”نہیں پیدا کیا ہم نے جن و انسان کو“ اسے پڑھ
جز عبادت نیست مقصود از جہان عبادت کے علاوہ دنیا میں کوئی مقصد نہیں
(ص: ۲۹۷) (۲۹۸۹/۳) (ت ج ص: ۲۸۸/۳)

بہر این آوردمان یزدان برون اسی کے لیے خدا ہمیں باہر لایا ہے
 ما خَلَقْتُ...الْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ”میں نے انسان کو نہیں پیدا کیا مگر اس لیے کہ وہ عبادت کریں
 (س: ۵۸۵) (۲۵۰۳/۶) (ت: ج: ص: ۳۵۵/۶)

آدمًا! معنٰی دلبندم بجوی اے آدم میرے دل پسند معنی کو تلاش کر
 تَرِكَ قَشْرًا وَصُورًا كَإِنَّمَا كَانَتْ أَجْزَاءَ مَدِينَةٍ مَّوَدَّعَةً بَيْنَ يَدَيْهِمْ لِيُنذَرُوا يَوْمَئِذٍ ”ترکِ قشرو صورت گندم بگوی
 گے ہوں کے چھلکے اور صورت کو چھوڑ
 (س: ۶۱۵) (۳۷۱۲/۶) (ت: ج: ص: ۳۵۵/۶)

اقبال:

عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو تری نگہ سے ہے پوشیدہ آدمی کا مقام
 تری نماز میں باقی جلال ہے، نہ جمال تری ازاں میں نہیں ہے مری سحر کا پیام!
 (ضرب کلیم: ص: ۲۳)

”خود بویے چنیں جہاں توں برد اس دنیا کی حقیقت کا اندازہ ایسے ہو سکتا ہے
 کابلیس بماند و بوالبشر مُرد“ کہ ابلیس زندہ رہ گیا اور آدم مر گیا
 (ضرب کلیم: ص: ۱۲۱) (خاقانی)

ہے ازل سے ان غریبوں کے مقدر میں سجود ان کی فطرت کا تقاضا ہے نماز بے قیام
 (ارمغان حجاز (اردو): ص: ۶)

خدا تعالیٰ کی موجودگی کی نشانیاں آشکار ہیں لیکن انسان ان کو دیکھتا نہیں اس سورت کی دو آیات نمبر ۲۰-۲۱ میں سے
 مولانا نے آیت نمبر ۲۱ کا اشارہ کیا جبکہ علامہ نے دونوں آیات کو اشعار کا موضوع بنایا۔ آیت نمبر ۲۰ کا موضوع انسانی تخلیق
 خدا کی بندگی ہے جبکہ آج کا مسلمان اطاعت خداوندی سے دور ہے۔ (مرچکا ہے) علامہ نے اسی موضوع پر ضرب کلیم میں
 افضل الدین بدیل (ابراہیم) بن نجیب الدین جس کا لقب حسان العجم تھا اور تخلص خاقانی کا شعر بھی رقم کیا۔

سورہ النجم (۵۳)

پہلے ہی لفظ ”وَالنَّجْمِ“ سے سورت کو منسوب کیا گیا۔ نجم یعنی ستارہ، ابن عباس، مجاہد اور سفیان ثوری اس سے مراد ثریا (Pleiades) اور سُدی سے زہرہ (Venus) کا نام دیتے ہیں۔

ترتیب تلاوت ۵۳ ویں، ترتیب نزول ۲۳ ویں، ۶۲ آیات اور ۳۶۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی سوگند (قسم) سے آغاز ہونے والی ۲۳ سورتوں میں سے یہ نویں (نہمین) سورت ہے۔ یہ سورت اپنی ۶۲ ویں اور آخری آیت ”جھک جاؤ اللہ کے آگے اور بندگی بجلاؤ“ سجدہ تلاوت پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ سجدہ کی آیت سب سے پہلے اسی سورت میں نازل ہوئی اور یہ اس لحاظ سے بھی پہلی سورت ہے جو رسول کریم ﷺ نے قریش کے مجمع میں سنائی۔

جب آپ آیت سجدہ پر پہنچے تو سجدہ میں گر گئے، تمام حاضرین حتیٰ کافروں کے بڑے بڑے سردار بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ میں چلے گئے۔ صرف ایک شخص امیہ بن خلف نے سجدہ نہ کیا بلکہ مٹی اٹھا کر پیشانی سے لگالی۔ اس شخص کو اسلام قبول کرنے کی توفیق نہ ہوئی اور کفر کی حالت میں قتل ہوا۔

نبی کریم ﷺ دین کے بارے میں جو بھی فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ اللہ گنہگاروں کو مایوس نہیں کرتا ان کی توبہ قبول کرتا اور چھوٹے گناہ معاف فرماتا ہے۔ معراج النبی ﷺ کے چند گوشے اور آپ ﷺ کا مقام قرب الہی جسے قاب تو سین (بقدر دوس یا دو ہاتھ) فاصلہ بیان کیا گیا اس سورت کے خاص موضوع ہیں۔

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝
عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ ۝ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ۝ [7:53] ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ۝ فَكَانَ قَابَ
قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۝ أَفَتَسْمُرُونَ عَلَىٰ مَا تَرَىٰ ۝
وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْمُورَىٰ ۝ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ ۝ مَا
زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ۝ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ۝

قسم ہے تارے کی جبکہ وہ غروب ہوا، تمہارا رفیق نہ بھٹکا ہے نہ بہکا ہے۔ وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا، یہ تو ایک وحی ہے جو اُس پر نازل کی جاتی ہے۔ اُسے زبردست قوت والے نے تعلیم دی ہے جو بڑا صاحب حکمت ہے۔ وہ سامنے آکھڑا ہوا جبکہ بالائی اُفق پر تھا، پھر قریب آیا اور اوپر معلق ہو گیا، یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا، تب اُس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو وحی بھی اُسے پہنچائی تھی۔ نظر نے جو کچھ دیکھا، دل نے اُس میں جھوٹ نہ ملایا۔ اب کیا تم اُس چیز پر اُس سے جھگڑتے ہو جسے وہ آنکھوں سے دیکھتا ہے؟

اور ایک مرتبہ پھر اُس نے سِدْرَةَ الْمُنْتَهَىٰ کے پاس اُس کو دیکھا جہاں پاس ہی جنت المأویٰ ہے۔ اُس وقت سِدْرہ پر چھار ہاتھ جو کچھ کہ چھار ہاتھ*۔ نگاہ نہ چوندھیائی نہ حد سے متجاوز ہوئی اور اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

(آیت: ۱۸-۱)

* ایسی تجلیات جن کی شان اور کیفیت انسانی تصور سے بعید اور اُن کے وصف کی نہ کوئی زبان متحمل ہے۔

مولانا روم:

آن نشہ و النجم و سلطان عبس واجب کے شاہ اور عبس کے سلطان نے	لب گزید آن سرد دم را گفت: بس! ہونٹ کو دبایا (دانتوں سے) اس سرد لب سے کہا کہ (ص: ۳۷۹) (۲۰۸۳/۳) (تج ص: ۲۰۲/۳)
از ستارہ دیدت صریف ہوا تو ہوا میں تصرف، ستارے سے سمجھا ہے	ناخوشیت آید اذ النجم ہوی اس لیے تجھے، ”جبکہ ستارہ گر جائے گا“ ناپسند ہے (ص: ۵۳۵) (۹۸/۶) (تج ص: ۲۳/۶)
آنکہ از حق یا بد او وحی و جواب جو شخص اللہ کی جانب سے وحی اور جواب پاتا ہے	هر چه فرماید بود عین صواب وہ جو کچھ کہتا ہے درست ہوتا ہے (ص: ۳۲) (۲۲۵/۱) (تج ص: ۵۲/۱)
طوطیسی کآید ز وحی آواز او وہ طوطا (روح) جس کی آواز وحی سے ہے	پیش از آغاز وجود آغاز او وجود کی ابتدا سے پہلے، اس کی ابتدا ہے (ص: ۸۸) (۱۷۱۸/۱) (تج ص: ۱۹۳/۱)
پرتو مستی بی حد نبی نبی کی لا محدود مستی کا عکس	چون بزد، ہم مست و خوش گشت آن غبی جب پڑا، وہ نادان بھی مست اور خوش گفتار بن گیا (ص: ۳۸۲) (۲۱۵۵/۳) (تج ص: ۲۰۸/۳)
گریہ او خندہ او نطق او اس کا رونا، اس کا ہنسا اس کا بولنا	نیست از وی، هست محض خلق ہو یہ اس سے نہیں بلکہ اس کا خلق ہے (ص: ۳۶۲) (۱۳۳۱/۵) (تج ص: ۲۲۹/۵)
کان دعای شیخ، نہ چون ہر دعاست کیونکہ وہ شیخ کی دعا ہر دعا کی طرح نہیں ہے	فانی است و گفت او گفت خداست وہ فانی ہے اور اس کی بات خدا کی بات ہے (ص: ۲۹۳) (۲۲۲۵/۵) (تج ص: ۹۳/۶)
زان سبب ”قل“ گفتہ دریا بُود اسی وجہ سے ”کہہ دے“ دریا کا کہا ہوا ہوگا	هر چه نطق احمدی گویا بود احمد کا ہر بول ہی (صحیح) بول ہوگا (ص: ۵۵۱) (۸۱۸/۶) (تج ص: ۱۲۲/۶)
زانک مای نطق رسول بالہوی کیونکہ کوئی رسول خواہش (نفس) سے بات نہیں کرتا	کسی ہوا زاید ز معصوم خدا؟ خدائی معصوم سے ہوائے (نفسانی) کب پیدا ہوتی ہے؟ (ص: ۵۶۵) (۱۶۰۵/۶) (تج ص: ۱۲۲/۶)
گر نماید خواجہ را این دم غلط اگر صاحب کو یہ دعویٰ غلط نظر آتا ہے	ز اول والنجم برخوان چند خط ”والنجم“ کے شروع سے چند نقش پڑھ لیں

إِنْ هُوَ إِلَّا بَوْحِي احْتَوَى
نہیں ہے وہ مگر وحی کے ذریعہ، جس کا انہوں نے احاطہ کیا
(ص: ۶۲۹) (۶/۲۶۷۱-۲۶۷۲) (تج: ص: ۶۲۸/۶)

بُودِ از دیدارِ خَلَّاقِ وُجُودِ
(بلکہ) وجود کو پیدا کرنے والے (اللہ) کے دیدار کی وجہ سے تھی
(ص: ۲۲۵) (۶/۳) (تج: ص: ۱۵/۳)

از یکی چشمی کہ خاکی برگشود
اس آنکھ کے لیے جو مٹی نے کھولی
(ص: ۱۸۰) (۱۶۱۶/۲) (تج: ص: ۱۶۱/۲)

تا کمندش بُرد سوی آسمانش
یہاں تک کہ یہ کمند اُن کو آسمان کی جانب لے گئی
(ص: ۵۹۳) (۲۸۳۶/۶) (تج: ص: ۲۷۵/۶)

من بسوی تو، بسوزم در زمان
تیری جانب، تو فوراً جل جاؤں
(ص: ۳۷۶) (۱۸۹۱/۳) (تج: ص: ۱۸۳/۳)

وَزَمَقَامِ جَبْرِئِيلِ وَاذْحَدَشِ
(آپ) جبرئیل کے مقام اور ان کی حد سے (گذرے)
(ص: ۲۲۳) (۳۸۰۳/۳) (تج: ص: ۳۵۸/۳)

گرچہ از خُلُقِ عَبْدِ اللَّهِ بُودِ
اگرچہ اللہ کے بندے کے خلق سے ہو
(ص: ۹۳) (۱۹۳۷/۱) (تج: ص: ۲۱۳/۱)

صد ہزاران سالہ زان سو رفتہ ام
لاکھوں سال (کی مسافت) اس (سے آگے کی) جانب چلا گیا ہوں
(ص: ۱۸۵) (۱۷۸۹/۲) (تج: ص: ۱۷۶/۲)

خَارِ زَارِمِ جَنَّتِ مَأْوَى شُودِ
میرے کانٹوں کا کھیت جنتہ الماویٰ بن جائے
(ص: ۳۹۲) (۲۵۲۲/۳) (تج: ص: ۲۳۲/۳)

جَنَّتِ الْمَأْوَى وَدِيدَارِ خِدا
جنتہ الماویٰ اور خدا کے دیدار کا
(ص: ۵۳۱) (۳۳۲/۶) (تج: ص: ۳۶۶/۶)

تَا كِه مَا يَنْطِقُ مُحَمَّدًا عَنْ هَوَى
محمدؐ خواہش (نفس) سے نہیں بولتے

قَوّتِ جَبْرِئِيلِ از مَطْبَخِ نَبُودِ
جبرئیل کی طاقتِ مطبخ کی وجہ سے نہ تھی

السَّمَاءِ انْشَقَّتْ آخِرَازِ چہ بود؟
آسمان پھٹ گیا ”آخر کس وجہ سے تھا“

ہمچو احمد کہ کمند انداخت جانش
احمد کی طرح کہ اُن کی روح نے کمند ڈالی

گوید: از آیم بقدر یک کمان
(جبرئیل) کہتے ہیں اگر میں ایک کمان کی بقدر آؤں

چون گذشت احمد ز سدرہ و مرصدش
جب احمد سدرہ (المنہی) اور اس کی (انتظار گاہ) سے گذرے

مطلق آن آواز خود از شہ بود
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے

من ز سدرہ منتھی بگذشتہ ام
میں سدرہ المنہی سے گذر گیا ہوں

شورہ ام را سبزہ ای پیدا شود
میری شور زمین میں سبزہ پیدا ہو جائے

چون نخواہی من گفیل ممر ترا
جب تو نہ مانگے گا میں تیرا ضامن ہوں

گفت: ما زاغیم، همچون زاغ نہ فرمایا ہم مازاغ ہیں، کوے کی طرح نہیں	مست صباغیم مسّت باغ نہ ہم رنگریز کے متوالے ہیں باغ کے شیدائی نہیں
(ص: ۱۳۱) (۱/۳۹۵۶) (تج: ص: ۴۰۰/۱)	(ص: ۲۲۱) (۲/۳۲۵۳) (تج: ص: ۳۵۱/۲)
زاغ ایشان گربصورت زاغ بود اُن کا کو اگرچہ بظاہر کو تھا	بازہمت آمد و ”مازاغ“ بود ارادہ کا باز ثابت ہوا اور ”مازاغ“ بن گیا
(ص: ۳۶۳) (۳/۱۳۱۰-۱۳۰۹) (تج: ص: ۱۳۳/۴)	(ص: ۳۶۳) (۳/۱۳۱۰-۱۳۰۹) (تج: ص: ۱۳۳/۴)
عقل کل را گفت: ما زاغ البصر عقل کل کے لیے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا نگاہ بھٹکی نہیں	عقل جزوی می کند ہر سو نظر جزوی عقل ہر جانب نظر دوڑاتی ہے
عقل ما زاغ است نور خاصگان ”مازاغ“ والی عقل خاصان (خدا) کا نور ہے	عقل ما زاغ، استاد گور مُردگان کوے کی عقل مردوں کی قبر کی استاد ہے
(ص: ۳۶۳) (۳/۱۳۱۰-۱۳۰۹) (تج: ص: ۱۳۳/۴)	(ص: ۳۶۳) (۳/۱۳۱۰-۱۳۰۹) (تج: ص: ۱۳۳/۴)
چشم ما زاغش شدہ پُر زخم زاغ اس کی نہ بھٹکنے والی آنکھ کوے کے زخم سے پُر ہوگئی	چشم نیک از چشم بد با درد و داغ اچھی آنکھ، بد نظر سے درد اور داغ والی (ہوگئی)
(ص: ۳۹۳) (۴/۲۶۳۱) (تج: ص: ۲۵۳/۴)	(ص: ۳۹۳) (۴/۲۶۳۱) (تج: ص: ۲۵۳/۴)
چشم ظاہر ضابط حلیۃ بشر ظاہری آنکھ انسان کے حلیہ کو محفوظ رکھنے والی ہے	چشم سر حیران ”مازاغ البصر“ باطنی آنکھ ”مازاغ البصر“ میں حیران ہے
(ص: ۵۱۷) (۵/۳۶۰۶) (تج: ص: ۱۶۳/۴)	(ص: ۵۱۷) (۵/۳۶۰۶) (تج: ص: ۱۶۳/۴)
زان محمد شافع ہر داغ بود اسی لیے محمد ہر زخم کے سفارشی ہوئے ہیں	کہ زجُزشہ چشم او مازاغ بود کیونکہ حق کے سوا سے اُن کی آنکھ ”مازاغ“ تھی
(ص: ۵۹۵) (۶/۲۸۶۳) (تج: ص: ۲۷۷/۶)	(ص: ۵۹۵) (۶/۲۸۶۳) (تج: ص: ۲۷۷/۶)

اقبال:

رہ یک گام ہے ہمت کے لیے عرش بریں	کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات
(بانگ درا: ص: ۲۴۹)	(بانگ درا: ص: ۲۴۹)
پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلمان کی	ستارے جس کی گردِ راہ ہوں، وہ کارواں تُو ہے
(بانگ درا: ص: ۲۶۹)	(بانگ درا: ص: ۲۶۹)
عروج آدمِ خاکی سے انجم سہے جاتے ہیں	کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے!
(بال جبریل: ص: ۱۰)	(بال جبریل: ص: ۱۰)
سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ سے مجھے	کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں!
(بال جبریل: ص: ۲۷)	(بال جبریل: ص: ۲۷)

دے ولولہ شوق جسے لذت پرواز کر سکتا ہے وہ ذرہ مہ و مہر کو تاراج!
 ناوک ہے مسلمان! ہدف اس کا ہے ثریا ہے سرّ سرا پردہ جاں نکتہ معراج!
 (ضرب کلیم: ص: ۱۷)

ملے گا منزل مقصود کا اسی کو سراغ اندھیری شب میں ہے چپتے کی آنکھ جس کا چراغ!
 میسر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو نہیں ہے بندہ حُر کے لیے جہاں میں فراغ!
 فروغ مغربیاں خیرہ کر رہا ہے تجھے تری نظر کا نگہاں ہو صاحبِ مــــازاغ!
 (ضرب کلیم: ص: ۸۵)

وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۝ فَأَعْرِضْ عَنْ مَنْ تَوَلَّىٰ عَنْ
 ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ ذَلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ
 وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ ۝ (آیت: ۲۸-۳۰)

حالانکہ اس معاملہ کا کوئی علم انہیں حاصل نہیں ہے، وہ محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں، اور گمان حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں
 دے سکتا۔

پس اے نبی، جو شخص ہمارے ذکر سے منہ پھیرتا ہے، اور دنیا کی زندگی کے سوا جسے کچھ مطلوب نہیں ہے، اُسے اس
 کے حال پر چھوڑ دو، ان لوگوں کا مبلغِ علم بس یہی کچھ ہے، یہ بات تیرا رب ہی زیادہ جانتا ہے کہ اُس راستے سے کون بھٹک
 گیا ہے اور کون سیدھے راستے پر ہے۔

مولانا روم:

کہ بظن تقلید و استدلال نشان قائمست و جملہ پر وبال نشان
 اس لیے کہ اُن کی تقلید اور ان کا استدلال ظن پر قائم ہے، اُن کے سب بال و پر (ظلمات ہیں)
 (ص: ۹۷) (۱/۲۱۷) (ت ج ص: ۲۳۲/۱)

اقبال:

آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل دنیا تو ملی، طائرِ دیں کر گیا پرواز
 تازہ مرے ضمیر میں معرکہ کہن ہوا عشق تمام مصطفیٰ ۴ عقل تمام بولہب!
 (بال جریل: ص: ۱۱۳)

عقل بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں راہبر ہو ظن و تخمیں تو زبولِ کارِ حیات!
 (ضرب کلیم: ص: ۳۸)

الَّا تَنزِيلُ وَاذْرُؤْ وِرْزِ اٰخِرٰى ۝ وَاَنْ لِّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَاَنْ سَعٰیہٗ سَوْفَ یُرٰى ۝ ثُمَّ یُجْزَاہُ
 الْجَزَاءَ الْاَوْفٰى ۝ وَاَنْ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰى ۝ (آیت: ۳۸-۴۲)

”یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اُس نے سعی کی ہے، اور یہ کہ اس کی سعی عنقریب دیکھی جائے گی اور اس کی پوری جزا اُسے دی جائے گی، اور یہ کہ آخر کار پہنچنا تیرے رب ہی کے پاس ہے۔“

مولانا روم:

ہیچ وازرِ وزرِ غیرِ برندااشت کسی بوجھ اٹھانے والے نے دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھایا
ہیچ کسی نے نہ کاٹا جب تک کچھ نہ بویا (ص: ۱۶۱) (۲/۴۳۱) (تج: ص: ۸۰/۲)

این جہان کوہست و فعل ما ندا این جہان ایک پہاڑ ہے اور ہمارا فعل آواز
سوی ما آید نداہارا صدا آوازوں کی گونج ہماری طرف لوٹتی ہے (ص: ۳۰) (۱/۲۱۵) (تج: ص: ۵۳/۱)

اندرین رہ می تراش و می خراش اس راستہ میں کانٹ چھانٹ کرتے رہو
تا دم آخر دمی فارغ مباش آخری سانس تک کسی وقت خالی نہ رہو (ص: ۹۰) (۱/۱۸۲۳) (تج: ص: ۲۰۲/۱)

کسب کردن گنج را مانع کیست کمائی خزانہ کے لیے کب رکاوٹ ہے
کام سے قدم نہ ہٹا، وہ (تیرے) پیچھے ہے (ص: ۱۶۱) (۲/۴۳۵) (تج: ص: ۸۰/۲)

کسب را همچون زراعت دان عمو اے چچا! کمائی کو کھیتی کی طرح سمجھ
جب تک تو کھیتی نہ کرے، پیداوار تیری ملکیت نہیں ہے (ص: ۲۷۸) (۳/۲۳۹۳) (تج: ص: ۲۳۲/۳)

چون نکرد آن کار، مزدش هست لا جب اس نے کام نہ کیا اس کی مزدوری معدوم ہے
لیس لیلانسانِ اَلَا مَسْعٰی انسان کے لیے وہی (کچھ) ہے جو اس نے کوشش کی (ص: ۳۹۲) (۴/۲۵۳۶) (تج: ص: ۲۳۵/۴)

اقبال:

رازِ حیات پوچھ لے حضرِ نجمتہ گام سے زندہ ہر ایک چیز ہے کوشش نا تمام سے (بانگِ درا: ص: ۱۲۳)

حکمِ حق ہے ”لِیْسَ لِاِنْسَانٍ اِلَّا مَسْعٰی“ کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار (بانگِ درا: ص: ۲۹۱)

مقامِ عقل سے آساں گزر گیا اقبال مقامِ شوق میں کھویا گیا وہ فرزانہ! (بالِ جبریل: ص: ۵۱)

گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نور چراغِ راہ ہے، منزل نہیں ہے!

(بال جبریل: ص: ۸۴)

مری تقدیر ہے خاشاکِ سوزی فقط بجلی ہوں میں، حاصل نہیں میں

(بال جبریل: ص: ۸۴)

عطا ہوئی ہے تجھے روز و شب کی بے تابی! خبر نہیں کہ تو خاکی ہے یا کہ سیمابی!

(بال جبریل: ص: ۱۳۱)

خورشیدِ جہاں تاب کی ضو تیرے شر میں آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہنر میں

چھتے نہیں بخشے ہوئے فردوسِ نظر میں جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں

(بال جبریل: ص: ۱۳۳)

یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ!

خونِ دل و جگر سے ہے سرمایہٴ حیاتِ فطرت، لہو ترنگ، ہے غافل! نہ جل ترنگ

(ضربِ کلیم: ص: ۱۰)

گریز کشِ مکشِ زندگی سے مردوں کی اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست!

(ضربِ کلیم: ص: ۳۹)

میں نے ناداروں کو سکھلایا سبقِ تقدیر کا میں نے منعم کو دیا سرمایہ داری کا جنون!

(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۵)

اگر مقصودِ گل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے؟ مرے ہنگامہ ہائے نو بنو کی انتہا کیا ہے؟

(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۵۰)

سورہ النجم کی ابتدائی ۱۸ آیات موضوعِ تلمیح ہیں۔ مولانا کے اشعار جو یہاں تحریر کئے گئے پہلے دو اشعار آیت نمبر ۱ کی

ترجمانی کرتے ہیں اور پھر دسویں شعر تک آٹھ اشعار میں آیات نمبر ۳-۴ کی طرف اشارہ ہے گیارہواں شعر آیت نمبر ۵

بارہواں شعر آیت نمبر ۷-۱۲، تیرہواں شعر آیت نمبر ۷-۱۱ اور چودھواں آیت نمبر ۹ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اشعار نمبر

۱۵/۱۶/۱۷ آیت نمبر ۳-۱۲ شعر نمبر ۱۱ اور ۱۱۹ اس سورت کی آیت نمبر ۱۱ اور بقیہ ۱۶ اشعار آیت نمبر ۷ کا احاطہ کئے ہوئے

ہیں۔ علامہ کے کلام سے منتخب اشعار میں تیسرا اور چوتھا شعر آیت نمبر ۹ اور بقیہ آیات ۷-۱۷ کی تلمیح بیان کرتے ہیں۔

اس سورت کی آیت نمبر ۲۸-۳۰ کے ضمن میں مولانا نے فقط آیت نمبر ۲۸ جبکہ علامہ کا پہلا شعر تینوں آیات اور بقیہ فقط

آیت نمبر ۲۸ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

آیات نمبر ۳۸-۴۲ کے ضمن میں مولانا کے چھ اشعار ملے جن میں پہلا دوسرا اور پانچواں شعر آیات ۳۸-۳۹-۴۰ کی

ترجمانی کرتے ہیں جبکہ تیسرا چوتھا اور چھٹا شعر فقط آیت نمبر ۳۹ کی تلمیح بیان کر رہا ہے۔ انہی آیات کے ضمن میں علامہ کے ۱۳

اشعار مقالہ کا حصہ ہیں۔ ان میں پہلا اور آخری شعر آیات ۳۹-۴۱ اور بقیہ سبھی اشعار آیت نمبر ۳۹ کی تلمیح بیان کر رہے ہیں۔

سورہ الرَّحْمٰنُ (۵۵)

سورت کا آغاز اسماء الحسنیٰ میں سے ایک نام الرَّحْمٰن سے ہوتا ہے جو اس کی وجہ تسمیہ ہے۔ تاہم اس نام کو سورت کے مضمون سے گہری مناسبت ہے کیونکہ اس میں شروع سے آخر تک اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کے مظاہر اور ثمرات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

اس سورت کا دوسرا نام آلاء (نعمتیں) ہے اس سورت کا لقب عروس القرآن ہے۔

ترتیب تلاوت ۵۵ ویں، ترتیب نزولی ۹۷ ویں، ۷۸ آیات اور الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ حروف مقطعه ”ص“ اور ”ق“ جو فقط ایک حرف ہے یا طہ، یس، حم جو دو دو حروف ہیں یہ مختلف سورتوں کے نہایت مختصر اجزاء ہیں لیکن ان کے علاوہ اس سورت کی آیت نمبر ۶۴ قرآن حکیم کی سب سے چھوٹی آیت ہے جو فقط لفظ [مُدھا مَتان یعنی دوسرے سبزیابھی مائل پیتاں] ہے۔

اس سورت کی ایک خصوصیت اس کا ادبی پہلو ایک آیت شریف کا ”ترجیع بند“ کے مانند ہونا ہے یعنی فَبَسَّأِیَ الْاِیَّ رَبِّکُمْ مَا تُکَذِّبُنَ (تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) اور یہ آیت اس سورت میں ۳۱ بار تکرار کی گئی ہے اور اس طرح اس سورت میں قیامت اور آخری زندگی کی بہت خوبصورت تصویر کشی کی گئی ہے۔

الرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (آیت: ۱-۴)

رحمن نے اس قرآن کی تعلیم دی ہے۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔

مولانا روم:

مصطفیٰ کو کہ جسمش جان بُود مصطفیٰ ﷺ کہاں ہیں کہ جن کا جسم بھی روح تھا
تا کہ اللہ تعالیٰ (انہیں) قرآن پڑھا دے (س: ۲۴۱) (۵۹۳/۳) (ت ج ص: ۶۶/۳)

بسی جہت بُد عقل و عَلاَمُ الْبَيَانَ عقل تراز عقل و جان تر ہم ز جان
عقل سے بھی زیادہ عقل اور جان سے بھی زیادہ جان ہے عقل بے جہت تھی اور بیان کا جان کار (س: ۲۲۲) (۳۶۹۶/۳) (ت ج ص: ۳۲۹/۳)

اقبال:

اہل زمیں کو نسیخہ زندگی دوام ہے خونِ جگر سے تربیت پاتی ہے جو سخنوری (بانگ درا: ص: ۲۱۱)

ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی (بانگ درا: ص: ۲۷۳)

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (آیت: ۲۶-۲۷)

ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

مولانا روم:

نہ سما بیننی نہ اختر نہ وجود تو نہ آسمان دیکھے گا نہ ستارے نہ وجود	جز خدای واحد حیسی و دود ایک خدا حی اور وود کے علاوہ (ص: ۱۶۷) (۱۰۳۶/۲) (ت ج ص: ۱۰۹/۲)
ہر چہ اندیشی پذیرای فناست تو جو سوچے وہ فنا کو قبول کرنے والا ہے	آنکہ در اندیشہ ناید آن خداست جو قیاس میں نہ آئے وہ خدا ہے (ص: ۲۱۲) (۳۱۰۸/۲) (ت ج ص: ۲۹۳/۲)
عقل کی مانند چو باشد سریدہ او؟ عقل کہاں ٹھہرنی ہے جب اس کو وجود میں لانے والا موجود ہو	کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست عدم میں وجود خود عجیب بات ہے (ص: ۲۳۱) (۲۶۶۲-۲۶۶۳/۳) (ت ج ص: ۳۳۲-۳۳۱/۳)
تیغ لا در قتل غیر حق براند اس نے ”لا“ کی تلوار اللہ کے سوا پر چلا دی	در نگر زان پس کہ بعد لا چہ ماند؟ غور کرے ”لا“ کے بعد کیا رہ گیا؟ شاد باش ای عشق شرکت سوز زفت اے عشق شرکت کو جلانے والے زبردست! تو خوش رہے (ص: ۲۳۵) (۵۸۹/۵) (ت ج ص: ۶۹/۵)
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت ”الا اللہ“ رہ گیا باقی سب فنا ہو گیا	زبانک غیر حق ہمہ گردد رُفَات کیونکہ (اللہ تعالیٰ) کے علاوہ سب ریزہ ریزہ ہو جائے گا
بر جہید آن تُرک و دبوسی کشید وہ ترک کودا اور (اُس نے) گرز اٹھایا	کُلُّ آتٍ بَعْدَ حَیْنٍ فَهُوَ آتٍ تھوڑی دیر بعد ہر آنے والا پہنچنے والا ہے (ص: ۵۳۵) (۲۸۶/۶) (ت ج ص: ۶۱/۶)
تا علیہا برسرمطرب رسید یہاں تک کہ فی الجملہ قوال کے سر پر پہنچ گیا	تا علیہا برسرمطرب رسید یہاں تک کہ فی الجملہ قوال کے سر پر پہنچ گیا (ص: ۵۵۰) (۸۱۳/۶) (ت ج ص: ۸۳/۶)

اقبال:

ملا جواب کہ تصویر خانہ ہے دنیا	شبِ درازِ عدم کا فسانہ ہے دنیا (بانگ درا: ص: ۱۱۳)
اول و آخر فنا ، باطن و ظاہر فنا	نقش کہن ہو کہ تو ، منزلِ آخر فنا (بال جریل: ص: ۹۳)

يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝
 زمین اور آسمانوں میں جو بھی ہیں سب اپنی حاجتیں اُسی سے مانگ رہے ہیں۔ ہر آن وہ نئی شان میں ہے۔
 (آیت: ۲۹)

مولانا روم:

بہر این فرمود رحمان، ای پسر! اے بیٹا رحمن نے اس لیے فرمایا ہے	كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِى شَانِ، ای پسر! اے بیٹا وہ ہر روز کسی میں ہے (ص: ۹۰) (۱۸۲۱/۱) (تج: ص: ۲۰۲/۱)
كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِى شَانِ بخوان ”اے بیٹا وہ ہر روز کسی کام میں ہے“ کو پڑھ	مَرُّ رَا بِي كَارِ وَبِي فَعَلِي مَدَانِ اس کو بے کار اور بغیر کام کے نہ سمجھ (ص: ۱۱۷) (۳۰۷۳/۱) (تج: ص: ۳۲۱/۱)
كُلَّ اِصْبَاحٍ لَنَا شَأْنٌ جَدِيدٍ ہر صبح کو ہماری نئی شان ہے	كُلُّ شَيْءٍ عَنِ مُرَادِي لَا يَجِيدُ کوئی چیز میرے ارادے سے انحراف نہیں کرتی ہے (ص: ۲۶۲) (۱۶۳/۳) (تج: ص: ۱۶۵/۳)
أَيُّهَا الْعُتَّاقُ اِقْبَالَ جَدِيدٍ اے عاشقو! نیا نصیب	از جہان کھنڈہ نو در رسید پرانے جہان سے تازہ بہ تازہ آ پہنچا ہے (ص: ۵۵۷) (۱۰۹۸/۶) (تج: ص: ۱۱۹/۶)

اقبال:

کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا فقط امروز ہے تیرا زمانہ (بال جبریل: ص: ۸۹)	تن بے روح سے بے زار ہے حق خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے (بال جبریل: ص: ۹۰)
تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا	ایک زمانے کی رُو، جس میں نہ دن ہے نہ رات ایک زمانے کی رُو، جس میں نہ دن ہے نہ رات (بال جبریل: ص: ۹۳)
ہر لفظ ہے مومن کی نئی شان نئی آن گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان! (ضرب کلیم: ص: ۶۰)	زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیرِ تقدیر خواب میں دیکھتا ہے عالم تو کی تصویر! (ضرب کلیم: ص: ۱۳۰)

آیت نمبر ۲۶ اور ۲۷ کو مولانا نے کیا خوبصورت انداز میں سمجھایا ہے وہ کہتے ہیں انسان جس چیز کے متعلق بھی سوچ سکتا ہے وہ فنا ہے اور جو چیز سوچ میں نہیں آسکتی اسی کا نام خدا ہے اور علامہ نے یوں بیان کیا۔ ابتدا انتہا، عیاں و نہاں، قدیم و جدید آخر کار فنا پذیر ہیں۔ یقیناً دونوں جہانوں میں جو کچھ بھی ہے سب محتاج ہیں خداوند متعال کے جو ہر لحظہ نئی شان میں ہے۔

سورہ الحديد (۵۷)

اس سورت کا نام پچیسویں آیت کے فقرے وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ سے ماخوذ ہے۔ حديد کے معنی لوہا اور تیز، حديد سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ (لوہا تارا، پیدا کیا) جس میں بڑا زور ہے اور لوگوں کے لیے منافع ہیں۔ ترتیب تلاوت ۵۷ ویں، ترتیب نزول ۹۴ ویں، ۲۹ آیات اور ۵۴۴ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ سورت ”اسراء“ کے بعد قرآن حکیم کی سات مسجات سورتوں میں سے دوسری سورت ہے۔ جس کی اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد (سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) سے ابتدا ہوتی ہے۔

عرش سے فرش تک ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ہستی اور وجود کی روشن دلیل ہے، میدان حشر میں پل صراط پر سخت اندھیرا ہوگا۔ ایمان اور عمل صالح کی روشنی ہوگی۔ روز حشر منافقوں اور مومنوں کے درمیان دیوار حائل کرنا۔ خدا کی راہ میں مال و دولت خرچ کرنے کی فضیلت، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت کا ذکر، تمام انبیاء کی تعلیم ایک جیسی تھی، اس سورت کے موضوعات ہیں۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (آیت: ۳)

وہی اول بھی ہے اور آخر بھی، اور ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی، اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

مولانا روم:

زندہ معشوقست و عاشق مردہ ای معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے (ص: ۲۴) (۱/۳۰) (تج: ص: ۱۶۴/۴)	جملہ معشوقست و عاشق پردہ ای تمام کائنات معشوق ہے اور عاشق پردہ ہے
ور بعلم آییم آن ایوان اوست اگر علم سے بہرہ ور ہوں تو وہ اس کا محل ہے ور ببیداری بدستان وییم اگر بیدار ہیں تو اس کے داستان گو ہیں (ص: ۸۳) (۱/۱۵۱۰-۱۵۱۱) (تج: ص: ۱۵۵/۱)	گر بجهل آییم آن زندان اوست اگر ہم جہل میں مبتلا ہیں تو وہ اس کا قید خانہ ہے گر بخواب آییم مستان وییم اگر ہم سو جائیں تو ہم اس کے مست ہیں
کالبد از جان پذیرد نیک و بد جسم، جان سے نیکی اور بدی قبول کرتا ہے (ص: ۸۹) (۱/۱۷۶۵) (تج: ص: ۱۹۸/۱)	اوچو جانست و جهان چون کالبد وہ جان کی طرح ہے اور دنیا جسم کی طرح
من عروج الروح یهتزل الفلک روح کے چڑھنے سے آسمان جھومے گا (ص: ۱۲۶) (۱/۳۳۲۲) (تج: ص: ۳۵۲/۱)	تعرج الروح الیه والملک تیری ابتدا اور انتہا وہی ہے

مُتَدَا وَمُنْتَهَايَتِ اَوْ بُوَد تیری ابتدا اور انتہا وہی ہے (ص: ۲۵۸) (۱۳۱۸/۳) (تج ص: ۱۳۳/۳)	ہست معشوق آنک او یک تو بود معشوق تو وہ ہے جو ایک حالت پر ہو
اَوَّلُ وَاٰخِرَتُوۤی وَّمُنْتَهَا اول اور آخر تو ہی ہے اور (تو ہی) منتہا ہے (ص: ۲۷۲) (۲۱۷۲/۳) (تج ص: ۲۱۳/۳)	کز ہمہ نومید گشتم ای خدا کہ اے خدا! میں سب سے مایوس ہو گیا ہوں
ہیچ ہیچی کہ نیاید در بیان ایسے نا چیز ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا (ص: ۲۱۵) (۳۵۰۳/۳) (تج ص: ۳۳۲/۳)	اول و آخرتوی مادر میان اول اور آخر تو ہی ہے، ہم درمیان میں
ورنہ، اول، آخر، آخر اولست ورنہ اول آخر، آخر اول ہے (ص: ۵۵۱) (۸۲۲/۶) (تج ص: ۹۳/۶)	این ذوی اوصاف دید احولست یہ دوئی بھینگا دیکھنے کے اوصاف میں سے ہے
ماکییم اول توی، آخرتوی ہم کیا ہیں اول تو ہے آخر تو ہے (ص: ۵۶۳) (۱۳۲۲/۶) (تج ص: ۱۵۰/۶)	هم طلب از توست هم آن نیکوی طلب بھی تیری جانب سے ہے اور نیکی بھی

اقبال:

جگنو میں جو چمک ہے وہ پھول میں مہک ہے (بانگ درا: ص: ۸۵)	کثرت میں ہو گیا ہے وحدت کا راز مخفی
جھلک تیری ہویدا چاند میں، سورج میں، تارے میں (بانگ درا: ص: ۱۳۸)	چمک تیری عیاں بجلی میں، آتش میں، شرارے میں

اس سورت کی فقط ایک آیت نمبر ۳ مولانا اور علامہ کے اشعار میں مشترک تلمیح کے طور پر نظر آ رہی ہے۔ مولانا کہتے ہیں کہ جہاں جسم ہے اور اللہ روح کی طرح ہے اور جسم روح سے نیکی اور بدی قبول کرتا ہے علامہ نے یہی موضوع اس طرح سمجھانے کی کوشش کی کثرت میں وحدت کا راز چھپا ہوا ہے۔ جگنو میں چمک اور پھول میں مہک کیا ہے؟ رعد و برق، چاند سورج اور تاروں سب میں تمہاری جھلک عیاں ہے۔

سورہ الْمُجَادَلَةَ (۵۸)

اس سورت کا نام المجادلہ بھی ہے المجادلہ بھی اور یہ نام پہلی ہی آیت کے لفظ تَجَادَلُک سے ماخوذ ہے۔ اس کو اگر مجادلہ پڑھا جائے تو اس کے معنی ہوں گے ”بحث و تکرار“ اور وہ عورت جس نے اپنے شوہر کے ظہار کا قضیہ رسول ﷺ خدا کے سامنے پیش کر کے بار بار اصرار کیا تھا۔

ترتیب تلاوت ۵۸ ویں، ترتیب نزول ۱۰۵ ویں، ۲۲ آیات اور ۳۳۷ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے اس سورت کو ظہار اور قد سمع اللہ کے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔

سورت کے آغاز میں ظہار کے شرعی احکام منافقین کی خفیہ سرگوشیاں مسلمانوں کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی، اگر آپس میں بیٹھ کر تھلیے میں کوئی بات کریں بھی تو وہ بات نیکی اور تقویٰ کی ہونا چاہیے، کسی مجلس میں بعد کے آنے والوں کو کھلے دل سے بیٹھنے کے لیے جگہ دیا کریں جو شخص بھی رسول خدا ﷺ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہیے وہ پہلے صدقہ دے اور کچھ عرصہ بعد یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ اس سورت کے مضامین ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُرُوا فَانشُرُوا يَرَفِعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝
اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم سے کہا جائے کہ اپنی مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو جگہ کشاد کر دیا کرو، اللہ تمہیں کشادگی بخشے گا۔ اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو۔

کیا تم نے دیکھا نہیں اُن لوگوں کو جنہوں نے دوست بنایا ہے ایک ایسے گروہ کو جو اللہ کا مغضوب ہے؟ وہ نہ تمہارے ہیں نہ اُن کے، اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ بات پر قسمیں کھاتے ہیں۔ (آیت: ۱۱)

مولانا روم:

آنک اندر عقل بالاتررود خوردن او خوردن جملہ بُود
جو عقل میں برتر ہو اس کا کھا لینا سب کا کھا لینا ہوگا
(ص: ۵۸۳) (۶/۲۳۲۶) (ت ج ص: ۲۳۸/۶)

اقبال:

ولایت، پادشاہی، علم اشیاء کی جہانگیری یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتہ ایمان کی تفسیریں!
(بانگ درا: ص: ۲۷۱)

عشق کی تیغ جگر دار اڑالی کس نے؟ علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی!
(بال جریل: ص: ۱۴)

بچائی ہے جو کہیں عشق نے بساط اپنی کیا ہے اس نے فقیروں کو وارث پرویز!
(بال جریل: ص: ۱۶)

خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل اگر ہو عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل!
(بال جبریل: ص: ۶۳)

عجب نہیں کہ مسلمان کو پھر عطا کر دیں شکوہِ سنجر و فقرِ جنید و بطائی!
(بال جبریل: ص: ۷۳)

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۲۲﴾ (آیت: ۲۲)

تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے۔ وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں۔ خبردار ہو، اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔

مولانا روم:

رَوْبَرِ سُلْطَانِ وَكَارِو بَارِبِينِ جِسَّ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارِ بَيْنِ
بادشاہ کے پاس جا اور کاروبار دیکھ تجری کے پاس جا کا احساس دیکھ
(ص: ۱۰۹) (۲۷۲/۱) (ت ج ص: ۱/۲۸۷)

اس سورت کی آیت ۱۱ میں اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے عقل مندوں کے درجات بلند رکھتا ہے۔ عقل کو جسم پر فوقیت دی گئی ہے اور علامہ علم کو بادشاہی اور جہانگیری قرار دیتے ہیں اور آیت ۲۲ کے ضمن میں علامہ واضح پیغام دیتے ہیں کہ اگر زمانے کی ہوا تم سے موافقت نہیں کرتی تو زمانے سے لڑ جھگڑو۔

اقبال:

حدیث بے خبراں ہے تو با زمانہ بساز! زمانہ با تو نساؤ، تو با زمانہ ستیز!
(بال جبریل: ص: ۱۶)

سورہ الحشر (۵۹)

اس سورت کی دوسری آیت کے فقرے ھُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ میں لفظ حشر اس کے نام کی وجہ تسمیہ ہے چونکہ یہ سورت غزوہ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی اس لیے اسے سورہ نضیر بھی کہا جاسکتا ہے۔

ترتیب تلاوت ۵۹ ویں، ترتیب نزول ۱۰۱ ویں، ۲۴ آیات اور ۴۴۵ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ مسجبات سورتوں میں یہ تیسری سورت ہے جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد سے ہوتا ہے غزوہ بنی نضیر، مدینہ منورہ کے آس پاس قلعوں میں ساکن یہودیوں کا شکست کھانا، منافقوں کا یہودیوں کو مکہ پہنچانے کی کوشش، جنگی قوانین، مفتوحہ علاقوں کا نظم و نسق، تقویٰ اور فسق میں حقیقی فرق اس سورت کے مضامین ہیں۔

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اللہ ہی کی تسبیح کی ہے ہر اُس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اور وہی غالب اور حکیم ہے۔ (آیت ۱)

مولانا روم:

لا الہ گفتم والا اللہ گفتم گوہر احمد رسول اللہ سفت

(ص: ۹۹) (۱/۲۱۶۰)

لا الہ کہا اور الا اللہ کہا احمد رسول اللہ کا موتی پرویا

(تج: ص: ۲۳۸/۶)

ذکر و تسبیحات اجزای نہان غلغلی افگند اندر آسمان

پوشیدہ اجزا کے ذکر اور تسبیح نے آسمان پر شور و غل برپا کر دیا

(ص: ۲۳۸) (۳/۵۶۵) (تج: ص: ۵۵/۳)

ذره ذرہ عاشقان آن کمال می شتابد در غلو همچون نہال

ذره ذرہ اس جوہر کا عاشق ہے پودے کی طرح بلندی کی جانب دوڑتا ہے

سَبَّحَ لِلَّهِ هَسْتِ اِشْتَابِشَانِ تَنْقِيَةُ تَنْ مِي كَنْدَازِ بَهْرَجَانِ

اُن (ذروں) کی تیز روی اللہ کی تسبیح ہے جو جان لے لیے جسم کو صاف کرتے ہیں

(ص: ۵۲۱) (۵/۳۸۶۱-۳۸۶۰) (تج: ص: ۳۸۸-۳۸۷/۵)

اقبال:

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات!

وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست یہ مذہبِ ملا و جمادات و نباتات!

(بال جبریل: ص: ۷۹)

وَالَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْتُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝
 (اور وہ اُن لوگوں کے لیے بھی ہے) جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لاکر ودارالہجرت میں مقیم تھے۔ یہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی اُن کو دیدیا جائے اس کی کوئی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔ (آیت: ۹)

مولانا روم:

کوزہ چشم حریصان پر نشد تا صدف قانع نشد پر ڈر نشد
 حریصوں کی آنکھ کا پیالہ نہ بھرا جب تک سیپ نے قناعت نہ کی، موتیوں سے نہ بھرا
 (ص: ۲۲) (۲۱/۱) (ت ج ص: ۳۳/۱)
 بس تآنی دارد و صبر و شکیب چشم سیر و مؤثر ست و پاک جیب
 وہ بہت آہستہ روی اور صبر و شکیب اختیار کرتا ہے سیر چشم ہے (دوسروں کو) ترجیح دینے والا ہے پاک دل ہے
 (ص: ۲۳۰) (۵۸/۵) (ت ج ص: ۲۰/۵)

اقبال:

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا
 (ہائک در: ص: ۱۸۰)

اے طائر لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!
 (بال جریل: ص: ۵۶)

خودی کے نگہبان کو ہے زہر ناب وہ ناں جس سے جاتی رہے اس کی آب
 وہی ناں ہے اس کے لیے ارجمند رہے جس سے دنیا میں گردن بلند
 (بال جریل: ص: ۱۲۸)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

(آیت: ۱۸)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اُس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ یقیناً تمہارے اُن سب اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

مولانا روم:

گوشہ ای رو نامہ رابگنشا بخوان بین کہ حرفش ہست در خورد نیشان
ایک گوشے میں جا خط کھول اور پڑھ دیکھ لے کہ اس کی عبادت شاہوں کے مناسب ہے
گر نباشد در خورد آن راپارہ کن نامہ دیگر نویس و چارہ کن
اگر مناسب نہ ہو تو اُسے پھاڑ دے دوسرا خط لکھ اور تدبیر کر
(ص: ۳۶۹) (۱۵۶۶-۱۵۶۷/۳) (ت ج ص: ۱۵۵/۳)

اقبال:

وہی ہے صاحبِ امروز جس نے اپنی ہمت سے زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فروا
(بال جریل: ص: ۲۴)

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے دلِ مرتضیٰ، سوزِ صدیق دے
(بال جریل: ص: ۱۲۳)

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اک حرفِ محرمانہ! قریب تر ہے نمود جس کی، اسی کا مشتاق ہے زمانہ!
(بال جریل: ص: ۱۲۹)

اس سورت کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا ذکر ہے مولانا کے بقول انسان کا زبان سے تہلیل کہنا، غیر مرئی اشیا کا آسمانوں پر شور، ذرات کی روانی سب خداوند کی تسبیح کے انداز ہیں اور علامہ عمل کو ترجیح دیتے ہیں محض تسبیح اور مناجات کا ورد ملاؤں کا شیوہ ہے جس کی عملی زندگی کے مقابل کوئی اہمیت نہیں۔ آیت نمبر ۹ کی تسبیح اور ترجمانی علامہ نے بڑے معروف شعر سے کی۔

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

آیت نمبر ۱۸ کے ضمن میں مولانا انسان کو اپنی ذات کا محاسبہ کرنے کا کہہ رہے ہیں یعنی اپنے اعمال کا اندازہ کریں اور علامہ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت علی مرتضیٰؑ جیسا دل اور حضرت ابو بکر صدیقؓ جیسا سوز عطا کر کہ ہم ان دونوں کے پیروی میں بہتر اعمال انجام دیں۔

باب پنجم

سورہ الصّٰف (۶۱)

تا

سورہ اخلاص (۱۱۲)

سورہ الصّٰف (۶۱)

اس سورت کا نام چوتھی آیت کے فقرے یُقَاتِلُونَ فِی سَبِيلِهِ صَفًّا سے ماخوذ ہے۔ صَفّ کے معنی قطار کے ہیں۔ مراد وہ سورت جس میں صَفّ کا لفظ آیا ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام عیسیٰ ہے۔ ترتیب تلاوت ۶۱ ویں، ترتیب نزول ۱۰۹ ویں، ۱۴ آیات اور ۲۲ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ قرآن کریم کی سات مسجحات سورتوں میں سے چوتھی سورت ہے۔

اس سورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو خود اُن کے بعد آنے والے نبی ﷺ جو تورات اور انجیل کو ماننے والا ہوگا کے آنے کی بشارت دی۔ چھٹی آیت میں بھی حضرت عیسیٰ کا ذکر آیا۔ حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں سے پوچھا، دوستو! کون ہیں وہ جو خدا کی راہ (دین) میں میرا ساتھ دیں گے انہوں نے جواب دیا ہم، مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں اخلاص اختیار کرنے اور اللہ کی راہ میں جان لڑانے پر ابھارنا، آغاز میں ایمان لانے والوں کو خبردار کیا اللہ کی نگاہ میں نہایت مبغوض (غصہ کا شکار) ہیں وہ لوگ جو کہیں کچھ اور کریں کچھ، اور نہایت محبوب ہیں وہ لوگ جو راہ حق میں لڑنے کے لیے سبسہ پلائی دیوار کی طرح ڈٹ کر کھڑے ہوں اس سورت کے اہم مضامین ہیں۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ (آیت: ۱)

اللہ کی تسبیح کی ہے ہر اُس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اور وہ غالب اور حکیم ہے۔

مولانا روم:

لا الہ گفّت وَاِلَّا اللّٰہ گفّت	گوہر احمد رسول اللّٰہ سُفّت
لا الہ کہا اور الا اللّٰہ کہا	احمد رسول اللّٰہ کا موتی پرویا
(ص: ۹۹) (۲۱۶۳/۱) (ت ج ص: ۱۰/۲۳۵)	
ذکر و تسبیحات اجزای نہان	غُلْغُلٰی اَفْگند اندر آسمان
پوشیدہ اجزا کے ذکر اور تسبیح نے	آسمان پر شور و غل برپا کر دیا
(ص: ۲۳۸) (۵۶۵/۳) (ت ج ص: ۱۳/۵۵)	
ذَرَّ ذَرَّہ عَاشِقَانِ اَنْ کَمَال	می شتابد در غُلُو همچون نہال
ذره ذره اس جوہر کا عاشق ہے	پودے کی طرح بلندی کی جانب دوڑتا ہے
سَبَّحَ لِئَلَّہ ہست اِشتابشان	تنقیہ تن می کنند از بھرجان
ان (ذروں) کی تیز روی اللّٰہ کی تسبیح ہے	جو جان کے لئے جسم کو صاف کرتے ہیں
(ص: ۵۲۱) (۳۸۶۰-۳۸۶۱) (ت ج ص: ۵/۳۸۸)	

اقبال:

اندازِ بیان گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل
وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست
یہ مذہبِ ملا و جمادات و نباتات!
(بال جبریل: ص: ۷۹)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝

(آیت: ۳/۲)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں۔

مولانا روم:

پند فعلی خلق را جذبِ تَر
عملی نصیحت لوگوں کو زیادہ کھینچتی ہے
کہ رَسَد در جان ہر باگوش و گر
کیونکہ وہ ہر کان والے اور بہرے کے دل میں پہنچتی ہے
اندر آن و ہم امیری گم بود
در حشَم تَأْثِیرِ آن مُحْکَم بود
اس میں حکومت کا وہم نہیں ہوتا ہے
ماتخوں میں اس کی تاثیر بہتر ہوتی ہے
(ص: ۳۳۵) (۳/۲۸۵-۲۸۶) (ت ج ص: ۵۸/۳)

اقبال:

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا
(بانگ درا: ص: ۱۸۰)

ہزار خوف ہو، لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق!
(بال جریں: ص: ۳۳)

الفاظ کے بیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے؟
یا مُردہ ہے یا نزع کی حالت میں گرفتار
جو فلسفہ لکھا نہ گیا خونِ جگر سے!
(ضرب کلیم: ص: ۳۲)

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ (آیت: ۸)

یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں، اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلانے کا خواہ
کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

مولانا روم:

روح صالح قابل آزار نیست
روح (جو بمنزلہ) صلح ہے تکالیف کو قبول کرنے والی نہیں ہے
نور یزدان سغبه کفار نیست
اللہ کا نور کافروں کا تر لقمہ نہیں ہے
(ص: ۱۰۳) (۱/۲۵۲) (ت ج ص: ۲۶۹/۱)

نار شہوت را چہ چارہ نور دین
شہوت کی آگ کا کیا علاج ہے دین کا نور (علاج) ہے
نور گم اطفاء نار الکفارین
(جس طرح) تمہارا نور (ایمان) کافروں کی آگ کا بجھا دینا ہے
(ص: ۱۳۵) (۱/۳۲۰) (ت ج ص: ۳۲۶/۱)

انبیاء با دشمنان برمی تنند انیا دشمنوں کے ساتھ بھڑتے ہیں کین چراغی را کہ هست او نور کار کہ اس چراغ کو جو روشن ہے	پس ملایک ربّ سلّم می زنند تو فرشتے ”خدا سلامت رکھے“ کا نعرہ لگاتے ہیں از پُف و ذمہ ای دُزدان دور دار چوروں کی پھونک اور سانس سے دور رکھ (ص: ۳۳۸) (۳/۲۸-۲۷) (ت ج ص: ۳۷۶/۳)
شمع حق را پف کنی تو ای عجزوز اے بڑھیا تو خدا کی شمع کو پھونک مار رہی ہے	ہم تو سوزی ہم سرت ای گندہ پوز اے گندہ ذہن! تو بھی جل جائے گی اور تیرا سر بھی (ص: ۵۷۲) (۶/۲۰۸۱) (ت ج ص: ۱۵۶/۶)
در میان شمس و این روزن رہی سورج اور اس دریچہ کے درمیان راستہ تا اگر ابری برآید چرخ پوش تا کہ اگر کوئی بادل آسمان کو چھپانے والا آجائے	ہست روزنہا نشد زان آگھی ہے دریچے اس سے واقف نہیں ہیں اندیرین روزن بود نورش بجوش اس دریچے میں اس کا نور جوش میں رہے (ص: ۶۰۳) (۶/۳۲۰۳-۳۲۰۲) (ت ج ص: ۳۰۸/۶)

اقبال:

نخلِ اسلام نمونہ ہے برومندی کا پھل ہے یہ سیکڑوں صدیوں کی چمن بندی کا
(بانگ درا: ص: ۲۰۵)

سورہ الحشر اور اس سورت کی پہلی آیت ایک جیسی ہیں آیت ۲-۳ کے ضمن میں مولانا تلمیح کی یوں تشریح فرماتے ہیں
عملی نصیحت ہر اس شخص جو سن سکتا ہو یا بہرہ ہوان پر اثر کرتی ہے کیونکہ وہ اس کا مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے اور علامہ یوں بیان
کرتے ہیں کہ انسان کا قول و فعل یکساں ہونا چاہیے کیونکہ فلسفی الفاظ کے گورکھ دھندے میں پڑے رہتے ہیں اس لیے
صاحب کردار لوگ بہتر ہوتے ہیں۔ آیت نمبر ۸ مولانا نے فرمایا اللہ کا نور کافروں کا تر نوالہ نہیں ہے۔ اگر ایسے بادل
آجائیں جو پورے آسمان کو ڈھانپ لیں تو پھر بھی روشنی (نور) اپنا راستہ بنا لیتی ہے۔

سورہ الجُمُعَة (۶۲)

اس سورت کا نام آیت نمبر ۹ کے فقرے اِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ سے ماخوذ ہے۔ جمعہ کے معنی جمع ہونے کا دن، جب سب مسلمان نماز کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس سورت میں نماز جمعہ کے احکام بھی بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن ”جمعہ“ بحیثیت مجموعی اس کے مضامین کا عنوان نہیں ہے بلکہ دوسری سورتوں کے ناموں کی طرح یہ نام بھی علامت ہی کے طور پر ہے۔

ترتیب تلاوت ۶۲ ویں، ترتیب نزول ۱۱۰ ویں، آیات اور ۱۱۸ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ یہ مسجحات سورتوں میں سے پانچویں سورت ہے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد سے شروع ہوتی ہے۔ اس سورت کا نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں تلاوت کرنا مستحب و موکد قرار دیا گیا۔

نماز جمعہ سے متعلق بعض آداب و احکام کا ذکر، نبی کریم ﷺ کی بعثت و نبوت اور بعثت کے مقاصد کا ذکر، یہود کے یوم سبت (ہفتہ کا دن) کے مقابلے میں تمہیں یوم جمعہ دیا گیا ہے۔ لیکن مسلمان جمعہ کے ساتھ وہ معاملہ نہ کریں جو یہود نے یوم سبت کے ساتھ کیا۔ جمعہ کا خطبہ شروع ہونے کے بعد خرید و فروخت حرام ہے۔ آخرت کے نفعوں کے سامنے دنیاوی فوائد کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس سورت کے مضامین کا حصہ ہیں۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اُٹھایا، جو انہیں اُس کی آیات سناتا ہے، اُن کی زندگی سنوارتا ہے، اور اُن کی کتاب اور حکمت تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ (آیت: ۲)

مولانا روم:

آدمِ خاکی ز حق آموخت علم تا بہفتم آسمان افروخت علم

(ص: ۷۰) (۱۰۲/۱) (ت ج ص: ۱۳۹/۱)

مٹی کے آدم نے اللہ سے علم سیکھا علم نے ساتواں آسمان تک روشن کر دیا

ساعتی آن جایگہ تشریف دہ تزییہ ماگن ز ما تشریف دہ

تھوڑی دیر کے لیے اس جگہ تشریف رکھیں ہمیں پاک کریں اور معرفت سکھائیں

(ص: ۲۰۵) (۲۸۳/۲) (ت ج ص: ۲۶۹/۲)

اقبال:

اے حلقہ درویشاں وہ مردِ خدا کیسا ہو جس کے گریباں میں ہنگامہ رستاخیز!

جو ذکر کی گرمی سے شعلے کی طرح روشن جو فکر کی سرعت میں بجلی سے زیادہ تیز!

(بال جریں ص: ۲۶)

اس سورت کی دوسری آیت کو مشترکاً مولانا اور علامہ نے تلمیح کے طور اشعار میں زینت دی۔ مولانا نے اس آیت کے ایک اقتباس کے مفہوم کو بیان کیا ہے جبکہ علامہ ان شخصیات کو پسند کرتے ہیں جو لوگوں کے دلوں کا تزکیہ اور عمل کی جانب آمادہ کریں۔

سورہ المنافقون (۶۳)

پہلی ہی آیت کے فقرہ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ سے اس سورت کا نام ماخوذ ہے۔ یہ اس سورت کا نام بھی ہے اور اس کے مضامین کا جامع عنوان بھی۔ کیونکہ اس میں منافقوں ہی کے طرز عمل پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

ترتیب تلاوت ۶۳ ویں، ترتیب نزول ۱۰۴ ویں، ۱۱ آیات اور ۱۸۰ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ اس سورت میں منافقین کے طرز عمل کا پردہ چاک کیا گیا۔ قرآن مجید نافرمان بندوں میں سب سے زیادہ سخت سزا منافقوں کے لیے تجویز کرتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے مسلمانوں کو جتنا نقصان منافقوں سے پہنچا اتنا کسی طبقہ سے نہیں پہنچا۔ یہ طبقہ ہر دور میں موجود رہا اور آج بھی موجود ہے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ”ضائع“ نہیں کرتا۔

منافقوں کی چال بازیوں اور خباثیوں کا بیان، ان کی چالوں سے خبردار رہنا چاہیے۔ منافقوں کی ہرگز بخشش نہ ہوگی۔ ”باقی“ کو چھوڑ کر ”فانی“ میں مشغول ہونا بڑے ہی خسارے کی بات ہے۔ اس سورت کے مضامین ہیں۔

يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (آیت: ۸)

یہ کہتے ہیں کہ ہم مدینے واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے گا۔ حالانکہ عزت تو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اور مومنین کے لیے ہے، مگر یہ منافق جانتے نہیں ہیں۔

مولانا روم:

عزّت آن اوست و آن بندگانِش ز آدم و ابلیس برمی نشانِش
عزت اس کی ملکیت ہے اور اس کے غلاموں کی ملکیت ہے حضرت آدم اور ابلیس سے اس کی علامت کا مطالعہ کرے
(ص: ۲۳۹) (۱۰۸۰/۳) (ت ج ص: ۱۱۱/۳)

اقبال:

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر کہ جہاں میں نانِ شعیر پر، ہے مدارِ قوتِ حیدری!
(بانگِ درا: ص: ۲۵۲)

دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر حریمِ کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جوئی بخشی ہے تُو نے اسے بازوئے حیدرؑ بھی عطا کر
(بال جریں: ص: ۹)

اس سورت کی آیت نمبر ۸ کے ضمن میں مولانا کے شعر کا پہلا مصرع اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ عزت و تکریم خدا اور اس کے برگزیدہ بندوں کے لیے ہے جبکہ علامہ کہتے ہیں امیری یا غریبی ایمان کا جز نہیں، حضرت علیؑ جنہیں جو کی روٹی میسر تھی انہوں نے قوتِ ایمانی سے قلعہ خیبر کا دروازہ اکھاڑ پھینکا تھا۔

سُورَةُ التَّغَابُنِ (۶۴)

اس سورت کا نام نویں آیت کے فقرے ذلِكَ يَوْمِ التَّغَابُنِ سے ماخوذ ہے۔

ترتیب تلاوت ۶۴ ویں، ترتیب نزولی ۱۰۸ ویں، ۱۸ آیات اور ۲۴ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہے۔ قرآن کریم کی سات مسجات سورتوں میں سے چھٹی سورت ہے جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد سے ہوتا ہے۔

اس کائنات کی ہر چیز اپنے خالق حقیقی اور قادر مطلق کی گواہی دے رہی ہے کہ یہ کائنات بے مقصد نہیں۔ کفر و ایمان کا اختیار انسان کی رضا پر چھوڑ دیا گیا۔ دنیا میں فقط دو اقوام کافر اور مومن رہتی ہیں۔ اللہ کی بھیجی ہوئی حقیقتوں کو ماننے والی مومن اور ان کی منکر کفر کہلاتی ہے۔ رنگ، نسل، زبان اور جغرافیے کی بنیاد پر تقسیم اسلام کی نظر میں بے معنی ہے مومن کا اعتماد اپنی طاقت یا مادی ذرائع و وسائل پر نہ ہونا چاہیے بلکہ اسے صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ انسان کی طاقت سے بڑھ کر اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی۔ مومن سے جو کوتاہیاں ہوں گی وہ ایمان کی برکت سے معاف کر دی جائیں گی کافروں کو دائمی عذاب ہوگا۔ اس سورت کے مضامین ہیں۔

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

(آیت: ۱)

اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مولانا روم:

لا الهَ گفتم وَاِلَّا اللّٰهَ گفتم گوہرِ احمد رسولُ اللّٰه سُنْفَت

(ص: ۹۹) (۱/۲۱۶۳) (ت ج ص: ۱۰/۲۳۵)

لا الهَ کہا اور الا اللہ کہا احمد رسول اللہ کا موتی پرویا

ذکر و تسبیحات اجزای نہان عَلُّغَلٰی افگند اندر آسمان

(ص: ۲۳۸) (۳/۴۶۵)

پوشیدہ اجزا کے ذکر و تسبیح نے آسمان پر شور و غل برپا کر دیا

اقبال:

یہ داغ سا جو تیرے سینے میں ہے نمایاں عاشق ہے تو کسی کا؟ یا داغِ آرزو ہے؟
(بانگ درا: ج ۱: ۱۷۱)

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ اللَّهُ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

(آیت: ۱۱)

کوئی مصیبت کبھی نہیں آتی مگر اللہ کے اذن ہی سے آتی ہے جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہو اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

مولانا روم:

از برای چاره این خوفها آمد اندر هر نمازی اهدنا
انہی اندیشوں کے علاج کے لیے ہر نماز میں ”اے اللہ ہماری رہنمائی فرما“ آیا ہے
کاین نمازم را میامیزای خدا بانماز ضالین و اہل ریا
(ص: ۱۳۵) (۱/۳۳۹۳-۳۳۹۴) (تج: ص: ۳۵۰/۱)

اے اللہ میری اس نماز کو نہ ملا گمراہوں اور ریا کاروں کی نماز سے

اقبال:

یہ عقل و دل ہیں شرر شعلہٴ محبت کے وہ خار و خس کے لیے ہے، یہ نیتان کے لیے
(بال جبریل: ص: ۴۹)

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے!
(بال جبریل: ص: ۸۴)

اس سورت کی آیت کی توضیح میں مولانا اس معجزہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جب ابو جہل کی مٹھی میں موجود کنکریوں نے کلمہ پڑھا۔ علامہ چاند سے مخاطب ہیں کہ تمہارے سینے میں جو داغ ہے یہ کس کے عشق کا داغ ہے تو کس کا عاشق ہے یا تمہاری کسی تمنا کا داغ ہے۔ آیت ۱۱ کے ضمن میں مولانا مسلمان کی کیفیت کا اظہار کر رہے ہیں جو ہر نماز میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت کا طلب گار ہے۔ علامہ کہتے ہیں عقل کا کام فضول سوچنا نہیں ہے بلکہ عقل کو چاہیے وہ نیتان (سرکنڈے کا کھیت) میں آگ لگا دے۔ اور دل کی طرح محبت اور عشق کی دمساز ہو۔ کیونکہ دل وہی ہے جو اللہ کی ہدایت پاتا ہے (اقبال اور قرآن صفحہ ۶۰۴)

سُورَةُ الطَّلَاقِ (٦٥)

اس سورت کا نام ہی طلاق نہیں۔ بلکہ یہ اس کے مضمون کا عنوان بھی ہے۔ اس سورت کے تین چوتھائی حصہ میں فقط طلاق اور عدت کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ قرآن مجید کی چوتھی سورت النساء ہے۔ جس میں لفظ نساء (عورت) ۲۰ مرتبہ بیان ہوا اور اس میں عورتوں سے متعلق فقہی احکامات کی توضیح کی گئی۔ سورت ’نساء‘، ’کونساء الکبریٰ‘ اور سورت ’الطلاق‘، ’کونساء الصغریٰ‘ یا ’نساء القصریٰ‘ بھی کہا جاتا ہے۔

ترتیب تلاوت ۶۵ ویں، ترتیب نزول ۹۹ ویں، ۱۱۲ آیات اور ۱۲۳۹ الفاظ پر مشتمل مدنی سورت ہیں۔

اس سورت میں جن اہم نکات کی وضاحت کی گئی درج ذیل ہیں:

اسلام نے مرد کو طلاق کا جو اختیار دیا ہے۔ اسے استعمال کرنے کے لیے ایسے حکیمانہ طریقے جس میں حتی الامکان شادی شدہ جوڑوں میں تفریق اور جدائی کی نوبت نہ آئے۔ طلاق عورت کو ستانے کا ذریعہ نہ ہونا چاہیے۔ طلاق فقط اس صورت میں جب باہمی موافقت کے سبھی احکامات ختم ہو جائیں۔ طلاق مرد و زن کو تلخ زندگی سے بچانے کے لیے رکھی گئی۔ ورنہ تو رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”جائز و حلال چیزوں میں اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔“

طلاق سے متعلق سورہ بقرہ میں نازل شدہ جو مسائل مزید حل طلب رہ گئے تھے۔ اُن کا تفصیلی جواب دے کر عائلی زندگی کے اس شعبے کی تکمیل کر دی اس طرح دونوں سورتوں کو جمع کرنے سے احکام طلاق کے بارے میں مسلمانوں کی رہنمائی مکمل ہو جاتی ہے۔ طلاق، عدت، مطلقہ بیوی سے حسن سلوک کا حکم عورتوں کے بارے میں احکام شریعت کی پابندی کی جائے، اس سورت کے مضامین ہیں۔

رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
وَمَنْ يُؤْمَرْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ
لَهُ رِزْقًا ۝ (آیت: ۱۱)

ایک ایسا رسول جو تم کو اللہ کی صاف صاف ہدایت دینے والی آیات سناتا ہے تاکہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ لوگ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ نے ایسے شخص کے لیے بہترین رزق رکھا ہے۔

مولانا روم:

روبر سلطان و کاروبار بین حس تجری تحتھا الانہار بین
سلطان کے پاس جا اس کا کاروبار دیکھ احساس تجری تحتھا الانہار“ کا دیکھ
(ص: ۱۰۹) (۲۲/۱) (ت ج ص: ۳۰۲/۱)

اقبال:

یہی کمال ہے تمثیل کا کہ تو نہ رہے! رہا نہ تُو، تو نہ سوزِ خودی، نہ سازِ حیات!
(ضرب کلیم: ص: ۱۰۶)

اس سورت کی فقط ایک ہی آیت میں مناسبت نظر آتی ہے۔ جس میں رسولِ پاک کی شان بیان کی گئی ہے۔ آپ ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو اندھیروں سے روشنی/نور کی طرف لے جاتے ہیں۔

سورہ الملک (۶۷)

اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے فقرے 'تَبْرَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ' سے ماخوذ ہے۔ اس سورت کے کچھ اور نام بھی ہیں۔ مثلاً ممانعة، ممانعة، واقیة اور منجیة۔

ترتیب تلاوت ۶۷ ویں، ترتیب نزول ۷۷ ویں، ۳۰ آیات اور ۳۳۰ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

سارا ملک اللہ کا ہے اور تنہا اسی کا اختیار ہے۔ اللہ نے بندوں کے اچھے برے اعمال کی جانچ کے لیے مرنے اور جینے کا سلسلہ قائم کر دیا آخرت میں کافروں کی ذلت اور رسوائی۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے زمین کو پست اور مسخر کر دیا تاکہ وہ اس پر چلیں، پھریں، روزی کمائیں، اللہ کو نہ بھولیں، بچھلی قوموں پر عذاب سے عبرت حاصل کریں، ابتدا بھی اللہ کی طرف سے ہوئی تھی اور انتہا بھی اسی طرف سے ہوگی۔ اس سورت کے مضامین ہیں۔

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ۝ (آیت: ۲)

جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔

مولانا روم:

جوزھا بشکست و آن کان مغز داشت
خروٹ ٹوٹے اور جس میں گری تھی
بعد گشتن روح پاک نغز داشت
مرنے کے بعد وہ ایک پاکیزہ اور عمدہ روح رکھتا تھا
(ص: ۵۷) (۷۰۶/۱) (تج: ص: ۱۰۰/۱)

چونک صانع خواست ایجاد بشر
جب بنانے والے نے انسان کی پیدائش چاہی
از برای ابتلائی خیر و شر
خیر و شر میں آزمانے کے لیے
(ص: ۲۷۳) (۱۵۵۷/۵) (تج: ص: ۱۲۲/۵)

اقبال:

کتنی مشکل زندگی ہے! کس قدر آساں ہے موت!
گلشن ہستی میں مانند نسیم ارزاں ہے موت!
(بانگ درا: ص: ۲۳۰)

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے
(بال جبریل: ص: ۱۲۳)

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریف سنگ
(ضرب کلیم: ص: ۱۰)

شرع محبت میں ہے عشرت منزل حرام
شورش طوفاں حلال، لذت ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے ابنُ الكتاب، عشق ہے أم الكتاب!
(ضرب کلیم: ص: ۲۱)

تخیلات کی دنیا غریب ہے لیکن غریب تر ہے حیات و ممت کی دنیا!
(ضرب کلیم: ص: ۳۳)

جہاں میں تو کسی دیوار سے نہ ٹکرایا! کسے خبر کہ تو ہے سنگِ خارہ یا کہ زجاج
(ضرب کلیم: ص: ۸۲)

نشان یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا! کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں!
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۴۲)

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا، خدا فریبی کہ خود فریبی؟ عمل سے فارغ ہوا مسلمان بنا کے تقدیر کا بہانہ
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۴۵)

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ۝

(آیت: ۱۵)

وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع کر رکھا ہے، چلو اس کی چھاتی پر اور کھاؤ خدا کا رزق، اسی کے حضور تمہیں دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔

مولانا روم:

وردہندش مہلت اندر قعر گور
لا بد آن پیدا شود یوم النشور
اگر اس قبر کے گڑھے میں مہلت دے دیتے ہیں
لا محالہ وہ حشر کے دن ظاہر ہوتا ہے
(ص: ۱۰۲) (۲۵۹۲/۱) (تج: ص: ۲۷۱/۱)

فہم نان کردی، نہ حکمت، ای رہی
اے بندے تو روٹی سمجھا نہ کہ حکمت
چونکہ حق گفتت گلو امن رزقہ
جبکہ اللہ نے تجھ سے فرمایا اس کا رزق کھاؤ
(ص: ۳۱۳) (۳۷۶/۳) (تج: ص: ۳۵۸/۳)

لیک با این جملہ بالاتر خرام
لیکن اس سب کے ہوتے ہوئے، اوپر چل
چونکہ ارض اللہ واسع بود ورام
جبکہ اللہ تعالیٰ کے زمین وسیع اور تابع ہے
(ص: ۵۴۹) (۶۳۵/۶) (تج: ص: ۷۶/۶)

اقبال:

ہر شاخ سے یہ نکتہ پچیدہ ہے پیدا پودوں کو بھی احساس ہے پہنائے فضا کا!
جرات ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے اے مردِ خدا ملکِ خدا تنگ نہیں ہے
(ضرب کلیم: ص: ۵۲-۵۳)

اس سورت کی آیت ۲ کی توضیح میں مولانا اپنے شعر میں مردوں کے جسم کو اخروٹ کی مانند کہتے ہیں جب اخروٹ ٹوٹ گیا جو صاحب ایمان تھا اس کی روح پاک تھی۔ نیک روح والوں کو ہمیشہ کی خوشی نصیب ہوگی۔ اور اگر برے اوصاف کے مالک تھی وہ مصیبت میں مبتلا رہے گی۔ لہذا (گری) والا اخروٹ مثال ہے نیک لوگ اور ٹوٹنے سے مراد موت ہے۔ اور مغز سے بھر پور اخروٹ ایک موحد کا جسم ہے۔ جو نہی اس کا چھلکا ٹوٹتا ہے تو اس کا اندرون آشکار ہو جاتا ہے اسی طرح جب موت ایک موحد کے جسم کو توڑتی ہے تو اس کی روح مصفا اور مبرا ملے گی کیونکہ وہ نور معرفت، ایمان و عشق سے منور ہو جاتی ہے۔ اور حضرت حق سے اس کا ملاپ حقیقت کا روپ دھار لیتا ہے۔ اس کے علاوہ روح کسی کام نہیں آتی ہے۔ (شرح مثنوی کریم زمانی) (ج: ۱، صفحہ ۲۵۱) لیکن علامہ کے اشعار میں موت کو نسیم سے مثال دی گئی اور جس مسلمان کا دل عشق الہی سے فارغ ہے وہ مسلمان نہیں بلکہ راکھ کا ڈھیر ہے۔ اسی طرح اس سورت کی دوسری مشترک آیات کو بھی دونوں نے خوبصورتی سے تلمیحا بیان کیا۔

سورہ نوح (۷۱)

نوح، اس سورت کا نام بھی ہے اور اس کے مضمون کا عنوان بھی، کیونکہ اس میں اول تا آخر حضرت نوح علیہ السلام ہی کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔

ترتیب تلاوت اور نزول دونوں ۷۱ ویں ہیں، ۲۸ آیات اور ۲۲۲ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ جس میں حضرت نوح علیہ السلام کی بخت، ایمان لانے والوں کے گناہ معاف کر دینے، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی سرتابی و سرکشی اور اپنی قوم کی نافرمانی، غرور اور تکبر سے تنگ آ کر حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ اللہ میں بدعا اور مومنوں کے لیے فضل و کرم اور عفو و درگزر کی درخواست کا ذکر ہے۔

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ (آیت: ۲۶)

مولانا روم:

ورنہ کسی کر دی بہ یک نفرین بد نوح شرق و غرب را غرق آب خود

ورنہ ایک بد دعا سے کب کر سکتے ہیں؟ (حضرت) نوح مشرق اور مغرب کو غرقاب
(ص ۲۲۷) (۳/۸۶) (ت ج ص: ۲۳/۳)

اقبال:

دل مرد مومن میں پھر زندہ کر دے وہ بجلی کہ تھی نعرہ لاتا نذر میں!
(بال جبریل ص: ۱۰۵)

مولانا اور علامہ نے اس سورت کی آیت نمبر ۲۶ جو دونوں کے کلام میں مشترک پائی گئی۔ مولانا نے اپنے شعر میں حضرت نوح کی اللہ پاک سے اپنی قوم کے خلاف درخواست کہ اس نافرمان ملت کو غرق کر دے جبکہ علامہ اپنے شعر کے دوسرے مصرع میں اسی آیت میں سے ایک لفظ کو تلخیصاً بیان کر رہے ہیں۔

سورہ المزمّل (۷۳)

پہلی ہی آیت کے لفظ ”الْمُزْمَلُ“ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا۔ یہ صرف نام ہے اس کے مضامین کی عنوان سے کوئی نسبت نہیں۔ الْمُزْمَلُ کے لغوی معنی کپڑے میں لپٹنے والا (مراد حضور نبی اکرم ﷺ)۔
ترتیب تلاوت ۷۳ ویں، ترتیب نزول تیسری، ۲۰ آیات اور ۲۸۵ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی گیارہ مخاطبات سورتوں میں سے ایک ہے۔

اس سورت میں نبی ﷺ کو نماز تہجد اور اس میں قرآن کی طویل قرأت کی تاکید کی گئی۔ رات کے وقت نفل نمازیں اور قرآن کی تلاوت کرنے کی ہدایت کی گئی تاکہ آپ ﷺ میں نبوت اور رسالت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی پوری قوت اور صلاحیت پیدا ہو۔ مخالفین کی زیادتیوں پر صبر و تحمل کی تلقین کی گئی۔

يَا أَيُّهَا الْمُزْمَلُ ۝ قُمْ الْيَلَّ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَةَ أَوْ تَنْصِفْ ۝ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝

(آیت: ۱-۴)

اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے، رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر کم، آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر لو، یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو، اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

مولانا روم:

شوق لیل النّوم ممّا یہجّعون
سونے میں کم نیند والا بن جا
باش در اسحار از یستغفرون
(ص: ۱۲۰) (۳۱۸۱/۱) (ت ج ص: ۳۳۱/۱)

این همی گوید کہ آن ضالست و گم
یہ کہتا ہے کہ وہ گمراہ ہے اور بہکا ہوا ہے
بسی خبر از حال او وز امر قم
اس کے حال سے اور تم کے حکم سے بے خبر ہے
(ص: ۲۶۰) (۱۵۰۳/۳) (ت ج ص: ۱۵۱/۳)

خواند مزمّل نبی را زین سبب
اسی سبب سے نبی کو کملی اوڑھنے والا کہہ کر پکارا
کہ برون آ از گلیم ای بو الہرب
کہ اے صاحب فرار، کملی سے نکل
(ص: ۳۶۶) (۱۳۵۳/۳) (ت ج ص: ۱۳۵/۳)

چون تو گوششی او زبان نی جنس تو
تو کان کی طرح ہے اور وہ زبان جو تیری جنس نہیں ہے
گوشہا را حق بفرمود انصتو
کانوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ خاموشی سے سنو
(ص: ۸۶) (۱۶۲۳/۱) (ت ج ص: ۱۸۵/۱)

اقبال:

شام جس کی آشنائے نالہ ”یارب“ نہیں
جلوہ پیرا جس کی شب میں اشک کے کوکب نہیں
(بانگ درا: ص: ۱۵۶)

نہ چھوڑے اے دل فغانِ صبح گاہی
اماں شاید ملے اللہ ہو میں
(بال جبریل: ص: ۸۳)

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَىٰ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاقْرَءُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تَقَدَّمُوا لِنَفْسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمَ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (آیت: ۲۰)

اے نبی، تمہارا رب جانتا ہے کہ تم کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات عبادت میں کھڑے رہتے ہو، اور تمہارے ساتھیوں میں سے بھی ایک گروہ یہ عمل کرتا ہے۔ اللہ ہی رات اور دن کے اوقات کا حساب رکھتا ہے، اُسے معلوم ہے کہ تم لوگ اوقات کا ٹھیک شمار نہیں کر سکتے، لہذا اس نے تم پر مہربانی فرمائی، اب جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو، اُسے معلوم ہے کہ تم میں کچھ مریض ہو گئے، کچھ دوسرے لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں، اور کچھ اور لوگ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں، پس جتنا قرآن آسانی پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دیتے رہو۔ جو کچھ بھلائی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے، وہی زیادہ بہتر ہے اور اس کا اجر بہت بڑا ہے۔ اللہ سے مغفرت مانگتے رہو، بے شک اللہ بڑا غفور و رحیم ہے۔

مولانا روم:

تادم آخر دمی فارغ مباش
آخری سانس تک کسی وقت خالی نہ رہو
(ص: ۹۰) (۱۸۲۳/۱) (ت ج ص: ۲۰۲/۱)

تا بروید در عوض در دل چمن
تاکہ بدلے میں دل میں چمن اُگے
(ص: ۲۳۳) (۱۳۶/۵) (ت ج ص: ۲۷/۵)

تاکہ صد دولت ببینی پیش رو
تاکہ تو (اپنے) سامنے سینکڑوں دولتیں دیکھے
(ص: ۳۵۵) (۱۰۰۲/۵) (ت ج ص: ۱۰۷/۵)

بازگون برانصرو اللہ می تنند
اُلٹا ”اللہ کی مدد کرو“ پر عمل کرتے ہیں
(ص: ۵۰۳) (۲۷۰۳/۵) (ت ج ص: ۲۷/۵)

اندرین رہ می تراش و می خراش
اس راستہ میں کانٹ چھانٹ کرتے رہو

اقرضو اللہ قرض دہ زین برگ تن
اللہ (تعالیٰ) کو قرض دو اور جسم کی توانائی میں سے

قرض دہ زین دولت اندر اقرضوا
”تم قرض دو“ کے سلسلہ میں تو اس دولت سے قرض دے

اقرضوا اللہ اقرضوا اللہ می زنند
اللہ کو قرض دو اللہ کو قرض کہتے ہیں

اقبال:

شام جس کی آشنائے نالہ ”یارب“ نہیں جلوہ پیرا جس کی شب میں اشک کے کوکب نہیں
(ہائگ در: ص: ۱۵۶)

اس سورت کی ابتدائی ۴ آیتوں کو مولانا نے اپنے چاروں اشعار میں بڑے سادہ اور عام فہم انداز سے تلخیصاً شامل کیا جبکہ علامہ نے شب بیداری اور سحر خیزی رسول خدا اور صالحین کا شبیوہ بیان کیا ہے بعد ازاں آیت نمبر ۲ جو قدرے طویل بھی ہے کو مشترکاً اشعار میں جگہ دی ہے۔ یہاں بھی موضوع کچھ مختلف نہیں ہے۔

سورہ المَدَّثِر (۷۴)

پہلی ہی آیت کے لفظ ”الْمَدَّثِر“ کو سورت کا نام قرار دیا گیا ہے جو کہ علامت کے طور پر ہے۔ ترتیب تلاوت ۷۴ ویں، ترتیب نزول چوتھی، ۵۶ آیات اور ۲۵۵ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ یہ مخاطبات سورتوں میں سے دسویں سورت ہے جس کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کیا گیا اور اس کی تین آیات (۳۲-۳۴) سوگند (قسم) والی ہیں۔

اس کے مضامین کا خلاصہ اس طرح ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم: اے نبی ﷺ مخلوق کو خدا کی طرف بلائیں، نماز کا حکم دیں، کپڑوں کو صاف ستھرا رکھیں۔ جن لوگوں نے قرآن حکیم کو جادو کہا ان کا انجام برا اور عبرت ناک ہوگا۔ قیامت کے بعد بڑی بڑی ہولناک ظاہر ہونے والی چیزوں میں سے ایک دوزخ ہوگی جو لوگ میثاق (عہد الست) کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کے دائیں جانب سے نکلے تھے۔ وہ دنیا میں بھی سعید اور فرمانبردار رہے اور قیامت میں بھی سرخرو ہو گئے۔ کافروں کے حق میں کوئی سفارش نہ کرے گا اور اگر کرے گا تو قبول نہ کی جائے گی۔

قُمْ فَانذِرْ ۝ وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ ۝ (آیت: ۲-۳)

اُٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو۔

مولانا روم:

این همی گوید کہ آن ضالست و گم بی خبر از حال او وز امرِ قُم
یہ کہتا ہے کہ وہ گمراہ ہے اور بہکا ہوا ہے اس کے حال اور قُم کے حکم سے بے خبر
(ص: ۲۶۰) (۳/۱۵۰۳) (ت ج ص: ۱۵۱/۳)

اقبال:

نہ ستارے میں ہے، نے گردش افلاک میں ہے تیری تقدیر مرے نالہ بیباک میں ہے!
(بال جریل: ص: ۶۵)

اس سورت کا موضوع اس سے پہلی سورت سے قدرے مختلف ہے یہاں علامہ کہہ رہے ہیں کہ لوگوں نے گردش افلاک و ستاروں کو اپنی تقدیر پر اثر انداز سمجھ رکھا ہے۔ اقبال کے بار بار شور مچانے پر امکان ہے کہ قوم عمل کے لیے اٹھ کھڑی ہو جائے۔

سورہ الدَّهْرِ (۷۶)

اس سورت کے تین نام پہلی آیت کے فقرے ”هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ“ سے ماخوذ ہیں، جو ”الدَّهْرِ“، ”الْإِنْسَانِ“ اور ”هَلْ أَتَى“ ہیں۔ اس سورت کا چوتھا نام ”ابْرَار“ ہے جس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی اطاعت کا حق ادا کیا ہو، اس کے عائد کیے گئے فرائض بجالائے ہوں، اور اس کے منع کیے گئے افعال سے اجتناب کیا ہو۔

ترتیب تلاوت ۷۶ ویں، ترتیب نزول ۹۸ ویں، ۳۱ آیات اور ۲۴ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔

اس سورت میں انسان کی پیدائش اور اس کے مختلف مدارج، اللہ نے سب کو سیدھی راہ دکھادی۔ ماننا اور نہ ماننا لوگوں کی مرضی ہے، ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد رکھو خصوصاً صبح ہوتے اور شام ڈھلے۔ نماز تہجد کی فضیلت اور تلقین، ظالموں اور گنہگاروں کے لیے شدید عذاب جیسے نکات بیان کیے گئے۔

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا ۝ إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝ (آیت: ۱-۳)

کیا انسان پر لاتنا ہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزر رہا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔ ہم نے اسے راستہ دکھایا، خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا۔

مولانا روم:

جملہ عالم خود عَرَضُ بودند تا	اندین معنی بیامد هل آتی
تمام عالم خود عرض تھا، یہاں تک	اس مقصد کے لیے ”هل آتی“ (قرآن میں) آیا ہے
(ص: ۱۶۷) (۲/۹۷۷) (تج: ص: ۱۰۲/۲)	
چند صنعت رفت ای انکار تا	آب و گل انکار زاد از هل آتی
چند کاریگریاں ہو چلیں اے! کب تک انکار؟	مٹی اور پانی سے ”هل آتی“ کا انکار سرزد ہوا
	(ص: ۳۵۳) (۳/۹۰۰) (تج: ص: ۹۶/۳)
از برای چارہ این خوفها	آمد اندر ہر نمازی اهدنا
انہی اندیشوں کے علاج کے لیے	ہر نماز میں ”اے اللہ ہماری رہنمائی فرما“ آیا ہے
کاین نمازم را میامیزای خدا	با نماز ضالین و اهل ریا
کہ اے اللہ میری اس نماز کو نہ ملا	گمراہوں اور ریا کاروں کی نماز کے ساتھ
	(ص: ۱۲۵) (۱/۳۳۹۳-۳۳۹۴) (تج: ص: ۳۵۰/۱)
بس بلا ورنج بایست و وقوف	تا رهد آن روح صافی از حروف
بہت سی بلائیں اور رنج اور اُن میں نکاو چاہیے	تاکہ وہ صاف روح حروف سے چمک اُٹھے

لیک، بعضی زین صدا گرتا شدند
لیکن بعض اس بات کے سننے سے (اور) زیادہ بہرے ہو گئے
باز بعضی صافی و برتر شدند
بعض صاف دل اور زیادہ بلند مرتبہ ہو گئے
(ص: ۳۰۰) (۲/۲۹۸۷-۲۹۸۸) (ت ج ص: ۳۸۵/۳)

اقبال:

تری آگ اس خاک داں سے نہیں
بڑھے جا یہ کوہ گراں توڑ کر!
جہاں تجھ سے ہے، تو جہاں سے نہیں
طلسم زمان و مکاں توڑ کر!
خودی شیر مولاء، جہاں اس کا صید!
زیمیں اس کی صید، آسماں اس کا صید!
(بال جریں: ص: ۱۲۸)

مولانا اور علامہ کے مجوزہ کلام میں اس سورت سے پہلی تین آیات تلمیحاً بیان کی گئی ہیں۔ مولانا نے یہاں دیئے گئے پہلے دو اشعار میں آیت نمبر ۱۱ اور دوسرے تین اشعار میں آیت نمبر ۱۲ کو تلمیح کیا۔ علامہ نے اپنے تینوں اشعار میں اس سورت کی ابتدائی تین سورتوں میں بیان کئے گئے انسان کو نیست سے ہست کرنے کی منازل کو بیان کیا۔

سورہ الاعلیٰ (۸۷)

پہلی ہی آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ کے لفظ الْأَعْلَىٰ کو سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔
ترتیب تلاوت ۸۷ ویں، ترتیب نزول ۸ ویں، ۱۹ آیات اور ۷۲ الفاظ پر مشتمل سورت ہے۔ قرآن مجید کی سات مسدّد سبّحات (حمد و تسبیح الہی سے آغاز ہونے والی) سورتوں میں سے آخری سورت ہے
اس چھوٹی سی سورت میں توحید اور اللہ تعالیٰ کو صرف اسماءِ حسنیٰ ہی سے یاد کیا جائے جو اس کے لیے موزوں اور مناسب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ قرآن مجید کو آپ کے حافظے میں محفوظ کر دینا ہمارا کام ہے اور اس کا محفوظ رہنا ہمارے فضل کا نتیجہ ہے۔ اخلاق و اعمال کی پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی فلاح پائیں گے۔ دنیا کی نعمتوں سے آخرت کی نعمتیں بہت زیادہ ہیں۔ دنیا فانی اور آخرت باقی ہے۔ یہ حقائق صرف قرآن ہی میں نہیں بتائے جا رہے بلکہ اس سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں بھی انسان کو اسی حقیقت سے آگاہ کیا گیا۔ یہ سب اس سورت میں مذکورہ ہے۔

الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ۝ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ ۝ (آیت: ۲-۳)
جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا۔ جس نے تقدیر اور راہ دکھائی۔

مولانا روم:

از برای چارہ این خوفها آمد اندر ہر نمازی اهدنا
انہی اندیشوں کے علاج کے لیے ہر نماز میں ”اے اللہ ہماری رہنمائی فرما“ آیا ہے
کاین نمازم را میامیزای خدا بانماز ضالیین و اہل ریا
کہ اے اللہ میری اس نماز کو نہ ملا گمراہوں اور ریاکاروں کی نماز کے ساتھ
(ص: ۱۲۵) (۱/۳۳۹۳-۳۳۹۴) (ت ج ص: ۱/۳۵۰)

اقبال:

تقدیر شکن قوت باقی ہے ابھی اس میں ناداں جسے کہتے ہیں تقدیر کا زندانی!
(بال جریل ص: ۱۹)

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات مومن فقط احکام الہی کا ہے پابند
(ضرب کلیم ص: ۶۳)

بال بازان را سوی سلطان برد بال زاغان را بہ گورستان برد
شہبازوں کا پر انہیں شاہ کی جانب لے جاتا ہے کوؤں کا پر انہیں قبرستان کی طرف لے جاتا ہے
(بال جریل ص: ۱۳۹) (مثنوی ۶/۱۳۲) (ت ج ص: ۱۵۱/۶)

اس سورت کی ابتدائی تین آیات کو مولانا اور علامہ کے کلام میں مشترک پایا گیا۔ مولانا نے اپنے دونوں اشعار میں تیسری آیت کی تلمیح کی۔ اور اسی طرح علامہ نے اپنے دونوں اشعار میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ذکر کے علاوہ آیت نمبر ۳ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ (اللہ تعالیٰ نے نہ فقط) انسان کی ہر چیز کی تقدیر بنائی بلکہ ہدایت بھی فرمائی کہ وہ اپنی راہ ڈھونڈ لیں۔

سورہ الفجر (۸۹)

اس سورت کی پہلی ہی آیت میں اللہ تعالیٰ نے (= وَالْفَجْرِ) (پوپھٹنا، صبح کی روشنی، وقت فجر) کی قسم کھائی اور یہی اس سورت کا نام قرار دیا گیا۔ قرآن مجید کی سولہویں سورت جس کا آغاز سوگند (قسم) سے ہوتا ہے۔ ترتیب تلاوت ۸۹ ویں، ترتیب نزول ۱۰ ویں، ۳۰ آیات اور ۱۳۹ الفاظ پر مشتمل کی سورت ہے اس سورت کا مرکزی موضوع آخرت کی جزا اور سزا کا اثبات ہے۔ جس کا اہل مکہ انکار کر رہے تھے۔ ابتداء میں فجر اور دس راتوں اور جنت اور طاق اور رخصت ہوتی ہوئی رات کی قسم کھا کر سامعین سے استفسار کیا گیا۔ جس بات کے تم منکر ہو کیا اس کے برحق ہونے کی شہادت دینے کے لیے کیا یہ چیزیں کافی نہیں ہیں۔ پھر عادا اور ثمود اور فرعون کے انجام کو پیش کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح حد سے گذرے، کائنات کا نظام از خود نہیں چل رہا اس کو ایک دانا اور قادر مطلق ہستی چلا رہی ہے۔ لوگوں کے مادہ پرستانہ نظریہ جس کی بنا پر وہ اخلاق کی بھلائی اور برائی کو نظر انداز کر کے دنیوی جاہ و منزلت کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور پھر یتیم بچوں غریبوں اور بے کسوں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیتے ہیں اور آخر پر میدان حشر کے ہولناک مناظر کا ذکر اس سورت کے موضوعات ہیں۔

وَتَاكُلُونَ التَّرَاتِ اَكْلًا لَّمَّمًا ۝ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝ (آیت: ۱۹-۲۰)

اور میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال کی محبت میں بُری طرح گرفتار ہو۔

مولانا روم:

در نَبی اِنذار اہلِ غفلتست کان ہمہ انفاقہاشان حسرتست
قرآن میں غافلوں کے لیے دھمکی ہے ان کی یہ سب فضول خرچیاں حسرت (کا سبب) ہیں
(ص: ۹۹) (۲۲۳۲/۱) (ت ج ص: ۱۰۲۳)

اقبال:

تو قادر و عادل ہے، مگر تیرے جہاں میں ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات
(بال جریں: ص: ۱۰۸)

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہیں روزی اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو
(بال جریں: ص: ۱۱۰)

سورہ البلد (۹۰)

پہلی ہی آیت ”لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ“ کے لفظ بلد کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے اور بلد یعنی شہر مراد مکہ معظمہ ہے جس کی قسم سے اس سورت کا آغاز ہو رہا ہے۔

ترتیب تلاوت ۹۰ ویں، ترتیب نزول ۳۵ ویں، ۲۰ آیات اور ۸۲ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی سوگند (قسم) والی سورتوں میں سے سترھویں سورت ہے۔

اس چھوٹی سی سورت میں ”انسان کی اور انسان کے لیے دنیا کی صحیح حیثیت کیا ہے؟“ ایک بہت بڑے عنوان کو چھوٹے چھوٹے فقروں میں نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا گیا ہے یعنی انسان کے لیے ایک بھلائی اور کامیابی دوسرا برائی اور تباہی کے دو راستے بنا دیئے ہیں اور ان پر چلنے کے وسائل بھی مہیا کر دینے کے بعد اختیار کا انتخاب انسان پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ یتیموں کی خدمت قرابت داروں سے نیک سلوک باعث اجر و ثواب ہے۔ اس کے علاوہ اصحاب المہشمہ: (دوزخیوں) کے رنج اصحاب المیمنہ: اصحاب المیمین (جنتیوں) کے سکون و اطمینان کا ذکر بھی اس سورت میں شامل ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ ۝ (آیت: ۴)

درحقیقت ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔

مولانا روم:

عاشقِ رنجست نادان تا ابد
نادان (انسان) ہمیشہ رنج کا خوگر ہے

خیز لا أقسم بخوان تافسی كبد
اُٹھ اور ”لا أقسم“ کو ”فسی كبد“ تک پڑھ

(ص: ۸۸) (۱/۱۷۱۰) (ت ج ص: ۱۹۳/۱)

اقبال:

یہ مشّتِ خاک، یہ صرصر، یہ وسعتِ افلاک
قصور وار، غریب الدیار ہوں، لیکن
خطر پسند طبیعت کو سازگار نہیں
کرم ہے یا کہ ستم، تیری لذتِ ایجاد!

ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد!
وہ گلستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیاد!

(بال جریل: ص: ۸)

علاجِ آتشِ رومیٰ کے سوز میں ہے ترا
تری خرد پہ ہے غالب فرگیوں کا فسوں!

(بال جریل: ص: ۲۸)

حدیثِ بادہ و مینا و جامِ آتی نہیں مجھ کو
نہ کر خارا شگافوں سے تقاضا شیشہ سازی کا

(بال جریل: ص: ۳۲)

نخیرِ محبت کا قصہ نہیں طولانی
لطفِ خلشِ پیکاں، آسودگیِ فتراک!

(بال جریل: ص: ۴۱)

احوالِ محبت میں کچھ فرق نہیں ایسا سوز و تب و تابِ اول، سوز و تب و تابِ آخر
(بال جبریل: ص: ۵۲)

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر تو شاہیں ہے! بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں!
(بال جبریل: ص: ۱۲۰)

دما دم رواں ہے یمِ زندگی ہر اک شے سے پیدا رمِ زندگی
اسی سے ہوئی ہے بدن کی نمود کہ شعلے میں پوشیدہ ہے موجِ دُود!
گراں گرچہ ہے صحبتِ آب و گل خوش آئی اسے محنتِ آب و گل
(بال جبریل: ص: ۱۲۵)

یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ!
خونِ دل و جگر سے ہے سرمایہٴ حیات فطرت، لہو ترنگ، ہے غافل! نہ جل ترنگ
(ضربِ کلیم: ص: ۱۰)

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزلِ حرام
شورشِ طوفاںِ حلال، لذتِ ساحلِ حرام
عشقِ پہ بجلیِ حلال، عشقِ پہ حاصلِ حرام
علم ہے اِن کتاب، عشق ہے اُمّ الکتاب!
(ضربِ کلیم: ص: ۲۱)

گریز کش مکشِ زندگی سے مردوں کی اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست!
(ضربِ کلیم: ص: ۳۹)

ہر لُحظِ نیا طُور، نئی برقِ تجلی اللہ کرے مرحلہٴ شوق نہ ہو طے!
(ضربِ کلیم: ص: ۱۲۷)

بے جراتِ رندانہ ہر عشق ہے روباہی بازو ہے قوی جس کا وہ عشقِ یُدُ اللہی!
جو سختی منزل کو سامانِ سفر سمجھے اے وائے تن آسانی! ناپید ہے وہ راہی!
(ضربِ کلیم: ص: ۱۷۴)

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی!
(ضربِ کلیم: ص: ۱۷۸)

کبھی دریا سے مثلِ موج اُبھر کر کبھی دریا کے سینے میں اُتر کر
کبھی دریا کے ساحل سے گزر کر مقامِ اپنی خودی کا فاش تر کر!
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۳۳)

اس سورت کی پہلی مشترک آیت نمبر ۴ ہے، مولانا نے اپنے پہلے شعر میں آیت نمبر ۴ کی طرف اشارہ کیا۔ جبکہ علامہ نے بال جبریل کے گیارہ، ضربِ کلیم کے آٹھ اور ارمغانِ حجاز کے دو شعروں میں آیت نمبر ۶ کو بطور تلخ سجایا۔

سورہ الشَّمْسُ (۹۱)

اس سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے سورج کی قسم کھائی ہے (= وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا) اور یہی اس سورت کا نام قرار پایا۔ اس کا دوسرا نام ناقۃ صالح ہے۔

ترتیب تلاوت ۹۱ ویں، ترتیب نزول ۲۶ ویں، ۱۵ آیات اور ۵۴ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی سوگند (قسم) والی سورتوں میں سے اٹھارہویں سورت ہے۔ اس سورت میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ جس طرح چاند، سورج، دن، رات اور زمین و آسمان اپنے آثار و نتائج کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس طرح نیکی اور بدی اپنے آثار و نتائج میں ایک دوسرے سے نہ فقط مختلف بلکہ متضاد ہیں۔ رسولوں کی زبانی تفصیل کے ساتھ بتا دیا گیا کہ نیکی کا راستہ کون سا ہے اور بدی کا کون سا؟ حضرت صالح علیہ السلام کی اوٹنی کا مختصر اذکر اس سورت کے موضوعات ہیں۔

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۝ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَّهَا ۝ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّهَا ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ۝ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا ۝ وَالْأَرْضِ وَمَا طَرَاهَا ۝ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ۝ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۝ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ۝ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ۝ إِذِ انبَعَثَ أَشْقَاهَا ۝ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ۝ فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا ۝ فَذَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنبِهِمْ فَسَوَّاهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ۝ (آیت: ۱۵ تا ۱۵)

سورج اور اُس کی دھوپ کی قسم اور چاند کی قسم جبکہ وہ اُس کے پیچھے آتا ہے، اور دن کی قسم جبکہ وہ (سورج کو) نمایاں کر دیتا ہے، اور رات کی قسم جبکہ وہ (سورج کو) ڈھانک لیتی ہے، اور آسمان کی اور اُس ذات کی قسم جس نے اُسے قائم کیا، اور زمین کی اور اُس ذات کی قسم جس نے اُسے بچھایا اور نفس انسانی کی اور اُس ذات کی قسم جس نے اُسے ہموار کیا پھر اُس کی بدی اور اُس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی، یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اُس کو بادیا۔

مولانا روم:

گردانی رہ ہر آنچہ خر بخواست
اگر تو راستہ نہیں جانتا تو جو گدھا چاہے
شاوروہن و آنگہ خالفو
اُن (عورتوں) سے مشورہ کرو پھر خلاف کرو
باہوی و آرزو کم باش دوست
خواہش نفسانی اور آرزو سے دوستی نہ کر

عکس آن کن خود بود آن راہ راست
اس کے برخلاف کر وہی سیدھا راستہ ہوگا
اِنَّ مَن لَّمْ يَعْصِهِنَّ تَالِفُ
جو شخص اُن کے خلاف نہیں کرتا ہے ہلاک ہونے والا ہے
چون يُضِلُّكَ عَنِ سَبِيلِ اللّٰهِ اوست
کیونکہ وہی ہے جو تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کرتی ہے
(س: ۱۱۳) (۱/۲۹۵۷-۲۹۵۹) (تج: ص ۱/۳۰۹)

اقبال:

گل و گلزار ترے خلد کی تصویریں ہیں یہ سبھی سورہ والشَّمْسِ کی تفسیریں ہیں
(بانگ درا: ص ۵۴)

ضمیر پاک و نگاہ بلند و مستی شوق نہ مال و دولتِ قاروں نہ فکرِ افلاطوں!
(بال جبریل: ص: ۲۷)

ہو بندہ آزاد اگر صاحبِ الہام ہے اس کی نگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز!
(ضرب کلیم: ص: ۵۴)

حدیثِ بندہ مومن دل آویز جگر پُرخوں، نفس روشن، نگہ تیز!
(ارمغانِ حجاز (اردو): ص: ۳۱)

یہ سورت ۱۵ آیات پر مشتمل ہے اور مکمل سورت کو مقالہ میں شامل کیا گیا ہے۔ مولانا نے پہلے تین شعروں میں آیت
نمبر ۸ کو تلمیح کیا جبکہ علامہ اقبال کے اشعار میں، اس سورت میں اللہ پاک نے جن نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو انسان کی ذات
(نفس) کے لیے بنائی گئی ہیں۔ پھر اس نفس میں فجور اور تقویٰ کی صلاحیت کا ذکر ہے کہ صلاحیت تو دونوں کے لیے ہے لیکن
دیکھنا یہ ہے کہ انسان ان نعمتوں کو پہچان کر تقویٰ کی طرف بڑھتا ہے یا ان کو نظر انداز کر کے فجور اختیار کرتا ہے۔
(اقبال اور قرآن: صفحہ ۲۱۲)

سورہ الْم نَشْرَحُ (۹۴)

اس سورت کے پہلے ہی لفظ کو اس کا نام قرار دیا ہے۔ اس کا مضمون اس سے پہلی سورت والضحیٰ سے کافی ملتا جلتا ہے۔

ترتیب تلاوت ۹۴ ویں، ترتیب نزول ۱۲ ویں، ۸ آیات اور ۲۷ الفاظ پر مشتمل کی سورت ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام ”اَنْشُرَاْحُ“ یعنی شرح صدر بھی ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ ہم نے آپ ﷺ کو تین بڑی نعمتیں عطا کیں جن کی موجودگی میں آپ ﷺ دل شکستہ نہ ہوں اول شرح صدر کی نعمت دوم آپ ﷺ کے اوپر سے ہم نے وہ بھاری بوجھ اتار دیا ہے جو نبوت سے پہلے آپ ﷺ پر تھا سوم رفع ذکر آپ ﷺ کا ذکر اتنا بلند کیا گیا کہ اس سے بڑھ کر تو درکنار اس کے برابر بھی کسی بندے کے ذکر کو عزت و بلندی نہیں بخشی گئی اور آخر میں کہا گیا ہے کہ ابتدائی دور کی سختیوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت عبادت و ریاضت سے ہوگی۔ یہ وہی ہدایت ہے جو زیادہ تفصیل کے ساتھ سورت مزمل آیات ۹ تا ۱۹ میں دی گئی ہے۔

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝

پس حقیقت یہ ہے کہ تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔ بے شک تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔ (آیت: ۵-۶)

مولانا روم:

چون گرانہا اساس راحتست	تلخہا ہم پیشوای نعمتست
جبکہ گرانیاں رحمت کی بنیاد ہیں	تلخیاں نعمتوں کا پیش خیمہ ہیں
(ص: ۱۸۷) (۲/۱۸۳) (ت ج ص: ۱۸۰/۲)	(ص: ۱۸۷) (۲/۱۸۳) (ت ج ص: ۱۸۰/۲)
خشمہای خلق بھر آشتیست	دام راحت، دایمابی راحتیست
مخلوق کی لڑائیاں صلح کے لیے ہیں	تکلیف ہمیشہ راحت کے لیے جال ہے
(ص: ۲۲۷) (۳/۹۹۰) (ت ج ص: ۱۰۳/۳)	(ص: ۲۲۷) (۳/۹۹۰) (ت ج ص: ۱۰۳/۳)
ہین بجو کہ رکن دولت، جُستن است	ہر گشادی، ذر دل اندر بستن است
خبردار! تلاش کر کیونکہ دولت کی اصل تلاش کرنا ہے	ہر گشادگی، لبستگی کی وجہ سے ہے
(ص: ۲۷۵) (۳/۲۳۰۳) (ت ج ص: ۲۲۳/۳)	(ص: ۲۷۵) (۳/۲۳۰۳) (ت ج ص: ۲۲۳/۳)
بعد ضد رنج آن ضد دگر	رو دھدی یعنی گشادہ کرو فر
مقابل رنج کے بعد دوسرا مقابل	نظر آتا ہے یعنی کشادگی اور شان و شوکت
(ص: ۳۱۳) (۳/۲۷۶) (ت ج ص: ۲۵۹/۳)	(ص: ۳۱۳) (۳/۲۷۶) (ت ج ص: ۲۵۹/۳)
یُسربا عُسربست ہین آیس مباحث	راہ داری زین مَمات اندر مَعاش
کشادگی تنگی کے ساتھ ہے، خبردار مایوس نہ ہو	اس موت سے تو زندگی میں راستہ پاتا ہے
(ص: ۳۳۹) (۵/۳۶۱) (ت ج ص: ۲۷۵/۵)	(ص: ۳۳۹) (۵/۳۶۱) (ت ج ص: ۲۷۵/۵)

آنچہ بعد العُسْرِ يُسْرًا و دیدہ بود باغریب از قِصَّةِ آن، لب گشود
اس نے تنگی کے بعد جو آسانی دیکھی تھی اُس نے اُس کا قصہ پردیسی کو سنایا
(ص: ۶۱۰) (۶/۳۵۲۳) (ت ج ص: ۶/۳۳۶)

از سوادِ شب برون آرد نهار و ز کفِ مُغْسِرِ برویانِ دِیسار
وہ رات کی سیاہی سے دن ظاہر کرتا ہے وہ تنگدست کے ہاتھ سے مالداری پیدا کرتا ہے
(ص: ۵۸۰) (۶/۲۲۸۶) (ت ج ص: ۶/۲۲۶)

اقبال:

گریز کش مکش زندگی سے مردوں کی اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست!
(ضرب کلیم: ص: ۳۹)

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزلِ حرام
شورشِ طوفاںِ حلال، لذتِ ساحلِ حرام
عشقِ پہ بجلیِ حلال، عشقِ پہ حاصلِ حرام
علم ہے ابنِ الکتاب، عشق ہے اُمّ الکتاب!
(ضرب کلیم: ص: ۲۱)

مولانا نے اس سورت کی آیات نمبر ۵-۶ کو مقالہ میں دیئے گئے چھ شعروں میں تلمیحاً جگہ دی۔ علامہ نے اپنے شعر
میں بیان کیا کہ (راحت کے حصول کے لیے) انسان اپنی زندگی میں مشکلات کے مقابلے میں محنت کرے تو آسانیاں پیدا
ہو سکتی ہیں اور یہی مقصد پیدائش انسان ہے۔

سورہ التَّيْنِ (۹۵)

پہلے ہی لفظ ”وَالَّتَيْنِ“ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا۔

ترتیب تلاوت ۹۵ ویں، ترتیب نزول ۲۸ ویں، ۸ آیات اور ۳۴ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن مجید کی اکیسویں سورت جس کی ابتدا سوگند (قسم) کھانے سے ہوئی ہے۔ اس سورت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے انجیر اور زیتون کی قسم کھائی ہے احتمالاً اس کے معنی کچھ اس طرح ہیں: ۱۔ انجیر کھانے والا پھل، ۲۔ مسجد دمشق، ۳۔ شام (سوریہ) میں وہ مقدس پہاڑی جس کی سریانی زبان میں طور تینا کہتے ہیں اور اس کے دامن میں انجیر اور زیتون کے پودے بہتات میں ہیں۔ اس سورت میں چونکہ انجیر کے ساتھ زیتون کی بھی قسم کھائی گئی تو اسی ضمن میں تین اقوال اور بھی ہیں۔

۱۔ زیتون کھانے والا پھل، ۲۔ مسجد بیت المقدس، ۳۔ طور زیتا (طور سے مراد ہرا بھرا پہاڑ یا پھر وہ پہاڑ جو زیتون کے درختوں کے بھرا ہوا ہے) جو شام (سوریہ) میں ہے اور اس کا دامن زیتون کے درختوں سے پر ہے۔

انجیر اور زیتون سے مراد ان پھلوں کی پیداوار کا علاقہ ہو سکتا ہے اور یہ یقیناً وہ علاقہ ہے جہاں انجیر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت سارے پیغمبروں کا نزول ہوا۔ کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی۔

تیسری آیت میں پرامن شہر (مکہ معظمہ) کی قسم کھائی گئی جس کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی۔ اے میرے رب اس کو ایک پرامن شہر بنا (البقرہ-۲۶) اور اسی دعا کی برکت تھی کہ سارے عرب میں ہر طرف بد امنی کے باوجود صرف یہی ایک شہر (مکہ) ڈھائی ہزار سال تک امن کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ کلام کا مقصود یہ ہے کہ ہم نے نوع انسانی کو ایسی بہترین ساخت پر بنایا کہ اس میں نبوت جیسے عظیم مرتبے کے حامل انسان پیدا ہوئے۔

اور پھر انسان دو قسموں میں منحصر ہیں ایک وہ قسم ہے جو بہترین ساخت پر پیدا ہونے کے باوجود برائی کو اختیار کرتی ہے اور اخلاق کی پستی میں جا گرتی ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو ایمان اور عمل صالح کا راستہ اختیار کرتی ہے اور اس مقام بلند پر پہنچ جاتی ہے جو اس کے بہترین ساخت پر پیدا ہونے کا لازمی تقاضا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی بادشاہی کے آگے سب کی حکومتیں بیچ ہیں۔ مندرجہ بالا نکات اس سورت کے اصلی مضامین ہیں۔

وَالَّتَيْنِ وَالزَّيْتُونَ ۝ وَطُورِ سَيْنِينَ ۝ وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ (آیت: ۱-۶)

قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سینا اور اس پرامن شہر (مکہ کی) ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا، پھر اُسے اُلٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں سے نیچ کر دیا، سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔

مولانا روم:

می دھد رنگ احسن التَّقْوِيمِ را تا بَاسْفَلِّ مِی بَرْدِ اِیْنِ نِیْمِ را
بہترین ساخت والے کو رنگ بخشتا ہے یہاں تک آدھوں کو گہرائی میں لے جاتا ہے
(ص: ۱۲۸) (۱/۳۵۲۳) (ت ج ص: ۳۶۱/۱)

سوی دوزخ أسفل أنذر سافلین
دوزخ کی جانب نیچے طبقتوں میں سے نیچے میں
(ص: ۳۶۳) (۱۲۷۶/۳) (ت.ج.ص: ۳۶۱/۱)

تَرَكَ أَوْ كُنْ لَا أَجِبُ الْآفَلِينَ
اس کو چھوڑ "میں غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں"
(ص: ۳۶۸) (۱۵۲۶/۳) (ت.ج.ص: ۳۵۵/۴)

لیک، در باطن یکی خلقی عظیم
لیکن (اس کے) باطن میں ایک عظیم مخلوق ہے
(ص: ۴۲۳) (۳۷۶۱/۳) (ت.ج.ص: ۳۵۵/۴)

ہمچو آدم باز معزول آمدہ
اور پھر آدم کی طرح معزول ہو گیا
(ص: ۴۵۴) (۹۶۲/۵) (ت.ج.ص: ۱۰۳/۵)

کہ گرامی گوہرست ای دوست، جان
کہ اے پیارے! جان قیمتی موتی ہے
أَحْسَنَ التَّقْوِيمِ از فکرت برون
”أَحْسَنَ التَّقْوِيمِ“ تیری سمجھ سے باہر ہے
(ص: ۵۵۶) (۱۰۰۹-۱۰۰۸/۶) (ت.ج.ص: ۱۱۱/۶)

ہر کہ خواہد گوہر مکنون بدہ
جو چاہے اس کو اچھوتا موتی دے
(ص: ۵۰۵) (۲۷۹۶/۵) (ت.ج.ص: ۲۸۳/۵)

باز گونہ رفت خوابی ہمچنین
تو اسی طرح الٹا جائے گا

لا جَرَمَ أَسْفَلَ بُودَاز سافلین
لا محالہ وہ نیچلوں میں نیچلا ہوگا

آدمی را هست حسّ تن سقیم
آدمی کی جسمانی حس ناقص ہے

آدم حُسن و مَلک ساجد شدہ
حسین آدم کو فرشتے سجدہ کرنے والے بنے

أَحْسَنَ التَّقْوِيمِ در والتّین بخوان
”أَحْسَنَ التَّقْوِيمِ“ کو ”التّین“ میں پڑھ لے

أَحْسَنَ التَّقْوِيمِ از عرشش فزون
”أَحْسَنَ التَّقْوِيمِ“ اس کے عرش سے پڑھ لے

بعد ازین از اجرنا مَمْنون بدہ
اس کے بعد ختم، نہ ہونے والا اجر دے

اقبال:

ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمہ گل
مری جفا طلبی کو دعائیں دیتا ہے

وہ دانائے سل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر

ہے ذوقِ تجلی بھی اسی خاک میں پہاں

یہی ہے فصل بہاری؟ یہی ہے باؤ مراد؟
وہ دشتِ سادہ، وہ تیرا جہان بے بنیاد!
(بال جبریل: ص: ۸)

غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا
وہی قرآن، وہی فرقاں، وہی لیسن، وہی طاہا!
(بال جبریل: ص: ۲۵)

غافل! تو زرا صاحب ادراک نہیں ہے!
(بال جبریل: ص: ۳۳)

اس سورت کی کل آٹھ آیات ہیں جن میں سے پہلی چھ آیات کو مقالہ کی زینت بنایا گیا ہے۔ مولانا نے یہاں دیئے گئے اشعار میں چوتھے اور چھٹے اور ساتویں شعر میں آیت نمبر ۴ اور پہلے دوسرے اور پانچویں شعر میں آیت نمبر ۴-۵ تیسرے شعر میں آیت نمبر ۵ اور آٹھویں شعر میں آیت نمبر ۶ کو تلمیحاً استعمال کیا۔ جبکہ علامہ کے دیئے گئے اشعار میں پہلے دو اشعار آیت نمبر ۴، تیسرے چوتھے اور پانچویں شعر میں آیت نمبر ۱-۵ کا تلمیحاً ذکر کیا ہے۔

سورہ العلق (۹۶)

اس سورت کی دوسری آیت کے لفظ عَلَقٍ کو اس کا نام قرار دیا گیا۔ ”عَلَقَةٌ“ سے مراد (جسمے ہوئے خون کی ایک پھٹکی جو منی سے پیدا ہو) عَلَقٍ جمع ہے۔

ترتیب تلاوت ۹۶ ویں، ترتیب نزول پہلی، ۱۹ آیات اور ۷ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ اس سورت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ”اقْرَأْ“ سے شروع ہو کر پانچویں آیت کے الفاظ ”مَا لَمْ يَعْلَمْ“ پر ختم ہوتا ہے اور دوسرا حصہ ”كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَاطِفٍ“ سے شروع ہو کر آخر سورت تک چلتا ہے۔ اس کی آخری اور انیسویں آیت میں سجدہ واجب ہے۔ پہلے حصے کے متعلق علمائے امت کی عظیم اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ یہ سب سے پہلی وحی ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔

اس سورت کا دوسرا حصہ اس وقت نازل ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے حرم میں اسلامی طریقہ سے نماز پڑھنی شروع کی اور ابو جہل نے آپ کو ڈرا دھمکا کر روکنا چاہا۔

اس سورت کا مرکزی مضمون کچھ اس طرح ہے: نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی ”اقْرَأْ“ جو خدا منی کے ایک قطرے اور جسمے ہوئے خون سے انسان کامل بنا سکتا ہے۔ وہ ایک اُمی انسان کو قاری اور عالم کیوں نہیں بنا سکتا؟

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ (آیت: ۱)

پڑھو (اے نبی) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔

مولانا روم:

ہمچنین کشت و دم و دام و جماع آن موالید است حق را مُسْتَطَاع
اسی طرح بوائی، تدبیر اور جال اور ہمبستری وہ سب کام اللہ کے پیدا کردہ اور مقدور ہیں
(ص: ۸۷) (۱۶۹/۱) (ت ج ص: ۱۶۹/۱)

اقبال:

کبھی میں غارِ حرا میں چھپا رہا برسوں دیا جہاں کو کبھی جامِ آخرین میں نے
(بانگ درا: ص: ۸۴)

كَلَّا لَا تَطْعُهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ (آیت: ۱۹)

ہرگز نہیں، اُس کی بات نہ مانو اور سجدہ کرو اور (اپنے رب کا) قرب حاصل کرو۔

مولانا روم:

ور رہی خواہی ازین سجن خریب سرمکش از دوست و اسجد و اقترب
اگر اس برباد قید خانے سے رہائی چاہتا ہے دوست (اللہ تعالیٰ) سے سرکشی نہ کر اور سجدہ کر اور قریب ہو جا
(ص: ۱۳۱) (۳۶۹/۱) (ت ج ص: ۱۶۹/۱)

سجدہ آمد گندن خشت لَب اس چپکی اینٹ کا اکھاڑنا سجدہ کی طرح ہے
موجب قُربی کہ وَاَسْجُدْ وَاَقْتَرِبْ یہ قرب کا سبب ہے (جیسا) کہ سجدہ کر اور قریب ہو جا
(ص: ۱۷۱) (۱۲۱۰/۲)

پس بِنہ بر جای ہر دم را عَوَض تو زندگی کے ہر لمحہ پر عوض (عبادت) رکھتا رہ
تاز وَاَسْجُدْ وَاَقْتَرِبْ یا بسی غرض تاکہ تجھے ”سجدہ کر اور قریب ہو جا“ کا مقصد حاصل ہو
(ص: ۲۲۹) (۱۲۲/۳)

زانکہ شاکر را زیادت وعدہ است کیونکہ شکر کرنے والے کے لیے زیادتی کے وعدے ہیں
آنچنانک قُرب مُزد سجدہ است جیسا کہ سجدوں کی اُجرت (اللہ سے) نزدیکی ہے
(ص: ۳۳۷) (۱۰/۲)

قرآن کریم کی وہ سورت جس سے قرآن پاک کے نزول کی ابتدا ہوئی اس کی کل ۱۹ آیات میں سے مولانا نے ابتدائی دو آیات کو یہاں دیئے گئے شعر میں تلخیص کیا جبکہ علامہ نے اپنے شعر میں اس مقام کا ذکر کیا ہے جہاں سے نزول وحی کا آغاز ہوا۔ انہوں نے اپنے شعر میں اس آخری کتاب کو ”جام آخرین“ کے الفاظ سے بیان کیا۔

سورہ الزَّلْزَالِ (۹۹)

اس سورت کا نام اس کی پہلی ہی آیت کے لفظ ”زَلْزَالَهَا“ سے ماخوذ ہے۔

ترتیب تلاوت ۹۹ ویں، ترتیب نزول ۹۳ ویں، ۸ آیات اور ۳۵ الفاظ پر مشتمل سورت ”الْبَيِّنَةُ“ کی طرح جمہور علماء کے مطابق مدنی سورت ہے قرآن مجید کی سترہ ۷ مختصر سورتوں میں یہ پہلی سورت ہے اس سورت میں روز قیامت میں جو حیران کن واقعات رونما ہوں گے، ان کی طرف اشارہ علامات قیامت کے بیان کے بعد اس سورت میں اہم ترین پیغام دیا گیا ہے کہ جس نے دنیا میں ذرہ بھر بھی بدی کی ہے وہ بھی اس کا نتیجہ دیکھ لے گا جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے اس کو بھی اس کا پھل مل جائے گا۔

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ (آیت: ۷-۸)

پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

مولانا روم:

سوی ما آید ندادھا راصدا
آوازوں کی گونج ہماری طرف لوٹتی ہے
(ص: ۳۰) (۲۱۵/۱) (ت ج ص: ۵۳/۱)

کہ نندی لا یقشش ذر پی آثر
کہ اس کے مناسب اس کے بعد تو نے اثر نہ دیکھا ہو
نیکی کی کز پی نیامد مثل آن
نیکی کہ اس کے بعد اس جیسی نہ آئی ہو
(ص: ۳۹۰) (۲۳۵۹/۳-۲۳۶۰) (ت ج ص: ۲۳۶/۳)

وآن وفاراہم وفا وجف القلم
اور وفا کے لیے (بدلہ) وفا ہے، قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے
(ص: ۵۱۰) (۳۱۵۲/۵) (ت ج ص: ۳۱۹/۵)

قطرہ ای از بحر عدل رستخیز
قیامت کے انصاف کے سمندر کا ایک قطرہ ہے
(ص: ۵۲۳) (۱۳۹۸/۶) (ت ج ص: ۱۵۵/۶)

کنش، آن پاء، گلاہ آن سرست
جوتا پاؤں کی ملکیت اور ٹوپی سر کی ملکیت
(ص: ۵۷۰) (۱۸۹۰/۶) (ت ج ص: ۱۹۰/۶)

این جہان کوہست و فعل ما، ندا
یہ دنیا ایک پہاڑ ہے اور ہمارا فعل آواز

کسی کڑی کردی و کسی کردی تو شر؟
تو نے کب کب برتی ہے اور تو نے کب شر پھیلا یا ہے
کسی فرستادی دمی بر آسمان؟
تھوڑی دیر کے لیے تو نے آسمان پر کب بھیجی ہے؟

بل جفا راہم جفا جف القلم
بلکہ ظلم کے لیے (بدلہ) ظلم ہے، قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے

ہست قاضی رحمت و دفع ستیز
قاضی رحمت اور لڑائی کا دفعیہ ہے

روز عدل و عدل، داد درخورست
(وہ) انصاف کا دن ہے اور انصاف اور عطا مناسب ہے

ہر چہ ما دادیم، دیدیم این زمان این جہان پردہ ست و عینست آن جہان
ہم نے جو کچھ دیا اب دیکھ لیا یہ جہاں پردہ ہے اور وہ جہاں ظاہر ہے
(ص: ۶۱۰) (۲۵۳۲/۶) (ت ج ص: ۶/۱۵۵)

اقبال:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
(بانگ درا: ص: ۲۷۳)

تری نجات غم مرگ سے نہیں ممکن کہ تو خودی کو سمجھتا ہے پیکرِ خاکی!
(ضرب کلیم: ص: ۱۱)

گر ہنر میں نہیں تعمیرِ خودی کا جوہر وائے صورت گری و شاعری و نائے و سرود!
(ضرب کلیم: ص: ۱۱۳)

اس سورت کی آخری دو آیات کو مولانا اور علامہ کے مجوزہ کلام میں مشترک پایا گیا۔ مولانا نے یہاں دیئے گئے ساتوں اشعار میں اس سورت کی ساتویں اور آٹھویں آیات کو تلمیح کیا جبکہ علامہ کے یہاں دیئے گئے تین اشعار میں پہلا شعر آیت نمبر ۷-۸ کی طرف صریح اشارہ ہے جبکہ چھوٹے بڑے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور پھر تیسرے شعر میں ان کا اشارہ شعر و ادب اور فنون لطیفہ کی طرف ہے کہ اس میدان میں انسان جو کچھ بھی انجام دے اس کے اشرف المخلوقات کی شان کا مظہر ہونا چاہیے اور اس ضمن میں بھی معافی نہیں بلکہ ہر عمل کا محاسبہ ضرور ہوگا۔

سورہ الْعَصْرِ (۱۰۳)

اس سورت کی پہلی ہی آیت کے لفظ ”وَالْعَصْرِ“ سے اسے موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کا آغاز زمانے کی قسم کھا کر کیا۔ (جیسا کہ دوسرے مقامات پر صبح، دن اور رات کی قسم بھی کھائی)

ترتیب تلاوت ۱۰۳ ویں، ترتیب نزول ۱۳ ویں، ۳ آیات اور ۱۱۴ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ یہ سورت سوگند (قسم) والی اور مختصر سورتوں میں سے ایک ہے۔ اس سورت کو اگر ”دریا بہ جناب اندر“ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ مرکزی مضمون کچھ اس طرح ہے۔ جس شخص نے فانی لذتوں سے وقت گزار دیا وہ سخت گھائے میں ہے اور آخرت کے خسارے میں بچنے کی تدبیر بھی بیان کی گئی ہے۔

وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالْحَقِّ وَتَوَّصُوا
بِالصَّبْرِ ۝ (مکمل سورت)

سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

مولانا روم:

صبر را با حق قرین کرد ای فلان
اے فلان! صبر کو حق کا ساتھی بنایا ہے
آخر وَالْعَصْرِ را آگہ بخوان
ہوش سے ”وَالْعَصْرِ“ کا آخر پڑھ لے
(ص: ۲۶۶) (۱۸۵۴/۳) (تج ص: ۱۸۵/۳)

مشتری را صابران دریا فتند
صابر لوگوں نے خریدار پا لیا ہے
چون سوی هر مشتری نشتا فتند
کیونکہ وہ ہر خریدار کی طرف نہیں دوڑے ہیں
(ص: ۳۶۹) (۱۴۱/۵) (تج ص: ۱۵۴/۱)

اقبال:

شع کی طرح جنیں بزم گہ عالم میں خود جلیں، دیدہ اغیار کو پینا کر دیں
(بانگ درا: ص: ۱۳۲)

مکمل سورت تین آیات پر مشتمل ہے۔ مولانا کے دیئے گئے دونوں اشعار میں انہوں نے تیسری آیت کی طرف اشارہ کیا جبکہ علامہ نے اس سورت کے موضوع کو ایک شعر میں اس طرح بیان کیا کہ مسلمان کو اس دنیا میں شع کی طرح جل کر مشکلات اٹھا کر بھی دوسروں کو باعمل ہونے کی روشنی دینا چاہیے۔

الْهُمَزَةُ (۱۰۴)

پہلی ہی آیت کے لفظ ”وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ“ کو سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ ”هُمَزَةٌ“ کے لغوی معنی، بڑا عیب گو، بہت طعن کرنے والا ہُمَزٌ سے مبالغہ ہے۔

ترتیب تلاوت ۱۰۴ ویں، ترتیب نزول ۳۲ ویں، ۹ آیات اور ۳۳ الفاظ پر مشتمل مکی سورت ہے۔ قرآن حکیم کی آخری سترہ مختصر سورتوں (بشمول سورہ فاتحہ) میں سے ایک ہے۔ اس سورت میں جاہل معاشرے کے مال داروں اور بڑے لوگوں میں پائی جانے والی اخلاقی برائیوں، طعنہ زنی، عیب جوئی اور نخل کی مذمت کی گئی ہے اور اس جہاں کی ثروت و دولت آخرت میں کسی کام نہ آئے گی کا ذکر ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللَّهِ الْمَوْقَدَةُ ۝ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِنَةِ ۝ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ ۝ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝ (مکمل سورت)

تباہی ہے ہر اس شخص کے لیے جو (منہ درمنہ) لوگوں پر طعن اور پیڑھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے جس نے مال جمع کیا اور اُسے گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اُس کا مال ہمیشہ اُس کے پاس رہے گا۔ ہرگز نہیں، وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ؟ اللہ کی آگ، خوب بھڑکائی ہوئی، جو دلوں تک پہنچے گی۔ وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی (اس حالت میں کہ وہ) اُونچے اُونچے ستونوں میں (گھرے ہوئے ہوں گے)۔

مولانا روم:

چون خدا خواہد کہ پردہ کس دَرَدِ میلش اندر طعنہ پاکان بَرَدِ
جب خدا چاہتا ہے کسی کی پردہ دری کرے اس کا میلان پاک لوگوں پر طعنہ زنی میں کر دیتا ہے
(ص: ۶۴) (۸۱۵/۱) (تج ص: ۱۱۰/۱)

چون کہ تو یَنْظُرُ بِنَارِ اللَّهِ بُدَى نیکوی را وانیدی از بدی
چونکہ تو ”یَنْظُرُ بِنَارِ اللَّهِ“ تھا (اس لیے) نیکی کو بدی سے نہ پہچان سکا
(ص: ۷۸) (۱۳۳۲/۱) (تج ص: ۱۵۸/۱)

عیب کم گوبندہ اللہ را مُتَّهَمَ كَمِ كُنْ بَدُوزِی شَاهِ رَا
اللہ تعالیٰ کے (خاص) بندے کی عیب جوئی نہ کر بادشاہ پر چوری کا الزام نہ لگا
(ص: ۳۶۹) (۳۲۷۸/۵) (تج ص: ۳۲۶/۴)

اقبال:

گر می گفتارِ اعضائے مجالس الاماں یہ بھی اک سرمایہ داروں کی ہے جنگِ زرگری!
(بانگ درا: ص: ۲۶۱)

علامہ اقبال نے اس سورہ کی آیت نمبر ۶۳۵ خطبہ نمبر ۴ ”خودی۔ جبر و قدر، حیات بعد الموت“، صفحہ نمبر ۱۸۵ میں بھی

بیان کیا ہے۔

مکمل سورت ۹ آیات پر مشتمل ہے۔ مولانا کے تین اشعار منتخب کئے گئے انہوں نے پہلے اور تیسرے شعر میں آیت نمبر ۱ جبکہ دوسرے شعر میں آیت نمبر ۶۔ ۷ کو تلمیح کیا اور علامہ کے شعر میں اس سورت کے مفہوم کو اس طرح بیان کرتے ہوئے کہ عصر حاضر کی اسمبلیاں اور بحث و تجویز کے مختلف مقامات سرمایہ داروں کی نوراکشتی کے لیے مختص ہیں۔

سورہ اللّٰهَب (۱۱۱)

پہلی ہی آیت کے لفظ ”لّٰهَب“ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا۔ اس سورت کو ”تَبَّت“ اور ”مَسَد“ کے نام بھی دیئے گئے ہیں۔ تَبَّت کے معنی وہ ہلاک ہوئی، وہ خسارے میں رہی، وہ ٹوٹ گئی۔ ”مَسَد“ کے لغوی معنی مونج یا کھجور کی چھال سے خوب بٹی ہوئی رسی، ہیں۔

ترتیب تلاوت ۱۱۱ویں، ترتیب نزول ۶ویں، ۵ آیات اور ۳۳ الفاظ پر مشتمل قرآن حکیم کی مختصر سورتوں میں سے ایک مکی سورت ہے۔

ابولہب حضرت محمد ﷺ کا چچا تھا اور اس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا۔ وہ اپنی زندگی میں رسول خدا ﷺ کی دشمنی میں پیش پیش رہا اور اس کی بیوی جس کا نام ام جمیل تھا کو ردلی اور خبث باطنی میں کسی کافرہ سے کم نہ تھی اور آپ ﷺ کی راہ میں کانٹے اور جھاڑیاں ڈالتی تاکہ حضور ﷺ کو تکلیف ہو۔ یہ قرآن مجید کی وہ سورت ہے جس میں بطور خاص کسی کافر (ابولہب) کا نام لے کر کھلم کھلا اس کی تباہی اور ذلت کی خبر دی گئی۔ اس سورت میں ابولہب اور اس کی مذکورہ بیوی کے برے انجام کا ذکر ہے۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝ (مکمل سورت)

ٹوٹ گئے ابولہب کے ہاتھ اور نامراد ہو گیا وہ اور اُس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا وہ اُس کے کسی کام نہ آیا۔ ضرور وہ شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا اور (اُس کے ساتھ) اُس کی جو رومی، لگائی بھائی کرنے والی، اُس کی گردن میں مونج کی رسی ہوگی۔

مولانا روم:

دُرُوبِي اِنْدَا زِ اِهْلِ غَفْلَتْسْتِ كَانْ هَمَّه اِنْفَاقْهَا شَانْ حَسْرَتْسْتِ
قرآن میں غافلوں کے لیے دھمکی ہے کہ اُن کی یہ سب فضول خرچیاں حسرت (کا سبب) ہیں
(ص: ۹۹) (۲۲۲/۱) (تج: ص: ۲۳۲/۱)

پیش از آن کایام پیری در رسد گردنت بندد به حبل من مسد
اس سے پہلے کہ بڑھاپے کا زمانہ آجائے تیری گردن مونج کی رسی سے بند جائے
(ص: ۱۷۱) (۱۲۲/۲) (تج: ص: ۱۴۵/۲)

گفت ہر گاہی کہ خواہی می رسد بسی زچاہ و بسی زحبل من مسد
اس نے کہا جب بھی تو چاہتا ہے مل جاتا ہے بغیر کنوئیں اور بغیر مونج کی رسی کے
(ص: ۲۲۲) (۲۸۰۰/۲) (تج: ص: ۳۵۵/۲)

دید بر پشت عیال بولہب تنگ هیزم، گفت: حماله خطب
انہوں نے ابولہب کی بیوی کی کمر پر دیکھا ایندھن کا گٹھر، فرمایا ایندھن اٹھانے والی ہے
(ص: ۲۶۲) (۱۶۶۵/۳) (تج: ص: ۱۶۷/۳)

بستہ عشق اور ابہ خَبَلٍ مِّن مَّسَدِ عشق نے اس کو مونج کی رسی سے باندھا ہے (ص: ۳۳۰) (۳/۲۶۱۶) (ت ج ص: ۳/۳۳۷)	گوش دارا کنون کہ عاشق می رسد اب سُن، کہ عاشق پہنچتا ہے
گفت حق فی جِدِّهَا خَبَلُ الْمَسَدِ اللہ نے فرمایا ہے اس کے گلے میں مونج کی رسی ہے (ص: ۳۵۸) (۲/۱۱۱۹) (ت ج ص: ۴/۱۱۶)	می کشدشان سوی نیک و سوی بَدِ وہ ان کو نیک و بد کی طرف کھینچتا ہے
یاد کن فی جِدِّهَا خَبَلٌ... مَّسَدِ اس کے گلے میں مونج کی رسی ہے کو یاد کر لے (ص: ۳۳۹) (۵/۷۶۳) (ت ج ص: ۵/۸۲)	بسکُل این حبلی کہ حرص است و حسد اس رسی کو توڑ دے جو حرص اور حسد کی ہے
تا بند مشان بہ خَبَلٍ مِّن مَّسَدِ تاکہ میں اس کو مونج کی رسی میں باندھ لوں (ص: ۳۵۳) (۵/۹۲۸) (ت ج ص: ۵/۱۱۶)	گفت: یا رب بیش ازین خواہم مدد بولا! اے خدا میں اس سے زیادہ مدد چاہتا ہوں
در دو عالم همچو جُفَّتِ بُوْلَهَبِ دونوں جہان میں، ابولہب کی بیوی کی طرح (ص: ۳۵۸) (۵/۱۰۹۹) (ت ج ص: ۵/۱۱۶)	ورنہ حَمَّالِ حَطَبِ نَاشِی، حَطَبِ ورنہ تو ایندھن ہی ایندھن کا بار بردار ہوگا
همچو تَبَّتْ بَرروانِ بُوْلَهَبِ جیسے کہ ابولہب کی روح پرتے تبت (ص: ۵۷۳) (۶/۲۱۰۳) (ت ج ص: ۶/۲۱۰)	تا قیامت تُفَّ بَر و بَارَدِ زَرَبِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت تک اس پرتھوک بر سے گا
روز مُردن نیست زان فَنها مَدَدِ مرنے کے دن اُن فنون سے مدد نہیں ہے (ص: ۵۹۶) (۶/۲۹۱۳) (ت ج ص: ۶/۲۸۲)	آن هنرفی جِدِّهَا خَبَلٌ... مَّسَدِ وہ ہنر اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے

اقبال:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغِ مصطفوی ﷺ سے شرارِ بُولہبی (بانگِ در: ص: ۲۲۳)

یہ سورت فقط ۵ آیات کی حامل ہے۔ مکمل سورت کو مقالہ کی زینت بنایا گیا۔ مولانا کے ۱۱۱ ایسے شعر مل سکے جنہیں مولانا نے اس سورت کی چار آیات، پہلی آیت شعر نمبر ۱۰، دوسری آیت شعر نمبر ۱ چوتھی آیت شعر نمبر ۴ اور ۹ جبکہ پانچویں آیت کو شعر نمبر ۲-۳، ۵ تا ۱۸ اور ۱۱ کو مذکورہ آیات کے مختلف الفاظ اور مفہوم سے سجایا اور علامہ نے تو ایک ہی شعر میں بہت خوبصورتی سے کفار کے لیے بوہی اور مسلمانوں کے لیے چراغِ مصطفوی کے الفاظ کا کنایہ استعمال کر کے یہ بیان کیا کہ کفار ازل سے مسلمانوں کے لیے دشمن رہے ہیں۔

سورہ الْاِخْلَاصِ (۱۱۲)

لفظ ”الْاِخْلَاصِ“ اس سورت میں کہیں وارد نہیں ہوا، جبکہ عام طور پر تمام سورتوں کے نام سورت میں مذکور کسی نام پر رکھے گئے۔ چونکہ اس سورت کا مرکزی مضمون خالص توحید کا بیان ہے اور جو شخص بھی سمجھ کر اس کی تعلیم پر ایمان لے آئے گا وہ شرک سے خلاصی پا جائے گا۔ اسی لیے سورت کا یہ نام اس کے معنی کے لحاظ سے دیا گیا ہے اس سورت کے کچھ اور نام بھی ہیں: توحید، اساس، تجرید، تفویذ، معرفت، صمد، برائت اور نجات۔

ترتیب تلاوت ۱۱۲ ویں، ترتیب نزول ۲۲ ویں، آیات اور ۱۵ الفاظ پر مشتمل مختصر سورتوں میں سے ایک نئی سورت ہے۔ یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ چند الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی توحید، احدیت اور صمدیت کا واضح تصور دے کر تمام مشرکانہ تصورات کی جڑ کاٹ دی ہے اللہ جل شانہ کی وحدانیت اور بے نیازی کا بیان اس کی روح ہے۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ (آیت: ۱)

کہو، وہ اللہ ہے، یکتا

مولانا روم:

اَمْرٌ قُلْ زَيْنَ اَمْدَش: کای راستین
قل کا حکم اُن کو اس لیے دیا گیا کہ اے راست رو!
کم نخواهد شد بگو، دریاست این
کہیے، کم نہ ہوگا یہ دریا ہے
(ص: ۵۱۱) (۵/۳۲۰۰) (ت ج ص: ۳۵۳/۵)

تا به قُلْ مشغول گردد گوش نشان
تا کہ اُن کا کان بات میں مشغول ہو جائے
سوئی روی گُل نپَرْد هوش نشان
اُن کا ہوش پھول کے چہرے کی طرف پرواز نہ کرے
(ص: ۵۵۰) (۶/۴۰۳) (ت ج ص: ۸۲/۶)

اقبال:

ماسوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلمان ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
(بانگ درا: ص: ۲۰۸)

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے؟ فقط اک مسئلہ علم کلام!
(ضرب کلیم: ص: ۲۵)

لا الہ الا اللہ

خودی کا سرِ نہاں لا الہ الا اللہ
 خودی ہے تیغ، فساں لا الہ الا اللہ
 یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
 صنم کدہ ہے جہاں، لا الہ الا اللہ
 کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
 فریبِ سود و زیاں لا الہ الا اللہ
 یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند
 بتانِ دہم و گماں! لا الہ الا اللہ
 خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
 نہ ہے زماں، نہ مکاں! لا الہ الا اللہ
 یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
 بہار ہو کہ خزاں، لا الہ الا اللہ
 اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
 مجھے ہے حکمِ ازاں، لا الہ الا اللہ

جیسا کہ تعارف میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور بے نیازی اس سورت کی روح ہے۔ مولانا کے دیئے گئے
 دو اشعار میں اس سورت کی پہلی آیت کو تلخیص کیا گیا جبکہ علامہ نے تو دیئے گئے دو اشعار کے علاوہ ضربِ کلیم میں اس موضوع
 پر پوری غزل کہہ دی۔

ماحصل

اللہ پاک کا احسان ہے کہ اس ذات بابرکات نے بندہ کو تفویض کئے گئے مقالہ کو مکمل کرنے کی توفیق بخشی۔ میری کاوش اساتذہ محترم کے سامنے ہے۔ اس مقالے کا مختصر حاصل کلام ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

مولانا کا ظہور علامہ سے آٹھ سو سال قبل ہوا۔ اس طویل عرصہ میں دنیا میں بہت سے نئے علوم بھی متعارف ہوئے۔ مولانا اور علامہ میں اساسی تعلیمات درس قرآن ہے۔ اگر ہم علامہ کے احوال اور ان کی ذات پر لکھے گئے بہت سے آثار کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ علامہ رسول اکرم اور آل رسول سے عشق کے علاوہ جن اولیا اللہ مسلم اور غیر مسلم دانشوروں، صوفیوں، اہل علم و فضل اور فلسفیوں سے عقیدت رکھتے تھے ان کی ایک لمبی فہرست بنتی ہے۔ بلکہ اس موضوع پر دو کتب اقبال کے محبوب صوفیہ تالیف اعجاز الحق قدوسی، اور متعلقات خطبات اقبال مرتبہ ڈاکٹر سعید عبداللہ قابل ذکر ہیں لیکن رسول خدا اور آل رسول کے بعد جس شخصیت سے علامہ کو سب سے زیادہ عقیدت و ارادت، محبت و مودت تھی وہ مولانا کے علاوہ اور کوئی نہیں اور یہی وجہ ہے کہ علامہ ان کو اپنا مرشد معنوی کہتے ہیں اس ضمن میں باب اول میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

اس مقالہ کی اساس افضل الکتب، نور شرع و ہدایت، قرآن کریم اور اپنے اپنے اعصار کی دو ممتاز علمی و عرفانی شخصیات مولانا جلال الدین محمد رومی اور علامہ محمد اقبال کا اس فرقان حمید سے حصول عرفان اور اس کا بیان ہے۔ ان دونوں برگزیدہ شخصیات نے اس کو جس طرح سمجھا اور اس کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے اپنے ادوار میں مسلمانوں کو ہر ایک نے اپنے منفرد ادوار اس کے عصر کے حالات کے مطابق خصوصاً علامہ نے ام لکتاب سے بھرپور استفادہ کی دعوت دی۔ علامہ نے قرآنی تعلیمات سے مسلمانان عالم اور بالخصوص برصغیر ہند کے مسلمانوں کے دلوں پر موجود مغربی اور ایرانی گوسفندی فلسفہ کی سیاہی کو مٹانے کا بیڑا اٹھایا اور مسلمانوں کو حرکت، بیداری، اتحاد و یگانگت کا درس دیا۔

اس مقالہ کے موضوع کو جب مولانا کی مثنوی معنوی اور علامہ کے اردو کلام کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آٹھ سو صدیاں گزر جانے کے بعد جو معنوی تعلق پیر رومی اور مرید ہندی میں پیدا ہوا وہ کسی طور پر بھی خود ساختہ نہیں تھا بلکہ یہ تعلق طبعی اور معنوی تھا۔ پس مولانا اور علامہ کی قرآن فہمی میں جو مماثلت پائی جاتی ہے وہ ایک الہامی ربط ہے۔ جب مولانا کی مثنوی کے چھ دفاتر اور علامہ کے پورے اردو کلام کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی تمام آیات مولانا اور علامہ کے متعلقہ آثار میں اول سے آخر تک بغیر کسی ترتیب سے بکھری پڑی ہیں۔ مولانا یا علامہ نے کبھی بھی یہ نہ سوچا تھا کہ وہ جو شعر آج کہیں گے اس میں فلاں سورت یا فلاں سورت کی کون سی آیت کو تلخیصاً اپنے کلام میں جگہ دیں گے مولانا اور علامہ دونوں کوئی پیشہ ور شاعر نہ تھے بلکہ ان دونوں کے سارے کلام میں آیات کا جو ذکر ملتا ہے وہ ایک الہامی کیفیت میں ”آمد“ کا نتیجہ ہے نہ کہ ”آورد“ کا دونوں کے کلام کے مطالعاتی تجزیہ سے ایک حیران کن مماثلت سامنے آتی ہے جو دونوں نابخرو زگار کی ذہنی ہم آہنگی کو ثابت کرتی ہے۔

قرآن حکیم کی ۱۱۴ سورتوں میں فقط سورہ الحجر (۱۵) ایسی سورت ہے جس کی آیات کو دونوں نے اپنے اشعار میں

سچایا لیکن کوئی بھی آیت مشترک نہیں ہے جبکہ سورت الاحزاب (۳۳) سے سورہ الناس (۱۱۴) میں ۲۴ سورتیں ایسی ہیں جنہیں دونوں میں سے کسی ایک نے بھی ان سورتوں کی آیات کو اپنے اشعار میں جگہ نہ دی۔ ۸ سورتیں ایسی ہیں جن کی آیات کو علامہ نے اپنے اشعار میں نہ سچایا جبکہ مولانا نے اپنے اشعار کو ان سورتوں کی آیات سے مزین کیا اور چار (۴) سورتوں کو بھرپور انداز میں اپنی اپنی سخن سرائی میں جگہ دی۔ قرآن کی ۶۰ ویں سورت کے بعد ہمیں بہت سی سورتیں ایسی ملتی ہیں جن کے بارے میں دونوں خاموش ہیں۔ جو سورتیں جن شرائط کے سبب اس مقالہ میں شامل نہیں ان کے نام، نمبر اور شرائط کی تفصیل باب دوم میں دی گئی ہے۔ اس مقالے کی تحریر اور ترتیب میں یہ نکتہ واضح ہو جاتا ہے کہ مولانا نے قرآن کریم کی تعلیمات کو دینی نقطہ نظر سے معاشرے کی عام مثالوں حکایتوں اور داستانوں کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی جبکہ علامہ چونکہ قرآنی تعلیمات کے علاوہ بہت سے دنیوی علوم سے بھی بہرہ ور تھے وہ اہل مشرق تو تھے ہی مگر مغرب میں حصول تعلیم کے سلسلہ میں رہائش کے دوران۔ اس معاشرے کو بہت قریب سے دیکھنے کے بعد فرنگی شناس بھی بن گئے تھے۔ اس لیے علامہ کی ذات پر جو قرآنی تاثیر موجود تھی اس کے اظہار اور مسلمانوں کے ہر شعبہ زندگی کے اجتماعی، سیاسی و سماجی مسائل کے حل میں اس الہامی کتاب کی تعلیمات کی روشنی میں حل کرنے پر اصرار کرتے رہے۔

اس مقالے کی تدوین اور تجزیاتی مطالعہ سے ہمیں ان دونوں کے ایسے روحانی اور معنوی تعلق اور قرآن فہمی میں مماثلت کی بڑی واضح دلیل ملتی ہے۔

کتابیات (اردو)

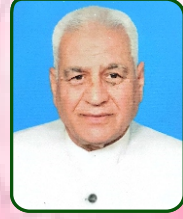
- ☆ ابو محمد مصلح، قرآن اور اقبال (حیدرآباد دکن: ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید، طبع ۱۳۵۹، ہجری قمری)
- ☆ اسرار احمد، ڈاکٹر، علامہ اقبال اور ہم (لاہور: مکتب مرکزی انجمن خدام القرآن، 36، کے ماڈل، طبع چہارم، ۱۹۸۵ء)
- ☆ اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر، مطالعہ تلمیحات و اشارات اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع دوم، ۲۰۰۴ء)
- ☆ اعجاز اللق قدوسی، اقبال کے محبوب صوفیہ (کراچی: اقبال کادمی پاکستان 5/457، لیاقت آباد، ۱۹۷۵ء)
- ☆ جلال الدین رومی، مولانا، مفتاح العلوم (۶ جلدیں) شارح مولانا محمد نذیر عرشی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۹۰-سرکلر روڈ۔ چوک انارکلی)
- ☆ جلال الدین رومی، مولانا، کلید مثنوی (۲۳ جلدیں) شارح مولانا محمد اشرف علی تھانوی (ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۱۳۲۶، ہجری قمری)
- ☆ جلال الدین رومی، مولانا، مثنوی معنوی مترجم قاضی سجاد حسین (۶ جلدیں) (لاہور: الفیصل اردو بازار۔ ۹ ستمبر، ۱۹۷۷ء)
- ☆ حمیدیزدانی، ڈاکٹر خواجہ، ذکر رسول مثنوی رومی میں (لاہور: مجلس ترقی ادب، کلب روڈ، طبع اول، ۱۹۵۸ء)
- ☆ عبدالکحیم، ڈاکٹر خلیفہ، حکمت رومی (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ۔ طبع دوم ۱۹۶۹ء)
- ☆ عبدالرحمن طارق، معارف اقبال (لاہور: اشاعت منزل، بل روڈ۔ اشاعت دوم سال طباعت ندارد)
- ☆ عبدالعزیز خالد، کجہ ارومیز (انک: سرمد اکادمی، محمد نگر۔ طبع اول، ۲۰۰۷ء)
- ☆ عمران لیاقت حسین، رومی و اقبال در حکمت قرآن (کراچی: مکتبہ حامدینہ پوسٹ بکس نمبر۔ طبع دوم، ۱۹۸۹ء)
- ☆ غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر، اقبال اور قرآن (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ایوان اقبال طبع ششم، ۲۰۰۶ء)
- ☆ غلام احمد پرویز، اقبال اور قرآن، طلوع اسلام ٹرسٹ (لاہور: دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ اردو بازار، طبع چہارم ۱۹۹۶ء)
- ☆ غلام احمد پرویز، مجلس اقبال، طلوع اسلام ٹرسٹ (لاہور: دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ، اردو بازار، طبع اول، ۱۹۹۶ء)
- ☆ فروز انفرد، بدیع الزمان، ڈاکٹر، احادیث مثنوی ترجمہ ڈاکٹر عبدالطیف (لاہور: پیپلز لمیٹڈ، ۱۹۷۵ء)
- ☆ محمد اقبال، ڈاکٹر کلیات اقبال (لاہور: شیخ علی اینڈ سنز، ۱۹۹۰، سرکلر روڈ، چوک انارکلی)
- ☆ محمد ظریف (قاضی) اقبال قرآن کی روشنی میں (لاہور: کتاب منزل، ۱۹۵۰ء)

مقالات (اردو)

- ☆ غلام دستگیر، فکر اقبال (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ مشن روڈ، طبع دوم ۱۹۵۶ء)
- ☆ کے۔ بی نسیم، ڈاکٹر (پشاور: ارمغان رومی، مجموعہ مقالات پشاور یونیورسٹی، ۱۹۷۸ء)
- ☆ لبنی کوثر ”اقبال اور قرآن کے موضوع پر لکھی جانے والی کتب کا جائزہ“ مقالہ ایم فل اقبالیات غیر مطبوعہ ڈاکٹر محمودہ ہاشمی، تاثری قرآن، سہ ماہی دانش، شمارہ جلد ۲۳، حصص ۷۸-۸۳ (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان)
- ☆ یعقوب توفیق، مقالات یوم اقبال ۱۹۶۷ء (کراچی: اقبال کونسل ریسٹ کیمپ روڈ)

کتابیات (فارسی)

- ☆ الہی قشہ ای حسین، سید شصت و پنج روز با قرآن ناشر تہران سخن (تہران ایران، ۱۳۹۰ ہجری شمسی)
- ☆ بہاء الدین خرمشاہی / سیا مک مختاری، قرآن مثنوی (تہران ایران: نشر قطره چاپ دوم، ۱۳۸۲ ہجری شمسی)
- ☆ بدیع الزمان فروز انفر، ڈاکٹر، احادیث مثنوی (تہران ایران: موسسہ انتشارات امیر کبیر، ۱۳۷۰ ہجری شمسی)
- ☆ بدیع الزمان فروز انفر، ڈاکٹر، آخذ قصص و تمثیلات مثنوی (تہران ایران: تہران یونیورسٹی، دوسرا ایڈیشن، ۱۳۴۷ ہجری شمسی)
- ☆ جلال الدین محمد بنی (مولانا) از نسخہ نیکلسون (تہران ایران، انتشارات گلی، ۱۳۷۱ ہجری شمسی)
- ☆ جلال الدین محمد مولوی شرح جامع مثنوی معنوی تالیف کریم زمانی (۷ جلدیں) (تہران ایران: انتشارات اطلاعات چوتھا ایڈیشن ۱۳۸۶ ہجری شمسی)
- ☆ شہین مقدم صفیاری، داکٹر، نقشی از اقبال (لاہور: بزم اقبال، لاہور ۱۹۹۰ء)
- ☆ عبدالباقی گولپیناری، مولانا جلال الدین (ترجمہ و توضیحات ڈاکٹر توفیق سبحانی) (تہران ایرانی: موسسہ مطالعات و تحقیقات فرہنگی ۱۳۶۳ ہجری شمسی)
- ☆ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۹۰- سرکلر روڈ۔ چوک انارکلی)
- ☆ محمد اکرم اکرام، ڈاکٹر سید، اقبال دار راہ مولوی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۸۲ء)
- ☆ محمد معین، ڈاکٹر فرہنگ معین (۶ جلدیں) آٹھواں ایڈیشن (تہران ایران: چابخانہ سپہا ۱۳۷۱ ہجری)



استاذ الاساتذہ، پروفیسر مظفر علی کاشمیری فارسی زبان و ادب کے معروف استاد، محقق، مصنف اور مترجم ہیں۔ فارسی زبان کے علاوہ انہیں انگریزی، اردو اور پنجابی زبانوں میں بھی یکساں مہارت حاصل ہے۔ انہوں نے کئی کتابوں کے اردو انگریزی سے فارسی زبان میں اور فارسی سے اردو میں تراجم کیے ہیں۔ فارسی وارد جرائد میں ان کے قریباً پینتیس کے قریب تحقیقی مقالات و مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ آپ ۲۰۰۲ء سے ایرانی ٹیلیویژن کے سٹوڈنٹس کو فارسی زبان و ادب کی تعلیم دے رہے ہیں۔ آپ انڈیا اور ایران کی متعدد جامعات میں منعقدہ کانفرنسز میں تحقیقی مقالے پیش کر چکے ہیں جن کی تفصیلات زیر مطالعہ کتاب کے آخر میں دے دی گئی ہیں۔

راقم الحروف کو سر مظفر علی کاشمیری سے ایم فل اور پی ایچ ڈی کے سٹوڈنٹس کو فارسی زبان و ادب کی تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ نہایت مہربان، شفیق، محنتی اور ذمہ دار استاد ہیں۔ آپ اپنے متعلمین، احباب اور اعزہ و اقارب کی سہولت و آسانی مد نظر رکھتے ہوئے ہر ممکن طریقے سے ان کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دین اسلام کے مطابق استاد کو روحانی باپ کا درجہ حاصل ہے مگر آج کل اکثر اساتذہ اس مقام پر فائز نظر نہیں آتے۔ سر مظفر علی کاشمیری کے اعلیٰ اخلاق، ان کی محبت، امید افزا و حوصلہ افزا اور عملی تعاون پر مبنی رویے کے پیش نظر یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ اپنے متعلمین کے لیے روحانی باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

استاد محترم سر کاشمیری قرآن حکیم، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ سے خصوصی محبت رکھتے ہیں۔ اسی لیے انہوں نے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر قرآن، رومی اور اقبال کے موضوعات پر تحقیقات سر انجام دیں۔ منفرد موضوعات پر ان کی یہ تحقیقات نہایت گراں قدر اور بہت زیادہ افادیت کی حامل ہیں۔ زیر مطالعہ کتاب استاد محترم کا ایم فل کا تحقیقی مقالہ جسے بزم فکر اقبال، انٹرنیشنل کے فورم سے شائع کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ قارئین اس کاوش کو پسند فرمائیں گے اور اپنے قیمتی مشوروں سے معاونت فرمائیں گے۔

ڈاکٹر محمود علی انجم



پیر رومی خاک را اکسیر کرد
از غبارم جلوہ ہا تعمیر کرد



نور ذات پبلشرز، لاہور
(شعبہ نشر و اشاعت: بزم فکر اقبال، پاکستان)

